بات کسی اور بیوی کو نہ بتائیں کہ میں نے آپؐ کو اختیار کیا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو بیوی مجھ سے پوچھے گی میں اُسے ضرور بتاؤں گا، کیونکہ اللہ نے مجھے مُبلّغ، معلّم اور آسانی پہنچانے والا بنا کر بھیجا ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے سختی اور تنگی میں ڈالنے والا بنا کر نہیں بھیجا ہے۔"

حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے دریافت کرنے کے بعد آپؐ نے دوسری بیویوں کو بھی اختیار دیا۔ سب بیویوںؓ نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے دیا تھا۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت زینبؓ سے نکاح اور پردہ کا حکم

حضرت زیدؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُنہ بولے بیٹے تھے۔ ان کا نکاح حضرت زینبؓ سے ہوا تھا۔ حضرت زیدؓ انہیں طلاق دینا چاہتے تھے۔

اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰهُ

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں مشورہ دیتے تھے کہ ایسا نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو، لیکن (کسی نہ کسی وجہ سے آخر) اُنہوں نے (اللہ اور رسُولؐ کے دئے ہوئے اختیار کی بنیاد پر) حضرت زینبؓ کو طلاق دیدی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حضرت زینبؓ کی دلجوئی اور متبنّٰی بنانے کی رسم کو ختم کرنے کی خاطر) ان سے نکاح کا اِرادہ کیا لیکن اِس اِرادہ کو ظاہر کرتے ہوئے آپؐ ڈرے (کہ لوگ یہ کہیں گے کہ اپنی بہو سے شادی کرلی) اللہ نے فرمایا کہ (اے رسُولؐ) اللہ ہی حقدار ہے کہ اُس سے ڈرا جائے (آپؐ لوگوں کی پرواہ نہ کیجئے بلکہ جو ارادہ کرلیا ہے اُسے کر گزریئے)

اِس حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زینبؓ کی عدّت ختم ہونے کے بعد حضرت زیدؓ کے ذریعہ پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت زیدؓ، حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے۔ وہ اُس وقت آٹا گوندھ رہی تھیں (پردہ کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا) حضرت زیدؓ نے اُن کو دیکھا تو اُن کے دل میں حضرت زینبؓ کی اتنی عظمت بیٹھ گئی کہ وہ اُن کی طرف دیکھ نہ سکے۔ اس کیفیّت کے پیدا ہونے کا سبب صرف یہ تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں پیغامِ نکاح بھیجا تھا (اور اب وہ زوجۂ رسُولؐ بننے والی تھیں) حضرت زیدؓ نے پیٹھ موڑی اور ایڑیوں پر پیچھے ہٹے۔ پھر حضرت زیدؓ نے کہا "اے زینبؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں پیغامِ نکاح بھیجا ہے۔" حضرت زینبؓ نے کہا "میں کوئی کام نہیں کرتی جب تک اپنے ربّ سے مشورہ نہ کرلوں۔" یہ کہکر وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑی ہوگئیں۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَیْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ

جب زیدؓ نے اُن سے تعلق منقطع کرلیا تو ہم نے آپؐ سے ان کا نکاح کر دیا (یہ کام ہم نے اس لئے کیا) تاکہ مؤمنین کے لئے اُن کے مُنہ بولے بیٹوں کی بیویوں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المظالم بابُ الغرفۃ عن عمرؓ وکتابُ النکاح باب موعظۃ الرجل ابنتہ، وباب ہجرۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نساءہٗ وکتابُ اللباس وصحیح مسلم کتابُ الطّلاق باب بیان ان تخییر امرأتہ الخ عن عائشہؓ وبابُ الایلاء عن عائشہؓ وعمرؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ دوہری خط صحیح بخاری میں ہے)

وَطَرًا ط وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ط سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ط وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا ۝ اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ {احزاب ۳۷ تا ۴۰}

سے جب وہ اُنہیں طلاق دیدیں نکاح کرنے میں کوئی پس وپیش نہ رہے اور اللہ کا حکم تو ہو کر رہتا ہے۔ نبی پر اس کام کے کرنے میں کوئی حرج نہیں جو اللہ نے اس پر فرض کر دیا ہے (نبی اللہ کے حکم کے مقابلہ میں رسم ورواج کی پرواہ نہیں کرتا) جو لوگ پہلے گذر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے، اللہ کا حکم واقع ہو کر رہتا ہے جو لوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں وہ اللہ ہی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے، حساب لینے کیلئے اللہ ہی کافی ہے۔ محمدؐ (زیدؓ کے باپ نہیں ہیں بلکہ) اہلِ اسلام تمہارے (بالغ) مردوں میں سے بھی وہ کسی کے باپ نہیں ہیں، وہ اللہ کے رسولؐ ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے۔ اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے مکان میں بغیر اجازت تشریف لے گئے[1] حضرت زینبؓ اس نکاح پر بڑا فخر کرتی تھیں۔ وہ ازواجِ مطہرات سے کہتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے گھر والوں نے کیا اور میرا نکاح اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اُوپر کیا[2]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینبؓ سے نکاح کیا تو نکاح کی صبح کو میری والدہ اُمِّ سُلیمؓ نے مجھ سے کہا "کاش ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تحفہ بھیجتے"۔ میں نے کہا "ضرور بھیجئے"۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ اُٹھیں اور اُنہوں نے ایک برتن میں کچھ کھجور، گھی اور پنیر رکھ کر اُن کا مالیدہ بنایا اور میرے ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اسے رکھ دو"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کچھ کھانا تیار کروایا تھا جو گوشت اور روٹی پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "فلاں فلاں آدمیوں کو بُلا لاؤ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند آدمیوں کے نام لئے پھر فرمایا "جس جس سے تم ملو اُس کو بُلا کر لے آؤ"۔ جب حضرت انسؓ حکم کی تعمیل کر کے واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر آدمیوں سے بھرا ہُوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالیدہ پر ہاتھ رکھ کر جو اللہ نے چاہا پڑھا۔ پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لئے بُلانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے فرماتے تھے "بسم اللہ کہہ کر اپنے آگے سے کھاؤ"۔ سب آدمیوں نے کھانا کھایا اور کھانا کھا کر واپس چلے گئے سوائے چند آدمیوں کے جو وہیں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دسترخوان اُٹھاؤ۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ کھانا دسترخوان بچھاتے وقت زیادہ تھا یا اُٹھاتے وقت۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت زینبؓ بھی پیٹھ موڑے دیوار کی طرف مُنہ کئے بیٹھی تھیں (جب دسترخوان اُٹھایا گیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُٹھنے کی تیاری کی، لیکن وہ لوگ پھر بھی نہ اُٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے تو اور سب آدمی بھی کھڑے ہو گئے اور اپنے اپنے گھر لوٹ گئے۔ صرف تین آدمی باقی رہ گئے۔

[1] صحیح مسلم کتاب النکاح باب زواج زینبؓ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب وکان عرشہ علی الماء عن انسؓ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے ان لوگوں کے نہ جانے سے رنج ہونے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر تا اُن سے کچھ نہیں کہا، آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کے حجروں کی طرف روانہ ہو گئے اور ہر نکاح کی صبح کو آپؐ کا یہ دستور تھا کہ آپؐ تمام بیویوں کے پاس جایا کرتے تھے۔ سب سے پہلے آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا "السلام علیکم اھل البیت ورحمۃ اللہ" (اے اہلِ بیت، تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت) حضرت عائشہؓ نے جواب دیا "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ"۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "اللہ آپؐ کو مبارک کرے۔ آپؐ نے اپنی بیوی کو کیسا پایا؟" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکے بعد دیگرے تمام بیویوںؓ کے پاس گئے۔ ہر ایک کو آپؐ نے اُسی طرح سلام کیا جس طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کیا تھا اور ہر ایک بیویؓ نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے دیا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ تین آدمی اب بھی بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی شرمیلے تھے لہٰذا آپؐ بغیر کچھ کہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان کی طرف چلے گئے۔ جب ان تین آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس تشریف لے جاتے دیکھا تو فوراً اُٹھ کر چل دئے۔ حضرت انسؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کے جانے کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے۔ آپؐ مکان کے اندر داخل ہو رہے تھے، آپؐ کا ایک پیر اندر تھا اور ایک پیر باہر کہ آپؐ پر پردہ کی آیت نازل ہوئی۔ حضرت انسؓ نے بھی اندر داخل ہونے کا ارادہ کیا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور حضرت انسؓ کے درمیان پردہ ڈال دیا۔ حضرت انسؓ صحن میں تھے۔ اُنہوں نے سُنا کہ اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیتیں تلاوت فرما رہے تھے:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِينَ إِنَاهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِنْ تُبْدُوا شَيْئًا أَوْ تُخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ

اے ایمان والو، نبیؐ کے گھروں میں نہ جایا کرو مگر صرف اس صورت میں کہ تمہیں کھانے کے لئے بُلایا جائے (پہلے سے جا کر) اس کے پکنے کا انتظار نہ کیا کرو (بلکہ جب کھانا تیار ہو جائے اور) تمہیں بُلایا جائے تو اندر جاؤ اور جب کھا چکو تو فوراً چلے آیا کرو۔ باتوں میں مصروف نہ ہوا کرو۔ اس بات سے نبیؐ کو تکلیف ہوتی ہے۔ وہ تم سے شرماتے ہیں لیکن اللہ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا اور (اے ایمان والو) جب تم نبیؐ کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ تمہارے اور اُن کے دلوں کے لئے پاکیزگی کی بات ہے اور تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم اللہ کے رسولؐ کو تکلیف پہنچاؤ اور یہ کہ اُن کے بعد اُن کی بیویوں سے نکاح کرو۔ بے شک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر تم کسی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ نبیؐ کی بیویوں کو اپنے باپوں سے، بیٹوں سے، بھائیوں سے بھتیجوں سے،

اَیۡمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِیۡنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدًا ۝ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمۡ عَذَابًا مُّهِیۡنًا ۝ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ بِغَیۡرِ مَا اكۡتَسَبُوۡا فَقَدِ احۡتَمَلُوۡا بُهۡتَانًا وَّاِثۡمًا مُّبِیۡنًا ۝ {احزاب ۵۳ تا ۵۸}

بھانجوں سے، اپنی عورتوں سے اور اپنے غلاموں سے پردہ نہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ انہیں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے۔ بے شک اللہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔ بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبیؐ پر رحمت بھیجتے ہیں اے ایمان والو، تم بھی نبیؐ پر نزولِ رحمت کی دُعاء کیا کرو اور سلام بھیجا کرو۔ جو لوگ اللہ اور رسولؐ کو تکلیف پہنچاتے ہیں (یعنی اللہ اور رسولؐ کو ناراض کرتے ہیں) اُن پر دُنیا اور آخرت میں لعنت ہے۔ اُن کے لئے اللہ نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ مؤمن مَرد اور عورتوں پر تہمت لگا کر اُنہیں تکلیف پہنچائیں تو اُنہوں نے بُہتان باندھا اور بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کیا۔[1]

حضرت زینبؓ کے نکاح پر تبصرہ اللہ تعالیٰ متبنّٰے بنانے کی رسمِ بد کو مٹانا چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی منشاء یہ تھی کہ لوگ کسی کو مُنہ بولا بیٹا نہ بنائیں۔ اگر غلطی سے بنالیں تو اُس کو صلبی و حقیقی بیٹے کی طرح نہ سمجھیں۔ نہ صلبی بیٹے کی طرح متبنّٰی کے حقوق تسلیم کئے جائیں۔ نہ متبنّٰی کی بیوی کو بہو سمجھا جائے۔ ان تمام باتوں کی اصلاح منظور تھی۔ جب کوئی شخص کسی رسمِ بد کی اصلاح کرنا چاہے تو اس کے لئے سب سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ خود اس پر عمل کر کے دکھائے۔ اس کے نمونہ کو دیکھ کر دوسرے لوگ عمل کریں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیونکہ اس رسم کی اصلاح کرنا چاہتے تھے لہٰذا آپؐ نے خود حضرت زینبؓ سے نکاح کرنے کا ارادہ کیا لیکن مشکل یہ تھی کہ یہ کام اُس زمانہ میں معیوب سمجھا جاتا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اندیشہ ہوا کہ لوگ بدنام کریں گے۔ طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔ لہٰذا آپؐ نے ابتداء میں اِس ارادہ کو ظاہر نہ فرمایا لیکن بعد میں حسبِ فرمانِ الٰہی اس کو ظاہر کر دیا اور اس پر عمل بھی کر لیا تاکہ ہر وہ شخص جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو ایسا کرنے میں نہ ہچکچائے اور بے دھڑک یہ کام کر ڈالے۔

پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد کا ایک واقعہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ایک دن حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ اپنے کسی کام سے باہر گئیں۔ وہ ایک جسیم (دراز قامت) عورت تھیں لہٰذا وہ اپنے پہچاننے والوں سے اپنے آپ کو چھپا نہیں سکتی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اُنہیں دیکھ لیا۔ اُنہوں نے کہا "اے سودہؓ، اللہ کی قسم تم ہم سے چھپ نہیں سکتیں۔ دیکھو تم کس طرح نکلتی ہو"۔ حضرت سودہؓ لوٹ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان میں رات کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ آپؐ کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی۔ حضرت سودہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مَیں اپنے کسی کام سے باہر گئی تھی۔ عمرؓ نے مجھ سے اس طرح کہا"۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی کچھ دیر بعد نزولِ وحی کی کیفیت دور ہو گئی۔ ہڈی ابھی تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دستِ مبارک میں تھی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاستئذان باب آیۃ الحجاب عن انسؓ و کتاب النکاح باب الہدیۃ للعروس و کتاب التفسیر باب لا تدخلوا بیوت النبی۔ صحیح مسلم کتاب النکاح میں بھی تقریباً یہی مضمون ہے۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے تمہیں اپنے کام کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دیدی ہے"۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | حضرت عمرؓ کا حضرت سودہؓ کو پکارنا اور اس قسم کے کلمات کہنا اس مقصد سے تھا کہ ازواجِ مطہراتؓ گھر کے باہر نکلنا بند کر دیں۔ ان کی یہ خواہش ان کے جذبۂ احترامِ رسُولؐ کی غمّاز ہے۔

دختر جَوْن | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرب کی ایک عورت کا ذکر کیا گیا (تاکہ آپؐ اُس سے نکاح کر لیں) اس عورت کا نام امیمہ بنت نعمان بن شراحیل تھا۔ اُس کو جونیہ اور دختر جَوْن بھی کہتے تھے[2] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حسبِ مشورہ) اُس سے نکاح کر لیا۔ پھر حضرت ابو اُسیدؓ کو حکم دیا کہ امیمہ کے پاس کسی کو بھیجیں۔ اُنہوں نے کسی آدمی کو بھیجدیا۔ امیمہ (اُس آدمی کے ساتھ) مدینہ منوّرہ آگئی، اس کے ساتھ اس کی دایہ بھی تھی جس نے اس کی پرورش کی تھی۔ یہاں وہ بنو ساعدہ کی ایک حویلی میں فروکش ہوگئی جو کھجوروں کے ایک باغ میں واقع تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت ابو اُسیدؓ وغیرہ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ جب آپؐ اُس باغ کی طرف چلے جس کا نام شَوْط تھا تو آپؐ کے اصحابؓ ایک جگہ پر جو دو دیواروں کے درمیان واقع تھی بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "یہیں بیٹھے رہنا" یہ کہکر آپؐ باغ کے اندر اُس حویلی میں تشریف لے گئے۔ جَوْن کی بیٹی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اپنا نفس مجھے دیدو" وہ آپؐ کو پہچان نہ سکی۔ اُس نے کہا "کیا ملکہ کسی بازاری آدمی کو اپنا نفس دے سکتی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو تسلّی و تشفّی دینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ اُس نے کہا "میں تم سے اللہ کی پناہ طلب کرتی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے بہت بڑے کی پناہ طلب کی ہے لہٰذا میں نے تمہیں اپنے سے پناہ دی۔ تم اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جاؤ"۔ یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے اصحابؓ کے پاس تشریف لائے۔ آپؐ نے حضرت ابو اُسیدؓ سے فرمایا کہ اس عورت کو اس کے گھر والوں کے پاس پہنچادو اور اُس کو دو کتّانی کپڑے اور کچھ سامان دیدو (جب وہ واپس جانے لگی تو) لوگوں نے اُس سے کہا "تمہیں معلوم ہے کہ یہ کون تھے" (جو تمہارے پاس آئے تھے؟) اُس نے کہا "مجھے نہیں معلوم" لوگوں نے کہا "یہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے"۔ یہ سُن کر اُس نے بڑے افسوس کے ساتھ کہا "پھر تو میں بڑی بدنصیب ہوں" (کہ زوجۂ مطہّرہ ہونے کا شرف مجھے نہ مل سکا)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ نے کچھ دیر بنو ساعدہ کے مکان میں قیام فرمایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سہلؓ سے فرمایا "اے سہل ہمیں پانی پلاؤ"۔ حضرت سہلؓ نے پانی لاکر آپؐ کو پلایا۔[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | جو شخص جتنا بھی اس واقعہ پر غور کرے گا اُتنا ہی وہ حیرت و استعجاب میں کھو جائے گا۔ قلم قاصر ہے کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جذباتِ اقدس، صفاتِ عالیہ اور ضبطِ نفس کی صحیح ترجمانی کر سکے۔ اللہ کی پناہ طلب کرنے کے بعد آپؐ کا اُس عورت کے پاس سے چلا آنا نہ صرف خشیتِ الٰہی کی بلکہ نبوّت کی بھی دلیل ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ الاحزاب۔ [2] جَوْن اُس عورت کے آباء و اجداد میں سے کسی کا نام تھا۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الاشربۃ باب الشرب من قدح النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن سہل بن سعدؓ۔ وکتابُ الطّلاق باب من طلّق عن عائشۃ صدیقہؓ وابی اُسیدؓ وسہل بن سعدؓ۔ صحیح مسلم کتابُ الاشربہ میں یہ واقعہ اختصار کے ساتھ مروی ہے۔

غزوۂ بنو مُصطَلِق (جنگِ مُرَیسِیع)

تقریباً انہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ بنو مُصطلِق پر حملہ کیا۔ راستہ میں آپؐ نے حضرت جابرؓ کو کسی کام کے لئے روانہ کیا۔ جب وہ واپس آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (سواری پر) نماز پڑھ رہے تھے (حضرت جابرؓ کو یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آپؐ نماز پڑھ رہے ہیں) اُنہوں نے کچھ بات کہی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا (اُنہوں نے بات بند کر دی۔ آپؐ نماز پڑھتے رہے) رکوع و سجود کیلئے آپ سر جُھکا دیا کرتے تھے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں "مجھے آپؐ کی قرأت کی آواز آ رہی تھی"۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا "میں نماز پڑھ رہا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا۔ اچھا بتاؤ تم نے وہ کام کر لیا؟"[1] (حضرت جابرؓ نے کیفیت بتائی)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مع اپنے اصحابؓ کے بنو مصطلق پر اچانک حملہ کیا۔ اُنہیں آپؐ کے آنے کی خبر نہیں ہوئی۔ جب آپؐ ان کے پاس پہنچے تو وہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور باقی لوگوں کو قید کر لیا۔ ان قیدیوں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں[2]۔ (لونڈی غلام تقسیم کر دئے گئے) بعض لوگوں کو عورتوں کی خواہش ہوئی لیکن انہوں نے یہ نہ چاہا کہ اُن کی لونڈیاں حاملہ ہوں لہٰذا اُنہوں نے عزل کا ارادہ کیا۔ پھر اُنہوں نے سوچا کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم موجود ہیں تو آپؐ سے بغیر پوچھے عزل کیوں کریں۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا، آپؐ نے فرمایا عزل نہ کرنے میں تمہارا کوئی حرج نہیں کیونکہ جو جان قیامت تک پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی[3] (یعنی عزل کرنا فضول ہے)

کچھ عرصہ بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ خفیہ طور پر زندہ گاڑنا ہے[4]" (گویا اس کی ممانعت فرما دی)

منافقین کی شرارتیں | **پہلی شرارت:۔** مہاجرین میں ایک شخص بہت ہی ظریف الطبع تھا۔ اُس نے مذاق میں ایک انصاری کی پیٹھ پر تھپّڑ مار دیا۔ انصاری کو غصّہ آ گیا۔ اُس نے انصار کو آواز دی۔ اُس مہاجر نے مہاجرین کو آواز دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ آوازیں سُنکر اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا "یہ ایّامِ جاہلیّت کی سی پکار کیسی؟ یہ کیا لوگوں کا حال ہے!" صحابہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پوری کیفیت سُنائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس پکار کو (ہمیشہ کے لئے) ترک کر دو۔ یہ خبیث پکار ہے[5]"۔

دوسری شرارت:۔ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ ہی میں تھے کہ حضرت زید بن ارقمؓ نے عبداللہ بن اُبیّ مُنافق کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ "جو لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ہیں اُن کو کچھ نہ دیا کرو (جب اُنہیں کچھ نہیں ملے گا تو) وہ خود ہی (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو چھوڑ کر) بھاگ جائیں گے۔ مہاجرین

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب تحریم الکلام فی الصّلوٰۃ عن جابرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الجہاد والسیر باب جواز الاغارۃ عن ابن عمرؓ۔ حضرت جویریہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حصّہ میں آئیں۔ آپؐ نے اُن سے نکاح کر لیا۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ بنی مصطلق عن ابی سعیدؓ و صحیح مسلم کتابُ الطّلاق باب حکم العزل۔ [4] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب جواز الغیلۃ عن جدامۃ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ البرّ الصّلۃ والآداب باب نصر الاخ ظالما او مظلوما عن جابرؓ و صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما یُنھی عن دعوی الجاہلیۃ۔ وکتابُ التفسیر سُورۃ المنافقون۔

نے ہم سے فریاد رسی کی تھی (ہم نے اُنھیں ٹھکانہ دیا لیکن یہ لوگ سر پہ چڑھ گئے) اب ہم یہ کریں گے کہ مدینہ پہنچکر جو عزّت والا ہے وہ ذلیل آدمی کو (مدینہ سے) نکال دیگا۔" حضرت زید بن ارقمؓ نے اس بات کا ذکر اپنے چچا سے یا حضرت عمرؓ سے کیا۔ اُنھوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو بُلایا۔ حضرت زیدؓ نے آپؐ سے بھی سارا واقعہ بیان کر دیا۔ پھر آپؐ نے عبداللہ بن اُبیّ اور اُس کے اصحاب کو بُلایا اور ان سے اس واقعہ کی تحقیق کی۔ تمام منافقین نے قسمیں کھا کر انکار کر دیا اور حضرت زیدؓ کی تکذیب کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو سچّا سمجھ لیا اور حضرت زید بن ارقمؓ کی بات کو غلط سمجھا۔ حضرت زیدؓ کو اس بات سے بہت صدمہ ہوا۔ وہاں سے اُٹھ کر وہ اپنی منزل میں جا کر بیٹھ گئے اور (کچھ دیر بعد) سو گئے (جب ان کے چچا کو معلوم ہوا تو وہ ان کے پاس آئے۔ حضرت زیدؓ کو غمگین دیکھکر) اُنہوں نے کہا "تمہاری یہ کیفیت غالباً اس لئے ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں جھوٹا سمجھا اور تم پر خفگی کا اظہار کیا۔"

(ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زیدؓ کو بُلایا۔ جب حضرت زیدؓ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا "اللہ نے تمہاری تصدیق کر دی"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نازل شدہ آیات کی تلاوت کی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن آیات میں مُنافقین کی تمام باتوں کی پول کھول دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

إِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ۘ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ إِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۭ وَإِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ۭ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ۭ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۭ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ أَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝

جب یہ مُنافق آپؐ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں، اللہ جانتا ہے کہ بے شک آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافقین جھوٹے ہیں (یہ آپؐ کو رسولؐ نہیں سمجھتے) انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کے راستہ سے روکتے رہتے ہیں اور (یہی کیا) یہ تو اور بھی بہت سی شرارتیں کرتے رہتے ہیں۔ یہ ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے لہٰذا ان کے دلوں پر مہر لگ گئی ہے اب یہ کچھ سمجھتے ہی نہیں۔ جب آپؐ انہیں دیکھیں تو جسم نہایت اچھّے، جب گفتگو کرتے ہیں تو دلپذیر گفتگو کرتے ہیں (بے ہمّت اتنے کہ) جیسے دیوار سے ٹکی ہوئی لکڑیاں (کہ بغیر سہارے کھڑی نہیں رہ سکتیں) ہر زور کی آواز کو اپنے لئے بلائے ناگہانی سمجھتے ہیں۔ یہی حقیقی دشمن ہیں۔ ان کی طرف سے بے خوف نہ ہو جانا۔ یہ بہک کر کہاں جائیں گے، اللہ انہیں ہلاک کرنے والا ہے۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُنافقین کو بُلوایا تاکہ ان کے لئے اللہ سے معافی مانگیں۔ منافقین نے متکبّرانہ انداز میں اپنے سر مٹکا دئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَإِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ

جب ان منافقین سے کہا جاتا ہے کہ (آؤ اب بھی توبہ کر لو) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمہارے لئے استغفار کریں گے

وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ○ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

(تمہارے گناہ معاف ہو جائیں گے) تو سر مٹکاتے ہیں اور اتراتے ہوئے مُنہ پھیر لیتے ہیں (اے رسولؐ) آپؐ ان کے لئے دُعائے مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ بے شک اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا اور (اے رسولؐ) بیشک یہ لوگ کہتے ہیں کہ جو لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ہیں اُن پر کچھ خرچ نہ کرو (جب انہیں کچھ نہیں ملیگا تو) خود بخود بھاگ جائیں گے۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ زمین و آسمان کے تمام خزانوں کا مالک تو اللہ ہے (وہ جس کو چاہے مالا مال کر سکتا ہے) یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ واپس پہنچیں گے تو عزّت والے ان ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال باہر کریں گے (وہ اپنے کو عزّت والا سمجھتے ہیں) حالانکہ عزّت تو اللہ کے لئے اُس کے رسولؐ کے لئے اور مُومنین کے لئے ہے لیکن مُنافقین اتنی بات بھی نہیں جانتے۔

حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "(یا رسُولَ اللہ) مجھے اجازت دیجئے کہ اس خبیث (عبداللہ بن اُبیّ) کی گردن اُڑا دوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو لوگ کہینگے کہ یہ (کیسے رسولؐ ہیں کہ) اپنے اصحاب کو (بھی) قتل کرتے ہیں"[1]۔

تیسری شرارت۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ پر تہمت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے۔ جس کے نام کا قرعہ نکلتا اُسے آپؐ اپنے ساتھ لیجاتے۔ جنگ بنو مصطلق کو جاتے وقت جب قرعہ ڈالا گیا تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا نام نکلا۔ حضرت عائشہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ کیونکہ پردہ کا حکم نازل ہو چکا تھا لہٰذا (کچھ آدمی) انہیں ہودج میں بٹھا کر سواری پر چڑھاتے اتارتے تھے۔ جب لڑائی ختم ہو گئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ مدینہ کے قریب آپؐ نے ایک مقام پر منزل کی۔ وہاں سے رات کے وقت آپؐ نے کوچ کا حکم صادر فرمایا۔ جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو کُوچ کا علم ہوا تو وہ قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئیں اور اسلامی لشکر سے کافی دور چلی گئیں۔ قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد جب وہ اپنی سواری کے قریب پہنچیں تو اُنہوں نے اپنے سینہ پر ہاتھ پھیرا۔ کیا دیکھتی ہیں کہ اُن کا ہار جو یمنی خزف کا بنا ہوا تھا غائب ہے۔ وہ سمجھیں کہ کہیں ٹوٹ کر گر گیا ہے۔ لہٰذا اُس کو تلاش کرنے کیلئے وہ واپس اُسی جگہ گئیں جہاں اُنہوں نے قضائے حاجت کی تھی۔ انہوں نے ہار تلاش کیا۔ تلاش کرتے کرتے اُنہیں کافی دیر ہو گئی۔ اسی اثناء میں اسلامی فوج اُس منزل سے روانہ ہو گئی۔ اُس زمانہ میں عورتیں بہت کم کھانا کھاتی تھیں۔ ان پر گوشت بہت کم ہوتا تھا لہٰذا ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ مزید برآں حضرت عائشہؓ ایک کم سِن لڑکی تھیں لہٰذا بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ اُن لوگوں نے جو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا ہودج چڑھاتے اُتارتے تھے ہودج اُٹھاتے وقت اُس کو ہلکا نہ جانا۔ وہ یہ سمجھے کہ حضرت عائشہؓ اس میں موجود ہیں لہٰذا انہوں نے اُسے اُونٹ پر رکھ دیا۔ اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سُورۃ المنافقون عن زید بن ارقمؓ و جابرؓ و ... احادیث الانبیاء باب ما ینہی عن دعوی الجاہلیۃ عن جابرؓ۔

اُونٹ کو لے کر روانہ ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو وہ ہار اسلامی لشکر کے روانہ ہونے کے بعد ملا۔ ہار کو لے کر وہ اپنی منزل پر آئیں تو دیکھا کہ وہاں کوئی بھی نہیں۔ وہ اپنی جگہ پر اس خیال سے بیٹھ گئیں کہ جب مسلمین کو ان کے گُم ہونے کا عِلم ہو گا تو اُنہیں ڈھونڈنے اِسی جگہ آئیں گے۔ کچھ دیر بعد انہیں نیند آئی اور وہ سو گئیں۔

حضرت صفوان بن معطل سلمیؓ جو بعد میں ذکوانی مشہور ہو گئے اسلامی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے۔ وہ صبح کے وقت حضرت عائشہؓ کے قریب پہنچے۔ کیونکہ انہوں نے پردِہ سے پہلے حضرت عائشہؓ کو دیکھا تھا لہٰذا دیکھتے ہی پہچان گئے اور کہا "انّا للہ وانّا الیہ راجعون" ان کلمات کی آواز سے حضرت عائشہؓ جاگ گئیں اور فوراً اپنی چادر سے اپنا مُنہ چھپا لیا۔ اُن دونوں نے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کی اور نہ حضرت عائشہؓ نے سوائے استرجاع (یعنی انّا لِلہ وانّا الیہ راجعون) کے ان کی زبان سے کوئی اور بات سُنی۔ حضرت صفوانؓ اپنے اُونٹ سے اُترے پھر اس کو بٹھا کر اُس کے ہاتھ پَیر باندھ دئے۔ حضرت عائشہؓ اس پر سوار ہو گئیں۔ حضرت صفوانؓ اُونٹ کی لگام پکڑ کر پیدل چلتے رہے یہاں تک کہ دوپہر کے وقت جبکہ سخت گرمی پڑ رہی تھی اسلامی لشکر سے جا ملے۔ مسلمین وہاں ایک جگہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے اسلامی لشکر میں عبداللہ بن اُبیّ اور مُنافقین کا ایک گروہ شامل تھا۔ اُن لوگوں کو موقع ملا اُنہوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی۔ اس تہمت کا اصل بانی منافقین کا سرغنہ عبداللہ بن اُبیّ تھا۔

اسلامی لشکر مدینہ منوّرہ پہنچا۔ مدینہ منوّرہ پہنچتے ہی حضرت عائشہ صدّیقہؓ بیمار ہو گئیں۔ بیماری نے طُول کھینچا یہاں تک کہ ایک مہینہ گذر گیا۔ اِس عرصہ میں عبداللہ بن اُبیّ اپنی مجلس میں اس تہمت کا ذکر کرتا۔ دوسرے منافقین بھی اس کی مجلس میں بیٹھ کر یہی تذکرہ کرتے اور وہ سُنتا رہتا۔ غرضکہ یہ بات پھیلتے پھیلتے ایک انصاری کو پہنچی۔ اُس نے سُنتے ہی فوراً کہا "اے اللہ تو پاک ہے۔ ہمارے لئے یہ زیبا نہیں کہ ہم یہ بات مُنہ سے نکالیں۔ اے اللہ تو پاک ہے۔ یقیناً یہ بُہتان عظیم ہے۔" منافقین کے علاوہ مؤمنین میں سے بھی تین آدمی اس بُہتان میں شریک ہو گئے یعنی حضرت حسّان بن ثابتؓ، مسطح بن اثاثہؓ اور حمنہ بنت جحشؓ۔ لوگوں میں اس تہمت کا چرچا ہونے لگا۔ وہ اس میں غور و فکر کرتے تھے لیکن حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو اس تہمت کا اب تک کوئی علم نہ تھا سوائے اس کے کہ وہ اپنی بیماری میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا وہ لُطف و کرم نہیں دیکھتی تھیں جو اس سے پہلے اپنی بیماری میں دیکھا کرتی تھیں۔ انہیں اس بات سے شک ہوتا تھا (کہ غالباً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ خفا ہیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لاتے، سلام کرتے اور یہ پوچھتے "تم کیسی ہو؟" پھر واپس چلے جاتے۔ کم سِنی کی وجہ سے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بھلے بُرے کا زیادہ شعور نہیں تھا (وہ نہ سمجھ سکیں کہ آخر کیا بات ہے)۔

جب حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بیماری سے افاقہ ہوا تو وہ ایک رات کو قضائے حاجت کیلئے نکلیں۔ گھروں میں اُس وقت تک بیت الخلاء نہیں بنائے گئے تھے۔ عورتیں صرف رات کے وقت ہی قضائے حاجت کیلئے باہر جایا کرتی تھیں۔ قدیم عربوں سے یہی دستور چلا آ رہا تھا۔ گھروں کے پاس بیت الخلاء بنانے سے اُنہیں تکلیف ہوتی تھی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ساتھ حضرت اُمِّ مسطحؓ بھی قضائے حاجت کے لئے نکلیں۔ حضرت اُمِّ مسطحؓ ابورہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔ اُن کی والدہ جو صخر بن عامر کی بیٹی تھیں، حضرت ابوبکرؓ کی خالہ تھیں۔

حضرت اُمّ مِسطَحؓ کے شوہر کا نام اثاثہ بن عباد بن عبدالمطّلب تھا۔ ان کے بیٹے کا نام مِسطَح تھا، اسی بیٹے کے نام پر ان کی کُنیت اُمّ مِسطَح تھی۔ قضائے حاجت کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ اور حضرت اُمِّ مِسطَحؓ واپس روانہ ہوئیں راستہ میں حضرت اُمّ مِسطَحؓ کا پاؤں چادر میں الجھ کر پھسل گیا۔ وہ کہنے لگیں "مسطح ہلاک ہو" حضرت عائشہؓ نے فرمایا "تم بُری بات کہہ رہی ہو۔ وہ تو بدری صحابی ہے۔" انہوں نے کہا "ارے دیوانی کیا تو نے نہیں سُنا کہ مسطح نے کیا کہا ہے۔" حضرت عائشہؓ نے پوچھا "مسطح نے کیا کہا ہے۔" حضرت اُمّ مِسطَحؓ نے تہمت کا سارا حال سُنایا۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی بیماری بڑھنی شروع ہوگئی۔ جب وہ گھر پہنچیں تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے سلام کیا، پھر پوچھا "تم کیسی ہو؟" حضرت عائشہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے والدین کے ہاں جانے کی اجازت مانگی تاکہ ان سے اس خبر کا مزید حال معلوم کریں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی اور ایک لڑکا ان کے ساتھ کر دیا۔

حضرت عائشہؓ اپنے والدین کے ہاں پہنچیں۔ اپنی والدہ حضرت اُمِّ رومانؓ سے پوچھا کہ لوگ (میرے متعلق) کیا کہہ رہے ہیں۔ حضرت اُمّ رومانؓ نے جواب دیا "اے بیٹی، گھبراؤ نہیں، ایسی عورتیں بہت کم ہیں جو خوبصورت ہوں، کسی محبّت کرنے والے شوہر کے پاس ہوں۔ پھر اُن کی سوکنیں بھی ہوں اور اُنہیں تہمت نہ لگائی جائے۔" حضرت عائشہؓ نے کہا "سُبحان اللہ، کیا لوگ واقعی یہ بات کہہ رہے ہیں؟" اتنے میں ایک انصاری عورت آئی اور کہنے لگی "اللہ فلاں شخص کے ساتھ بُرائی کرے۔" حضرت اُمّ رومانؓ نے کہا "تم نے یہ کیا بات کہی؟" اُس عورت نے کہا "میرا بیٹا بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہے۔" حضرت اُمِّ رومانؓ نے پُوچھا "آخر یہ کیا قصّہ ہے؟" (اسکی کیا تفصیل ہے؟) اُس عورت نے پُورا قصّہ بیان کیا۔ جب وہ بیان کر چکی تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے پوچھا "کیا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی یہ بات سُنی ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا "کیا ابوبکرؓ نے بھی یہ بات سُنی ہے؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ صدّیقہؓ بے ہوش ہو کر اپنی والدہ پر گر پڑیں۔ ہوش آیا تو لرزہ کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ حضرت اُمِّ رومانؓ نے ان پر رضائی وغیرہ ڈالدی اور اُنہیں اچھی طرح اُس میں چھپا دیا۔

اسی اثنار میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے۔ آپؐ نے پوچھا "ان کا کیا حال ہے؟" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "انہیں سخت لرزہ کا بخار چڑھا ہوا ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید تہمت کی خبر سُن کر بخار آگیا ہے؟" حضرت اُمِّ رومانؓ نے کہا "ہاں" حضرت اُمِّ رومانؓ کہتی ہیں پھر آپؐ چلے گئے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔

(جب بخار سے ذرا افاقہ ہوا تو) حضرت عائشہؓ رونے لگیں۔ رات بھر روتی رہیں۔ نہ آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی۔ روتے روتے صبح ہوگئی۔ حضرت صفوانؓ کو جب اس تہمت کا علم ہوا تو کہنے لگے اللہ کی قسم میں کبھی کسی عورت کے پاس نہیں گیا۔

اِس واقعہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی بہت پریشان تھے (لوگوں کا مُنہ بند کرنے کی خاطر) آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے چال چلن کے متعلق تحقیقات شروع کی۔ پہلے آپؐ نے اپنی بیوی حضرت زینبؓ سے دریافت کیا۔ حضرت زینبؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اپنی آنکھ اور کانوں کو بچاتی ہوں (میں نے اُن میں نہ کوئی بُرائی دیکھی نہ سُنی) اللہ کی قسم میں بجز بھلائی کے کچھ نہیں جانتی۔" حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

کی تمام بیویوں میں صرف زینبؓ میری برابر کی مُدّعی تھیں لیکن اُن کے زہد و تقوٰے نے اُنہیں (میری بُرائی کرنے سے) بچالیا۔ باوجود اس کے کہ ان کی بہن (حَمنَہ بنت جَحش) تہمت لگانے والوں میں شامل تھیں، (لیکن اُنہوں نے اپنی بہن کی بات کو صحیح نہ سمجھا) حَمنہ حضرت زینبؓ سے جھگڑنے لگیں اور ہلاک ہونے والی جماعت میں شامل ہوکر وہ بھی ہلاک ہوئیں (یعنی تہمت لگاکر گناہ کا ارتکاب کیا اور پھر سزا پائی)"

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی بن ابی طالبؓ اور اُسامہ بن زیدؓ کو بُلایا اور اپنی بیوی حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی علیٰحدگی کے سلسلہ میں اُن سے مشورہ لیا۔ حضرت اُسامہؓ نے کہا "وہ آپؐ کی بیوی ہیں (بھلا ان سے یہ کام کیسے ہوسکتا ہے) آپؐ بدستور انہیں اپنے پاس ہی رکھئے۔ ہم بجز بھلائی کے اُن کے متعلق کچھ نہیں جانتے"۔ حضرت علیؓ بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے معاملہ میں سلامت رہے (کسی قسم کا شُبہ نہیں کیا) البتّہ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غم غلط کرنے کیلئے) یہ عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ نے آپؐ پر کوئی تنگی نہیں کی۔ آپؐ کے لئے ان کے علاوہ بہت عورتیں ہیں۔ (لیکن پہلے) آپؐ خادمہ سے تو پوچھیں۔ وہ آپؐ کو صحیح بات بتادے گی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خادمہ کو جن کا نام بَرِیرَہؓ تھا بُلوایا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "کیا تم نے عائشہؓ کی کبھی کوئی ایسی بے جا حرکت دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟" حضرت بریرہؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچّا نبی بنا کر بھیجا ہے میں نے ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جس کی وجہ سے میں عائشہؓ کو تہمت لگا سکوں۔ وہ تو اتنی (بھولی) کم سِن لڑکی ہیں کہ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں۔ پلی ہوئی بکری آکر اُسے کھا جاتی ہے"۔ ایک شخص نے اُنہیں دھمکا کر کہا کہ "سچ سچ بیان کرو"۔ حضرت بریرہؓ نے کہا "سُبحان اللہ میں تو عائشہؓ کو اس طرح بے عیب جانتی ہوں جس طرح جوہری خالص سُرخ سونے کی ڈلی کو بے عیب جانتا ہے"۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور اظہارِ حقیقت اسی دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پر تشریف لے گئے۔ آپؐ نے فرمایا "کون ہے جو اُس شخص کے مقابلہ میں میری مدد کرسکے جس نے میری بیوی کے معاملہ میں مجھے سخت صدمہ پہنچایا ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا اور جس شخص کا نام اِس سلسلہ میں اُنہوں نے لیا ہے اس کے متعلق بھی سوائے بھلائی کے میں کوئی اور گمان نہیں کرسکتا۔ وہ میری عدم موجودگی میں کبھی میرے گھر میں نہیں آیا"۔ یہ سُن کر بنو عبدالاشہل کے بھائی حضرت سعد بن معاذؓ کھڑے ہوئے اور کہا "یارسُولَ اللہ، میں آپؐ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ اوس قبیلہ کا آدمی ہے تو میں اس کی گردن اُڑادوں گا اور اگر ہمارے بھائی خزرج قبیلہ کا آدمی ہے تو جو حکم آپؐ دیں گے ہم اُس کی تعمیل کریں گے"۔ یہ سُن کر قبیلۂ خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے۔ یہ بہت اچھّے آدمی تھے لیکن اس موقع پر پھسل گئے۔ قومی حمیّت اور غرور نے اُنہیں اُبھارا۔ کہنے لگے "تم جھوٹے ہو، واللہ تم خزرجی کو قتل نہیں کرسکتے اور نہ اُس کے مارنے پر قادر ہوسکو گے۔ اگر وہ تمہاری قوم سے ہوگا تو تم اُس کے قتل کو پسند نہیں کروگے"[1]۔ یہ سُن کر حضرت اُسَید بن حُضَیر کھڑے ہوئے۔ یہ حضرت سعد بن معاذؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضرت اُسَیدؓ نے حضرت سعد بن عبادہؓ سے کہا،

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ ابھی تک قومی حمیّت سے متاثّر تھے۔ ابھی تک ان کا پوری طرح تزکیۂ نفس نہیں ہوا تھا۔ لیکن بتدریج ان کا اور اسی قسم کے دوسرے صحابیوں کا تزکیۂ نفس ہوا اور پھر وہ ایسے ہوگئے کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

"تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی قسم ہم اُسے مار ڈالیں گے۔ تم منافق ہو کہ منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو۔" اس بات پر اوس اور خزرج دونوں قبیلے اتنا بھڑکے کہ لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابھی منبر پر ہی تھے۔ آپؐ اُن کو چُپ کرتے رہے یہاں تک کہ بالآخر وہ چپ ہو گئے۔

حضرت عائشہؓ کا غم اور صدمہ ان دونوں قبیلوں کے اختلاف کی وجہ سے اُس دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی عملی قدم نہ اُٹھایا۔ اُس دن بھی حضرت عائشہ صدّیقہؓ مسلسل روتی رہیں، نہ آنسو تھمتے تھے نہ نیند آتی تھی۔ دوسری رات بھی اسی طرح گذر گئی۔ ان کے والدین نے ان کے پاس بیٹھے بیٹھے صبح کر دی۔ حضرت عائشہؓ کو روتے ہوئے اب دو راتیں اور ایک دن ہو گیا تھا۔ اس عرصہ میں نہ اُنکے آنسو تھمے نہ اُنکی آنکھ لگی۔ وہ اور ان کے والدین ڈر رہے تھے کہ ان کے رونے سے کہیں ان کا کلیجہ نہ پھٹ جائے۔ ان کی والدہ بھی ان کے پاس بیٹھی ہوئی رو رہی تھیں۔ اسی اثناء میں ایک انصاری عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ اُنہوں نے اجازت دی۔ وہ عورت اندر آکر بیٹھ گئی اور ان کے ساتھ وہ بھی رونے لگی۔ یہ لوگ اسی حال میں تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے اور سلام کر کے حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھ گئے۔ تہمت کے بعد اُس دن پہلی مرتبہ آپؐ حضرت عائشہؓ کے پاس بیٹھے۔ ایک مہینہ تک مسلسل آپؐ نے حضرت عائشہؓ کے معاملہ میں وحی کا انتظار کیا لیکن ابھی تک وحی نازل نہیں ہوئی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیٹھتے وقت کلمۂ شہادت پڑھا۔ پھر حمد و تشہّد کے بعد فرمایا "اے عائشہؓ تمہارے متعلّق ایسی ایسی خبر سُننے میں آئی ہے۔ اگر تم بَری ہو تو اللہ عنقریب تمہاری بَرِیّت کی خبر دیدے گا اور اگر تم سے گناہ ہو گیا تو اللہ سے اپنی بخشش کی دُعاء کرو، اُس کی طرف رجوع کرو کیونکہ بندہ جب گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اُس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔"

اگرچہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یقین تھا کہ حضرت عائشہؓ بَری ہیں جیسا کہ آپؐ خطبہ میں فرما چکے تھے تاہم آپؐ نے یہ کلمات صرف اس لئے کہے کہ ساری اُمّت کے لئے نصیحت و موعظت کا کام دیں۔ اپنے یقین کی بنیاد پر نہ آپؐ نے بریّت کا اعلان فرمایا، نہ مجرموں کو سزا دی تاکہ کسی شخص کو بدظنی کا موقع نہ ملے۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی بات ختم کی تو حضرت عائشہؓ کے آنسو بالکل خشک ہو گئے آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ ٹپکا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے والد حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپؐ میری طرف سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جواب دیجئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کیا جواب دوں۔ پھر حضرت عائشہؓ نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بات کا جواب دیجئے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کیا جواب دوں۔ یہ جواب سُن کر حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے جو ایک نوعمر لڑکی تھیں اور اُس وقت تک بہت زیادہ قرآن بھی پڑھی ہوئی نہیں تھیں جواب دینے کا ارادہ کیا۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سُنی ہے اور وہ تمہارے دلوں میں جم گئی ہے اور تم نے اُسے مان بھی لیا ہے۔ اب اگر میں یہ کہوں کہ مَیں بَری ہوں تو تم مجھے سچّا نہ سمجھو گے اور اگر میں تم سے اِس اَمر کا اقرار کر لوں حالانکہ اللہ جانتا ہے میں اس سے بَری ہوں تو تم مجھے سچّا سمجھو گے۔ اللہ کی قسم میں اپنی اور تم لوگوں کی مثال یوسف (علیہ السّلام) کے باپ کی مثل سمجھتی ہوں جبکہ اُنہوں نے یہ کہا تھا "فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ" میں بھی (ان کی طرح) خوبصورتی کے ساتھ صبر کرتی ہوں

اور جو کچھ تم لوگ کہہ رہے ہو اُس پر اللہ ہی میرا مددگار ہے۔" یہ کہکر حضرت عائشہؓ منہ پھیر کر اپنے بچھونے پر لیٹ گئیں وہ فرماتی ہیں اللہ کو علم تھا کہ میں بری ہوں (لہٰذا مجھے اُمید تھی کہ) اللہ ضرور میری بریّت بیان کرے گا۔ لیکن اللہ کی قسم میں یہ نہیں جانتی تھی کہ اللہ میری شان میں ایسی وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی۔ میں اپنی دانست میں اپنی شان کو اتنا بلند نہیں سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملہ میں کلام فرمائے گا۔ مجھے تو بس یہ اُمید تھی کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں میرا بری ہونا ظاہر کر دے گا۔ اللہ کی قسم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابھی اپنی جگہ سے اُٹھنے بھی نہ پائے تھے اور نہ گھر کا کوئی آدمی باہر جانے پایا تھا کہ آپؐ پر وحی نازل ہونے لگی اور جو شدّت آپؐ پر بوقت نزولِ وحی ہوا کرتی تھی وہ شروع ہو گئی۔ سردی کا دن ہونے کے باوجود وحی کے بوجھ سے آپؐ کے جسمِ اطہر سے پسینہ موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر سے وہ شدّت دور ہوئی، آپؐ ہنستے ہوئے اُٹھے اور فرمایا "اے عائشہؓ اللہ کا شکر ادا کرو، اللہ بزرگ و برتر نے تمہیں بری کر دیا۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ ۚ لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم ۖ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُم مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ ۚ وَالَّذِي تَوَلَّىٰ كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ ۝ لَّوْلَا جَاءُوا عَلَيْهِ بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ ۚ فَإِذْ لَمْ يَأْتُوا بِالشُّهَدَاءِ فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ۝ وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ أَبَدًا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ

جن لوگوں نے یہ بہتان لگایا ہے وہ تم ہی میں سے ایک جماعت ہے (یعنی جماعتِ منافقین) اس بہتان کو اپنے لئے بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے اچھا ہے (کہ اس کی وجہ سے تمہیں صدمہ پہنچا، صدمہ پر صبر کرنے کی تربیت ہوئی اس صبر پر تم کو ثواب ملا۔ اہلِ بیت نبوی یعنی ازواجِ مطہراتؓ کی فضیلت و عظمت ظاہر ہوئی۔ منافقین کی حقیقت کھل کر سامنے آگئی۔ سُنی سُنائی باتوں پر یقین کر لینے کی بُرائی ظاہر ہوئی۔ غلط بات کو سُننے اور سُنکر اُس کی تردید نہ کرنے کی مذمّت نازل ہوئی۔ رسولؐ کا کلمہ پڑھ کر ناموسِ رسولؐ کے خلاف زہر افشانی ایمان کے منافی قرار دی گئی۔ بُرائی اور فحش بات کو پھیلانے کا سدِّباب کیا گیا۔ مؤمن کو مؤمن کے متعلق حُسنِ ظن رکھنے کی تاکید کی گئی وغیرہ وغیرہ) اس بہتان میں جس شخص کا جتنا حصّہ ہے اُتنا ہی اُس کا گناہ بھی ہے اور جس نے اس بہتان کا سب سے بڑا بوجھ اُٹھایا ہے یعنی جو اس فتنہ کا بانی ہے اُس کو بہت ہی بڑا عذاب ہوگا۔ اے مؤمنو! جب تم نے یہ بات سُنی تھی تو کیوں نہ اپنے دلوں میں نیک گمان کو جگہ دی اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح بہتان ہے۔ ان بہتان لگانے والوں نے اپنی تصدیق کے لئے چار گواہ کیوں نہ پیش کئے اور جب یہ گواہ پیش نہ کر سکے تو پھر اللہ کے نزدیک یہ

آلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ جھوٹے ہیں (ورنہ وہ گواہ جھوٹے قرار پاتے۔ یہ لوگ بری ہو جاتے) اگر دُنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت نہ ہوتی تو اس بہتان کی وجہ سے تم پر بڑا سخت عذاب نازل ہوتا۔ (اے مؤمنو!) جب تم اس تہمت کا ذکر اپنی زبانوں سے کر رہے تھے اور مُنہ سے وہ بات نکال رہے تھے جس کا تمہیں کچھ بھی علم نہ تھا تو تم اُسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔ اور جب تم نے یہ بات سُنی تھی تو کیوں نہ کہا کہ ہمارے شایان شان نہیں کہ ہم (کلمہ پڑھ کر) ایسی بات زبان پر لائیں۔ (تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ) اے پروردگار تو پاک ہے (جب تو پاک ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تیرے رسولؐ کی اہلیہؓ پاک نہ ہو۔ اے اللہ تو پاک۔ تیرا رسولؐ بھی پاک اور اُس کی زوجہؓ بھی پاک۔ صلّی اللہ علی النّبیّ وعلیٰ ازواجہ المطہّرات) پھر تم نے یہ کیوں نہ کہا کہ یہ تو بہتانِ عظیم ہے۔ اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی بات نہ کرنا۔ اللہ (تمہیں سمجھانے کیلئے) اپنی آیات کو وضاحت سے بیان کر رہا ہے۔ اللہ جاننے والا ہے، حکمت والا ہے (وہی جانتا ہے کہ اس واقعہ میں کیا حکمت تھی) اور (اے مؤمنو! سُن لو کہ) جو لوگ مؤمنین کے مُعاشرہ میں بے حیائی کی باتوں کو پھیلانا چاہتے ہیں اُن کے لئے دُنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے (کہ بے حیائی کی باتوں سے کیا کیا خرابیاں رُونما ہوتی ہیں) اور اگر اللہ کا فضل اور اُس کی رحمت شاملِ حال نہ ہوتی (تو پھر سخت عذاب نازل ہوتا) بے شک اللہ نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے (کہ سچّے مؤمنوں کو عذاب سے بچا لیا اور انہیں توبہ کی توفیق دی)

ان آیات کے سُننے کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ طاہرہ و مطہّرہ کی والدہ ماجدہ نے حضرت عائشہ مطہّرہؓ سے کہا کہ اُٹھو اور کھڑی ہو کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شکریہ ادا کرو۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ طاہرہ و مطہّرہ نے جواب دیا "اللہ کی قسم میں کسی کی طرف اُٹھ کر نہ جاؤں گی اور نہ اللہ کے سوا کسی کا شکر ادا کروں گی"[1]

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ {نور ۲۱}

اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، اور جو شخص شیطان کے قدم بقدم چلے تو شیطان اُسے فحش اور بُرائی ہی کا حکم دے گا۔ اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے ایک بھی شخص کبھی پاک نہ ہوتا (دائمی عذاب میں مبتلا ہوتا) اللہ جس کو چاہتا ہے پاک کرتا ہے اور اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

حضرت ابو بکر صدّیقؓ نے حضرت مسطحؓ بن اثاثہ کا خرچ ان کی مفلسی اور رشتہ داری کی وجہ سے اپنے ذمّہ لے رکھا تھا۔ حضرت مسطحؓ تہمت لگانے والوں میں شامل تھے۔ جب حضرت عائشہ صدیقہؓ کی بریّت نازل ہوئی

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ وامّ رومانؓ وکتابُ التفسیر کتابُ الشہادات وکتابُ الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ وصحیح مسلم کتابُ التوبہ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ کثرتِ بُکا سے جگر پھٹنے کا اندیشہ حضرت عائشہؓ کو ہوا یہ صرف صحیح بخاری میں ہے اور یہی اندیشہ ان کے والدین کو ہوا یہ صرف صحیح مسلم میں ہے۔ انصاری کے الفاظ "یہ بہتانِ عظیم ہے....." یہ صرف صحیح بخاری کتابُ الاعتصام میں ہیں)۔

تو حضرت ابو بکرؓ (مسطح سے ناراض ہو گئے، انہوں) نے کہا "اللہ کی قسم میں مسطح کو اب کبھی کچھ نہ دوں گا"۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ {نور ۲۲}

جو لوگ تم میں صاحب فضل و وسعت ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ رشتہ داروں، محتاجوں، اور ہجرت کرنے والوں کو کچھ نہیں دیں گے۔ ان کو چاہیئے کہ معاف کر دیں، درگذر کریں (اے مؤمنو!) کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ اللہ تم کو بخش دے، اللہ بخشنے والا، رحم کرنیوالا ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا "واللہ مجھے اپنی بخشش بہت پسند ہے، اللہ کی قسم میں یہ نفقہ بند نہیں کروں گا"۔ الغرض انہوں نے مسطح کا وظیفہ پھر جاری کر دیا[1]

قرآن مجید کے طرزِ بیان اور سلسلۂ کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بہتان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بہت غصہ آیا تھا، یہ اسی غصہ کا اظہار ہے جو مندرجہ ذیل آیتوں سے معلوم ہوتا ہے۔ ہدایت و تنبیہ جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○ يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللَّهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ○ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○ {نور ۲۳ تا ۲۶}

جو لوگ پاک دامن، بے خبر، ایمان دار عورتوں پر تہمت لگائیں اُن پر دُنیا اور آخرت دونوں جگہ لعنت ہے اور ان کے لئے عذابِ عظیم (تیار) ہے (اس عذاب میں وہ) اُس دن (داخل کئے جائیں گے) جس دن اُنکی زبانیں، اُن کے ہاتھ اور اُن کے پیر اُن کے اعمال کی گواہی دیں گے۔ اُس دن اللہ اُن کو پُورا اور ٹھیک (انصاف کے مُطابق) بدلہ دے گا۔ اُس دن اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ اللہ ہی سچّا (اور سچ کو سچ کر) دکھانے والا ہے۔ ناپاک عورتیں ناپاک مَردوں کے لئے ہوتی ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے۔ پاک عورتیں پاک مَردوں کیلئے ہوتی ہیں اور پاک مَرد پاک عورتوں کے لئے۔ یہ پاکیزہ لوگ ان لوگوں کی تہمتوں سے پاک ہیں، ان کے لئے مغفرت اور عزّت کی روزی ہے (کیونکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پاک و مقدّس ہیں لہٰذا ان کی بیویاں بھی پاک اور مقدّس ہیں اور جو الزام حضرت عائشہؓ پر لگایا گیا وہ جھوٹ ہے۔ یہ آیت ازواجِ مطہّرات کے لئے مغفرت اور رزقِ کریم یعنی جنّت کی بشارت دیتی ہے)

حضرت حسّان بن ثابتؓ اگرچہ تہمت لگانے والوں میں شامل تھے لیکن جب حضرت عائشہ صدّیقہ مطہّرہؓ کے سامنے کوئی اُنہیں بُرا بھلا کہتا تو اُسے بُرا بھلا کہنے سے روک دیا کرتی تھیں[2]۔ وہ فرماتی تھیں کہ حسّان رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے کُفّار سے جھگڑتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت حسّانؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب حدیث الافک و کتاب التفسیر و کتاب الشہادات عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التوبہ باب فی حدیث الافک عن عائشہؓ۔

سے کُفّار کی ہجو کرنے کی اجازت طلب کی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میرے نسب کو ہجو سے کیسے بچاؤ گے" (جبکہ کُفّارِ قریش کا اور میرا نسب ایک ہے) حضرت حسّانؓ نے عرض کیا "میں آپؐ کو مشرکین سے اس طرح علیٰحدہ کرلوں گا جس طرح آٹے میں سے بال بالکل صاف نکل آتا ہے"۔ حضرت حسّانؓ نے حضرت عائشہؓ کے متعلق یہ شعر کہا تھا:۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ — باوقار، تیز فہم، کسی کے شک سے ان پر تہمت نہیں
وَتُصْبِحُ غَرْثَىٰ مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ — لگائی جا سکتی۔ وہ صبح کو بے خبر عورتوں کے
گوشت سے بھوکی اُٹھتی ہیں[1] (یعنی کسی کی غیبت نہیں کرتیں)

متفرّق واقعات

حضرت ابو طلحہؓ کا صدقہ | حضرت ابو طلحہؓ کھجور کے درختوں کے اعتبار سے مدینہ کے تمام انصار پر فوقیت رکھتے تھے۔ ان کا سب سے زیادہ محبوب مال بَیرُحاء باغ تھا جو مسجد کے سامنے تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس باغ میں تشریف لیجایا کرتے تھے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ (اے مُومنو! تم اُس وقت تک نیکی حاصِل نہیں کرسکتے جب وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيمٌ ۝ (آل عمران ۹۲) تک وہ چیز نہ خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہے اور جو چیز بھی تم خرچ کروگے اللہ اُسے جانتا ہے (اس کی بُرائی کو تم اللہ سے نہیں چھپا سکتے)

تو حضرت ابو طلحہؓ کھڑے ہوگئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ یہ فرماتا ہے کہ تم ہرگز نیکی حاصِل نہیں کرسکتے جب تک اُس چیز کو خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہے، اور میرا سب سے زیادہ محبوب مال بَیرُحاء باغ ہے، وہ میں اللہ کے راستہ میں صدقہ کرتا ہوں، میں اس کی نیکی اور اس کے اللہ کے ہاں ذخیرہ ہونے کا اُمّیدوار ہوں، لہٰذا اے اللہ کے رسُولؐ آپ اسے اُس جگہ خرچ کریں جہاں خرچ کرنے کے متعلّق اللہ آپؐ کو سُجھائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بہت خوب! یہ تو بہت نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بہت نفع بخش مال ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم اسے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو"۔ حضرت ابو طلحہؓ نے کہا "یا رسُولَ اللہ بہت اچھا (مَیں ایسا ہی کروں گا)" الغرض اس باغ کو اُنہوں نے اپنے رشتہ داروں خصوصًا چچازاد بھائی بہنوں میں تقسیم کردیا۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہؓ نے وہ مال حضرت حسّانؓ اور حضرت اُبَیؓ کو بھی دیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ میں ان کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار تھا مجھے کچھ نہیں دیا[2] (غالبًا اس وجہ سے کہ حضرت انسؓ انکی کفالت میں تھے)

سزائے رجم اور یہودی | ایک دن کچھ یہودی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "تم زنا کرنے والے کو کیا سزا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حدیث الافک عن عائشہؓ ومسروق وصحیح مسلم باب فضائل حسّانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ آل عمران عن انسؓ وکتابُ الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب وکتابُ الوکالۃ وصحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ عن انسؓ۔

دیتے ہو"۔ اُنہوں نے کہا ہم اس کا مُنہ کالا کر کے مارتے ہیں اور دونوں کو گدھے پر سوار کر کے مخالف سمت میں ان کا مُنہ کر کے گشت کراتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا سنگسار کرنے کا حکم تمہیں توریت میں نہیں مِلتا"؟ اُنہوں نے کہا "ہمیں توریت میں ایسا کوئی حکم نہیں ملا"۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ (جو اس وقت وہاں موجود تھے) کہنے لگے "تم جھوٹ کہتے ہو۔ توریت لاؤ، اگر تم سچّے ہو تو اسے پڑھو"۔ یہودی توریت لے آئے۔ اُن کے مدرّس نے سنگسار کے حکم پر ہاتھ رکھ کر اُوپر نیچے سے پڑھنا شروع کر دیا۔ آیۂ رجم کو تلاوت نہیں کیا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے اس کا ہاتھ ہٹایا اور کہا "یہ کیا ہے؟" جب اُنہوں نے اُسے دیکھا تو کہا "ہاں یہ سنگسار کرنے کا حکم ہے"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں مسجد کے قریب اُس مقام پر سنگسار کر دئے گئے جہاں جنازے رکھے جاتے تھے، جب ان پر پتھر مارے جا رہے تھے تو وہ مَرد اُس عورت کو بچانے کی خاطر اُس کے اُوپر آجاتا تھا۔[1]

مہر میں قرآن مجید کی تعلیم | ایک دن ایک عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی "میں اپنا نفس اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے لئے ہبہ کرتی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے تو نکاح کی حاجت نہیں"۔ یہ سُن کر وہ عورت وہیں بیٹھ گئی۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ اس عورت کا نکاح مجھ سے کر دیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے (مہر میں) کچھ دو، گھر جا کر دیکھو کہ تمہارے پاس کیا ہے"۔ وہ شخص گھر گیا پھر واپس آیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ کی قسم کچھ بھی نہیں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر جا کر دیکھو (اور اسے کچھ دو) خواہ لوہے کی انگوٹھی ہی سہی"۔ وہ شخص پھر گھر گیا۔ واپس آکر کہا "اے اللہ کے رسُولؐ اللہ کی قسم لوہے کی انگوٹھی بھی نہیں ہے۔ بس یہ میرا تہ بند ہے (اس کے علاوہ کچھ نہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تہ بند سے کیا ہوگا، اگر تم باندھو گے تو اس کے بدن پر کچھ نہ ہوگا اور اگر وہ باندھے گی تو تمہارے جسم پر کچھ نہ ہوگا"۔ یہ سُن کر وہ شخص خاموش ہو گیا اور بڑی دیر تک بیٹھا رہا۔ پھر کھڑا ہوا اور واپس جانے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے پیٹھ پھیر کر جاتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ نے حکم دیا کہ اسے بُلاؤ۔ لوگوں نے اسے بُلایا۔ جب وہ آیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے فرمایا "تمہیں کتنا قرآن یاد ہے"؟ اُس نے چند سُورتوں کے نام لئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ میں نے بعوض اس قرآن کے جو تمہیں یاد ہے اُس عورت کا نکاح تم سے کر دیا تم ان سُورتوں کی تعلیم اس عورت کو دیدینا[2] (یہی اس کا مہر ہو جائے گا)"

ضیافتیں | (۱) ایک دن حضرت ابو شعیب انصاریؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مُبارک پر بھوک کے آثار پائے۔ انہوں نے گھر جا کر اپنے غلام سے جو قصائی کا کام کرتا تھا کہا کہ "ہمارے لئے پانچ آدمیوں کا کھانا تیار کر دو، میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کرنا چاہتا ہوں"۔ پھر حضرت ابو شعیبؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ کو چار آدمیوں کے ساتھ کھانا کھانے کی دعوت دی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے گھر روانہ ہوئے تو ایک آدمی زائد آپؐ کے ساتھ ہو گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سُورۃ آلِ عمران باب "قل فأتوا بالتورٰۃ" عن عبداللہ بن عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الحدود (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

[2] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن عن سہل و صحیح مسلم کتابُ النکاح باب الصداق وجواز کونہ تعلیم القرآن۔

حضرت ابو شعیبؓ کے گھر کے دروازہ پر پہنچے تو آپؐ نے فرمایا "یہ صاحب ہمارے ساتھ چلے آئے ہیں، اگر تم اجازت دو (تو یہ ٹھہر جائیں) اور اگر تم چاہو تو یہ واپس چلے جائیں"۔ حضرت ابو شعیبؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میں نے ان کو بھی اجازت دی"۔[1]

(۲) ایک دن حضرت ابو طلحہؓ نے اپنی بیوی حضرت اُمِّ سُلَیمؓ سے کہا "میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آواز میں بہت نقاہت محسُوس کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ آپؐ بھُوکے ہیں۔ کیا تمہارے پاس کچھ کھانا وغیرہ ہے (کہ آپؐ کو بھیجا جائے)" حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے کہا "ہاں"۔ یہ کہکر حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے جَو کی چند ٹکیاں نکالیں اور اُن کو ایک دوپٹّہ میں لپیٹا، پھر اُنہوں نے اپنے لڑکے حضرت انسؓ کو ایک چادر اُڑھائی اور اس چادر کے اندر ان ٹکیوں کو چھپا دیا۔ پھر ان کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں روانہ کیا۔ جب حضرت انسؓ وہ ٹکیاں لے کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے تو اُس وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چند آدمیوں کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت انسؓ وہاں پہنچکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کھڑے ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان سے پوچھا "کیا تمہیں ابو طلحہؓ نے بھیجا ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا کھانے کے لئے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا چلو (ابو طلحہؓ کے ہاں چلیں) یہ کہکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اصحابؓ کے روانہ ہوئے۔ آگے آگے حضرت انسؓ روانہ ہوئے اور گھر پہنچکر حضرت ابو طلحہؓ کو آپؐ کی آمد کی خبر سُنائی۔ جب حضرت ابو طلحہؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مع احباب کے آنے کی خبر ہوئی تو اُنہوں نے کہا "اے اُمِّ سُلَیمؓ! رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع چند اصحابؓ کے تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ان سب کو کھلا سکیں"۔ حضرت اُمِّ سلیمؓ نے کہا "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر حضرت ابو طلحہؓ استقبال کے لئے باہر گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملاقات کی۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابو طلحہؓ ساتھ ساتھ مکان میں داخل ہوئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُمِّ سُلَیمؓ! جو کچھ تمہارے پاس ہو لے آؤ"۔ اُنہوں نے وہ ٹکیاں پیش کر دیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ان کا مالیدہ بناؤ۔ فوراً اُس کا مالیدہ بنایا گیا۔ مالیدہ تیار ہونے کے بعد حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے اُس پر کچھ گھی ٹپکا دیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھانے پر ہاتھ رکھکر کچھ پڑھا، برکت کی دُعا کی۔ پھر دس دس آدمیوں کو بُلا کر کھلانا شروع کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے جاتے تھے "اللہ کا نام لیکر کھاؤ"۔ (لوگ اندر آتے اور کھانا کھا کر چلے جاتے) یہاں تک کہ تمام آدمیوں نے جنکی تعداد اَسّی تھی سیر ہو کر کھانا کھایا اور واپس چلے گئے۔ سب کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور گھر والوں نے کھانا کھایا۔ کھانا اب بھی اُتنا ہی باقی تھا جتنا کہ شروع میں تھا۔ گھر والوں نے وہ بچا ہوا کھانا پڑوسیوں کے ہاں بھیجدیا۔[2]

(۳) ایک دن ایک درزی نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت کی۔ حضرت انسؓ بھی ساتھ تھے۔ اُس درزی نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آگے جَو کی روٹی، لَوکی کا سالن اور کچھ بُھنا ہوا گوشت رکھّا۔ رسُول اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الاشربۃ باب مایفعل الضیف اذا تبعہ غیر من دعاہُ عن ابی مسعودؓ و صحیح بخاری کتاب الاطعمۃ فی باب بین۔

[2] صحیح مسلم کتابُ الاشربۃ باب جواز استتباع غیرہٗ عن انسؓ و صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ وکتابُ الایمان والنذور۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم لوکی کے قتلے برتن کے کناروں سے اُٹھا اُٹھا کر کھا رہے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں "اُس دن سے میں بھی لوکی سے محبت کرتا ہوں"[1]۔

حضرت حسّانؓ اور مشرکین کی ہجو ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "کُفّار کی ہجو میں اشعار کہو کیونکہ اُنہیں اپنی ہجو تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ شاق گذرتی ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو حضرت ابنِ رواحہؓ کے پاس بھیجا (اُس نے حضرت ابن رواحہؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا پیغام پہنچایا) حضرت ابن رواحہؓ نے (حکم کی تعمیل میں) ایک ہجو کہی لیکن وہ ہجو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پسند نہ آئی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو حضرت کعب بن مالکؓ کے پاس بھیجا اور ایک آدمی کو حضرت حسّانؓ کے پاس روانہ کیا۔ حضرت حسّانؓ حاضرِ خدمت ہوئے اور کہنے لگے "وہ وقت آگیا ہے کہ آپؐ نے اس شیر کو بلایا ہے جو اپنی دم سے مارتا ہے؟" پھر اپنی زبان باہر نکالی اور اُسے ہلایا، پھر عرض کیا "قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کافروں کو اپنی زبان سے اس طرح پھاڑ دوں گا جیسے چمڑے کو پھاڑا جاتا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے حسّانؓ جلدی نہ کرو، ابوبکرؓ قریش کے نسب کو بخوبی جانتے ہیں اور کیونکہ میں بھی قرشی ہوں لہٰذا جب تک وہ میرے نسب کو تمہیں علیحدہ کر کے نہ بتادیں (کچھ نہ کہو)" حضرت حسّانؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اُن سے قریش کے نسب کا حال معلوم کر کے پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ! ابوبکرؓ نے آپؐ کا نسب مجھ سے بیان کر دیا قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپؐ کو قریش سے اس طرح نکال لوں گا جس طرح آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "روح القدس (یعنی جبریلؑ) تمہاری مدد کرتے رہیں گے جب تک تم اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی طرف سے جواب دیتے رہو گے"۔ الغرض حضرت حسّانؓ نے کُفّار کی ہجو اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں بہت سے اشعار لکھے، جن میں سے چند درجِ ذیل ہیں:-

(۱) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ — تو نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بُرائی کی۔ میں نے اُس کا
وَعِنْدَ اللّٰهِ فِيْ ذَاكَ الْجَزَآءُ — جواب دیا اور اس کا بدلہ تو مجھے اللہ تعالےٰ ہی عنایت فرمائے گا۔

(۲) هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا حَنِيْفًا — تو نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہجو کی جو نیک ہیں،
رَسُوْلَ اللّٰهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَآءُ — حنیف ہیں، اللہ تعالیٰ کے رسُولؐ ہیں، وفاداری ان کی خصلت ہے

(۳) فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِيْ — بیشک میرے باپ، دادا اور میری آبرو
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَآءُ — سب محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت بچانے کیلئے قربان ہے

(۴) ثَكِلَتْ بُنَيَّتِيْ اِنْ لَمْ تَرَوْهَا — میری بیٹی ہلاک ہو جائے اگر تم گھوڑوں کو مقامِ
تُثِيْرُ النَّقْعَ مِنْ كَنَفَيْ كَدَآءٍ — کداء کے دونوں طرف غبار اُڑاتے نہ دیکھو

(۵) يُبَارِيْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ — وہ گھوڑے جو تمہاری طرف دوڑتے ہوئے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ باب جواز اکل المرق وصحیح بخاری کتاب الاطعمۃ باب المرق۔

عَلٰی اَکْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَاءُ نگاہوں سے سرتابی کرتے جاتے ہیں، ان کے
شانوں پر خون کے پیاسے لچکدار نیزے ہوتے ہیں۔

(۶) تَظَلُّ جِيَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ ہمارے گھوڑے دوڑتے ہوئے آئیں گے، انکے
تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ مونہوں کو عورتیں اپنے دوپٹوں سے صاف کرتی ہونگی۔

(۷) فَاِنْ اَعْرَضْتُمُوْا عَنَّا اعْتَمَرْنَا اگر تم ہم سے رُوگردانی کروگے تو ہم عُمرہ کریں گے
وَكَانَ الْفَتْحُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاءُ اور پھر فتح ہو جائے گی اور پردہ ہٹ جائے گا۔

(۸) وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ يَوْمٍ ورنہ اُس دن کے مقابلہ کا انتظار کرو
يُعِزُّ اللّٰهُ فِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ جس دن اللہ تعالیٰ جسے چاہیگا عزّت عطا فرمائیگا

(۹) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے ایک بندہ کو رسول بناکر
يَقُوْلُ الْحَقَّ لَيْسَ بِهٖ خَفَاءُ بھیجا ہے۔ وہ سچّی بات کہتا ہے جس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

(۱۰) وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ يَسَّرْتُ جُنْدًا اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ میں نے ایک لشکر تیّار کر دیا ہے
هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ وہ انصار ہیں جن کا مقصد دشمن کا مقابلہ کرنا ہے۔

(۱۱) يُلَاقِيْ كُلَّ يَوْمٍ مِنْ مَعَدٍّ ہم تو روزانہ لڑائی کی تیّاری میں لگے رہتے ہیں
سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءُ کافروں کو بُرا کہنا، لڑنا یا ہجو کرنا ہمارا کام ہے۔

(۱۲) فَمَنْ يَهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ تم میں سے اگر کوئی شخص اللہ کے رسولؐ کی ہجو کرے
وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءُ یا ان کی مدح کرے یا ان کی مدد کرے سب برابر ہے

(۱۳) وَجِبْرِيْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْنَا کیونکہ اللہ کے پیامبر جبریلؑ ہم میں موجود ہیں
وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَيْسَ لَهٗ كِفَاءُ وہ رُوح القُدس ہیں جن کا کوئی ہمسر نہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "حسّان نے قریش کی ہجو کر کے مؤمنین کے قلوب کو تسکین عطا کر دی اور کافروں کی عزّت کو تباہ کر دیا"[1]

ابوسفیانؓ جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے اُن کو مخاطب کر کے حضرت حسّانؓ نے کہا:۔

وَاِنَّ سَنَامَ الْمَجْدِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ بزرگی اور شرافت آلِ ہاشم میں بنتِ مخزومؓ
بَنُوْ بِنْتِ مَخْزُوْمٍ وَوَالِدُكَ الْعَبْدُ کی اولاد کو ملی ہے اور تیرا باپ[2] تو غلام تھا۔

عتبان بن مالکؓ کے ہاں تشریف آوری حضرت عتبان بن مالکؓ بدری صحابی تھے۔ ایک دن انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ میری بینائی کمزور ہو گئی ہے میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھاتا ہوں۔ جب بارش ہوتی ہے تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو وادی ہے اُس میں سیلاب آجاتا ہے پھر میں اُس کو پار نہیں کر سکتا اور اُن کی مسجد پہنچکر اُن کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپؐ کسی دن میرے

---

[1] صحیح مسلم باب فضیلۃ حسّانؓ عن عائشہؓ [2] بنتِ مخزوم، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دادی تھیں۔ ابوسفیان کی دادی ایک غلام کی لڑکی تھیں۔ یہ ابوسفیان وہ نہیں ہیں جو حضرت امیر معاویہؓ کے والد ہیں یہ ابوسفیان مغیرہ بن الحارث بن عبدالمطّلب ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چچازاد بھائی ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دادی عبدالمطّلب کی دوسری بیوی تھیں، غلام زادی نہیں تھیں۔ [1] صحیح مسلم باب فضیلۃ حسّانؓ عن عائشہؓ

گھر پر تشریف لاکر نماز پڑھیں تو پھر میں اُسی جگہ کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" انشاء اللہ ہم (کسی دن تمہارے ہاں) آئیں گے"۔ الغرض ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت ابوبکرؓ دن چڑھے ان کے ہاں جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ ان کے مکان پر پہنچکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت مانگی۔ اُنہوں نے اجازت دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر تشریف لے گئے اور بیٹھنے سے پہلے فرمایا "تم کس جگہ نماز پڑھوانا چاہتے ہو؟" حضرت عتبانؓ نے گھر کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس جگہ کھڑے ہوگئے۔ آپؐ نے اللہ اکبر کہا، اور لوگ بھی آپؐ کے پیچھے صف بناکر کھڑے ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور آپؐ کے ساتھ ہی سب نے سلام پھیر دیا۔ نماز کے بعد گھر والوں نے آپؐ کو خزیرہ کھلانے کے لئے روک لیا جو انہوں نے آپؐ کے لئے تیار کیا تھا۔ اتنے میں اہلِ محلّہ کو معلوم ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں تشریف لائے ہیں تو سب تیزی کے ساتھ بڑی کثیر تعداد میں حضرت عتبانؓ کے گھر میں اکھٹے ہوگئے۔ اُن لوگوں میں سے کسی نے کہا "مالک بن دُخشن کہاں ہے؟" اُن میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ وہ منافق ہے۔ اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت نہیں کرتا۔ پھر اُن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی کہ اُس کے لئے بددُعا کریں کہ وہ ہلاک ہوجائے یا کسی آفت میں مبتلا ہوجائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ بات نہ کہو، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُس نے لاالٰہ الّا اللہ پڑھا ہے"۔ لوگوں نے عرض کیا "وہ زبان سے کہتا ہے۔ دل میں اُس کے کچھ بھی نہیں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے اللہ کی رضاجوئی کی نیت سے کلمہ پڑھا ہے"۔ یہ سُن کر ایک شخص نے کہا "اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں، ہم نے تو اس وجہ سے یہ بات کہی تھی کہ (بظاہر) ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہ منافقین کی خیر خواہی کرتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک اللہ نے اُس شخص پر دوزخ کو حرام کردیا ہے جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے لاالٰہ الّا اللہ پڑھے اور یہ تسلیم کرے کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں"[1]۔

حضرت خولہؓ کا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے اپنا نفس ہبہ کرنا حضرت خولہ بنتِ حکیمؓ نے ایک دن اپنے نفس کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کیا۔ حضرت عائشہؓ کہنے لگیں کیا اس عورت کو شرم نہیں آتی کہ وہ اپنے نفس کو ایک مرد کے حوالہ کررہی ہے۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی

تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْٓ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَآ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ○ {احزاب ۵۱}

(اے رسولؐ) آپؐ کو اختیار ہے کہ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں اور اگر آپؐ کسی بیوی کو علیحدہ کرنے کے بعد واپس بُلالیں تو بھی آپؐ پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ اجازت اس لئے ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں (اور وہ یہ سمجھ کر کہ آپؐ کو کسی بیوی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں آپؐ مختار ہیں جہاں چاہیں چلے جائیں تو آپؐ کے جانے سے) رنجیدہ نہ ہوں، اور جو کچھ آپؐ اُنہیں دیں اُسے لیکر خوش رہیں۔ اللہ کو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُس کا بھی علم ہے۔ وہ جاننے والا، حلم والا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المساجد فی البیوت عن عتبان و باب صلوٰۃ النوافل جماعۃ۔ صحیح مسلم کتاب الایمان و کتاب الصلوٰۃ۔ خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں۔

اسی آیت کے ساتھ یہ آیت بھی نازل ہوئی :-

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ط {احزاب ۵۰}

اور اگر کوئی مؤمن عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے اور نبی اُس سے نکاح کرنا چاہے (تو کر سکتا ہے۔ اے نبیؐ) یہ حکم خاص آپؐ کیلئے ہے، مؤمنین کے لئے نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "میں دیکھتی ہوں کہ اللہ آپؐ کی خواہش کے مطابق (حکم نازل) کرتا ہے[1]"۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُس بیوی سے جس کی نوبت ہوتی دوسری بیوی کے ہاں جانے کی اجازت لیا کرتے تھے (یہ اجازت طلب کرنا محض انکی دلجوئی کے لئے تھا ورنہ آیتِ بالا کی رُو سے یہ اُن کا حق نہیں تھا کہ اپنے حق کا دعویٰ کرتیں) حضرت عائشہؓ سے جب آپؐ اجازت لیتے تو وہ عرض کرتیں "اگر آپؐ مجھ سے پوچھتے ہی ہیں تو میں تو آپؐ کا کسی اور کے پاس جانا پسند نہیں کرتی[2]"۔ (یعنی ناپسند تو کرتی ہوں لیکن آپؐ کو روک نہیں سکتی)

ایک سفر کا واقعہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کا ارادہ کیا۔ آپؐ نے ازواجِ مطہراتؓ کے درمیان قرعہ اندازی کی۔ قرعہ اندازی میں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ کا نام نکلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کو اپنے ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ (اکثر ایسا ہوتا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت حضرت عائشہؓ کے اُونٹ کے قریب چلتے۔ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اُونٹ پر اور میں تمہارے اُونٹ پر سوار ہو جاؤں، پھر دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا اچھا۔ الغرض اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے قریب آئے جس پر حضرت حفصہؓ سوار تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سلام کیا اور اُن کے ساتھ چلتے رہے۔ کچھ دور جا کر مؤمنین نے پڑاؤ کیا۔ حضرت عائشہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب نہ پا کر اپنے پیروں کو اِذخر گھاس میں ڈال دیا اور کہنے لگیں "اے ربّ مجھ پر کسی بچھو یا سانپ کو مسلّط کر دے کہ وہ مجھے کاٹ کھائے۔ میں اس بات کی قدرت نہیں رکھتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی کہوں کیونکہ وہ تو تیرے رسولؐ ہیں[3]"۔

(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبّت تھی اور آپؐ کا بے حد احترام کرتی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی ذہانت، ان کے تقویٰ، ان کے لحاف میں وحی کا نزول وغیرہ خصوصیات کی بناء پر ان سے زیادہ محبّت کرتے تھے)

سفر کے مزید واقعات | (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے۔ بعض صحابہؓ روزے سے تھے اور بعض کا روزہ نہیں تھا۔ صحابہؓ میں سے بعض کے پاس چادریں تھیں اور بعض کے پاس چادریں نہیں تھیں۔ جن لوگوں کے پاس چادریں تھیں اُنہوں نے ان چادروں سے اپنے اوپر سایہ کر لیا تھا۔ جن لوگوں کے پاس چادریں نہیں تھیں وہ اپنے ہاتھ سے دھوپ کو روکتے تھے۔ اس سفر میں جو لوگ روزہ دار تھے اُنہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ جن لوگوں کا روزہ نہیں تھا اُنہوں نے خیمے گاڑے، اُونٹوں کو اُٹھایا، اُنہیں پانی پلایا اور دوسرے محنت و

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب ھل للمرأۃ ان تھب نفسھا عن عائشہؓ وکتاب التفسیر۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن عائشہ صدیقہؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب القرعۃ بین النساء عن عائشہؓ وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

مشقّت کے کام کئے۔ یہ دیکھ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج تو اُن لوگوں نے اجر لُوٹ لیا جن کا روزہ نہیں تھا"[1]

(۲) رمضان کا مہینہ تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے۔ جب سُورج غروب ہوگیا تو آپؐ نے ایک شخص سے فرمایا "اُترو اور افطار کے لئے ستّو گھول دو"۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ شام تو ہو جانے دیجئے، ابھی تو دن باقی ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُترو اور ستّو گھول دو" وہ شخص اُترا اور اُس نے ستّو گھول دئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ستّو سے روزہ افطار کیا۔ پھر فرمایا جب سُورج اِدھر غائب ہو جائے اور رات اُدھر سے آجائے تو روزہ دار کو افطار کر لینا چاہیئے[2]

(۳) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی سفر میں چلے جا رہے تھے۔ ایک انصاری عورت بھی اپنی اُونٹنی پر چلی جا رہی تھی۔ اُونٹنی نے کچھ شرارت کی تو اُس عورت نے کہا تجھ پر (اللہ کی) لعنت۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کی یہ بات سُنی تو فرمایا "اس اُونٹنی پر جو سامان ہے وہ لے لو اور اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ ملعون ہے۔ ہمارے ساتھ ایسی کوئی سواری نہیں ہونی چاہیئے جس پر اللہ کی لعنت ہو"۔ آپؐ کے حکم کی تعمیل میں وہ اونٹنی چھوڑ دی گئی۔ وہ لوگوں کے درمیان آتی جاتی تھی لیکن کوئی اس سے تعرّض نہیں کرتا تھا[3]

روزہ کے متعلق سوالات ایک شخص نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا "آپؐ کیسے روزہ رکھتے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غصّہ آگیا (غالباً اس وجہ سے کہ وہ کثرت سے روزے رکھنا چاہتا تھا یا صوم وصال یعنی مسلسل بے افطار کئے روزے رکھنا چاہتا تھا) حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غصّہ میں ہیں تو کہنے لگے "ہم اللہ کے ربّ ہونے سے راضی ہیں۔ اسلام کے دین ہونے اور محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نبی ہونے سے راضی ہیں"۔ وہ بار بار یہ کلمات دوہراتے رہے یہاں تک کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا غصّہ ٹھنڈا ہوگیا۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا "وہ شخص کیسا ہے جو ہمیشہ روزہ رکھے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہ اُس نے روزے رکھے نہ افطار کیا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اگر دو دن روزے رکھے اور ایک دن افطار کرے (تو کیسا ہے)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا کسی میں اتنی استطاعت ہے؟" عرض کیا "ایک دن روزہ رکھے ایک دن افطار کرے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کی طاقت مل جاتی۔ مہینہ میں تین روزے اور رمضان کے روزے یہ پُورے سال کے روزے ہیں۔ عرفہ کے روزہ کے متعلق میں اللہ سے اُمّید رکھتا ہوں کہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہ معاف ہو جائیں گے، اور مجھے اللہ سے یہ بھی اُمّید ہے کہ عاشورہ کے روزہ سے سال گذشتہ کے گناہ معاف فرما دیگا"[4]

عید کے لئے زینت کرنا ایک دن حضرت عمرؓ نے بازار میں ایک ریشمی جوڑا بکتا ہوا دیکھا۔ وہ اس کو لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! اس جوڑے کو خرید لیجئے تاکہ اس کو پہن کر آپؐ عید، جمعہ، اور وفود کی آمد پر زینت کر لیا کریں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الخدمۃ فی الغزو عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الصیام نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الصیام عن عبداللہ بن ابی اوفیؓ [3] صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب النہی عن لعن الدواب عن عمرانؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصیام باب استحباب صیام ثلثۃ ایام عن ابی قتادہؓ۔

اُس کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں"۔ کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو ایک ریشمی جُبّہ بھیجا۔ حضرت عمرؓ اُس کو لیکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ! آپؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ یہ اُس کا لباس ہے جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہیں، پھر یہ جُبّہ آپؐ نے مجھے کیوں بھیجا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے اس لئے نہیں بھیجا کہ تم اسے پہنو، بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ اس کو بیچکر اپنی ضرورت پُوری کر لو"۔[1]

اُسی دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک ریشمی جوڑا حضرت علیؓ کو بھی دیا اور حکم دیا کہ اسے پھاڑ کر عورتوں کے دوپٹّے بنا لو۔

ایک ریشمی جوڑا حضرت اُسامہؓ کو بھیجا، حضرت اُسامہؓ اُس جوڑے کو پہن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خفگی کی نظر سے اُن کو دیکھا۔ حضرت اُسامہؓ سمجھ گئے۔ عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ (خفگی سے) کیوں دیکھ رہے ہیں یہ تو وہی جوڑا ہے جو آپؐ نے بھیجا تھا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اسے پہنو بلکہ اس لئے بھیجا تھا کہ عورتوں کے دوپٹّے بنا لو"۔[2]

شہد سے علاج | ایک دن ایک شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر کہنے لگا "میرے بھائی کو دست آرہے ہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ وہ آدمی واپس چلا گیا۔ اُس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست بند نہ ہوئے، وہ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور عرض کیا "میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست اور زیادہ ہو گئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کو شہد پلاؤ"۔ اُس نے حکم کی تعمیل کی۔ دست اور زیادہ ہو گئے۔ وہ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا "میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا لیکن دست اور زیادہ ہو گئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "اس کو شہد پلاؤ، اللہ نے سچ فرمایا ہے (کہ شہد میں شفا ہے) تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹ بولتا ہے"۔ اُس نے واپس آکر پھر شہد پلایا (اُس کے دست بند ہو گئے اور) وہ اچھا ہو گیا۔[3]

دُنیا کی حقیقت | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامِ عالیہ سے ہوتے ہوئے بازار میں داخل ہوئے۔ آپؐ کو ایک بھیڑ کا مردہ بچّہ دکھائی دیا جس کے کان بہت چھوٹے چھوٹے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس گئے اور اس کا کان پکڑ کر فرمایا "تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ ایک درہم میں اسے خرید لے"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "ہم تو کسی قیمت میں بھی اسے لینا پسند نہیں کرتے، اور اس کا ہم کیا کریں گے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "کیا تم اسے پسند کرتے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا "اللہ کی قسم اگر یہ زندہ بھی ہوتا تو بھی کان چھوٹے ہونے کی وجہ سے بیکار تھا تو پھر اب اس کو کیسے لیا جا سکتا ہے جبکہ یہ مُردہ ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم جتنا یہ بچّہ تمہارے نزدیک حقیر ہے، اللہ کے نزدیک یہ دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے"۔[4]

ایک جہاد | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک اور جہاد کیلئے نکلے۔ راستہ میں زادِ راہ کی قلّت ہو گئی، صحابہؓ نے سواریوں کو ذبح کرنا چاہا تو آپؐ نے زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ الغرض دسترخوان پر بکری کے برابر زادِ راہ جمع ہو گیا۔ پھر اس کھانے کو چودہ سو (۱۴۰۰) آدمیوں نے کھایا اور سب کا پیٹ بھر گیا۔ لوگوں نے باقی کھانا اپنی تھیلیوں میں بھر لیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وضو کیلئے پانی ہے؟" ایک شخص ایک برتن میں ایک قطرہ پانی لایا، آپؐ نے اُسے ایک پیالہ میں ڈال دیا۔ پھر سب صحابہؓ نے اس سے وضو کیا۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجمعۃ والعیدین و صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب اللباس عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب السلام باب التداوی بالعسل عن ابی سعیدؓ و صحیح بخاری کتاب الطب باب الدواء بالعسل۔ [4] صحیح مسلم کتاب الزھد۔ [5] صحیح مسلم کتاب اللقطۃ۔

جنگِ خندق (یا جنگِ احزاب)

اسی سال یعنی ۵ھ میں مسلمین اور کافروں کے مابین ایک جنگ ہوئی۔ اس جنگ کو جنگِ خندق یا جنگِ احزاب کہتے ہیں۔

اسباب جنگ کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں تھا کہ اسلام اور اہلِ اسلام کو ختم کیا جائے جیسا کہ ارشادِ باری ہے :-

يُرِيدُونَ لِيُطْفِـُٔوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ {صف ۸}

کافر یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نورِ (ہدایت) کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو کتنا ہی برا لگے۔

مذکورہ بالا مقصد کی خاطر کافروں نے

إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ {احزاب}

مؤمنین پر حملہ کیا (جس کے نتیجہ میں جنگ خندق واقع ہوئی)

جنگِ خندق جنگِ اُحد کے ایک سال بعد واقع ہوئی[1]

مردم شماری رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ جو لوگ اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں اُن کے نام لکھ کر لاؤ۔ اس حکم کی تعمیل میں ایک ہزار پانچ سو مردوں کے نام لکھے گئے[2]

مدینہ منوّرہ پر جنگ کے بادل مدینہ منوّرہ پر جنگ کے بادل منڈلا رہے تھے۔ ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کسی وقت بھی حملہ ہو جائے۔

ایک رات کو ایسا ہوا کہ مدینہ کے باہر سے ایک خوفناک آواز آئی۔ تمام اہلِ مدینہ گھبرا گئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً حضرت ابو طلحہؓ کا گھوڑا عاریتاً لیا جو بہت سُست رفتار تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس پر سوار ہو کر مدینہ منوّرہ کے باہر دیکھنے کے لئے گئے (کہ یہ کیسی آواز ہے) آپؐ کے جانے کے بعد اور لوگ بھی تیار ہوئے اور اُس آواز کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں اُنہیں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس آتے ہوئے ملے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار تھے۔ آپؐ کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "گھبراؤ نہیں، گھبراؤ نہیں، کوئی خطرہ نہیں میں دیکھ کر آرہا ہوں"۔ پھر آپؐ نے حضرت ابو طلحہؓ سے فرمایا ہم نے تمہارے گھوڑے کو مثلِ دریا کے (تیز رو) پایا اس کے بعد وہ گھوڑا کسی گھوڑے سے پیچھے نہ رہتا تھا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اِس طرح تن تنہا آدھی رات کو اُس آواز کی طرف چلے جانا بہادری کی زبردست علامت ہے۔ اسی لئے حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب غزوۃ خندق عن ابنِ عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان سن البلوغ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کتابۃ الامام الناس عن حذیفہؓ۔

بہادر تھے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو گشت لگانا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ کے باہر گشت کرتے ہوئے) کافی دیر تک جاگتے رہے۔ جب آپؐ مدینہ منورہ واپس آئے تو فرمایا "کاش آج رات کو میرے اصحاب میں سے کوئی نیک آدمی میری چوکیداری کرتا"۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (نے یہ الفاظ سنے تو فوراً) ہتھیار پہن کر حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار کی آواز سنی تو فرمایا "یہ کون ہے؟" حضرت سعدؓ نے کہا "میں سعد بن ابی وقاصؓ ہوں، میں آپؐ کی چوکیداری کرنے آیا ہوں"۔ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اطمینان سے) سو گئے۔[2]

دفاع کے انتظامات جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں کے حملہ کرنے کا یقین ہو گیا تو مردم شماری کے بعد دوسرا حکم آپؐ نے یہ دیا کہ مدینہ منورہ کے گرد خندق کھودی جائے۔ صحابہ کرامؓ نے خندق کھودنی شروع کی، خندق میں سے مٹی نکال کر وہ اپنی پیٹھوں پر لادتے تھے اور پھر اُسے باہر لیجا کر ڈال دیتے تھے۔[3]

مہاجرین اور انصار سب اس کام میں مشغول تھے۔ ان کے پاس نہ غلام تھے (نہ مزدور) کہ وہ اس کام کو انجام دیتے صبح کا وقت تھا۔ سردی کا دن تھا۔ صحابہ کرامؓ خندق کھود رہے تھے کہ اسی اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپؐ نے اُن کی حالت دیکھی کہ فاقہ سے دوچار ہیں لیکن محنت مشقت کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ	اے اللہ عیش تو درحقیقت آخرت کا عیش ہے (اے اللہ)
فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃ	انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب میں صحابۂ کرامؓ یہ پڑھتے تھے:۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا	ہم وہ ہیں کہ جنہوں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر اس بات کی
عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا	بیعت کی ہے کہ ہم جب تک باقی ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے
نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا	ہم وہ ہیں جنہوں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر اس بات
عَلَی الْجِھَادِ مَا حَیِیْنَا اَبَدًا	کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک زندہ ہیں ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے
نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا	ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پر
عَلَی الْاِسْلَامِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا	اس بات کی بیعت کی ہے کہ ہم جب تک باقی ہیں ہمیشہ اسلام پر قائم رہیں گے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے جواب میں فرماتے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُ الْاٰخِرَۃ	اے اللہ بیشک آخرت کی بھلائی کے علاوہ کوئی (حقیقی) بھلائی
فَبَارِکْ فِی الْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃ	نہیں (اے اللہ) انصار اور مہاجرین میں برکت نازل فرما

کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح فرماتے:۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ	اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش
فَاَکْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ	کے (اے اللہ) انصار اور مہاجرین کو عزت عطاء فرما۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب باب الرکوب علی الدابۃ۔ وباب فرس القطوف و باب رکوب الفرس العُری وباب الحمائل و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و صحیح بخاری کتاب الآداب باب حسن الخلق عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الحراسۃ فی الغزو عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سہلؓ و انسؓ۔

اور کبھی آپؐ اس طرح فرماتے :۔

اَللّٰھُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃ
فَاصْلِحِ الْاَنْصَارَ وَالْمُھَاجِرَۃ

اے اللہ کوئی عیش (حقیقی) نہیں سوائے آخرت کے عیش کے۔ (اے اللہ) انصار اور مہاجرین کی اصلاح فرما۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرامؓ اگرچہ بھوکے تھے لیکن (بڑے اطمینان و حوصلہ کے ساتھ) محض اللہ کی رضاجوئی کی خاطر وہ یہ تمام مصیبتیں برداشت کر رہے تھے (کبھی ایسا ہوتا کہ) لوگ ایک ایک مٹھی جَو لاتے، پھر وہ جَو بدبودار روغن میں پکائے جاتے اور قوم کے سامنے رکھ دئے جاتے۔ کھاتے وقت جَو حلق میں ناگوار بھی معلوم ہوتے اور اُن میں سے بدبو بھی آتی تھی[1] (تاہم چار و ناچار اُنہیں کھانا پڑتا تھا)

ایک سخت چٹان کو توڑنا خندق کھودتے کھودتے اتفاقاً ایک چٹان نکل آئی (وہ اتنی سخت تھی کہ کسی سے نہ ٹوٹی) لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر عرض کیا کہ ایک چٹان (ایسی) نکل آئی ہے (کہ کسی طرح نہیں ٹوٹتی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں خود آکر اسے توڑتا ہوں" پھر آپؐ اس حالت میں روانہ ہوئے کہ آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے۔ تین روز سے کسی نے بھی کھانا نہ کھایا تھا۔ ایسے عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچکر کدال ماری۔ کدال مارتے ہی وہ چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی۔[2]

حضرت جابرؓ کے ہاں دعوت جب حضرت جابرؓ نے یہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوکے ہیں تو خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیدیجئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دیدی۔ اجازت حاصل کرکے وہ اپنی بیوی کے پاس آئے۔ بیوی سے کہا "میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ میں صبر نہیں کرسکتا۔ تمہارے پاس (کھانے کے لئے) کچھ ہے؟" بیوی نے کہا "میرے پاس کچھ جَو اور ایک بکری کا بچّہ ہے"۔ یہ کہکر اُنہوں نے تھیلی میں سے جَو نکالے جو حجم میں صرف ایک صاع تھے۔ انہوں نے انہیں پیسنا شروع کردیا۔ حضرت جابرؓ نے بکری کے بچّہ کو ذبح کیا، گوشت کو پتیلی میں ڈال کر پکنے کے لئے آگ پر رکھ دیا۔ جَو پیسنے کے بعد ان کی بیوی آٹا گوندھنے لگیں۔ حضرت جابرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلانے روانہ ہوئے۔ بیوی نے کہا "مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کے سامنے رُسوا نہ کرنا"۔ حضرت جابرؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور چپکے سے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے پاس کچھ کھانا ہے، آپؐ ایک دو آدمیوں کے ساتھ تشریف لے چلئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "کتنا کھانا ہے؟" حضرت جابرؓ نے کھانے کی مقدار بتائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو بہت ہے اور بڑا پاکیزہ ہے۔ جاؤ اپنی بیوی سے کہو کہ میرے آنے سے پہلے پتیلی نہ اُتاریں نہ روٹی پکائیں (اگر تنور میں روٹیاں لگادی ہوں تو) اُنہیں تنور سے نہ نکالیں"۔ یہ فرماکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا "اے خندق والو! جابر نے کھانا پکایا ہے، لہٰذا جلدی چلو"۔ آپؐ کے فرماتے ہی مہاجر اور انصار سب چلنے کے لئے تیّار ہوگئے۔ حضرت جابرؓ فوراً اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور کہنے لگے "وائے افسوس

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی عن انسؓ وکتاب المناقب باب دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصلح الانصار وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ الاحزاب (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المغازی عن جابرؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان تمام مہاجرین اور انصار کے ساتھ جو آپؐ کی معیّت میں (خندق کھود رہے) ہیں تشریف لا رہے ہیں۔" بیوی نے کہا "کیا تم سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا تھا (کہ کھانا کس قدر ہے)" حضرت جابرؓ نے کہا "ہاں"۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جابرؓ کے ہاں پہنچ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیا تم نے وہ کام جس کے متعلق میں نے کہا تھا کر لیا۔" حضرت جابرؓ کی بیوی نے کہا "ہاں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آٹے میں اور برتن میں اپنا لُعابِ دہن ڈالا اور برکت کی دُعا کی۔ پھر حضرت جابرؓ کی بیوی سے فرمایا کہ ایک روٹی پکانے والی کو بُلاؤ جو تمہارے ساتھ روٹی پکائے اور تم پتیلی میں سے سالن بھی نکالتی جانا" یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں سے کہا اندر چلے آؤ اور ایک دوسرے کے ساتھ مزاحمت نہ کرو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں کھانا کھلانا شروع کیا۔ آپؐ روٹی توڑتے اور گوشت اُس پر رکھ کر لوگوں کو کھانے کے لئے دیدیتے۔ آپؐ خود بھی پتیلی میں سے سالن اور تنّور سے روٹی نکالتے تھے۔ نکالنے کے بعد فوراً پتیلی اور تنّور کو ڈھانک دیتے۔ اس طرح آپؐ روٹی، سالن لوگوں کے سامنے رکھتے اور جب وہ فارغ ہو جاتے تو (دسترخوان) اُٹھا لیتے اور پھر دوسروں کے سامنے بچھا دیتے۔ یہی ہوتا رہا یہاں تک کہ سب کا پیٹ بھر گیا۔ پتیلی سے اب بھی سالن اُبل رہا تھا۔ آٹے کی روٹیاں پک رہی تھیں لیکن وہ کم نہ ہوا تھا، ایک ہزار آدمی کھا چکے تھے لیکن کھانا ابھی باقی تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کی بیوی سے فرمایا "تم بھی کھاؤ اور تحفۃً اوروں کے ہاں بھی بھیجو کیونکہ سب ہی بھوکے ہیں۔"[1]

خندق کی کھُدائی میں سیّد سالارِ اعظم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود بہ نفسِ نفیس خندق کھودنے میں شریک تھے۔ آپؐ خندق کی مٹّی اُٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے اور باوجود اس کے کہ آپؐ کے سینہ پر بکثرت بال تھے، آپؐ کے بال اور شکم مبارک خاک سے چھپ گئے تھے، آپؐ اُس وقت ابنِ رواحہؓ کے یہ اشعار پڑھ رہے تھے:-

(۱) اَللّٰھُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا — اے اللہ اگر تیرا فضل نہ ہوتا تو ہم ہدایت
وَلَا تَصَدَّقْنَ وَلَا صَلَّیْنَا — یاب نہ ہوتے۔ نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے
(۲) فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا — ہم پر تسکین نازل فرما۔ اور اگر دشمن
وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا — سے ہمارا مقابلہ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ
(۳) اِنَّ الْاُولٰی قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا — بے شک ان لوگوں نے ہم پر زیادتی کی ہے،
وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا — اگر یہ فتنہ کا ارادہ کریں گے تو ہم ایسا نہ ہونے دینگے

آخری لفظ اَبَیْنَا اَبَیْنَا کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی آواز کو بلند فرماتے تھے۔[2]

جنگ کی تیّاری | خندق تیّار ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جنگ کی تیّاری شروع کر دی اور ہتھیار وغیرہ پہن لئے۔[3]

افواجِ کُفّار کی آمد | ایک عرصہ سے جنگ کا خطرہ محسُوس کیا جا رہا تھا بالآخر

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن جابرؓ و صحیح مسلم کتابُ الاشربہ باب جواز استتباعہ غیرہٗ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن براءؓ و کتابُ الجہاد باب الرجز و باب حفر الخندق۔
[3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب مرجع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب عن عائشہ رضؓ۔

اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ {احزاب ۹} کافروں کی فوجیں مدینہ کے قریب پہنچ گئیں۔

قرآن مجید کے لفظ "احزاب" سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ متعدّد فوجیں تھیں۔ جنہوں نے یکبارگی مدینہ منوّرہ پر حملہ کیا تھا۔ مسلمین نے اپنے بچّوں اور اپنی عورتوں کو حضرت حسّانؓ کے قلعہ میں محفوظ کر دیا۔[1]

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ افواجِ کُفّار نے مدینہ کی بلندی سے بھی حملہ کیا اور نشیب وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا کی طرف سے بھی حملہ کیا (اتنی کثیر تعداد میں فوجوں کو دیکھکر) لوگوں کی آنکھیں پھر گئیں۔ دہشت کے باعث دل گلوں تک پہنچ گئے۔ بعض لوگ اللہ کے متعلّق بدگمانی کرنے لگے مؤمنین کو سخت آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اُنہیں خوب جھنجھوڑا گیا۔[2]

کُفّار کے لشکروں کی جاسوسی رات کا وقت تھا، ہوا بہت تیز چل رہی تھی۔ سردی کی شدّت تھی کہ عین اس عالم میں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی شخص ہے جو جاکر کافروں کی خبر لائے، اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس شخص کو میری معیّت نصیب فرمائے گا۔" سب خاموش رہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ سب خاموش رہے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت حُذیفہؓ سے فرمایا اُٹھو اور جاکر کُفّار کی خبر لاؤ اور دیکھو اُنہیں مجھ پر نہ اُکسانا (یعنی جنگ نہ بھڑکانا) حضرت حُذیفہؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ اتنی سخت سردی کے باوجود انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گویا وہ گرم حمّام میں چلے جا رہے ہیں یہاں تک کہ وہ کُفّار کی فوجوں تک پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ابوسفیان (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) اپنی پیٹھ آگ سے سینک رہے ہیں۔ انہیں دیکھتے ہی حضرت حُذیفہؓ نے تیر کمان پر چڑھایا اور اُنہیں مارنے کا ارادہ کیا۔ وہ تیر مارنے ہی والے تھے کہ اُنہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان یاد آگیا کہ "اُنہیں مجھ پر نہ اُکسانا" (لہٰذا اُنھوں نے تیر نہ مارا) وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تیر مارتا تو ضرور ابوسُفیان کے لگتا۔ الغرض کُفّار کی جاسوسی کے بعد حضرت حُذیفہؓ وہاں سے واپس ہوئے اور انہیں پھر یہی محسُوس ہوا کہ وہ گرم حمّام میں چل رہے ہیں۔ جب وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے اور سب حال بیان کر چکے تو پھر سردی محسُوس ہونے لگی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنا ایک فاضل کمبل اُڑھا دیا جسے اوڑھ کر آپؐ نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت حذیفہؓ کمبل اوڑھ کر صبح تک سوتے رہے۔ جب صبح (صادق) ہوئی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بہت زیادہ سونے والے اُٹھ جاؤ۔"[3]

منافقین کی شرارتیں اتنی کثیر تعداد میں کُفّار کو دیکھکر مُنافقین اور حاسد لوگوں نے کہنا شروع کیا:-

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ○ وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ کہ اللہ اور اُس کے رسُولؐ نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ محض دھوکا تھا (کیا ان لشکروں کا مقابلہ ہم کر سکتے ہیں، یہ لشکر ہمیں نیست و نابود کر دینگے) بعض حاسد لوگ تو یہاں تک کہنے لگے کہ اے اہلِ مدینہ اب یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔ کہیں اور چلے چلو (غرض یہ کہ مُنافقین

---

[1] صحیح بخاری ابوابُ المناقب باب مناقبِ زبیرؓ و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن عبداللہ بن زبیرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی و صحیح مسلم کتابُ التفسیر عن عائشہؓ [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ احزاب عن حذیفہؓ۔

بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ط وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ج اِنْ
يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ○ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ
مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا
وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ○ وَلَقَدْ كَانُوْا
عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ط
وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ○ قُلْ لَّنْ
يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ
اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ○
قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ
اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ط وَلَا
يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا
وَّلَا نَصِيْرًا ○ {احزاب ۱۲ تا ۱۷}

مسلمین میں دہشت پھیلا کر انہیں بزدل بنانا چاہتے تھے اور اپنے لئے راہِ فرار تلاش کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک جماعت نے آکر صاف کہہ دیا کہ ہمیں اجازت دیجئے کہ اپنے گھر واپس چلے جائیں کیونکہ گھروں کو بھی حفاظت کی ضرورت ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ نہیں تھی بلکہ وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے (یہ لوگ مسلمین میں انتشار پیدا کرنے کے آرزومند تھے حتّٰی کہ ان کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ) اگر افواجِ کفّار مدینہ میں داخل ہو جاتیں اور ان سے فتنہ پھیلانے کے لئے کہا جاتا تو (اپنی جان بچانے کی خاطر) فوراً وہ یہ کام کر گذرتے اور کسی قسم کا پس و پیش نہ کرتے ان لوگوں نے پہلے اللہ سے عہد کیا تھا کہ (کفّار کے مقابلہ میں) پیٹھ نہیں پھیریں گے (لیکن اس عہد پہ قائم نہیں رہے) اللہ سے کئے ہوئے اس عہد کے متعلق روزِ محشر ان سے باز پُرس ہوگی اور (اے رسولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم موت یا قتل کے ڈر سے بھاگو گے تو یہ بھاگنا تمہارے کام نہ آئے گا اور جو فائدہ تمہیں حاصل ہوگا وہ بہت ہی تھوڑا ہوگا۔ (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ اگر اللہ تمہارے ساتھ بُرائی کا ارادہ کرے تو کون تمہیں اُس سے بچا سکتا ہے یا اگر مہربانی کا ارادہ کرے تو اس سے تمہیں کون محروم کر سکتا ہے۔ تمہیں اللہ کے علاوہ کوئی مددگار ملے گا نہ کوئی کارساز۔

غرض یہ کہ مُنافقین مُومنین کے ایمان میں رخنہ ڈالنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ ان کی ہمّت شکنی کر رہے تھے لیکن مُومنین کی عجیب شان تھی، اُنہوں نے مُنافقین کی طرح بزدلی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ انہوں نے جب کُفّار کے لشکروں کو

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا
هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ
اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّ
تَسْلِيْمًا ○ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا
مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى
نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا
تَبْدِيْلًا ○ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ
بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ○ {احزاب ۲۲ تا ۲۴}

دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسولؐ نے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اُس کے رسولؐ نے سچ کہا تھا (کہ ہمیں مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی، جنگیں لڑنی پڑینگی بجائے اس کے کہ ان کی ہمّت پست ہوتی) ان کا ایمان و ایقان بڑھ گیا (ان کی ہمّتیں اور بڑھ گئیں) اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ اور زیادہ ہوگیا۔ ان مُومنین میں سے بعض وہ تھے جنہوں نے اُس عہد کو جو اُنہوں نے اللہ سے کیا تھا سچ کر دکھایا، وہ (جنگِ بدر و جنگ احد میں) اپنی نذر پیش کر چکے تھے، بعض نذر پیش کرنے کے منتظر تھے (ڈگمگانا کیسا) وہ اپنی بات کے پکّے تھے۔ ان کے

پائے استقلال میں لغزش تک نہ آئی (جنگِ خندق ایک آزمائش تھی) تاکہ اس کے نتیجہ میں اللہ سچّوں کو ان کی سچّائی کا بدلہ دے اور مُنافقین کو اگر چاہے تو سزا دے اور اگر چاہے تو (ان کو توبہ کی توفیق عطا کر کے) ان کی توبہ قبول فرمائے۔ بیشک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

جنگ کی ابتداء جنگ شروع ہوئی، مؤمنین بڑی جوانمردی سے لڑتے رہے لیکن منافقین نے جنگ سے پہلوتہی اختیار کی، بلکہ دوسروں کو بھی جنگ سے روکنے کی کوشش کی۔ مؤمنین سے کہتے کہ ہمارے پاس چلے آؤ (سلامتی اسی میں ہے) اور کبھی (دکھانے کے لئے) میدانِ جنگ میں آجاتے تو بس تھوڑی دیر کے لئے (اور پھر واپس اپنے محفوظ مقامات میں چلے جاتے۔ مؤمنین کے معاملہ میں بُخل اور حسد سے کام لے رہے تھے۔ جب لڑائی کی شدّت کا خوف ہوتا تو اُن کی آنکھیں اِس طرح پھرنے لگتیں جیسے کسی کو موت کی غشی آرہی ہو۔ اور جب خطرہ ٹل جاتا تو بڑی لمبی لمبی باتیں کرتے (تاکہ مالی منفعت سے محروم نہ رہیں، مالِ غنیمت میں سے انہیں بھی حصّہ مل جائے) مال پر تو بس گرے پڑتے تھے (ان کی یہ تمام سازشیں اور شرارتیں صرف اس لئے تھیں کہ) یہ لوگ حقیقتاً ایماندار تھے ہی نہیں (انہوں نے مؤمنین کے خلاف سازشوں کا جال پھیلا رکھا تھا لیکن) اللہ تعالیٰ نے ان کی تمام تدابیر پر پانی پھیر دیا (اور وہ مؤمنین کا کچھ نہ بگاڑ سکے) اور یہ کام اللہ کے لئے کیا مشکل تھا۔

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝ {۱۸ و ۱۹ احزاب}

ایک نوجوان صحابی کا جِنّ سے تصادم ایک نوجوان مُسلم بھی اس جنگ میں شریک تھے۔ اُن کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ وہ روزانہ دوپہر کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے حسبِ معمول رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے ہتھیار لے کر جاؤ کیونکہ مجھے خطرہ ہے کہ بنو قریظہ (قبیلے کے یہودی) کہیں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں" اُنہوں نے تعمیل کی اور اپنے ہتھیار لے کر روانہ ہوئے۔ جب گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُن کی بیوی دروازہ کے دونوں کواڑوں کے درمیان کھڑی ہیں۔ اُنہوں نے غیرت سے اپنا نیزہ اُنہیں مارنے کے لئے اُٹھایا[1]۔ بیوی نے کہا اپنے نیزہ کو سنبھالو اور اندر جا کر دیکھو تو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں کیوں باہر نکلی ہوں۔ وہ نوجوان صحابی اندر گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا سانپ کُنڈلی مارے ہوئے بستر پر بیٹھا ہے۔ اُنہوں نے اس پر نیزہ اُٹھایا اور نیزہ میں اس کو پرو لیا۔ پھر اندر سے نکلے اور نیزہ مکان (کے صحن) میں گاڑ دیا۔ وہ سانپ اُس پر لوٹ پوٹ ہوتا رہا، پھر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ سانپ پہلے مَرا یا وہ نوجوان مُسلم۔ صحابۂ کرامؓ نے اس نوجوان کی موت کی خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سُنائی اور سارا واقعہ بیان کیا۔ پھر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ اسے زندہ کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنے ساتھی کے لئے دُعائے مغفرت کرو"۔

---

[1] اُس زمانہ کے مسلمین میں کتنی غیرت تھی اور آج کیا حال ہے کہ غیرت نام کو نہیں۔ عورتیں بے پردہ پھر رہی ہیں۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "مدینہ میں کچھ جنّ رہتے ہیں جو مُسلم ہوگئے ہیں لہٰذا جب کسی سانپ کو دیکھو تو تین دن تک اُسے خبردار کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ دکھائی دے تو اُسے مار ڈالو اس لئے کہ وہ شیطان یعنی کافر (جنّ) ہے۔" اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ اپنے بھائی کو دفن (کرنے کا انتظام) کرو۔"[1] (نوٹ:۔ تین دن خبردار کرنے کا حکم اس لئے دیا کہ غلطی سے کسی مُسلم آدمی کے ہاتھ سے کوئی مُسلم جِنّ قتل نہ ہو جائے۔ اگر کوئی جِنّ تین دن خبردار کرنے کے بعد بھی نہیں جاتا تو پھر وہ مُسلم نہیں، کافر ہے اُسے قتل کیا جا سکتا ہے)

بنو قریظہ کی جاسوسی کیلئے حضرت زبیرؓ کی روانگی مذکورہ بالا واقعہ میں اُس نوجوان کو جو نصیحت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے گھر جاتے وقت کی تھی اُس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا قبیلہ بنو قریظہ بھی خفیہ طور پر کُفّار کے ساتھ ملا ہوا تھا بلکہ

اَلَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ {احزاب ۲۶} عملاً کُفّار کی مدد کر رہا تھا۔

مدینہ منوّرہ کے باہر مشرکین تھے جنہوں نے مدینہ منوّرہ کا محاصرہ کر رکھا تھا اور اندرونِ شہر یہودی اور مُنافقین سازش میں لگے ہوئے تھے۔ انتہائی خطرناک حالات تھے جن سے مُومنین دوچار تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون جا کر اس قوم (بنو قریظہ) کی خبر لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "اس قوم کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے پھر عرض کیا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر دریافت فرمایا "اس قوم کی خبر کون لائے گا؟" حضرت زبیرؓ نے کہا "مَیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر نبی کے حواری ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیرؓ ہیں"۔ الغرض حضرت زبیرؓ روانہ ہوئے۔ صحابۂ کرامؓ کے بچّے جو حضرت حسّانؓ کے قلعہ میں محفوظ تھے اُن میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اور حضرت عمر بن ابی سلمہؓ بھی تھے۔ یہ دونوں بچّے باری باری ایک دوسرے پر چڑھ کر باہر کا نظارہ کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دو تین مرتبہ اپنے والد (حضرت زبیرؓ) کو ہتھیار لگائے ہوئے بنو قریظہ کی بستی میں آتے جاتے دیکھا۔ حضرت زبیرؓ بنو قریظہ کی جاسوسی کر کے واپس آئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام حال سُنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں۔[2]

جنگ کی شدّت۔ نمازِ عصر فوت ہونا جنگ شدّت سے جاری تھی۔ ایک دن تو اتنی مہلت بھی نہ مل سکی کہ مسلمین نمازِ عصر پڑھتے[3] سورج غروب ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کُفّارِ قریش کو بُرا بھلا کہتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں عصر کی نماز نہ پڑھنے پایا تھا کہ سُورج غروب ہو گیا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں نے بھی نہیں پڑھی، اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جنہوں نے ہمیں بیچ والی نماز پڑھنے کی مہلت نہ دی یہانتک کہ سُورج غروب ہو گیا۔"

---

[1] صحیح مسلم کتاب قتل الحیات عن ابی سعید الخدری رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی و کتاب الجہاد باب فضل الطّلیعۃ عن جابرؓ و ابواب المناقب باب مناقب زبیرؓ عن عبداللہ بن زبیرؓ و صحیح مسلم کتابُ الفضائل (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] نمازِ خوف کا حکم ابھی تک نازل نہیں ہوا تھا۔

پھر سب صحابہؓ بُطحان مقام گئے۔ سب نے وضو کیا، پھر سب نے سُورج غروب ہونے کے بعد پہلے نمازِ عصر پڑھی پھر اس کے بعد نمازِ مغرب پڑھی[1]۔

حضرت سعد بن معاذؓ کا زخمی ہونا دورانِ جنگ قریش کے ایک شخص نے جس کو حبّان بن عَرَقہ کہا جاتا تھا حضرت سعد بن معاذؓ کو ایک تیر مارا، تیر اُن کی رگِ ہفت اندام[2] اور سینہ میں لگا اور وہ شدید زخمی ہو گئے[3]۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں اپنے دستِ مبارک سے داغ دیا۔ زخم پہ ورم آگیا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوبارہ داغ دیا۔

حضرت اُبی بن کعبؓ بھی رگِ ہفت اندام میں تیر لگنے سے زخمی ہو گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے پاس ایک طبیب کو بھیجا۔ طبیب نے اُن کی فصد کھولی اور پھر داغ دیا[4]۔ کچھ عرصہ بعد آپؐ نے داغ دینے سے منع فرما دیا[5]۔

بارگاہِ الٰہی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی درخواست (لڑائی نے طول کھینچا تو) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے اِس طرح دُعاء کی "اے اللہ، کتاب کے اُتارنے والے، جلدی حساب لینے والے۔ ان افواج کو شکست دے۔ اے اللہ، ان کو شکست دے اور ان کو جھنجوڑ ڈال[6]"

اللہ تعالیٰ کی مدد هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ {احزاب ۱۱}

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ {احزاب ۹}

جنگ شدّت سے جاری تھی۔ مؤمنین کو سخت مصائب میں مبتلا کر کے ان کی کافی آزمائش ہو چکی تھی کہ (اسی اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعاء مقبول ہوئی) اللہ تعالیٰ نے ایک آندھی بھیجی اور ایسے لشکر نازل کئے جو دکھائی نہ دیتے تھے، یہ اللہ کا بڑا احسان تھا کہ (اس بے سروسامانی میں مؤمنین کی امداد کی) اللہ تعالیٰ مؤمنین کے عمل کو دیکھ رہا تھا۔

حضرت جبریلؑ اور دوسرے فرشتے ہتھیار پہنے ہوئے مؤمنین کی مدد کے لئے میدانِ جنگ میں آگئے۔

لڑتے لڑتے حضرت جبریلؑ کا سر خاک سے چھپ گیا تھا[7]۔

مؤمنین کی فتح نصرتِ الٰہی سے کافروں کے پیر اُکھڑ گئے

وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۚ وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۝ {احزاب ۲۵}

اور وہ غصّہ میں بھرے ہوئے واپس ہوئے۔ اس جنگ سے انہیں کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوا۔ مؤمنین کی طرف سے اللہ ہی لڑائی کے لئے کافی ہو گیا اور وہ قوی اور زبردست ہے۔

نتائجِ جنگ جنگ کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے بادِ صبا سے مدد دی گئی اور قومِ عاد کو بادِ دبور سے ہلاک کیا گیا تھا[8]۔

پھر فرمایا اب ہم کُفّار پر حملہ کریں گے۔ کُفّار ہم پر حملہ نہ کر سکیں گے[9] (تاریخ شاہد ہے کہ پھر کُفّار حملہ نہ کر سکے)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب الصّلوٰۃ عن جابرؓ وعلیؓ وصحیح مسلم کتاب الصّلوٰۃ باب التغلیظ فی تفویت العصر عن علیؓ وجابرؓ۔ [2] ہاتھ کے بیچ کی رگ کو رگِ ہفت اندام کہتے ہیں۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب السّلام باب لکلّ داءٍ دواءٌ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی عن عبداللہ بن ابی اوفی وکتاب الجہاد وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحباب الرعاء۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابن عباسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب المغازی عن سلیمان بن صُرَدٍ۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ (کارساز و مشکل کشا و معبود) نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس نے اپنے لشکر کو غالب کیا، اپنے بندہ کی مدد کی اور اس اکیلے نے افواجِ کفّار کو مغلوب کیا، اللہ کے بعد کوئی چیز نہیں[1] (اللہ ہی سب کو محیط ہے اور وہی سب کے بعد باقی رہنے والا ہے)

کس شان سے اللہ کے نبیؐ توحید کا اعلان کر رہے ہیں۔ فتح و کامرانی کو اپنی قوت اور کوشش کا نتیجہ قرار نہیں دیتے آندھی کو اتفاقی چیز نہیں سمجھتے بلکہ ان تمام چیزوں کو اللہ کی نصرت و قدرت کا کرشمہ سمجھتے ہیں فللہ الحمد۔

جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اُتار دئے اور غسل فرمایا[2]۔

منافقین کی بدحواسی کافروں کے تمام لشکر ناکام واپس ہو گئے (لیکن منافقین کی بدحواسی کا یہ عالم تھا کہ) اُنہیں یقین ہی نہ آتا تھا کہ کافر واپس چلے گئے بلکہ ان کی حالت اتنی ناگفتہ بہ ہو چکی تھی کہ اگر کہیں وہ لشکر دوبارہ آجاتے تو یہ تمنا کرتے کہ کاش وہ کسی گاؤں میں ہوتے اور وہاں سے مؤمنین کی خبریں معلوم کرتے رہتے اور اگر مؤمنین میں رہتے بھی تو لڑائی میں بہت کم حصّہ لیتے۔

يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ يَّاْتِ الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ۭ وَلَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ۝ {احزاب ۲}

بنو قریظہ کا انجام

جنگ خندق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار اُتار دئے تھے۔ آپؐ کے ہتھیار اُتارنے کے بعد حضرت جبریلؑ اپنے سر سے خاک جھاڑتے ہوئے آئے اور کہا "آپؐ نے ہتھیار اُتار دئے۔ اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی نہیں اُتارے۔ آپؐ اُن لوگوں کی طرف چلئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کہاں؟" حضرت جبریلؑ نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "بنو قریظہ کی طرف چلو اور تم میں سے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے جب تک بنو قریظہ (کی بستی) نہ پہنچ جائے"۔ صحابہؓ روانہ ہوئے۔ بعض لوگوں کو نمازِ عصر کا وقت راستہ میں آگیا۔ ان میں سے بعض نے کہا ہم نماز نہیں پڑھیں گے جب تک بنو قریظہ (کی بستی) نہ پہنچ جائیں۔ بعض نے کہا "نہیں، ہم تو نماز (راستہ ہی میں) پڑھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء یہ نہیں تھا" (کہ نماز قضاء ہو جائے آپؐ کا منشاء تو یہ تھا کہ ہم وہاں پہنچنے میں عجلت سے کام لیں) جب ان لوگوں کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو آپؐ سے اس بات کا ذکر کیا گیا۔ آپؐ نے ان دونوں میں سے کسی کو بُرا نہیں کہا[4]۔ (کیونکہ دونوں کی نیت خلوص پر مبنی تھی۔ ایک جماعت نے اس دن کی نمازِ عصر کے متعلق جو خاص حکم تھا اُس پر عمل کیا، دوسری جماعت نے اس عام حکم پر عمل کیا جو نماز کو وقت پر ادا کرنے کے سلسلہ میں پہلے سے نافذ تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی عن ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب وکتاب الجہاد باب الغسل بعد الحرب عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد۔

جب حکم عام اور حکم خاص میں تضاد نظر آئے تو دونوں میں سے کسی بھی حکم پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور عقیدہ بھی یہی رکھنا چاہئے کہ دونوں طرح جائز ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ناجائز نہیں بتایا یہ نہیں کہنا چاہئے کہ فلاں عمل صحیح ہے اور فلاں غلط، نہ یہ کہے کہ فلاں عمل راجح ہے اور فلاں مرجوح، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو راجح یا مرجوح نہیں بتایا۔ اس حدیث سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اگر کسی حدیث کا منشا سمجھنے میں اختلاف ہو جائے تو یہ قابلِ معافی ہے، لیکن ایک دوسرے کو برا نہ کہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو برا نہیں کہا۔ البتہ اختلاف کی بنیاد پر فرقہ بنانا، یا محض قیاس کی بنیاد پر حدیث کو نہ ماننا یا کسی غیر نبی کی رائے کو حدیث پر ترجیح دینا یہ سب چیزیں اسلام و ایمان کے منافی اور شرک کی طرف لے جانے والی ہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو قریظہ کی بستی میں پہنچے۔ فرشتے بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ فرشتوں کے لشکر کے چلنے سے کوچۂ غنم میں گرد اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی[1]

بنو قریظہ کا محاصرہ | یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ بنو قریظہ خفیہ طور پر مشرکین کی مدد کر رہے تھے۔ یہ وہی بنو قریظہ ہیں جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ کرم بنو نضیر کے ساتھ جلاءِ وطن نہیں کیا تھا۔ انہوں نے احسان فراموشی کی اور آپؐ سے اور مؤمنین سے (خفیہ طور پر) جنگ کی[2] لہٰذا بحکمِ الٰہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا محاصرہ کر لیا۔ محاصرہ کرتے ہی

وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ {احزاب ۲۶} — اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

اور

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ {احزاب ۲۶} — وہ اپنے قلعوں سے اترنے پر مجبور ہو گئے۔

قلعوں سے اترتے وقت انہوں نے یہ شرط منظور کر لی کہ ان کے حق میں جو فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں وہ انہیں قبول ہوگا[3] لیکن بعد میں انہوں نے حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ پر اترنے کو ترجیح دی[4] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا اور حضرت سعدؓ کو حَکَم بنا دیا[5]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کو بلوایا۔ حضرت سعدؓ گدھے پر سوار ہو کر حاضر ہوئے۔ جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا "اپنے سردار کے استقبال کیلئے جاؤ"۔ حضرت سعدؓ مسجد میں آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ لوگ تمہارے فیصلہ پر اترے ہیں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "میرا فیصلہ یہ ہے کہ ان کے لڑنے والے قتل کر دئے جائیں، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور ان کے اموال تقسیم کر دئے جائیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ، بادشاہِ (حقیقی) کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا[6]۔ الغرض۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب اجلاء الیہود عن ابن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن ابی سعیدؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد۔ [5] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد۔
[6] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی من الاحزاب عن عائشہؓ و ابی سعیدؓ و ابجاب المناقب و کتاب الجہاد باب اذا نزل عدو علی حکم و صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد عن عائشہؓ۔

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ○ {احزاب ۲۶} حضرت سعد بن معاذؓ کے فیصلہ کے مطابق مسلمین نے لڑنے والے مردوں کو قتل کر دیا اور باقی کو قیدی بنالیا۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ○ {احزاب ۲۷} اللہ تعالیٰ نے مسلمین کو اُن کی زمینوں، اُن کے مکانات اور اُن کے اموال کا وارث بنا دیا اور اُس زمین کا وارث بنا دیا جس پر مسلمین نے پاؤں بھی نہ رکھا تھا، اللہ (جو چاہتا ہے کر دکھاتا ہے وہ) ہر چیز پر قادر ہے۔

مشرکین کی ہجو بنو قریظہ سے فارغ ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے پھر فرمایا "کفار کی ہجو بیان کرو۔ بے شک جبریلؑ بھی تمہارے ساتھ ہیں[1]۔"

ہجو کا فائدہ یہ تھا کہ مسلمین کی ہمت بڑھتی تھی اور کفار کے حوصلے پست ہوتے تھے۔

کفارِ قریش، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپؐ کو مذمم کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا "کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ کس طرح اللہ کفار کی برائی اور اُن کی لعنت کو مجھ سے دفع کر دیتا ہے۔ وہ مذمم کو برا بھلا کہتے ہیں۔ وہ مذمم پر لعنت بھیجتے ہیں (اُن کی برائی اور لعنت مذمم کو پہنچتی ہے) اور میں تو محمدؐ ہوں[2]۔"

حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات یہ تو اوپر لکھا جا چکا ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ جنگِ خندق میں زخمی ہو گئے تھے۔ اسی حالت میں وہ بنو قریظہ کے معاملہ میں فیصلہ کرنے کے لئے مسجدِ نبوی تشریف لائے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے مسجدِ نبوی میں خیمہ لگوا دیا تاکہ آپؐ بآسانی قریب سے ان کی عیادت (و تیمارداری) کر سکیں۔ حضرت سعدؓ خیمہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ ایک دن اُنہوں نے اس طرح دُعا کی کہ "اے اللہ تو جانتا ہے کہ مجھے کسی سے جہاد کرنا اتنا محبوب نہیں جتنا کہ اُس قوم سے جس نے تیرے رسولؐ کی تکذیب کی اور اُن کو مکہ سے نکالا۔ اے اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم میں اور ان کفارِ قریش میں اب لڑائی نہیں ہوگی۔ اگر قریش سے آئندہ لڑائی ہونی ہے تو تُو مجھے باقی رکھ تاکہ تیرے راستہ میں ان سے جہاد کروں، اور اگر تو نے ان سے اب لڑائی کو ختم کر دیا ہے تو اِس زخم کو جاری کر دے اور میری موت اسی میں واقع کر دے۔" اس دُعا کے بعد ان کے سینہ سے خون جاری ہو گیا۔ مسجد میں بنو غفار قبیلہ کا بھی خیمہ تھا۔ خون بہتے بہتے اُن کے خیمہ میں پہنچ گیا۔ وہ لوگ گھبرا گئے اور کہنے لگے اے خیمہ والو یہ کیا چیز ہے جو تمہاری طرف سے آ رہی ہے، تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ حضرت سعدؓ کے زخم سے خون بہہ رہا ہے۔ خون بہتا رہا اور اسی حال میں حضرت سعدؓ کا انتقال ہو گیا[3]۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی موت سے رحمٰن کا عرش حرکت میں آ گیا[4]۔

اموالِ بنو قریظہ کی تقسیم بنو قریظہ کی فتح کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اموال مؤمنین میں تقسیم کر دئے۔ کھجور کے درخت جو انصار نے مہاجرین کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کئے تھے اُن

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب عن عائشہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ماجاء فی اسماء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب وکتاب الصلوٰۃ باب الخیمۃ فی المسجد وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری ابواب المناقب عن جابرؓ ومسلم کتاب الفضائل۔

میں سے بہت سے آپؐ نے بنو نضیر کی فتح کے موقع پر انصار کو واپس کر دئے تھے۔ جو باقی رہ گئے تھے انہیں بنو قریظہ کی فتح کے بعد واپس کر دیا۔[1]

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنو قریظہ پر فتح پائی اور اُن کے باغات آپؐ کے قبضہ میں آئے تو آپؐ نے لوگوں کے عطیّات کو واپس کرنا شروع کیا۔ جب میرے گھر والوں کو معلوم ہوا تو اُنہوں نے مجھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں اپنے عطیّہ کی واپسی کے لئے بھیجا۔ یہ عطیّہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمِّ ایمنؓ کو جنہوں نے بچپن میں آپؐ کی پرورش کی تھی دے رکھا تھا۔ جب اُنہیں یہ خبر پہنچی (کہ میں اُس عطیّہ کی واپسی کی درخواست کرنے آیا ہوں) تو وہ فوراً رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈال کر کہنے لگیں "اُس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود، حاکم و کارساز نہیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ عطیّہ ہرگز تمہیں واپس نہیں کریں گے وہ تو آپؐ مجھے دے چکے ہیں۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی یہ باتیں سُنیں تو اُن کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں اس کے بدلہ میں اس قدر دیدوں گا۔" وہ کہنے لگیں "واللہ میں تو نہیں دوں گی۔" بالآخر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس عطیّہ سے دس گنا یا اس کے لگ بھگ دے کر حضرت اُمِّ ایمن کو راضی کر لیا[2] (اور وہ عطیّہ حضرت انسؓ کے گھر والوں کو واپس کر دیا)

متفرّق واقعات

جوئے اور شراب کی حرمت ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا "اے لوگو، اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کرنے کا اشارہ کر دیا ہے اور اُمّید ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ (اس کی حرمت کا) حکم نازل فرمائے گا۔ لہٰذا جس کے پاس شراب ہے اُسے چاہیئے کہ اُس شراب کو بیچ کر نفع حاصل کر لے۔[3]"

اس خطبہ کو کچھ ہی دن گذرے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت کے پاس گئے۔ اُنہوں نے حضرت سعدؓ سے کہا "آؤ ہم تمہیں کھلائیں اور شراب پلائیں۔" حضرت سعدؓ اُن کے پاس ایک باغ میں جا کر بیٹھ گئے۔ وہاں اُونٹ کی سری بھُنی ہوئی رکھی تھی اور ایک مشکیزے میں شراب بھری ہوئی رکھی تھی۔ حضرت سعدؓ نے سب کے ساتھ کھایا پیا۔ دورانِ گفتگو مہاجرین اور انصار کا ذکر آ گیا۔ حضرت سعدؓ نے کہا "مہاجرین انصار سے افضل ہیں۔" یہ سُن کر ایک شخص نے سری کا ایک ٹکڑا اُٹھا کر اُنہیں مارا (وہ ٹکڑا اُن کی ناک پر لگا اور) ان کی ناک زخمی ہو گئی۔ حضرت سعدؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیتیں نازل فرما کر شراب کو مطلقاً حرام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ	اے ایمان والو، شراب، جُوا، آستانے اور فال نکالنے
وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ	کے پانسے یہ سب ناپاک کام اور شیطانی عمل ہیں، ان

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب کیف قسم النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم قریظۃ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم من الاحزاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب ردّ المہاجرین الی الانصار منائحہم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح مسلم کتاب البیوع عن انسؓ۔

فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ○ {مائدہ ۹۰ تا ۹۲}

سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تم لوگوں میں دشمنی اور رنجش پیدا کرے اور اللہ کے ذکر اور نماز سے تمہیں روک دے، لہٰذا تم کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے، اے لوگو! (شیطان کی اطاعت نہ کرو بلکہ) اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو اور (اللہ سے) ڈرتے رہو، اگر تم (اِن احکام سے) روگردانی کروگے (تو رسولؐ کا اس سے کیا بگڑیگا) رسولؐ کے ذمہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے[1]۔

اِن آیتوں کے نازل ہوتے ہی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک منادی کو اعلان کرنے کیلئے روانہ کیا، منادی نے اِس طرح اعلان کرنا شروع کیا" (لوگو) سُنو، شراب حرام ہوگئی"۔ مدینہ منوّرہ کے تمام راستوں پر اس نے یہ اعلان کیا، اُس وقت حضرت انسؓ، حضرت ابوطلحہؓ کے مکان میں لوگوں کو کشمش اور خشک کھجوروں کا نشہ آور خیسا ندہ پلا رہے تھے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے جب منادی کی آواز سُنی تو حضرت انسؓ سے کہا باہر نکل کر دیکھو یہ کیا اعلان ہے۔ حضرت انسؓ باہر نکلے، شراب کی حُرمت کا اعلان سُنا اور حضرت ابوطلحہؓ کو اس کی اطّلاع دی۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا اِس شراب کو باہر لیجا کر بہا دو حضرت انسؓ نے تمام شراب باہر لیجا کر بہادی۔ پھر حضرت ابوطلحہؓ نے کہا" اس مٹکے کو توڑ دو" حضرت انسؓ نے مٹکا توڑ دیا۔ (الغرض تمام لوگوں نے اسی طرح کیا) مدینہ منوّرہ کے گلی کوچوں میں اُس دن شراب بہ رہی تھی۔

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد ان لوگوں نے پھر کبھی شراب نہیں پی اور نہ شراب کی حُرمت کی تحقیق کی، بس منادی کی خبر ہی پر اعتماد کر کے حکمِ الٰہی پر عمل کیا[2]۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سلسلہ میں مزید احکام صادر فرمائے، مثلاً آپؐ نے

(۱) شراب کا سرکہ بنانے کی ممانعت کی[3]۔

(۲) شراب کو بطور دوا کے استعمال کرنے کی ممانعت کی بلکہ یہاں تک فرمایا کہ وہ دوا نہیں، بیماری ہے[4]۔

رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ" ہر وہ چیز جو نشہ لائے حرام ہے[5]۔"

ابتدا میں رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شراب کے برتنوں کو استعمال کرنے کی بھی ممانعت فرمادی، پھر کچھ عرصہ بعد اجازت دیدی[6]۔

شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد بعض لوگوں کو اُن شُہداء (کی شہادت اور اُخروی فلاح) کے متعلّق شبہ ہوا جو اس حالت میں مَرے تھے کہ ان کے پیٹ میں شراب بھری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کرتے رہے تو (ممانعت

---

[1] صحیح بخاری تفسیر سورۃ المائدۃ وصحیح مسلم باب من فضائلِ سعد بن ابی وقاصؓ وکتاب الاشربۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ المائدۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انس رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم تخلیل الخمر عن انسؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن وائل۔ [5] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الاشربۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ۔

جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوٓا إِذَا مَا اتَّقَوا وَّآمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوا وَّآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوا وَّاَحْسَنُوا ۗ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ {مائدہ}

سے پہلے) جو کچھ اُنہوں نے کھایا (اور پیا) اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں جبکہ (ان کی حالت یہ رہی کہ) وہ حرام چیزوں سے بچتے رہے اور ایمان لاکر عمل صالح کرتے رہے پھر (اگر اسی اثنار میں کوئی اور چیز حرام ہوگئی تو) اس سے بھی بچے اور (حکمِ الٰہی پر) ایمان لائے، پھر وہ (تمام) حرام چیزوں سے بچتے رہے اور نیکیاں کرتے رہے تو اللہ نیکیاں کرنے والوں سے محبت کرتا ہے[1] (لہٰذا ان کی فلاح کے متعلق شک نہیں ہونا چاہیے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بے پایاں سخاوت ایک مرتبہ ایک عورت نے تحفۃً ایک چادر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پیش کی اور عرض کیا "(اے اللہ کے رسُولؐ) یہ چادر آپؐ کے لئے لائی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس چادر کو لے لیا اور آپؐ کو اُس وقت چادر کی ضرورت بھی تھی۔ آپؐ نے وہ چادر لپیٹ لی۔ ایک صحابی نے کہا "یارسُولَ اللہ یہ تو بہت عمدہ چادر ہے، مجھے دیدیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُٹھ کر (اندر) چلے گئے۔ آپؐ کے جانے کے بعد لوگوں نے اُس شخص کو ملامت کی۔ اُنہوں نے اُس سے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تو خود چادر کی ضرورت تھی (ایسی حالت میں) تم نے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ جب آپؐ سے کوئی چیز مانگی جاتی ہے تو آپؐ انکار نہیں کرتے"۔ اُس شخص نے کہا "(بات یہ ہے کہ) جب آپ نے اس چادر کو (جسم اطہر پر) لپیٹ لیا تو میں نے برکت کی اُمید میں وہ چادر آپؐ سے مانگی تاکہ میں اس چادر کو اپنا کفن بناؤں"۔ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے اور وہ چادر اُن صحابی کو دیدی) پھر جب اُن صحابی کا انتقال ہوا تو اُسی چادر میں اُنہیں کفنایا گیا۔[2]

حضرت انسؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے زیادہ سخی تھے۔[3] حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سب سے زیادہ فیّاض تھے، خصوصاً رمضان میں تو آپؐ سخاوت میں آندھی سے زیادہ تیز ہوجایا کرتے تھے۔[4]

مُنافقین کی شرارتیں منافقین برابر اپنی سازشوں اور شرارتوں میں مصروف تھے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۭ وَلَىِٕنْ جَاۗءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۭ اَوَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {عنکبوت}

زبان سے کہتے تھے کہ ہم ایمان لائے لیکن جب اُن کو اللہ کے راستہ میں تکلیف پہنچتی تو لوگوں کی ایذا کو اللہ کے عذاب کا درجہ دیا کرتے (معمولی سی تکلیفوں کو بھی عذابِ الٰہی سمجھتے اور مؤمنین کو بہکایا کرتے تھے) اگر فتح ہوتی تو مؤمنین سے کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ (افسوس) ان میں اتنی بھی عقل نہیں (کہ اگر مؤمنین کو ان کے دل کا حال نہ معلوم ہوا تو کیا اللہ کو بھی معلوم نہ ہوگا) اللہ تو دلوں کی بات جانتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ — کہ اللہ ضرور یہ ظاہر کریگا کہ مؤمن کون ہیں اور منافق کون ہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر و صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب تحریم الخمر عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب حُسن الخلق عن سہلؓ و کتاب البیوع باب النساج۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب حُسن الخلق عن انسؓ و صحیح مسلم باب شجاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم۔ [4] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کان النبی صلی اللہ علیہ وسلّم اجود الناس عن ابن عباسؓ۔

الْمُنٰفِقِيْنَ ○ {عنکبوت ۱۱} (تاکہ مؤمنین کو دھوکا نہ ہو)

کافروں کا فریب کافروں کو برابر تبلیغ کی جارہی تھی، لیکن وہ اپنی ہٹ دھرمی پر بدستور قائم تھے۔ مؤمنین سے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا کہتے تھے کہ ہمارے راستہ پر آجاؤ (اگر ہمارا راستہ صحیح نہ ہوا تو) سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ط وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ تمہارے گناہ ہم اُٹھالیں گے۔ اللہ نے جواب دیا "یہ جھوٹ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ط اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ بولتے ہیں۔ یہ مؤمنین کے گناہوں میں سے کچھ بھی نہ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ز اُٹھائیں گے (یعنی رضامندی کے ساتھ یہ کسی کے گناہ کا وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ بوجھ نہیں اُٹھائیں گے، ویسے مجبوراً تو) انہیں اپنے بوجھوں کے ساتھ دوسروں کے بوجھ بھی اُٹھانے پڑیں گے (جن لوگوں کو یہ گمراہ کررہے ہیں اُن کے گناہوں کا بوجھ ان پر بھی لادا جائے گا) اور جو بُہتان تراشی یہ لوگ کررہے ہیں قیامت کے روز اس کے متعلق ان سے باز پُرس ہوگی۔"

بشارت و تسلّی حالات بہت مایوس کُن تھے۔ کافروں اور مُنافقوں کی ریشہ دوانیاں بدستور جاری تھیں۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ اور مُسلمین کو تسلّی و بشارت دیتے ہوئے فرمایا کہ:-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ○ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ○ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ○ {احزاب ۴۵ تا ۴۸}

اے نبیؐ ہم نے آپؐ کو (حق کا) گواہ، مُبشّر، نذیر، اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے (یہ کتنی بڑی نعمت ہے جو آپؐ کو ملی ہے) اور مؤمنین کو بھی خوشخبری سُنا دیجئے کہ اُن پر بھی اللہ کا بڑا فضل و کرم ہوگا۔ اور (اے رسولؐ آپؐ ثابت قدم رہیے) کافروں اور مُنافقوں کی بات نہ مانئے۔ ان کی ایذا رسانیوں کو نظر انداز کرتے رہیے اور اللہ اکیلے پر بھروسہ کیجئے۔ کارسازی کیلئے اللہ اکیلا کافی ہے۔

بعض مطلقہ عورتوں پر عدّت نہیں جن عورتوں پر کسی قسم کی عدّت نہیں اُن کی وضاحت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ج فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ {احزاب ۴۹}

اے ایمان والو، جب تم مؤمن عورتوں سے نکاح کرو پھر بغیر ہاتھ لگائے اُن کو طلاق دیدو تو اُن پر کوئی عدّت نہیں (ہاں اتنا ضرور کیا کرو کہ) اُنہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح رخصت کر دیا کرو۔

کافروں کو تنبیہ کافر اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے ہوئے تھے، یہ کہہ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تکذیب کرتے تھے کہ "کیا انسان بھی ہادی بن سکتا ہے؟" اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے کافرو!)

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا

کیا تمہارے پاس پہلے کافروں کی خبریں نہیں پہنچیں، انہوں نے اپنے اعمال کی سزا کا مزا چکھ لیا اور ابھی دردناک عذاب اور باقی ہے (ان کو سزا کیوں ملی صرف) اسلئے کہ جب ان کے پاس ان کے رسولؑ کھلی نشانیاں لے کر

وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝ {تغابن ۵ و ۶} آئے تو وہ یہ کہنے لگے کہ کیا آدمی بھی ہمیں ہدایت دے سکتا ہے (بس اِس بہانہ کی بنیاد پر) اُنہوں نے رسولوں کا انکار کیا اور مُنہ پھیر لیا۔ اللہ نے بھی ان سے لاپرواہی برتی کیونکہ اللہ لاپرواہ، تعریفوں والا ہے۔ (اُسے ان کے ایمان لانے نہ لانے کی کیا پرواہ ہے۔ یہ اگر ایمان نہ لائے توجب یہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے تو اُن کو اِس کی سزا مِل جائے گی)

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ {تغابن ۷ و ۸} کافر کہنے لگے ہم ہرگز دوبارہ زندہ نہیں کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ) آپؐ کہہ دیجئے کہ میرے ربّ کی قسم تم ضرور دوبارہ زندہ کئے جاؤ گے۔ پھر جو کام تم اب کر رہے ہو وہ تمہیں بتائے جائیں گے (اور ان کی سزا دیجائیگی، لہٰذا تمہاری خیر اسی میں ہے کہ) تم اللہ، اُس کے رسولؐ اور جو نور اللہ نے نازل فرمایا ہے اُس پر ایمان لے آؤ (اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے) وہ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔

پھر فرمایا (اے لوگو!)

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۝ اللہ کی اطاعت کرو، رسولؐ کی اطاعت کرو۔ اگر تم ہمارے رسولؐ کی اطاعت سے مُنہ پھیرو گے تو (اس کا کچھ نہیں بگڑے گا) اس کے ذمّہ تو بس صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

مُومنین کو انتباہ کافروں کو تنبیہ کرنے کے بعد مُومنین کو متنبّہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ {تغابن ۱۴ تا ۱۸} اے ایمان والو! تمہارے بعض شوہر اور بیویاں اور تمہاری بعض اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے (یعنی بعض شوہر بیویوں کو گمراہ کر دیتے ہیں اور بعض بیویاں، شوہروں کو گمراہ کر دیتی ہیں، اسی طرح بعض اولاد ماں باپ کو گمراہ کر دیتی ہے) لہٰذا ایسے دشمنوں سے ڈرتے رہا کرو (کہ کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں) اگر (وہ دشمنی سے باز آجائیں تو) انہیں معاف کر دیا کرو، بے شک اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے اور (اے مُومنو، یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھو کہ) بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش کی چیزیں ہیں اور (جو لوگ اِس آزمائش میں پُورے اُتریں، مال اور اَولاد کی محبّت میں اللہ سے غافِل نہ ہوں تو اُن کیلئے) اللہ کے ہاں اجرِ عظیم ہے (اے مُومنو!) جہانتک ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہا کرو، اللہ کے احکام سُنو اور اُن پر عمل کرو، اللہ کے راستہ میں خرچ کرتے رہو یہی تمہارے لئے بہتر ہے، جو شخص بخل سے بچ گیا اُسی کیلئے فلاح ہے (اگر تم اللہ کے راستہ میں خرچ کرو تو یہ سمجھ لو کہ تم اللہ کو قرضِ حَسنہ دے رہے ہو) اور اگر تم اللہ کو قرضِ حَسنہ دوگے تو وہ تم کو اُس کے بدلہ میں کئی گنا دیگا، تمہاری مغفرت فرمائے گا (بے شک)

اللہ قدردان اور حلم والا ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے۔ وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا شہد نہ کھانے کی قسم کھانا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روزانہ عصر کے بعد ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں دورہ فرمایا کرتے تھے۔ ہر ایک بیوی کے پاس کچھ دیر بیٹھتے۔ جب آپؐ حضرت زینبؓ بنت جحش کے ہاں پہنچتے تو وہ آپؐ کو شہد پلاتیں۔ شہد پینے کی وجہ سے آپؐ اُن کے ہاں کچھ زیادہ دیر ٹھہر جاتے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت حفصہؓ (کو یہ چیز بار گذری، انہوں) نے طے کیا کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہم دونوں میں سے کسی کے ہاں تشریف لائیں تو ہم یہ کہیں کہ آپؐ نے مغافیر[1] کھایا ہے، اس لئے آپؐ کے مُنہ سے مغافیر کی بُو آرہی ہے۔ اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ فرمائیں کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو ہم یہ کہیں کہ مکھی نے عُرفط نامی درخت کا عرق چوسا ہوگا (لہٰذا شہد میں اسی کی بُو آرہی ہے) ان دونوں نے حضرت سودہؓ کو بھی اس فیصلہ میں شامل کر لیا۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان بیویوں کے ہاں تشریف لائے تو فیصلہ کے مطابق اُنہوں نے وہی بات کہی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے تو زینبؓ کے ہاں شہد پیا ہے لیکن اب ہرگز نہیں پیونگا" آپؐ نے یہ فیصلہ اس لئے کیا کہ آپؐ کو بدبو سے بے حد نفرت تھی) پھر آپؐ نے فرمایا کہ میں اس بات پر قسم کھاتا ہوں لیکن تم یہ بات کسی سے نہ کہنا (کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت زینبؓ کو معلوم ہو اور وہ آزردہ ہوں) یہ سُن کر حضرت سودہؓ نے کہا واللہ ہم نے شہد کو حرام کرا دیا، حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا چُپ رہو۔

اگرچہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس فیصلہ کو ظاہر کرنے سے منع فرمادیا تھا لیکن زوجۂ مطہرہؓ نے اسے ظاہر کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اِس بات سے مطّلع فرمادیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زوجہ مطہرہؓ سے اس کے متعلق باز پُرس کی تو زوجہ مطہرہؓ نے پوچھا کہ آپؐ کو کس نے بتایا کہ میں نے افشائے راز کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ مجھے اللہ علیم وخبیر نے بتایا۔

اس پورے واقعہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۖ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۖ فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَن بَعْضٍ ۖ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنبَأَكَ هَٰذَا ۖ قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ ۝ إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا ۖ وَإِن تَظَاهَرَا عَلَيْهِ

اے نبیؐ جو چیز اللہ نے آپؐ کے لئے حلال کر دی ہے آپؐ اُسے کیوں اپنے اُوپر حرام کرتے ہیں، کیا اس سے بیویوں کی خوشنودی مقصود ہے (نہیں آپؐ ایسا نہ کریں) اللہ تو بڑا بخشنے والا، مہربانی کرنے والا ہے (یہ اُس کے رحم وکرم ہی کا تقاضہ ہے کہ وہ نہیں چاہتا کہ آپؐ خود بے ضرورت اپنے اُوپر پابندی عائد کریں) اللہ نے قسموں کا کفّارہ مقرر کر ہی دیا ہے (بس وہ کفّارہ ادا کر کے آپؐ اس پابندی سے آزاد ہو جائیں) اللہ ہی تم سب کا مالک ہے، وہ جاننے والا ہے، حکمت والا ہے۔ اور جب نبیؐ نے اپنی بیوی سے ایک راز کی بات کہی تو اُس نے دوسری بیوی کو بتادی

---

[1] مغافیر ایک قسم کا گوند یا شیرہ ہے جو عُرفُط نامی درخت سے نکلتا ہے۔

فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ {التحریم}

(یہ اچھا نہیں کیا) اور جب اللہ نے اپنے نبی کو افشائے راز کی خبر دی تو نبیؐ نے اُس بیوی کو اُس وحی کی بعض باتوں سے آگاہ کر دیا اور بعض باتوں سے اعراض کیا۔ پھر جب نبیؐ نے اُس بیوی سے افشائے راز کے متعلق باز پُرس کی تو بیوی نے (تعجب سے) پوچھا "آپ کو کس نے بتایا (کہ میں نے آپؐ کے راز کو ظاہر کر دیا)" نبیؐ نے جواب دیا کہ اللہ علیم وخبیر نے مجھے بتایا (اے نبیؐ کی بیویو!) تم دونوں اللہ سے توبہ کرو اس لئے کہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں، اور اگر تم دونوں نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی اعانت کرو گی تو یاد رکھو کہ اللہ، جبریلؑ اور تمام صالح مؤمنین اس کے حامی ہیں اور ان کے علاوہ تمام فرشتے نبیؐ کے مددگار ہیں (تم نبیؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں بلکہ اپنا ہی نقصان کرو گی)

(اس واقعہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ان دونوں بیویوں سے ناراض ہو گئے) جب حضرت عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض بیویوں سے ناراض ہیں تو وہ ان کے پاس پہنچے اور کہا "تم لوگ باز آجاؤ ورنہ اللہ اپنے رسولؐ کو تم سے بہتر بیویاں بدلہ میں دیدیگا" ایک بیوی نے جواب دیا "کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو نصیحت نہیں کر سکتے جو تم کرتے ہو" اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی تائید میں فرمایا:-

عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝ {تحریم}

(اے نبیؐ کی بیویو!) اگر نبیؐ تم کو طلاق دیدیں تو بعید نہیں کہ ان کا پروردگار ان کو تم سے بہتر بیویاں دیدے جو مسلمہ، مومنہ، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گذار اور روزہ رکھنے والیاں ہوں، بیوہ بھی ہوں اور کنواری بھی۔

واقعہ تحریم شہد پر تبصرہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ سے جو غلطی ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہوئی، انہیں یہ چیز ناگوار گذری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینبؓ کے ہاں زیادہ بیٹھیں اور ان کے ہاں کم۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بُری چیز نہیں لیکن اس محبت کا تقاضہ یہ نہیں ہونا چاہئے تھا کہ ایک فرضی بات بنا تیں یا یہ کہ منع کر دینے کے بعد راز کو ظاہر کرتیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلطی کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ انہیں تنبیہ کر دی اور آیۂ تطہیر (احزاب ۳۳) میں جو وعدہ کیا تھا اُسے پورا کرنے کا اہتمام فرمایا۔ غرض یہ کہ ازواجِ مطہراتؓ کی تطہیر بتدریج ہوتی رہی اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے جو ارادہ کیا تھا اُسے پورا کر دیا۔ اہلِ بیتِ نبویؐ کا بھی کیا مقام ہے کہ ان میں کوئی نامناسب بات اللہ کو برداشت نہیں۔ پہلے دنیا طلبی پر تنبیہ کی، پھر اس واقعہ پر تنبیہ کی۔ اگر مزید کوئی اور غلطی ہوتی تو ضرور تنبیہ ہوتی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد سے ایسی کوئی بات ازواجِ مطہراتؓ سے نہیں ہوئی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو تنبیہ کی ضرورت پیش آتی۔ قرآن مجید میں پھر کسی تنبیہ کا نہ ہونا اس بات کا کھلا ثبوت ہے کہ ازواجِ مطہراتؓ تمام نامناسب باتوں سے پاک ہو گئیں مزید برآں قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے سچی توبہ کی ورنہ اللہ کے وعدے

۱؎ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ التحریم عن عائشہؓ وکتاب الطلاق وکتاب التفسیر سورۃ البقرۃ عن عمرؓ وکتاب الایمان والنذور وصحیح مسلم کتاب الطلاق باب وجوب الکفارۃ علی من حرم امرأتہ (ایک روایت میں حضرت زینبؓ کے بجائے حضرت صفصفہؓ اور حضرت حفصہؓ کے بجائے حضرت صفیہؓ ہو گیا ہے۔ یہ صحیح نہیں صحیح یہی ہے کہ حضرت عائشہؓ کے ساتھ حضرت حفصہؓ شریک تھیں نہ کہ حضرت زینبؓ یا حضرت صفیہؓ حضرت عمرؓ کی روایت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے) ۲؎ صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ البقرۃ وسورۃ التحریم عن عمرؓ۔ ۳؎ ان آیات کے نزول سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو افشائے راز کی خبر دے دی تھی وہ خبر قرآن میں کہیں نہیں ہے اس سے ثابت ہوا کہ قرآن کے علاوہ بھی وحی آتی تھی۔ اس کی

مُطابق اُنہیں طلاق دی جاتی اور پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسُولؐ کو ان سے بہتر بیویاں عنایت فرماتا۔ کیونکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلاق نہیں دی لہٰذا جو صفات مذکورہ بالا آیت میں بیان کی گئی ہیں وہ سب ان میں بدرجۂ اتمّ موجود تھیں اور یہ کہ ان کے علاوہ اب کوئی اور عورت نہیں تھی جو ان صفات میں ان سے بہتر ہو۔

مؤمنین کو ہدایت | مؤمنین کو ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ {تحریم}

اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔ دوزخ پر تُند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ملتا ہے اُسے فوراً بجا لاتے ہیں۔ (پھر فرمایا)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا {تحریم}

اے ایمان والو! اللہ سے سچّی توبہ کرو۔ (پھر فرمایا)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ {تحریم}

اے نبیؐ! کفّار اور منافقین سے جہاد کرتے رہیئے اور ان پر سختی کیجئے (انہیں دُنیا میں بھی سزا ملنی چاہیئے) آخرت میں تو ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

پھر تمام مسلمین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ○ {احزاب ۲۱}

جو شخص اللہ سے قیامت کے دن اچھی اُمید رکھتا ہے اور جو اللہ کا ذکر بہت کرتا ہے اُس کیلئے رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے (رسُولؐ کی پیروی کروگے تو اللہ سے اچھی اُمید رکھ سکتے ہو)

نماز کا ایک واقعہ اور اُمّت کیلئے ایک سبق | رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ نماز پڑھائی۔ آپؐ (اپنی نواسی) حضرت امامہ بنتِ زینبؓ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے۔ جب آپؐ رکوع کرتے تو اُنہیں اُتار دیتے اور جب سجدوں سے فارغ ہوتے تو پھر کندھے پر بٹھا لیتے [1]

اِس واقعہ میں اُمت کیلئے ایک سبق ہے۔ وہ یہ کہ جب ایسا موقع آجائے کہ بچّہ کو بغیر گود میں لئے نماز پڑھنے میں دشواری کا سامنا ہو تو اِس طرح کرلیا جائے لیکن نماز کو ترک نہ کیا جائے۔

ایک جہاد | ایک مرتبہ (کسی جہاد میں) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مرار کی گھاٹی پر کون چڑھتا ہے؟ (جو چڑھیگا) اُس کے گناہ اسی طرح معاف ہوجائیں گے جس طرح بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔" یہ سُنکر قبیلۂ خزرج کا رسالہ سب سے پہلے اس گھاٹی پر چڑھا، پھر اور لوگ بھی چڑھ گئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سوائے سُرخ اُونٹ والے کے تم سب کی مغفرت ہوگئی۔" اُس اُونٹ والے کا اُونٹ کھو گیا تھا، وہ اُس کو تلاش کر رہا تھا۔ حضرت جابرؓ اُس کے پاس گئے اور اُس سے کہا "چلو (شاید) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے مغفرت کی دُعا فرمائیں۔" اُس نے کہا "اللہ کی قسم میرا اُونٹ مجھے مل جائے یہ مجھے تمہارے ساتھی کی دُعا سے زیادہ محبوب ہے۔" [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز حمل الصبیان فی الصلوٰۃ عن ابی قتادہؓ ۔ [2] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین ۔

۵۵ سنہ

متفرّق واقعات

حضرت علیؓ کی کنیت "ابو تراب" کی وجہ ایک دن حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے پھر اُن کی کسی بات سے ناراض ہو کر مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ اس اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے گھر تشریف لائے۔ آپؐ نے وہاں حضرت علیؓ کو نہ دیکھا تو دریافت فرمایا" (اے فاطمہؓ) تمہارے چچا کے لڑکے کہاں ہیں؟" حضرت فاطمہؓ نے کہا "مسجد میں ہیں۔ میرے اور اُن کے درمیان کوئی بات ہو گئی تھی۔ لہٰذا وہ ناراض ہو گئے اور یہاں قیلولہ نہیں کیا۔"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک آدمی سے کہا "دیکھو وہ کہاں ہیں؟" وہ آدمی دیکھ کر آیا اور کہا" وہ مسجد میں ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد تشریف لے گئے۔ جب آپؐ وہاں پہنچے تو حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے اُن کی چادر سرک گئی تھی اور پیٹھ پر مٹّی لگ گئی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کی پیٹھ سے مٹّی جھاڑنے لگے اور یہ فرماتے جا رہے تھے "اے ابو تراب (مٹّی کے باپ) اُٹھو، اے ابو تراب اُٹھو"۔ (اس دن سے حضرت علیؓ کی کنیت ابو تراب ہو گئی) حضرت علیؓ اس کنیت کو پسند کرتے تھے اور جب کوئی شخص اس کنیت سے ان کو پکارتا تھا تو بہت خوش ہوتے تھے۔[1]

لونڈی کے لئے حضرت فاطمہؓ کی درخواست حضرت فاطمہؓ چکّی پیسا کرتی تھیں۔ چکّی پیستے پیستے اُنہیں کچھ تکلیف ہو گئی۔ ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک لونڈی کہیں سے آئی ہوئی تھی حضرت فاطمہؓ (اس لونڈی کو اپنی خدمت کے واسطے مانگنے کے لئے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر تشریف لائیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت گھر میں نہیں تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے اپنے آنے کا مقصد حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے بیان کر دیا اور واپس چلی گئیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدّیقہ مطہّرہؓ نے حضرت فاطمہؓ کے آنے کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے۔ حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے، حضرت علیؓ اُٹھنے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دونوں اپنی اپنی جگہ پر رہو"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان دونوں کے درمیان میں جا کر بیٹھ گئے حضرت علیؓ فرماتے ہیں "مجھے آپؐ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس ہوئی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جو اُس چیز سے بہتر ہے جس کا تم نے سوال کیا ہے۔ جب تم اپنے بستر پر لیٹا کرو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ سُبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے[2]"

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل وکتاب الادب باب التکنی بابی تراب وصحیح مسلم کتاب الفضائل عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

[2] صحیح بخاری ابواب الفضائل عن علیؓ وصحیح مسلم کتاب الذکر۔

حضرت علیؓ کا ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجنا ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی کو پیغامِ نکاح بھیجا۔ حضرت فاطمہؓ کو معلوم ہوا تو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "آپؐ کی قوم یہ کہتی ہے کہ آپؐ اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں کبھی (کسی پر) خفا نہیں ہوتے۔ اور دیکھئے یہ علیؓ ہیں جو ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں"۔ ان ہی ایّام میں بنو ہشامؔ بن مغیرہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور آپؐ سے اپنی لڑکی (یعنی ابوجہل کی لڑکی) کا نکاح حضرت علیؓ سے کرنے کی اجازت طلب کی۔ ان ہر دو واقعات کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منبر پہ کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے تشہد پڑھا پھر فرمایا" امّا بعد میں نے اپنی بیٹی کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا۔ اُس نے جو بات مجھ سے کی اُسے سچ کر دکھایا، جو وعدہ کیا اُسے پُورا کیا۔ بے شک فاطمہؓ بھی میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے اور میں اِسے ناپسند کرتا ہوں کہ اُسے تکلیف پہنچے۔ جو تکلیف اُسے پہنچتی ہے وہ مجھے پہنچتی ہے۔ بنو ہشام بن مغیرہ مجھ سے اجازت لے رہے ہیں کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح علیؓ سے کریں میں اجازت نہیں دیتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علیؓ میری بیٹی کو طلاق دیدیں اور اُن کی بیٹی سے نکاح کر لیں۔ اللہ کی قسم رسُولُ اللہ کی بیٹی اور عدوّ اللہ کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں"۔ اس خطبہ کے بعد حضرت علیؓ نے نکاح کا خیال ترک کر دیا۔[1]

مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے داماد صرف حضرت علیؓ ہی نہیں تھے بلکہ حضرت ابوالعاصؓ بھی تھے اور ان سے آپؐ بہت خوش تھے۔ آپؐ کے تیسرے داماد حضرت عثمانؓ تھے۔[2]

اہلِ شرک سے نکاح کی ممانعت ابھی تک مشرکین سے نکاح کی ممانعت نہیں تھی۔ اب اللہ تعالےٰ نے اہلِ شرک سے نکاح کرنے کی ممانعت نازل فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۲۱}

تک وہ ایمان نہ لائیں۔ مؤمنہ لونڈی مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھی ہی کیوں نہ لگے۔ اور مشرک مَردوں سے بھی نکاح نہ کرو۔ مؤمن غلام، مشرک سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں اچھا ہی کیوں نہ لگے۔ یہ کافر تو دوزخ کی طرف بُلاتے ہیں اور اللہ جنّت و مغفرت کی طرف بُلاتا ہے اور لوگوں کیلئے اپنی آیتیں وضاحت کے ساتھ بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

آیتِ تیمّم کا نزول رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں کہیں چلے جا رہے تھے۔ آپؐ کے ساتھ اس سفر میں حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی تھیں۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ بیداء یا ذات الجیش مقام پر پہنچے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا ہار ٹوٹ کر کہیں گر گیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کی تلاش کی وجہ سے

---

[1] صحیح بخاری ابواب الفضائل باب ذکر اصہار النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن مسورؓ و کتاب النکاح باب ذب الرجل عن ابنتہ و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ۔

[2] صحیح بخاری باب مناقب عثمان عن ابن عمرؓ ۔ [3] ہشام ابوجہل کے باپ کا نام ہے۔

رُک گئے۔ تمام لوگ بھی رُک گئے۔ نہ اُن کے پاس پانی تھا نہ وہ کسی پانی کے پاس تھے۔ لہٰذا وہ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا "آپ نہیں دیکھتے کہ عائشہؓ نے کیا کیا؟ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روک لیا حالانکہ نہ تو لوگوں کے پاس پانی ہے اور نہ وہ پانی کے چشمہ وغیرہ کے قریب ہیں"۔ یہ سُن کر حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہ مطہرہؓ کے پاس آئے۔ اور اُن کی ہنسلی کے قریب اِس زور سے ہاتھ مارا کہ اُنہیں بہت تکلیف ہوئی۔ اُس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کی ران پر سر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا "تم نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو محض ہار کی خاطر ایسے مقام پر روک لیا کہ نہ یہاں پانی ہے اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے"۔ حضرت ابوبکرؓ حضرت عائشہؓ پر بہت خفا ہوئے اور جو چاہا کہا، حضرت ابوبکرؓ نے اُن کی کوکھ میں اُنگلی چبھوئی لیکن اُنہوں نے محض اس وجہ سے کہ ان کی ران پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سرِ مُبارک تھا کوئی حرکت نہیں کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سوتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ لوگوں نے بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی۔ اسی موقع پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ۭ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ {مائدہ}	اے ایمان والو! جب تم نماز پڑھنے کا قصد کرو تو اپنے چہرے اور ہاتھ کہنیوں تک دھولیا کرو، سر پر مسح کرلیا کرو اور ٹخنوں تک پیروں کو بھی دھولیا کرو، اگر تم جُنبی (ناپاک) ہو تو نہالیا کرو اور اگر تم مریض ہو تو تیمّم کرلیا کرو اور اگر تم سفر میں ہو یا بیت الخلاء سے آئے ہو یا تم نے جماع کیا ہو پھر تمہیں پانی نہ ملے تو اس صورت میں بھی پاک مٹی سے تیمّم کرلیا کرو، یعنی مُنہ اور ہاتھوں پر مٹی سے مسح کرلیا کرو۔ اللہ تم پر تنگی نہیں چاہتا، بلکہ اللہ تم کو پاک کرنا چاہتا ہے اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کرنا چاہتا ہے تاکہ تم اُس کا شکر ادا کرو۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت اُسید بن حضیرؓ نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے کہا "اے آلِ ابوبکرؓ، یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ اللہ تمہیں جزائے خیر دے۔ تمہارے معاملہ میں جب کوئی پریشانی لاحق ہوئی تو اللہ نے تمہارے لئے اُس سے بچنے کی راہ نکال دی اور تمام مسلمین کے لئے اُسے باعثِ برکت بنا دیا۔

(جب صحابہؓ نے اس مقام سے کُوچ کیا) اور اُس اُونٹ کو کھڑا کیا جس پر حضرت عائشہ طاہرہؓ بیٹھتی تھیں تو وہ ہار اُس اُونٹ کے نیچے سے مِل گیا۔[1]

جھُوٹی قسم پر وعید | حضرت اشعث بن قیسؓ کہتے ہیں کہ میرے چچازاد بھائی کی زمین میں میرا ایک کنُواں تھا۔ میں نے اس کنویں کا دعویٰ کیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ثبوت میں دو گواہ پیش کرو، اگر تمہارے پاس گواہ نہیں ہیں تو اُس سے قسم لی جائے گی"۔ حضرت اشعثؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ وہ تو قسم کھالے گا"۔

[1] صحیح بخاری باب مناقب ابی بکرؓ عن عائشہ صدیقہؓ وکتاب التفسیر سُورۃ النساء وسُورۃ المائدۃ وصحیح مسلم باب التیمّم (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص جھوٹی قسم کھا کر کسی مُسلم کا مال حاصل کریگا وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اُس پر غضبناک ہوگا۔"

عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے بازار میں کچھ سامان بیچنے کے لئے رکھّا، پھر قسم کھا کر (ایک خریدار سے) کہنے لگا "مجھے اس مال کی اتنی قیمت مل رہی تھی حالانکہ اُسے اتنی قیمت نہیں مِل رہی تھی۔ وہ اس طریقہ سے ایک مُسلم کا مال ناحق لینا چاہتا تھا۔"

مذکورہ بالا دونوں واقعات کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑا سا فائدہ حاصِل کرتے ہیں اُن کے لئے آخرت میں کوئی حصّہ نہیں، نہ اللہ اُن سے کلام کریگا، نہ اُنکی طرف دیکھیگا اور نہ اُن کو پاک کریگا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔[1]

حضرت زبیرؓ اور ایک مُنافِق کا جھگڑا حضرت زبیرؓ کا ایک انصاری سے کھیتوں میں پانی دینے کے سلسلہ میں جھگڑا ہوا۔ مقدّمہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس انصاری کی رعایت کرتے ہوئے فرمایا "اے زبیرؓ، تم اپنے کھیت کو پانی دے کر پھر پانی اپنے پڑوسی کیلئے چھوڑ دیا کرو۔" اُس انصاری کو غصّہ آگیا۔ اُس نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ یہ اس لئے کہ وہ آپؐ کے پھوپی زاد بھائی ہیں۔ یہ سُن کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہوگیا، آپؐ نے فرمایا "اے زبیر، تم اپنے کھیت کو پانی دو، پھر پانی کو روک لو یہاں تک کہ پانی مُنڈیروں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ دو۔" اس فیصلہ سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو اُن کا پُورا حق دلا دیا حالانکہ پہلے آپؐ نے ایسا فیصلہ کیا تھا جس میں دونوں کے لئے فراخی تھی۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں میرا خیال سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اُسی وقت نازل فرمائی:۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ {نساء ۶۵}

(اے رسُولؐ) آپؐ کے ربّ کی قسم یہ لوگ اُس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپؐ کو منصف نہ بنائیں اور جو فیصلہ آپؐ کریں اُس سے دل میں تنگی یا انقباض نہ محسُوس کریں، بلکہ اس فیصلہ کے سامنے برضاء و رغبت سرِ تسلیم خم کر دیں۔[2]

ایک نجدی کے سوالات ایک دن ایک نجدی شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ اُس کے بال پراگندہ تھے۔ اُس کی آواز سُنائی تو دیتی تھی لیکن اچھی طرح سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ پھر وہ شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بالکل قریب آگیا۔ اُس نے پوچھا "اسلام کیا ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھنا" اُس نے پوچھا "پانچ نمازوں کے علاوہ بھی کوئی اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۂ بقرہ و کتاب الرھن فی الحضر باب اذا اختلف الراھن والمرتھن وکتاب الشّھادات۔ [2] صحیح بخاری کتاب التّفسیر وکتاب الصلح عن زبیرؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب وجوب اتباعہ صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

نماز فرض ہے"؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، مگر یہ کہ تم اپنی خوشی سے پڑھنا چاہو (تو پڑھ سکتے ہو)"۔ پھر فرمایا "رمضان کے روزے رکھنا"۔ اُس نے پوچھا "کیا اس کے علاوہ بھی اور روزے فرض ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، مگر یہ کہ تم اپنی مرضی سے رکھنا چاہو (تو رکھ سکتے ہو)" پھر آپؐ نے زکوٰۃ کا حکم دیا۔ اُس نے پوچھا کیا اس کے علاوہ بھی اور کچھ فرض ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں. مگر یہ کہ تم اپنی مرضی سے کچھ دیدو"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کو اسلام کے اور احکام کی تعلیم دی۔ اس کے بعد وہ پیٹھ پھیر کر چلا اور یہ کہتا جارہا تھا کہ اللہ کی قسم میں نہ اس سے زیادہ کروں گا نہ کم کروں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس نے فلاح پائی[1]"۔

وفد عبدالقیس کی آمد قبیلۂ عبدالقیس کا ایک وفد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا تعلق کس قوم سے ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "ربیعہ سے" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مرحبا غَیرَ خَزَایا وَلَا نَدَامٰی (تمہیں نہ رسوائی ہوگی نہ ندامت)" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم آپؐ کے پاس مسافتِ بعیدہ سے آئے ہیں اور سوائے حُرمت کے مہینوں کے اور کبھی نہیں آسکتے، کیونکہ آپؐ کے اور ہمارے درمیان مضر قبیلے کے کُفّار حائل ہیں لہٰذا آپؐ ہمیں فیصلہ کُن باتیں بتادیجئے تاکہ ہم پیچھے رہ جانے والوں کو بھی وہ باتیں بتادیں اور ان کے ذریعہ جنّت میں داخل ہوجائیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اللہ اکیلے پر ایمان لانے کا حکم دیا پھر فرمایا "(تم جانتے ہو کہ) اللہ اکیلے پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "اللہ اور اُس کا رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود، حاکم و کارساز نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے رسُول ہیں"۔ پھر آپؐ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں، رمضان کے روزے رکھیں اور مالِ غنیمت میں سے پانچواں حصّہ (بیت المال میں) داخل کریں"۔ پھر آپؐ نے اُنہیں اِن چار برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا۔ حَنْتَمْ (سبز گھڑا)، دُبّاء (کدو کا برتن)، نقیر (لکڑی کا برتن) اور مزفّت یا مقیّر یعنی روغنی گھڑا (یہ شراب کے برتن تھے، ابتداء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شراب کے برتنوں کے استعمال کی ممانعت فرمادی تھی بعد میں اجازت دے دی)

ان احکام کو بیان کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِن باتوں کو یاد کرلو اور جن کو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہو اُن کو بھی اس کی اطلاع کردو[2]"۔ اُنہوں نے پوچھا "اے اللہ کے نبیؐ، ہم آپؐ پر قربان، کیا آپؐ نقیر کو جانتے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیوں نہیں۔ تم لکڑی کو کھودتے ہو اور اس میں ایک قسم کی چھوٹی کھجوریں بھگو دیتے ہو، جب اُس کا جوش ختم ہوجاتا ہے تو تم اُسے پی لیتے ہو اور نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ نشہ میں آکر تم میں سے بعض آدمی اپنے چچازاد بھائی کو تلوار مارنے لگتے ہیں"۔ وفد میں ایک شخص تھا جس کو ایسے ہی کسی واقعہ میں زخم لگا تھا، اُس نے شرم کی وجہ سے اپنے آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چھپالیا۔ پھر وفد کے ارکان نے پوچھا "ہم کس برتن میں (پانی، شربت وغیرہ) پئیں"؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الایمان بابُ الزکوٰۃ من الایمان عن طلحہؓ وکتابُ الصّوم وصحیح مسلم کتابُ الایمان۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الایمان باب الخمس من الایمان عن ابن عباسؓ وکتابُ العلم وصحیح مسلم کتابُ الایمان۔

فرمایا" ان مشکوں میں جن کے دہانے بندھے ہوئے ہوں"۔ اُنہوں نے عرض کیا" یارسُولَ اللہ، ہماری زمین میں چوہے بکثرت ہیں، وہاں چمڑے کے مشکیزے سلامت نہیں رہ سکتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" چمڑے کے مشکیزے ہی استعمال کرو اگرچہ چوہے کاٹ ڈالیں، اگرچہ چوہے کاٹ ڈالیں، اگرچہ چوہے کاٹ ڈالیں"۔ پھر آپؐ نے وفد عبدالقیس کے ایک رُکن سے جس کا نام اشج تھا فرمایا" تمہارے اندر دو ایسی خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند فرماتا ہے" بُردباری اور تحمّل"[1] (یعنی تم حلیم الطبع ہو اور جلد بازی نہیں کرتے)

جس دن قبیلۂ عبدالقیس کا وفد آیا اُس دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھیں۔ آپؐ اُس دن حضرت اُمِّ سلمہؓ کے ہاں تھے۔ اُن کے پاس اُس وقت بنو حرام قبیلہ کی کچھ انصاری عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، اس لئے حضرت اُمّ سلمہؓ نے ایک لڑکی سے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہلو میں جا کر کھڑی ہو جاؤ اور آپؐ سے یہ دریافت کرو کہ آپؐ تو (نمازِ عصر کے بعد) دو رکعتیں (بھی) پڑھنے سے منع فرماتے تھے اور آج اِس وقت میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ آپ دو رکعتیں پڑھ رہے ہیں۔ اُنہوں نے اُس لڑکی سے یہ بھی کہا کہ اگر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پیچھے ہٹ جانا۔ اُس لڑکی نے اُسی طرح کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ لڑکی پیچھے ہٹ گئی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو فرمایا" اے ابو اُمیّہ کی بیٹی، تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلّق دریافت کیا تو بات یہ ہے کہ قبیلۂ عبدالقیس کے کچھ لوگ اسلام قبول کر کے اپنی قوم کی طرف سے (وفد کی صورت میں) میرے پاس آئے تھے (ان کی تعلیم و تربیت میں) میں اِتنا مشغول ہو گیا کہ ظہر کے بعد کی دو سُنّتیں رہ گئیں۔ یہ وہی دو رکعتیں ہیں[2] (جو میں نے اب ادا کی ہیں)"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خواب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب (فجر کی) نماز پڑھ چکتے تو صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ جایا کرتے تھے اور فرماتے تھے" تم میں سے کسی نے آج رات کو کوئی خواب دیکھا ہے؟" اگر کِسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کر دیتا پھر جو کچھ اللہ چاہتا آپؐ اُس کی تعبیر بتا دیا کرتے۔ ایک دن (حسبِ معمول) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے پوچھا" کیا تم میں سے کِسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا" نہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں نے آج رات کو خواب دیکھا ہے۔ (وہ یہ کہ) دو آدمی میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے ایک مقدّس زمین میں لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک آدمی کھڑا ہے۔ (جو آدمی کھڑا ہوا ہے) اُس کے ہاتھ میں لوہے کی ایک درانتی ہے۔ وہ اُس درانتی کو اُس بیٹھے ہوئے آدمی کے جبڑے میں داخِل کرتا ہے، پھر وہ (اُس درانتی سے) اُس کے جبڑے کو، نتھنے کو اور آنکھ کو چیرتا ہے یہاں تک کہ درانتی اُس کی گُدّی تک پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد دوسرے جبڑے کے ساتھ بھی وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ اتنی دیر میں اُس کا پہلا جبڑا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ پھر وہ دوبارہ پہلے جبڑے کو چیرتا ہے۔ میں نے پوچھا" سُبحان اللہ یہ کیا بات ہے؟" اُن دونوں آدمیوں نے مجھ سے کہا آگے چلئے۔ ہم چلے، یہاں تک کہ ہم ایسے شخص کے پاس پہنچے جو چِت لیٹا ہوا تھا۔ اُس شخص کے سرہانے ایک آدمی ایک پتّھر لئے کھڑا تھا

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الایمان بابُ الامر بالایمان عن قتادہؓ و ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب معرفۃ الرکعتین و صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب اذا کلم وھو یصلی عن اُمِّ سلمہؓ۔ عہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّت کو اس سے منع کر دیا (مسند احمد عن اُمِّ سلمہ رضؓ) مسلم عصر کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھ سکتے سوائے اس کے کہ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد اتّفاق سے جماعت ملجائے تو جماعت میں شامل ہو جائیں (مسند احمد۔ موطاء امام مالک عن محجنؓ)

اُس پتّھر کو وہ آدمی اُس لیٹے ہوئے شخص کے سَر پر دے مارتا تھا (جس سے اُس کا سر کُچل جاتا تھا) پتّھر لڑھک کر کچھ دور چلا جاتا تھا۔ مارنے والا اُسے لے کر آتا تھا، اتنی دیر میں اُس کا سر ویسا ہی ہو جاتا تھا۔ پھر وہ دوبارہ اسے مارتا تھا۔ میں نے کہا "سُبحان اللہ! یہ کیا معاملہ ہے؟" اُن آدمیوں نے کہا آگے چلئے۔ پھر ہم ایک گڑھے کی طرف چلے۔ وہ گڑھا ایک تنّور کی مانند تھا، اُس کا مُنہ تنگ اور پیندا چوڑا تھا۔ تنّور میں بڑا شور ہو رہا تھا، چیخنے چلّانے کی آوازیں سُنائی دے رہی تھیں، اُس میں آگ جل رہی تھی۔ گڑھے میں کچھ برہنہ مَرد اور عورتیں تھیں جب آگ بھڑکتی تھی تو وہ اُوپر اُٹھ جاتے تھے یہاں تک کہ نکلنے کے قریب ہو جاتے تھے۔ جب آگ ہلکی ہوتی تھی تو وہ واپس (گڑھے کی تہ میں) لَوٹ جاتے تھے۔ میں نے کہا "یہ کیا معاملہ ہے؟" اُن آدمیوں نے کہا آگے چلئے (ہم آگے چلے) پھر ہم ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ نہر کے بیچ میں ایک آدمی تھا، اور ایک آدمی نہر کے کنارے پر تھا۔ اُس کے سامنے کچھ پتّھر پڑے ہوئے تھے۔ وہ اُس شخص کے سامنے کھڑا ہوا تھا جو نہر کے اندر تھا۔ جب وہ شخص نہر سے باہر نکلنا چاہتا تھا تو یہ شخص ایک پتّھر اُس کے مُنہ پر کھینچ مارتا تھا اور اُسے وہیں واپس کر دیتا تھا جہاں وہ آگے بڑھنے سے پہلے تھا۔ اسی طرح جب وہ دوبارہ باہر نکلنا چاہتا تھا تو یہ شخص پھر اُسے پتّھر کھینچ مارتا اور وہ جہاں تھا وہیں لَوٹ جاتا تھا۔ میں نے کہا "یہ کون شخص ہے؟" اُنہوں نے کہا آگے چلئے۔ پھر ہم ایک سرسبز باغ میں پہنچے جس میں فصلِ بہار کے ہر قسم کے پھُول لگے ہوئے تھے۔ اس باغ میں ایک بہت بڑا درخت تھا۔ باغ کے وسط میں ایک بزرگ اور کچھ بچّے جمع تھے۔ وہ بزرگ اتنے طویل القامت تھے کہ میں ان کے سر کو نہ دیکھ سکا۔ اتنے میں یکایک مَیں نے درخت کے پاس ایک بے حد بدصورت آدمی کو دیکھا۔ اُس کے سامنے کچھ آگ تھی، وہ اُسے بھڑکا رہا تھا۔ پھر وہ دونوں شخص مجھے اس درخت پر چڑھا لیگئے اور ایک مکان میں مجھے داخِل کیا۔ مَیں نے اُس سے عمدہ اور شاندار مکان کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس مکان میں کچھ بوڑھے کچھ جوان، مرد اور عورتیں تھیں اور کچھ بچے بھی تھے۔ پھر وہ دونوں شخص مجھے مکان سے باہر لائے اور مجھے درخت پر (اور اُوپر) چڑھایا۔ پھر وہ مجھے ایک اور مکان میں لے گئے۔ یہ مکان پہلے مکان سے بھی زیادہ عمدہ اور شاندار تھا۔ اُس مکان میں کچھ بوڑھے اور کچھ جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا "تم نے مجھے رات بھر گشت کرایا اب مجھے بتاؤ کہ (جو کچھ میں نے دیکھا) اُس کی کیا حقیقت ہے۔" اُنہوں نے کہا "اچھّا۔" پھر اُنہوں نے بتایا کہ "وہ شخص جس کا جبڑا چیرا جا رہا تھا وہ جھوٹ بولنے والا تھا، جھوٹی باتیں بیان کرتا تھا اور یہ جھوٹی باتیں اُس سے نقل کی جاتی تھیں یہاں تک کہ اطرافِ عالَم میں پہنچ جاتی تھیں۔ اس کے ساتھ قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اور وہ شخص جس کا سر کُچلا جا رہا تھا وہ شخص ہے کہ جسے اللہ نے قرآن کا عِلم دیا تھا مگر وہ رات کو اس سے غافِل ہو کر سو جاتا تھا اور دن کو اس پر عمل نہیں کرتا تھا۔ اس کے ساتھ بھی قیامت تک ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ اور وہ لوگ جنھیں آپؐ نے گڑھے میں دیکھا تھا زنا کار تھے۔ اور وہ شخص جسے آپؐ نے نہر میں دیکھا تھا سود خور تھا۔ وہ بزرگ جو درخت کی جڑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ابراہیم (علیہ السّلام) تھے اور جو بچّے اُن کے گرد تھے وہ لوگوں کے بچّے ہیں۔" ایک شخص نے پوچھا "مشرکین کے بچّے بھی تھے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں مشرکین کے بچّے بھی تھے۔" اور وہ شخص جو آگ دہکا رہا تھا مالِک تھا جو دوزخ کا داروغہ ہے۔ اور وہ پہلا مکان جس میں آپؐ تشریف لے گئے تھے عام مسلمین کا گھر ہے۔ اور یہ مکان (جس میں آپؐ اِس وقت

ہیں) شہیدوں کا گھر ہے۔ میں جبریلؑ ہوں اور یہ میکائیلؑ ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں، "پھر وہ مجھے ایک اور بہت بڑے اور اُس سے بہتر باغ میں لے گئے۔ اُس سے بہتر باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا میں اوپر چڑھا تو میں نے ایک شہر دیکھا، اُس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی تھی (شہر کا) دروازہ کُھلوایا گیا۔ ہم اندر داخِل ہوئے تو وہاں ایسے آدمی دکھائی دیئے جن کا آدھا دھڑ خوبصورت تھا اور آدھا دھڑ بدصورت۔ باغ کے عرض میں ایک نہر تھی جس کا پانی نہایت سفید اور خالِص تھا۔ میرے ساتھیوں نے ان آدمیوں سے کہا 'اِس نہر میں کُود جاؤ' وہ لوگ اس نہر میں کود پڑے۔ پھر جب وہ اس نہر سے نکل کر آئے تو اُن کی بدصورتی جاتی رہی تھی اور وہ بہت خوبصورت ہو گئے تھے۔ فرشتوں نے کہا یہ مقامِ عَدن ہے اور یہ آپؐ کے رہنے کی جگہ ہے اور یہ لوگ جن کا آدھا دھڑ اچھّا اور آدھا بُرا تھا وہ ہیں جنہوں نے اچھّے اور بُرے دونوں عمل کئے تھے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے بُرے عملوں کو معاف کر دیا۔ پھر اُنہوں نے کہا 'آپؐ اپنا سر اُٹھائیے'۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں "میں نے سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اُوپر ابر کے مثل کوئی چیز ہے"۔ فرشتوں نے کہا 'یہ آپؐ کا محل ہے' میں نے کہا "مجھے اپنے محل میں جانے دو"۔ اُنہوں نے کہا 'ابھی آپؐ کی کچھ عمر باقی ہے جسے آپؐ نے پورا نہیں کیا۔ اگر آپؐ اسے پورا کر لیتے تو اپنے محل میں جا سکتے تھے۔"[1]

اختلاف کی ممانعت | ایک مرتبہ آپؐ نے سُنا کہ دو آدمی ایک آیت میں اختلاف کر رہے ہیں۔ آپؐ کو غُصّہ آگیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم سے پہلے کے لوگ کتاب میں اختلاف کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے"[2] (اگر اختلاف کرو گے تو تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے)

کسوف کا ایک واقعہ | ایک دن سُورج گہن ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز کسوف ادا کی۔ پھر خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا "وہ تمام چیزیں جو ابتک میں نے یہاں نہیں دیکھی تھیں اِس وقت یہاں اِسی مقام پر دیکھ لیں یہانتک کہ جنّت اور دوزخ بھی۔ میرے پاس (اِس وقت) یہ وحی آئی ہے کہ قبروں میں دجّال کی آزمائش کے مثل تمہاری آزمائش ہوگی۔ مؤمن یا مسلم (سے جب میرے متعلّق پوچھا جائے گا تو وہ) یہ کہیگا کہ یہ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے جو ہمارے پاس واضح احکامات لیکر آئے تھے۔ ہم ان احکامات پر ایمان لائے اور ان کی تعمیل کی۔ اس سے کہا جائے گا ہم جانتے تھے کہ تم مؤمن ہو، آرام سے سو جاؤ۔ جب منافق سے میرے متعلّق سوال ہوگا تو وہ یہ کہیگا مجھے کچھ نہیں معلوم، جو لوگ کہتے تھے میں بھی کہہ دیا کرتا تھا۔"[3]

اخلاقِ کریمانہ اور ادائیگی قرضہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایک شخص کا ایک خاص عمر کا اونٹ قرض تھا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اونٹ کا تقاضہ کیا اور تقاضہ میں بہت سختی کی۔ صحابۂ کرامؓ نے اُس کو تنبیہ کرنے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو اس لئے کہ حق والے کو کہنے کا حق ہے، اس کو اس کے اُونٹ کی عمر کا ایک اُونٹ دیدو"۔ صحابۂ کرامؓ نے تلاش کیا لیکن اُس عمر کا اُونٹ نہیں ملا۔ صحابہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس عمر کا اُونٹ تو نہیں مِلتا، زیادہ عمر کا اُونٹ ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہی دیدو" (صحابہؓ نے وہی اُونٹ دیدیا) اُس شخص نے کہا "آپؐ نے مجھے پورا دیا، اللہ آپؐ کو پورا دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں بہتر شخص وہ ہے جو ادائیگی قرض میں بہتر ہو۔"[4]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز عن سمرۃؓ وکتاب تعبیر الرّؤیا۔ [2] صحیح مسلم کتابُ العلم عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسُّنّۃ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ الوکالۃ باب وکالۃ الشاہد وباب الوکالۃ فی قضاء الدّیون عن ابی ہریرۃؓ۔

مقدّمات ① ایک دن ایک مسلم اور ایک یہودی میں جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا۔ مسلم نے کہا "قسم اُس ذات کی جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ یہودی نے کہا "قسم اُس ذات کی جس نے موسٰی علیہ السّلام کو تمام عالم پر فضیلت دی"۔ مسلم نے کہا "اے خبیث، محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر بھی؟ اور ابھی آپؐ ہم میں موجود ہیں (آپؐ کی زندگی میں یہ گستاخی)" یہ کہہ کر غصّہ میں یہودی کے مُنہ پر ایک طمانچہ مار دیا۔ یہودی فوراً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا اور کہا کہ آپؐ کے ایک صحابی نے میرے ایک طمانچہ مار دیا حالانکہ میرے لئے آپؐ کا ذمّہ اور عہدِ (امان) ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کس نے مارا؟" اُس نے کہا ایک انصاری نے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو بلاؤ" جب وہ انصاری حاضر ہوئے تو اُنہوں نے طمانچہ مارنے کا سبب بیان کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بہت غصّہ آیا، غصّہ کے آثار چہرے سے ظاہر ہوئے آپؐ نے فرمایا "انبیاء میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔ مجھ کو موسٰی (علیہ السّلام) پر فضیلت نہ دو کیونکہ قیامت کے دن جب صور پھُونکا جائے گا تو سب بے ہوش ہو جائیں گے (برزخی زندگی کے ہوش و حواس بھی باقی نہ رہیں گے) مَیں بھی سب کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا۔ پھر دوبارہ صور پھُونکا جائیگا تو سب سے پہلے مجھے ہوش آئیگا میں دیکھوں گا کہ موسٰی علیہ السّلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ بھی بے ہوش ہوئے تھے لیکن مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے یا اِس سے پہلے (کوہِ طور پر) ان کا بے ہوش ہونا اس کے بدلِ شمار کر لیا گیا۔ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی شخص یونس علیہ السّلام سے بہتر ہے اور کوئی شخص ہرگز یہ بات نہ کہے کہ میں یونس علیہ السّلام سے بہتر ہوں۔ جس نے ایسا کہا اُس نے غلطی کی[1]"

② ایک دن دو آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ ایک نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، کتاب اللہ سے ہمارے درمیان فیصلہ کر دیجئے"۔ دوسرے نے کہا "یہ سچ کہتا ہے، ہمارے درمیان کتابُ اللہ سے فیصلہ کر دیجئے"۔ پہلے شخص نے کہا۔ "میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدوری کرتا تھا، اُس نے اِس کی بیوی سے زنا کیا۔ لوگوں نے کہا تیرے بیٹے کو سنگسار کیا جائے گا۔ میں نے اُس کے فدیہ میں سَو بکریاں اور ایک لونڈی دیدی۔ پھر میں نے اہلِ علم سے پوچھا تو اُنہوں نے کہا کہ تمہارے بیٹے کو سَو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاءِ وطن ہوگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ضرور تمہارے درمیان کتابُ اللہ سے فیصلہ کرونگا۔ وہ لونڈی اور بکریاں تمہیں واپس کیجائینگی اور تمہارے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سَال کے لئے جلاءِ وطن ہوگا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے انیس تم صبح کو اُس عورت کے پاس جانا اگر وہ اعتراف کر لے تو اُسے سنگسار کر دینا"۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت انیسؓ صبح کو اُس عورت کے پاس گئے اُس نے جُرم کا اعتراف کیا۔ حضرت انیسؓ نے اُسے سنگسار کر دیا[2]۔

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حدیث بھی کتابُ اللہ ہے کیونکہ جو فیصلہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا وہ قرآن مجید میں نہیں ہے)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خواب۔ حضرت معاویہؓ اور حضرت یزیدؒ کی فضیلت

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر حضرت اُمِّ حرامؓ بنتِ ملحان[3] کے ہاں جایا کرتے تھے۔ جب آپؐ اُن کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ آپؐ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فی الاستقراض باب ما یذکر فی الاشخاص والخصومۃ بین المسلم والیہود عن ابی اُسیدؓ وابی ہریرۃؓ وکتاب احادیث الانبیاء باب ان یونس.... عن ابن عباسؓ وابی ہریرۃؓ وکتاب التفسیر سورۃ الصافات عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلح عن زید بن خالدؓ وابی ہریرۃؓ وکتاب الحدود۔ [3] حضرت اُمِّ حرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رضاعی خالہ تھیں۔

کو کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (حسبِ معمول) اُن کے ہاں گئے۔ اُنہوں نے آپؐ کو کھانا کھلایا۔ کھانے کے بعد آپؐ تکیہ لگا کر لیٹ گئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ آپؐ کے سر کو کُریدنے لگیں (تاکہ آپؐ کو آرام پہنچائیں) لیٹے لیٹے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نیند آگئی۔ (کچھ دیر بعد) آپؐ مُسکراتے ہوئے بیدار ہوئے حضرت اُمِّ حرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کیوں مُسکرا رہے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے (میرے سامنے) پیش کئے گئے اِس حالت میں کہ وہ اس سبز سمندر کے بیچ میں چلے جا رہے ہیں گویا کہ وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔ یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو سمندر میں جہاد کرے گا، ان کے لئے (جنّت) واجب ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ! آپؐ اللہ سے دُعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے لئے دُعا کی۔

دُعا کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر سر (تکیہ پر) رکھا اور سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر مُسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ کیوں مُسکرا رہے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری اُمّت کے کچھ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے میرے سامنے پیش کئے گئے گویا کہ وہ تخت نشین بادشاہ ہیں۔ یہ میری اُمّت کا پہلا لشکر ہے جو قیصر کے شہر پر حملہ کرے گا۔ ان سب کی مغفرت ہوگئی"۔ حضرت اُمِّ حرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے دُعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں بھی شامل کر دے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم پہلے لوگوں میں شامل ہو، دوسرے لوگوں میں شامل نہیں ہو"۔

اِس واقعہ کے بعد حضرت اُمِّ حرامؓ نے حضرت عبادہ بن صامت سے نکاح کیا اور ان کے ہمراہ حضرت معاویہ بن ابوسفیانؓ کی سرکردگی میں سمندر میں (کشتی پر) سوار ہوئیں پھر سمندر سے نکل کر جب مسلمین واپس مُلکِ شام پہنچے تو حضرت اُمِّ حرامؓ کے سامنے سواری لائی گئی (وہ اس پر سوار ہوئیں) لیکن گر پڑیں اور اُن کی وفات ہوگئی[1]

دوسرا جہاد جو ارض روم میں ہوا اُس میں اسلامی فوج کے سپہ سالار حضرت یزید بن معاویہؒ تھے۔ اسی جہاد میں حضرت ابوایّوب انصاریؓ کی وفات ہوئی[2]

سفر کا ایک واقعہ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک معجزہ حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ رات بھر چلتے رہے یہاں تک کہ جب صبح قریب ہوئی تو سب نے قیام کیا، ہم سب پر نیند نے غلبہ کیا اور مسافر کے لئے اُس وقت کی نیند بڑی میٹھی ہوتی ہے (لہٰذا) سب (سکون کے ساتھ) سوتے رہے۔ یہاں تک کہ آفتاب بلند ہوگیا۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ بیدار ہوئے۔ پھر دو آدمی اور بیدار ہوئے پھر حضرت عمرؓ بیدار ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کوئی بیدار نہیں کرتا تھا (لوگ منتظر رہا کرتے تھے) تاوقتیکہ آپؐ خود بیدار ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سرہانے بیٹھ گئے اور بلند آواز سے تکبیر کہنے لگے حضرت عمرؓ بھی بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے رہے، یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیدار ہوگئے۔ صحابہ کرامؓ نے اس مصیبت کی آپؐ سے شکایت کی، آپؐ نے فرمایا "کوئی حرج نہیں یہاں سے کوچ کرو" کچھ دور چلنے کے بعد جب سورج سفید

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الدعا بالجہاد وباب فضل من یُصرعُ فی سبیل اللہ وباب غزوۃ المرأۃ فی البحر وباب رکوب البحر عن انسؓ وباب ماقیل فی قتال الرُّوم عن عُمیر عن اُمِّ حرامؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الغزو فی البحر عن انسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب صلاۃ النوافل جماعۃ عن محمود بن ربیعؓ

ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک مقام پر اُترے اور آپؐ نے لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی۔ ایک شخص علیٰحدہ ہو کر بیٹھ گیا، نماز میں شامل نہیں ہوا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے اُس شخص سے فرمایا "تمہیں کس چیز نے ہمارے ساتھ نماز پڑھنے سے روکا؟" اُس نے کہا "مجھے جنابت ہو گئی تھی اور پانی تھا نہیں (کہ اس سے نہا لیتا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے حکم دیا "مٹّی سے تیمّم کر لو، یہ کافی ہے"۔ اُس شخص نے تیمّم کیا اور نماز ادا کی۔

پھر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرانؓ کو چند سواروں کے ہمراہ اپنے آگے کر دیا (اور وہاں سے روانہ ہو گئے) تمام لوگوں کو شدّت سے پیاس لگ رہی تھی۔ لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پیاس کی شکایت کی (یہ سُنکر) آپؐ نے پڑاؤ کیا۔ پھر حضرت علیؓ اور ایک اور آدمی کو بُلایا، آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا جاؤ پانی تلاش کرو۔ (حکم کی تعمیل میں وہ دونوں روانہ ہوئے) اس حال میں کہ وہ (پانی کی تلاش میں) چلے جا رہے تھے انہیں ایک عورت ملی جو اپنے اُونٹ پر اپنی دونوں ٹانگیں دو پکھالوں کے درمیان لٹکائے ہوئے چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اس عورت سے پوچھا "پانی کہاں ہے؟" اس عورت نے کہا "پانی یہاں کہیں نہیں ہے" اُنہوں نے پوچھا "تمہارے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟" اُس نے کہا "ایک شبِ روز کی مسافت، کل میں اس وقت پانی پر تھی، کچھ اور آدمی بھی میرے ساتھ ہیں جو پیچھے رہ گئے ہیں۔" اُنہوں نے اُس عورت سے کہا "تم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلو۔" اُس نے کہا "کون رسُولُ اللہ؟ وہی جن کو بے دین کہا جاتا ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں جن کو تم ایسا سمجھتی ہو"۔ غرض یہ کہ وہ اُسے مجبور کر کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وہی کہا جو ان دونوں آدمیوں سے کہا تھا۔ پھر وہ کہنے لگی "میں یتیم بچّوں کی ماں ہوں" (یہ الفاظ غالباً اس نے اس لئے کہے کہ اس کے ساتھ رحم و کرم کا برتاؤ کیا جائے) صحابہؓ نے اُسے اُونٹ پر سے اُتارا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک برتن منگایا۔ اُس برتن کے پانی سے ان پکھالوں میں کُلّی کی۔ پھر پکھالوں کے مُنہ پہ ہاتھ پھیرا، پھر ان کو اُوپر سے بند کر کے نیچے سے کھولنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپؐ نے منادی کرائی کہ آؤ پانی پیو اور پلاؤ۔ صحابہ کرامؓ کی تعداد چالیس تھی اور اُنہیں خوب پیاس لگی ہوئی تھی۔ انہوں نے خوب پانی پیا یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔ اُسی پانی سے وہ آدمی بھی نہایا جو جُنبی تھا۔ بہت سے صحابہؓ نے اپنے اُونٹوں کو بھی پانی پلایا۔ جتنے برتن اور مشکیں اس سفر میں انکے ساتھ تھیں وہ سب اُنہوں نے بھر لیں۔ وہ عورت کھڑی ہوئی یہ سب کچھ دیکھتی رہی۔ حضرت عمرانؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم جب پکھالوں کو بند کیا گیا تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ پہلے سے زیادہ بھری ہونے کی وجہ سے پھٹنے کے قریب تھیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو کچھ تمہارے پاس ہو لے آؤ"۔ صحابہؓ نے اُس کے لئے روٹی کے ٹکڑے ستّو اور کچھ کھجوریں جمع کر دیں اور ایک کپڑے میں اُن کو باندھ دیا۔ پھر اُس عورت کو اُونٹ پر سوار کرایا اور وہ پوٹلی اُس کے سامنے رکھ دی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس عورت سے فرمایا "ہم نے تمہارے پانی میں سے کچھ نہیں لیا۔ ہمیں تو اللہ نے (پانی) پلایا ہے۔" جب وہ عورت اپنے گھر پہنچی تو گھر والوں نے کہا کہ تمہیں کس چیز نے روک لیا تھا؟ اُس نے کہا "دو آدمی مجھے ملے۔ وہ مجھے اس کے پاس لے گئے جس کو صابی (بے دین) کہا جاتا ہے۔ اُس نے ایسا ایسا کیا۔ اللہ کی قسم وہ آسمان و زمین کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے یا وہ نبی برحق ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں"۔ اس واقعہ کے بعد ایسا ہوا کہ جب صحابہؓ نے (مفسدوں کی) سرکوبی کے لئے ہر چہار طرف حملے شروع کئے تو ہر مرتبہ

اُس عورت کے گاؤں کو چھوڑ دیا کرتے تھے (اس کے گاؤں پر حملہ نہیں کرتے تھے، اس طرزِ عمل کو دیکھکر) ایک دن اُس عورت نے اپنی قوم سے کہا "میں سمجھتی ہوں کہ یہ لوگ عمداً ہمارے گاؤں کو چھوڑ دیتے ہیں تو کیا تم اسلام قبول کرتے ہو؟" پھر وہ عورت مُسلم ہوگئی اور اُس کی وجہ سے تمام گاؤں والے بھی مُسلم ہوگئے[1]

گھوڑ دوڑ اور تیراندازی کی مشقیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مدنی زندگی جہاد و غزوات ہی میں گذری۔ آپؐ کو جہاد فی سبیل اللہ بے حد مرغوب تھا۔ آپؐ فرماتے تھے "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر چند مُسلم ایسے نہ ہوتے کہ ان کا دل میرے جانے کے بعد (مدینہ میں) رہنا گوارا نہ کرے گا اور اتنی سواریاں میرے پاس نہیں کہ سب کو لیجاؤں (اگر اتنی سواریاں ہوتیں) تو میں کسی چھوٹے سے چھوٹے لشکر سے بھی جو اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے جاتا ہے پیچھے نہ رہتا (ہر لشکر میں شریک ہوتا) قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں تو یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں[2]"۔

جہاد کی مزید ترغیب دیتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو اللہ ہی جانتا ہے کہ کون اللہ کے راستہ میں جہاد کرتا ہے (اور کون نہیں)۔ مجاہد (فی سبیل اللہ) کا درجہ ایسا ہے جیسا (دن کو) روزہ رکھنے والے، رات کو نماز پڑھنے والے کا[3]۔

جہاد مؤمنین پر فرض ہے جیساکہ ارشادِ باری ہے:۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ {بقرہ ۲۱۶} (اے مؤمنو!) تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔

اسی طرح جہاد کی تیاری بھی فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ {انفال ۶۰} (اے مؤمنو!) جہاں تک ہو سکے کفّار سے مقابلہ کرنے کیلئے سامانِ جنگ تیّار رکھو۔

اس حکم کی تعمیل میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاد کی تیاری میں مصروف رہا کرتے تھے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑ دَوڑ بھی کرایا کرتے تھے۔ گھوڑوں کو سدھایا بھی جاتا تھا۔ تربیت یافتہ گھوڑوں کی دَوڑ حفیا مقام سے ثنیۃ الوداع مقام تک ہوتی تھی یعنی تقریباً پانچ چھ میل۔ غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کی دَوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک ہوتی تھی یعنی تقریباً ایک میل[4]۔

گھوڑے رکھنے کی ترغیب بھی دی جاتی تھی۔ مالِ غنیمت میں سے سوار کو تین حصّے ملتے تھے، یعنی ایک حصّہ سوار کا اور دو حصّے سواری کے۔ پیدل کو صرف ایک حصّہ ملتا تھا[5]۔

تیراندازی کی مشقیں بھی ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبیلۂ اسلم کے کچھ لوگوں کی طرف سے گذرے۔ وہ لوگ تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اولادِ اسماعیلؑ، تیراندازی کرتے رہو تمہارے باپ اسماعیل (علیہ السّلام) بڑے تیرانداز تھے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن تیر انداز

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام (کتاب احادیث الانبیاء) وکتاب التیمّم عن عمران وصحیح مسلم باب قضاءِ الصّلوٰۃ الفائتۃ مختصراً (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب تمنی الشّہادۃ عن ابی ہریرۃؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب افضل النّاس مؤمن یجاھد عن ابی ہریرۃؓ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد وصحیح مسلم کتاب الامارۃ عن ابن عمر رضؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد عن ابنِ عمر رضؓ۔

جماعتوں میں سے ایک جماعت میں شامل ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا "میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں" یہ سُن کر مقابل کی جماعت والے رُک گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "اب تم تیر اندازی کیوں نہیں کرتے؟" اُنہوں نے کہا "ہم کیسے ان پر تیر اندازی کریں جبکہ آپؐ ان لوگوں کے ساتھ ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تیر اندازی کرو میں تم سب کے ساتھ ہوں"[1]۔

عید کے دن جنگی کھیل عید کے دن بھی جنگی کھیلوں کی مشق ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن مسجد کے صحن میں کچھ حبشیوں نے اپنے ہتھیاروں سے جنگی کرتب کا مُظاہرہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دروازے میں کھڑے ہو کر دیکھتے رہے اور اپنے پیچھے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو کھڑا کر کے اُن کو بھی یہ کھیل دکھائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زوجۂ مطہّرہؓ کا پردہ کئے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے (غالباً اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہیں دیکھا اور جنگی کھیلوں کو مسجد کے احترام کے منافی سمجھا لہٰذا) اُنہوں نے حبشیوں کو مارنے کے لئے کنکر اُٹھائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمر رہنے دو" پھر آپؐ نے اُن حبشیوں سے فرمایا "اطمینان سے کھیلے جاؤ"[2]۔

جہاد کے متعلّق مختلف قسم کی ہدایتیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کے متعلّق مختلف قسم کی بہت سی ہدایتیں دیں۔ آپؐ نے فرمایا "قرآن مجید کو لے کر دشمن کے مُلک میں سفر نہ کیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کے ہاتھ لگ جائے[3] (اور وہ اس کی بے حُرمتی کریں)"۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور آپؐ سے جہاد کی اجازت چاہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟" اُس نے کہا "ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان دونوں میں جہاد کرو[4] (یعنی ان کی خدمت کرو)"

اکثر جنگ میں جانے والوں کے نام درجِ رجسٹر ہوا کرتے تھے۔ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی عورت سفر نہ کرے جبتک اُس کے ساتھ محرم نہ ہو" ایک شخص کھڑا ہوا، اُس نے کہا "میرا نام فلاں جنگ میں جانے والوں کے رجسٹر میں لکھ لیا گیا ہے اور میری بیوی حج کرنے جا رہی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جاؤ اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو"[5]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے کچھ لے لینے کی ممانعت کی اور ایسا کرنے کو آپؐ نے بہت بڑا گناہ بتایا[6]۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی عیادت تقریباً ان ہی ایّام میں حضرت سعد بن عبادہؓ بیمار ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ، حضرت سعد بن ابی وقّاصؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ آپؐ کے ساتھ تھے۔ اس وقت ان لوگوں کے پاس نہ جوتی تھی نہ موزے، نہ ٹوپی نہ قمیص۔ کنکریلی زمین پر ننگے پیر چل کر یہ لوگ حضرت سعد بن عبادہؓ کے مکان پر پہنچے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ اُس وقت بے ہوش

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد عن سلمہ بن اکوعؓ۔ [2] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب العیدین۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب کراہیۃ السفر بالمصاحف عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب النہی ان یسافر بالمصحف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجہاد باذن الابوین۔
[5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من اکتتب فی جیش عن ابن عباسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الغلول عن ابی ہریرۃؓ۔

تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا ان کا انتقال ہوگیا؟" لوگوں نے کہا "نہیں یا رسُولَ اللہ"۔ (ان کو اس حالت میں دیکھکر) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ جب لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو روتے دیکھا تو وہ بھی رونے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نہیں سُنتے کہ اللہ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا (پھر آپؐ نے زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا) بلکہ اُس چیز پر جو اِس سے صادر ہو عذاب کرتا ہے یا رحم کرتا ہے"[1] (یعنی نالہ وشیون، نوحہ وماتم پر عذاب کرتا ہے اور نیک بات اور کلمۂ شکر کہنے پر رحم کرتا ہے)

صبر شروع صدمہ کے وقت کرنا چاہیئے | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک عورت کے پاس سے گذرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی اپنے بچّہ کی موت پر آہ وزاری کر رہی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ سے ڈرو اور صبر کرو"۔ اُس عورت نے کہا "جیسی مصیبت مجھے پہنچی ہے تمہیں نہیں پہنچی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وہاں سے گذر جانے کے بعد کسی نے اُس عورت سے کہا یہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھے۔ اُس عورت نے اس خبر کو اپنی موت کے مثل سمجھا۔ وہ فوراً رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دروازہ پر کوئی دربان نہیں تھا (وہ سیدھی آپؐ کے پاس پہنچی اور) کہنے لگی "اے اللہ کے رسُولؐ، مَیں نے آپؐ کو پہچانا نہیں تھا (اس لئے نامناسب بات زبان سے نکل گئی)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (خلافِ شان بات پر اُسے کچھ نہیں کہا بلکہ نصیحتاً) فرمایا "بے شک صبر تو وہی ہے جو شروع صدمہ کے وقت کیا جائے[2] (بعد میں تو خود ہی صبر آجاتا ہے)"

نفلی روزہ کی نیّت دن کو بھی جائز ہے۔ نفلی روزہ کھولنا بھی جائز ہے | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا "اے عائشہ، کھانے کیلئے کچھ ہے؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے جواب دیا "کچھ نہیں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تو میں (آج) روزہ رکھتا ہوں"۔

ایک اور دن کا ذکر ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہمارے پاس کچھ حیس تحفۃً آیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لے آؤ"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ لے کر آئیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے تناول فرمایا، پھر فرمایا "آج میں روزے سے تھا"[3]۔

جنگِ فزارہ | تقریباً ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلۂ فزارہ سے جنگ کرنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ کی امارت میں ایک لشکر روانہ کیا۔ یہ لشکر مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوا۔ جب اس کے اور پانی کے درمیان ایک گھڑی کی مسافت کا فاصلہ رہ گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اسلامی لشکر کو اُترنے کا حکم دیا۔ سب لوگ اُتر پڑے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے ہر طرف سے حملہ کا حکم دیا۔ مسلمین آگے بڑھتے بڑھتے پانی پر پہنچ گئے۔ (کُفّار سے مقابلہ ہوا) مسلمین نے بہت سے کافروں کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کرلیا۔ حضرت سلمہؓ بن اکوع بھی اسلامی لشکر میں شامل تھے۔ وہ اُس جگہ کی تاک میں لگے رہے جس جگہ کُفّار کی عورتیں اور بچّے تھے۔ اُنہیں اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ ان سے پہلے پہاڑ پر نہ پہنچ جائیں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب البکاء علی المیّت عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب فی الصّبر علی المصیبۃ عن انسؓ و صحیح بخاری نحوہٗ مختصراً۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الصّوم باب صوم النّافلۃ عن عائشہ صدیقہؓ۔

(اور بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہوجائیں) لہٰذا اُنہوں نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان ایک تیر مارا۔ تیر دیکھکر وہ سب ٹھہر گئے۔ حضرت سلمہؓ نے ان سب کو گھیر لیا۔ پھر وہ اُن کو لے کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے۔ ان قیدیوں میں بنو فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کے کپڑے پہنے ہوئے تھی۔ اُس کے ساتھ ایک نہایت خوبصورت لڑکی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ نے وہ لڑکی بطور انعام کے حضرت سلمہؓ کو دیدی۔ حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے اور ابھی میں نے اُس لڑکی کا کپڑا تک نہ کھولا تھا کہ بازار میں مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ملے۔ آپؐ نے فرمایا "اے سلمہ وہ لڑکی مجھے دیدو" میں نے کہا "وہ مجھے اچھّی لگتی ہے اور میں نے ابھی تک اس کا کپڑا بھی نہیں کھولا ہے"۔ (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ نہیں فرمایا) دوسرے دن آپؐ پھر مجھے بازار میں ملے۔ آپؐ نے فرمایا "اے سلمہ، وہ لڑکی مجھے دیدو، تمہارا باپ تو بہت اچھا آدمی تھا" میں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ وہ آپؐ ہی کی ہے، اللہ کی قسم میں نے ابھی تک اُس کا کپڑا نہیں کھولا ہے"۔ (میں نے وہ لڑکی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حوالہ کردی) آپؐ نے اُس کو مکّہ والوں کے پاس بھیجدیا اور اس کے بدلے میں کئی مُسلمین کو چھڑالیا[1]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فاقہ کا ایک واقعہ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر سے نکلے، راستہ میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی مل گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اس وقت نکلنے کا کیا سبب ہے؟" دونوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، بھوک نے ہمیں نکالا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو سبب تمہارے نکلنے کا ہے وہی سبب میرے نکلنے کا ہے"۔ پھر آپؐ نے اُن سے فرمایا "چلو"۔ وہ دونوں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک انصاری کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ انصاری گھر میں نہیں تھے۔ اُن کی بیوی نے آپؐ کو دیکھکر مرحبا اور خوش آمدید کہا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا وہ انصاری کہاں ہیں؟ بیوی نے کہا "میٹھا پانی لانے گئے ہیں"۔ اتنے میں وہ انصاری آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے ساتھیوں کو دیکھ کر اُنہوں نے کہا "الحمد للہ آج میرے مہمانوں سے زیادہ مکرّم کسی کے مہمان نہیں ہیں"۔ یہ کہہ کر وہ کھجوروں کا ایک خوشہ لے کر آئے جس میں گدری، سوکھی اور تازہ کھجوریں تھیں۔ اس خوشہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا "اس میں سے کھائیے"۔ پھر اُنہوں نے ایک چھُری لی (اور ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ کیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا"۔ الغرض اُنہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ سب نے اس کا گوشت بھی کھایا، کھجوریں بھی کھائیں اور پھر پانی بھی پیا۔ جب کھانے اور پینے سے فارغ ہوئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ سے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم سے قیامت کے دن ان نعمتوں کا سوال ہوگا۔ تمہیں تمہارے گھروں سے بھوک نکال کر لائی تھی۔ پھر تمہیں یہ نعمتیں ملیں[2]" (یہ سب اللہ کا احسان ہے)

ایک کافر کی مہمانی ایک رات کو ایک کافر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مہمان ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے ایک بکری کا دودھ دوہا گیا۔ اُس شخص نے وہ دودھ پی لیا۔ پھر دوسری کا دودھ دوہا گیا۔ اُس نے وہ بھی پی لیا۔ اِس طرح اُس نے سات بکریوں کا دودھ پی لیا۔ جب صبح ہوئی تو وہ مُسلم ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

[1] صحیح مسلم کتابُ الجہاد بابُ التّنفیل عن سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الاشربہ باب جواز استتباعہ غیرہٗ عن ابی ہریرہؓ۔

کے حکم سے اس کے لئے ایک بکری کا دودھ دوہا گیا (اُس نے وہ پی لیا) پھر دوسری بکری کا دودھ دوہا گیا لیکن وہ اس کو پورا نہ پی سکا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مؤمن ایک آنت میں پیتا ہے اور کافر سات آنتوں میں پیتا ہے"[1] (یعنی کافر حریص ہوتا ہے)

حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کا حیرت انگیز صبر حضرت اُمِّ سُلَیمؓ کے ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا۔ اُنہوں نے گھر والوں کو ہدایت کردی کہ اس کے والد ابوطلحہؓ کو اس کے مرنے کی خبر نہ کرنا جب تک میں خود ان سے نہ کہوں۔ رات کو جب حضرت ابوطلحہؓ آئے تو حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کھانا لاکر سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کھانا کھایا، پانی پیا۔ پھر حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے ان کے لئے (حسب معمول) بناؤ سنگار کیا حتّٰی کہ ابوطلحہؓ رات کو اُن کے ساتھ سوئے۔ جب حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے دیکھا کہ حضرت ابوطلحہؓ کھاپی کر سیر ہوگئے اور اُن کی خواہش بھی پوری ہوگئی تو کہنے لگیں "اے ابوطلحہؓ اگر کچھ لوگ کسی گھر سے کوئی چیز عاریۃً لیں، پھر وہ اپنی چیز مانگیں تو کیا عاریۃً لینے والے وہ چیز روک سکتے ہیں؟" حضرت ابوطلحہؓ نے کہا نہیں۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے کہا تو میں تمہیں تمہارے بیٹے کے انتقال کی خبر دیتی ہوں (اللہ نے عاریۃً ہمیں دیا تھا، اُس کی چیز تھی اُس نے واپس لے لی، اب ہمیں رنج کرنے کی کیا ضرورت ہے) یہ سنکر حضرت ابوطلحہؓ خفا ہوئے اور کہا "تم نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا (میں کیا کیا کر گزرا) حتّٰی کہ میں نے صحبت بھی کی اور تم مجھے اب بتا رہی ہو (جب سب کچھ ہو چکا)" صبح کو حضرت ابوطلحہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو تمام واقعہ سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(شاید) اللہ تمہیں تمہاری گذری ہوئی رات میں برکت عطا فرمائے۔" حضرت اُمِّ سُلیمؓ حاملہ ہوگئیں (چند ماہ بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی سفر پر روانہ ہوئے۔ حضرت ابوطلحہؓ اور حضرت اُمِّ سُلَیمؓ بھی آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب سفر سے واپس ہوئے تو رات کے وقت آپؐ مدینہ کے قریب پہنچ کر ٹھہر گئے کیونکہ جب آپؐ کسی سفر سے واپس آتے تھے تو رات کے وقت مدینہ منوّرہ میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ اس مقام پر حضرت اُمِّ سُلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو (صبح کو) مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے اور حضرت ابوطلحہؓ حضرت اُمِّ سُلیمؓ کے پاس ٹھہر گئے۔ حضرت ابوطلحہؓ (کو یہ جُدائی شاق گذری) کہنے لگے "اے ربّ تو جانتا ہے کہ مجھے تیرے رسُولؐ کے ساتھ نکلنا کتنا محبوب ہے جب کبھی وہ نکلیں، اور تیرے رسُولؐ کے ساتھ جانا کتنا محبوب ہے جب (اور جہاں کہیں) وہ جائیں۔ تو جانتا ہے کہ میں کس وجہ سے یہاں رُک گیا ہوں۔" حضرت اُمِّ سُلیمؓ کہنے لگیں "ابوطلحہؓ اب مجھے ویسا درد نہیں ہے جیسا کہ پہلے تھا، چلو ہم بھی چلیں۔" الغرض وہ دونوں بھی مدینہ منوّرہ روانہ ہوگئے۔ جب مدینہ منوّرہ پہنچے تو پھر حضرت اُمِّ سُلیمؓ کو دردِ زہ شروع ہوا اور ایک لڑکا پیدا ہوا۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے اپنے لڑکے حضرت انسؓ سے کہا "اے انسؓ اسے کوئی دودھ نہیں پلائے جب تک تم اسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں نہ لے جاؤ۔" جب صبح ہوئی تو حضرت انسؓ نے بچّہ کو گود میں لیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت آپؐ کے ہاتھ میں اُونٹوں پر نشان کرنے کا آلہ تھا۔ آپؐ نے حضرت انسؓ کو دیکھا تو فرمایا "شاید اُمِّ سُلَیمؓ کے ہاں لڑکا ہوا ہے۔" حضرت انسؓ نے کہا "جی ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ آلہ رکھ دیا۔ حضرت انسؓ نے بچّہ کو آپؐ کی گود میں دے دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عجوہ کھجور منگائی۔ اس کو اپنے مُنہ میں چبایا۔ جب وہ گھُل گئی تو اس بچّہ کے مُنہ میں ڈالدی۔ بچّہ اُسے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب المؤمن یاکل فی معی عن ابی ہریرۃ ؓ

چوسنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انصار کو کھجور سے کس قدر محبت ہوتی ہے۔" پھر آپؐ نے اُس کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا نام عبداللہ رکھا۔[1]

یہودی اور سنگسار کی سزا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے ایک یہودی نکلا جس کا منہ کالا کر دیا گیا تھا اور جس کو کوڑے مارے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا اور دریافت فرمایا کہ کیا تم اپنی کتابوں میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟ اُنہوں نے کہا جی ہاں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ایک عالم کو بلوایا اور اُس سے فرمایا "میں تمہیں اُس ذات کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل کی کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی سزا پاتے ہو؟" اُس نے کہا نہیں، اور اگر آپؐ مجھے قسم نہ دیتے تو میں یہ بات آپؐ کو نہ بتاتا۔ ہماری کتاب میں تو رجم ہی کا حکم ہے مگر جب ہم میں شرفاء کثرت سے زنا کرنے لگے تو پھر یہ ہوا کہ جب ہم کسی شریف کو اس جرم میں پکڑتے تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کسی غریب آدمی کو پکڑتے تو اُس پر حد جاری کرتے۔ بالآخر ہم نے کہا سب جمع ہو کر کوئی ایسی سزا متعین کر لیں جو شریف اور رذیل سب کے لئے یکساں ہو، لہٰذا ہم نے کوئلہ سے منہ کالا کرنا اور سنگسار کے بدلے کوڑے لگانا مقرر کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے الٰہ العالمین، میں سب سے پہلے تیرے اس حکم کو زندہ کرتا ہوں جبکہ یہ لوگ اسے ختم کر چکے ہیں۔" یہ کہہ کر آپؐ نے حکم دیا (کہ وہ سنگسار کر دیا جائے) لہٰذا وہ سنگسار کیا گیا۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔[2]

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ۭ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ۭ وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـــًٔا ۭ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ۭ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَاۗءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ

اے رسولؐ، جو لوگ کفر میں جلدی کرتے ہیں خواہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو منہ سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے لیکن اُن کے دل مؤمن نہیں ہیں اور خواہ وہ اُن لوگوں میں سے ہوں جو یہودی ہیں ان کی وجہ سے آپ غمگین نہ ہوں یہ لوگ غلط باتیں بتانے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں خصوصاً ایسے لوگوں کو بہکانے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں جو ابھی آپؐ کے پاس نہیں پہنچے۔ یہ لوگ صحیح باتوں کو اُن کے اصلی مقامات سے بدل دیتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم ملے تو لے لینا اور اگر یہ حکم نہ ملے تو نہ لینا اور جس کو اللہ گمراہ کرنا چاہے (یعنی جو شخص فطری قوانین کے مطابق گمراہ ہو جائے) تو آپؐ کو اُس کے لئے اللہ کی طرف سے کسی قسم کا اختیار نہیں ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ پاک کرنا نہیں چاہتا (یعنی جو لوگ فطری قوانین کے مُطابق پاک نہیں ہو سکتے) اُن کے لئے دُنیا میں بھی ذلّت اور آخرت میں تو عذابِ عظیم ہے۔ یہ لوگ صرف اِس لئے سُنتے ہیں کہ (سُنکر) جھوٹ پھیلائیں۔ یہ لوگ وہ ہیں کہ حرام کا مال

---

[1] صحیح مسلم باب من فضائل اُمِّ سُلَیم رضؓ عن انسؓ۔

[2] صحیح مسلم کتاب الحدود باب رجم الیہود عن براءؓ۔

وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ
يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا
هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ
الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالرَّبّٰنِيُّوْنَ
وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ
وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ
وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ
اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ
الْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ
بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ
بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ
اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَ
قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَلْيَحْكُمْ
اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَمَنْ
لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ { مائدہ ۴۱ تا ۴۷ }

کھاتے رہتے ہیں، اگر یہ لوگ آپؐ کے پاس آئیں تو آپؐ کو اختیار ہے کہ آپؐ ان کے معاملہ میں فیصلہ کر دیں یا آپؐ ان سے اعراض کریں۔ اور اگر آپؐ ان سے اعراض کریں تو یہ آپؐ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ اگر آپؐ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو پھر انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔ اور (اے رسولؐ) یہ کیسے آپؐ سے فیصلہ کرائیں گے جبکہ خود ان کے پاس توریت موجود ہے جس میں اللہ کا حکم موجود ہے (اگر آپؐ سے فیصلہ کرائیں تو پھر توریت کے حکم ہی کو نہ مان لیں کیونکہ آپؐ کا فیصلہ بھی تو وہی ہوگا جو توریت میں ہے) یہ توریت کے حکم سے (واقف ہونے کے باوجود) پھر جاتے ہیں، دراصل یہ مؤمن ہی نہیں ہیں (اگر مؤمن ہوتے تو کم از کم اپنی کتاب پر تو چلتے) توریت کو بھی ہم ہی نے اُتارا تھا، اس میں ہدایت اور روشنی تھی۔ اُسی کے مُطابق اللہ کے فرمانبردار نبیؑ یہودیوں کو حکم دیتے رہتے تھے (اسی طرح) اللہ والے بھی اور علماء بھی (سب اُسی کے مُطابق چلنے کی ہدایت دیتے رہے) کیونکہ وہ کتابِ الٰہی کے نگہبان بنائے گئے تھے اور وہ اُس کے (مبنی برحق ہونے کے) گواہ تھے۔ (اے اہلِ کتاب) لوگوں سے نہ ڈرو بلکہ صرف مجھ سے ڈرو، میری آیتوں کے بدلہ تھوڑی سی قیمت نہ لو اور جو شخص بھی اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ درحقیقت کافر ہیں۔ اور (اے رسولؐ) ہم نے ان لوگوں کے لئے توریت میں یہ حکم فرض کر دیا تھا کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ۔ ناک کے بدلے ناک۔ کان کے بدلے کان۔ دانت کے بدلے دانت۔ غرض یہ کہ تمام زخموں کا اسی طرح برابر برابر بدلہ لیا جائے۔ ہاں جو شخص بدلہ نہ لے بلکہ معاف کر دے تو یہ معافی اُس کے لئے کفّارہ ہو جائے گی (یہ اللہ کے احکام ہیں) اور جو شخص اللہ کے نازل کردہ احکام کے مُطابق حکم نہ دے تو ایسے ہی لوگ تو ظالم ہوتے ہیں۔ اور (اے رسولؐ) ان نبیوں کے بعد ہم نے عیسٰی بن مریمؑ کو بھیجا جو پہلی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتے تھے۔ ہم نے ان کو انجیل دی تھی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ وہ کتاب بھی توریت کی تصدیق کرتی تھی جو اس سے پہلے بھیجی گئی تھی۔ اس میں یعنی انجیل میں بھی پرہیزگاروں کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی۔ اہلِ انجیل کو چاہئے کہ جو احکام اللہ نے اس میں نازل فرمائے ہیں اُن کے مُطابق حکم دیں۔ اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے

مطابق حکم نہ دیں، فیصلہ نہ کریں تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔

اسلامی معاشرہ کے متعلق مزید احکام کا نزول

نظریں نیچی رکھنے اور عورتوں کو سینہ ڈھانکنے کا حکم | اصلاحِ معاشرہ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے چند مزید احکام نازل فرمائے۔ فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰي جُيُوْبِهِنَّ ۠ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اٰبَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗىِٕهِنَّ اَوْ اَبْنَاۗءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَاۗىِٕهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰي عَوْرٰتِ النِّسَاۗءِ ۠ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ۭ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ {نور ۳۰ و ۳۱}

مؤمن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ اُن کے لئے پاکیزگی کی بات ہے۔ اللہ ان لوگوں کے اعمال سے باخبر ہے۔ (بداعمالی کی سزا ان کو دی جائے گی) اور (اے رسولؐ) مؤمن عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر جو (اتفاقاً) خود کھُل جائے (وہ معاف ہے) اپنے سینوں پر اپنے دوپٹّوں کے بُکّل ماریں اور اپنی زینت یعنی بناؤ سنگھار، زیورات وغیرہ کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اِن لوگوں کے (۱) شوہر (۲) باپ (دادا) (۳) شوہر کے باپ (دادا) (۴) بیٹے (۵) شوہر کے بیٹے (۶) بھائی (۷) بھتیجے (۸) بھانجے (۹) اپنی عورتیں (۱۰) اپنے لونڈی غلام (۱۱) وہ خادم جو عورتوں کی خواہش نہ رکھتے ہوں (۱۲) ایسے بچّے جو عورتوں کے پردہ کی باتوں سے واقف نہ ہوئے ہوں اور (اے رسولؐ عورتوں سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ) اپنے پیر مار کر نہ چلیں کہ (جھنکار کی آواز سے) ان کی پوشیدہ زینت کا علم ہو جائے اور اے مؤمنو سب اللہ کے آگے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد عورتوں نے اپنے ازاروں کے حاشیے کاٹ کاٹ کر اپنے لئے دوپٹّے بنالئے[1] (اور سر اور سینہ کو چھپایا)

نقاب کا حکم | منافقین کی حرکتیں جاری تھیں، راستہ چلتی عورتوں کو چھیڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرما کر مؤمن عورتوں کو باوقار رہنے کا حکم دیا اور منافقین کو تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَاۗءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ

اے نبیؐ، اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مؤمنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنے (چہرہ) پر اپنی چادروں کے گھونگھٹ

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔

جَلَابِيْبِهِنَّ ۭ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ لَىِٕنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ مَلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ۝ {احزاب ۵۹ تا ۶۱}

نکال لیا کریں۔ اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچان لی جائینگی (کہ شریف و پاک دامن عورتیں ہیں) اور پھر کوئی (اُن سے چھیڑ چھاڑ کرکے) اُن کو ایذا نہ پہنچا سکے گا۔ (اگر بغیر ارادہ کے گھونگھٹ کھل جائے تو اللہ معاف کردے گا کیونکہ) اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔ رہے منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں طرح طرح کی افواہیں پھیلاتے رہتے ہیں تو اگر یہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو پھر (عنقریب) ہم آپؐ کو ان کے پیچھے لگا دینگے پھر وہ مدینہ میں زیادہ عرصہ رہنے نہ پائیں گے اور اگر رہیں گے تو پھٹکارے ہوئے۔ جہاں کہیں پائے جائینگے گرفتار کئے جائیں گے اور قتل کر دئے جائیں گے۔

ان آیات کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کی گئی، ایک طرف تو مسلم عورتوں کو باہر نکلتے وقت شریفانہ طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا اور دوسری طرف چھیڑ چھاڑ کرنے والوں کے لئے گرفتاری اور قتل کی سزا نافذ کی گئی۔ اِس سزا کے نافذ ہونے کے بعد مُنافقین کی شرارتیں ختم ہوگئیں۔

اِن آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زینت چھپانے کا حکم نازل ہونیکے بعد سے مسلم عورتوں نے اپنے کپڑوں کے اوپر ایک چادر اوڑھنی شروع کر دی تھی اور اب اُسی چادر سے گھونگھٹ نکالنے کا حکم دیا گیا۔

بوڑھی عورتوں کے لئے رعایت | بوڑھی عورتوں کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاۗءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۢ بِزِيْنَةٍ ۭ وَاَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

کہ ایسی عورتیں جن کو نکاح کی توقع نہ رہی ہو اگر وہ اُوپر کی چادریں اُتار دیں تو کوئی حرج نہیں لیکن اس حالت میں بھی زینت ظاہر نہ کریں اور اگر چادریں اُتارنے سے بھی بچیں تو یہ اُن کے لئے بہتر ہے۔ اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

ظِہار کا حکم | بعض لوگ غصہ میں ایسا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں کو اپنی ماں کہہ کر اپنے اُوپر حرام کر لیا کرتے تھے۔ اس حرام کر لینے کو ظہار کہتے ہیں۔ اس قسم کا ایک واقعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں پیش آیا۔ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ماں کہہ دیا۔ اُس عورت نے آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس کی شکایت کی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ محض اس قول کی بناء پر اُس کا شوہر اُسے چھوڑ دے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وحیِ الٰہی کی عدم موجودگی میں اس کے لئے کوئی سبیل نہ پائی تو اُس نے اپنی پریشانی کی شکایت اللہ سے کی۔ اللہ نے فرمایا:۔

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِيْ تُجَادِلُكَ فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝ اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَاۗىِٕهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ ۭ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰۗـِٔيْ وَلَدْنَهُمْ ۭ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ

(اے رسُولؐ) اللہ نے اس عورت کی التجا سُن لی جو آپؐ سے اپنے شوہر کے معاملہ میں جھگڑ رہی تھی (یعنی عذر و معذرت پیش کر رہی تھی) اور اللہ سے شکایت کر رہی تھی (تاکہ اللہ اُس کے لئے کوئی سبیل نکالے) اللہ، تم دونوں کی گفتگو سُن رہا تھا، بے شک اللہ سُننے والا، دیکھنے والا ہے۔ (اے مؤمنو!) تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں کو

يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ
تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ
يَّتَمَآسَّا ؕ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ
مِسْكِيْنًا ؕ ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ؕ وَ
تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ماں کہدیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں ہوسکتیں، مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔ بے شک جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں۔ بے شک اللہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے (اے مؤمنو سنو) جو لوگ اپنی بیویوں کو ماں کہدیں پھر اپنے قول سے رجوع کرنا چاہیں تو اُن کو بیویوں کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس حکم کے ذریعہ اللہ تم کو نصیحت کر رہا ہے (تاکہ آئندہ تم ہوشیار رہو) اور تم جو عمل بھی کروگے اللہ اُس سے باخبر ہے۔ البتہ جس شخص کو غلام میسّر نہ ہو تو وہ اپنی بیوی کو ہاتھ لگانے سے پہلے متواتر دو مہینے کے روزے رکھے، اگر کسی کو روزوں کی طاقت نہ ہو تو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ حکم اِس لیئے ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسُولؐ پر (صحیح معنوں میں) ایمان لے آؤ (اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرو جو آپسمیں ایک دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو) یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں (یعنی اللہ کی حدوں کو تسلیم نہ کرنے والوں) کے لئے دردناک عذاب ہے۔

دشمنانِ اسلام (یعنی یہودیوں اور مُنافقین) کی شرارتیں دشمنانِ اسلام، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مخالفت سے باز نہ آتے تھے۔ آپؐ کے خلاف سازشیں اور سرگوشیاں کرتے رہتے تھے، مُلاقات کے وقت آپؐ کو بددُعا دیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرماکر اُن کی ریشہ دوانیوں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مطّلع فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُبِتُوْا
كَمَا كُبِتَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ وَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰيٰتٍۢ
بَيِّنٰتٍ ؕ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ
اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اَحْصٰىهُ
اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ
تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ
مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا
خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ
يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {ه مجادله}

بے شک جو لوگ اللہ اور رسُولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسی طرح ذلیل کئے جائیں گے جس طرح ان سے پہلے لوگ ذلیل کئے گئے تھے۔ ہم نے صاف اور صریح آیتیں نازل کردی ہیں (اتنی صاف اور صریح آیتوں کو) جو لوگ نہیں مانتے اُن کے لئے ذلّت کا عذاب ہے، (یہ عذاب خاص طور پر اُس دن ہوگا) جس دن اللہ ان سب کو زندہ کریگا۔ اور پھر ان کے تمام اعمال ان کو جتائے گا۔ یہ (اگر) بھول بھی گئے تو (کیا ہوا) اللہ کو تو سب یاد ہیں۔ اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ کیا تم کو نہیں معلوم کہ اللہ کو ان تمام چیزوں کا علم ہے جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں (تو کیا اللہ کو ان کی سرگوشیوں کا علم نہیں ہوگا، ضرور ہوگا) جہاں تین آدمی خفیہ مشورہ کرتے ہیں وہاں چوتھا اللہ ہوتا ہے۔ جہاں پانچ آدمی سرگوشی کرتے ہیں وہاں چھٹا اللہ ہوتا ہے بلکہ اس سے کم ہوں یا زیادہ اللہ ان کے ساتھ ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں (ان کا کوئی عمل اللہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا) قیامت کے دن اللہ ان کا ایک ایک عمل ان کو بتائے گا، بے شک اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

سرگوشیاں پھر بھی جاری رہیں۔ بد اخلاقی کا یہ عالم تھا کہ سلام کرتے وقت بجائے دُعا کے بددُعا کرتے تھے یعنی (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے) بجائے السّلام علیک (تم پر سلامتی ہو) کے السّام علیک (تم کو موت آئے) کہا کرتے تھے۔ لیکن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہ کبھی اُن پر سختی کی، نہ تُرش رُوئی اختیار کی۔ بلکہ آپ ہمیشہ اخلاقِ کریمانہ کا مظاہرہ کرتے رہے۔ خندہ پیشانی سے اُن کی اِن حرکتوں کو نظر انداز کرتے رہے[1] اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیشہ ان کی سازشوں اور سرگوشیوں کا پردہ چاک کرتا رہتا تھا، اِس مرتبہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی سرگوشیوں اور خفیہ مشوروں کا پردہ چاک کرتے ہوئے، اپنے رسُول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو تسلّی دیتے ہوئے اور کافروں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ {مجادلہ}

(اے رسُولؐ) کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنکو سرگوشیوں سے منع کر دیا گیا تھا، باوجود منع کرنے کے یہ لوگ اس کام کو کرتے رہے (اور اے رسُولؐ اب بھی یہ لوگ) گناہ، ظلم اور آپؐ کی نافرمانی کے لئے سرگوشیاں کر رہے ہیں۔ جب آپؐ کے پاس آتے ہیں تو دُعا کے طور پر ایسے کلمات کہتے ہیں جو کلمات اللہ نے آپؐ کے لئے استعمال نہیں کئے پھر اپنے دل میں یہ کہتے ہیں کہ (اگر حقیقتاً یہ رسُولؐ ہیں تو) اللہ ہمارے اس بددُعائیہ کلمہ پر ہمیں سزا کیوں نہیں دیتا (اے رسُولؐ) ان کے لئے بس دوزخ کی سزا کافی ہے (ابھی ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں بالآخر) یہ لوگ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے اور وہ بہت بُری جگہ ہے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بذریعہ وحی ان کی تمام سرگوشیوں کا حال بتا دیا کرتے تھے۔ ان کے دل کی باتوں کو ظاہر کر دیا کرتے تھے۔ یہ آپؐ کی نبوّت کی زبردست دلیل تھی لیکن افسوس کہ وہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالےٰ نے ان نام نہاد مؤمنین اور حقیقی مؤمنین کو تربیت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَاۗرِّهِمْ شَيْـــًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

اے ایمان والو، جب تم سرگوشیاں کرو تو گناہ، ظلم اور رسولؐ کی نافرمانی کے متعلّق سرگوشیاں نہ کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کے سلسلہ میں سرگوشیاں کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے (دشمنوں کی سرگوشیاں شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ (سچّے) ایمان والوں کو فکر میں مبتلا کریں لیکن یہ لوگ سچّے مؤمنین کو بغیر اللہ کے حکم کے کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے (لہٰذا اے مؤمنو، تم گھبراؤ نہیں) مؤمنین کو اللہ پر توکّل رکھنا چاہیئے۔

آدابِ مجلس کی تعلیم | آدابِ مجلس کی تعلیم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا

اے ایمان والو، جب تم سے کہا جائے کہ کشادہ ہو کر بیٹھ جاؤ تو کشادہ ہو کر بیٹھ جایا کرو، اللہ تم کو کشادگی عطا فرمائیگا

---

[1] صحیح مسلم کتاب السّلام عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔

قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ {مجادلہ ۱۱}

اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور علم والوں کے درجے بلند فرماتا ہے (لہٰذا ایمان میں پختگی پیدا کرو اور علم حاصل کرو تاکہ تمہارے درجے بلند ہوں) اور اللہ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے۔

آدابِ رسولؐ کی مزید تعلیم | بعض لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں بات کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس پر پابندی عائد کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {مجادلہ ۱۲}

اے ایمان والو، رسولؐ کے کان میں بات کہنے سے پہلے اللہ کے راستہ میں کچھ نذرانہ پیش کیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ تر ہے۔ اگر تم کو نذرانہ میسّر نہ ہو تو پھر اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اگرچہ اس حکم سے مُنافقین کی سُوءِ ادبی کو روکنا تھا لیکن حکم کا اطلاق سب پر تھا۔ غریب مُومنین کو یہ حکم شاق گذرا۔ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ کرم تخفیف نازل فرمائی۔ فرمایا:۔

ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ {مجادلہ ۱۳}

(اے مُومنو!) کیا تم اس حکم سے ڈر گئے کہ رسولؐ سے سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دو۔ تو اگر تم ایسا نہ کر سکو تو (کوئی حرج نہیں) اللہ نے تمہیں معافی دیدی۔ بس اب یہ کرو کہ نماز کو باقاعدگی سے پڑھتے رہو۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہو، اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو (اور یہ نہ سمجھنا کہ اللہ تمہارے اعمال سے غافل ہے نہیں بلکہ) جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔

منافقین کی سازشیں | مُنافقین کی خفیہ سازشوں میں کوئی فرق نہیں آیا۔ اُنہوں نے یہودیوں کو اپنا دوست بنا رکھا تھا اگرچہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ؕ اَلَآ

زبان سے کہتے تھے کہ (اے مُومنو!) ہم مُومن ہیں، تمہارے ساتھ ہیں، جھوٹی قسمیں کھا کر مُومنین کو اپنی دوستی کا یقین دلاتے تھے۔ ان جھوٹی قسموں کو انہوں نے بچاؤ کیلئے ڈھال بنا رکھا تھا۔ جھوٹی قسمیں کھا کر سزا سے بچ جایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (یہاں کی سزا سے یہ بچ جائیں گے تو کیا ہوا) اصل عذاب تو وہ ہے جو اللہ نے ان کے لئے (دوزخ میں) تیار کر رکھا ہے۔ یہ جو کچھ کر رہے ہیں وہ ان کے حق میں بہت بُرا ہے (ان کو اپنے مال اور اپنی اولاد پر ناز ہے) اللہ کے ہاں ان کے مال اور ان کی اولاد کچھ کام نہ آئے گی۔ یہ لوگ دوزخ کے ہو چکے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ جس دن

اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ۝ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ {۱۴ تا ۲۱ مجادلہ}

ان سب کو اللہ تعالیٰ زندہ کریگا تو اُس دن بھی یہ اللہ کے سامنے اسی طرح قسمیں کھائیں گے اور یہ خیال کریں گے کہ اس طرح وہاں بھی کام چل جائے گا (اے مؤمنو) خبردار ہو جاؤ، یہ لوگ جھوٹے ہیں (ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں) شیطان نے ان کو اپنے قابو میں کرلیا ہے اور اللہ کی یاد سے ان کو غافل کر دیا ہے۔ یہ شیطان کا لشکر ہے اور خبردار رہو کہ شیطان کا لشکر نقصان اُٹھانے والا ہے۔ اللہ یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ اللہ اور اُس کے رسولؐ ہی غالب ہوں گے، بے شک اللہ قوی اور زبردست ہے۔ جو لوگ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی مخالفت کر رہے ہیں (بالآخر ضرور) ذلیل و خوار ہوں گے۔

اللہ کے لشکر کی خصوصیّات | شیطان اور اس کے لشکر کی خصوصیّات بیان کرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے لشکر کی خصوصیّات بھی بیان فرمائیں تاکہ ہر وہ شخص جو ایمان کا دعویٰ کرتا ہو اپنے کو ان خصوصیّات کا حامل بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ {مجادلہ ۲۲}

جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں آپؐ انہیں اللہ اور رسولؐ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہوئے نہ پائیں گے، خواہ وہ اُن کے باپ، بیٹے، بھائی یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو پیوست کر دیا ہے اور فیضِ غیبی سے ان کو مدد دی ہے۔ اِن لوگوں کو اللہ ایسے باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، یہ ہمیشہ اُس میں رہیں گے۔ اللہ ان سے خوش ہوگا اور وہ اللہ سے خوش ہوں گے۔ یہ لوگ اللہ کا لشکر ہیں اور خبردار ہو جاؤ کہ اللہ کا لشکر ہی فلاح پائے گا۔

طلاق کے متعلق مزید احکامات کا نزول | ازدواجی زندگی کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے مزید احکام نازل فرمائے۔ فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝ فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا

اے نبیؐ جب تم عورتوں کو طلاق دو تو عدّت کے شروع میں طلاق دو (طلاق کے بعد) وہ اپنی عِدّت میں بیٹھیں۔ عِدّت کے ایّام گنتے رہو، (جب تک تیسری طلاق نہ دو اُس وقت تک) عِدّت کے زمانہ میں انہیں اپنے گھروں ہی میں رکھو نہ تم خود انہیں ان کے گھر سے نکالو نہ وہ خود نکلیں تاوقتیکہ وہ کوئی کھلی بے حیائی کا کام نہ کریں (جب وہ ایسا کریں تو پھر اُنہیں گھر سے نکال سکتے ہو) یہ اللہ کی حدیں ہیں جو شخص اللہ کی حدوں سے تجاوز کرے گا وہ اپنے آپ پر

ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۔ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ { طلاق ۱ تا ۳ }

ظلم کرے گا (عدّت کے زمانہ میں شوہر کے مکان میں رکھنے کا جو فائدہ ہے وہ اللہ ہی جانتا ہے) تمہیں کیا معلوم کہ اللہ اس کے بعد کوئی سبیل پیدا کر دے (ہو سکتا ہے کہ شوہر رجوع کر لے) البتہ جب طلاق رجعی کے بعد عدّت ختم ہو جائے تو یا تو پھر (نکاح کر کے) ان کو رکھ لو یا دستور کے مطابق انہیں رخصت کر دو اور اس بات پر دو عادل آدمیوں کو گواہ کر لو (گواہوں کو چاہئے کہ) گواہی کو محض اللہ کے لئے صحیح خطوط پر قائم رکھیں۔ یہ سب کچھ اُس شخص کے لئے نصیحت ہے جو اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے، اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کے لئے مصیبت سے نجات کی کوئی صورت پیدا کر دے گا اور اُس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اُسے وہم و گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اُس کے لئے کافی ہے۔ اللہ جب کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو اُسے پُورا کر کے رہتا ہے۔ اللہ نے تو ہر چیز کا اندازہ مقرّر کر ہی رکھا ہے۔

عِدّت کے مزید مسائل پہلے اللہ تعالیٰ نے عِدّت کے سلسلہ میں یہ فرمایا تھا کہ مطلّقہ عورتیں اُس وقت تک عِدّت میں بیٹھیں جب تک تین دفعہ اذیّتِ ماہانہ نہ گذر جائے۔ اب عِدّت کی چند مخصوص صورتوں کے متعلّق فرمایا:۔

وَالّٰٓـِٔيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَاۗىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ ۭ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗٓ اَجْرًا ۝ { طلاق ۴ و ۵ }

کہ وہ عورتیں جو اذیّتِ ماہانہ سے نا اُمّید ہو چکی ہوں اُن کی عدّت تین ماہ ہوگی۔ اور جن کو اذیّتِ ماہانہ شروع نہ ہوئی ہو اُن کی عدّت بھی تین ماہ ہی ہوگی۔ جو عورتیں حاملہ ہوں اُن کی عدّت وضعِ حمل تک رہے گی۔ جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا۔ یہ اللہ کے احکام ہیں جو اللہ نے تم پر نازل کئے ہیں (ڈرنے والوں کے لئے ان پر عمل کرنا کچھ مشکل نہیں) اور جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اُس کے گناہ دُور کر دے گا اور اُسے اجرِ عظیم عطا فرمائے گا۔

مطلّقہ عورتوں کے حقوق مطلّقہ عورتوں کے حقوق کے سلسلہ میں فرمایا:۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَاۗرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ۭ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا

(رجعی) طلاق کے بعد مطلّقہ عورتوں کو ایّامِ عدّت میں اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں تم رہتے ہو، ان کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ دو۔ اگر مطلّقہ عورتیں حاملہ ہوں تو وضعِ حمل تک اُن کا خرچ دیتے رہو، اگر وہ بچّے کو دودھ پلائیں تو اُس کی بھی انہیں اُجرت دو۔ اور آپس میں معروف کے مطابق مشورہ کرتے رہو، اگر دودھ پلانے کے سلسلہ میں نااتفاقی ہو جائے تو بچّے کو دوسری عورت دودھ پلا سکتی ہے (بچّے کا ولی) دودھ پلانے والی کو اپنی وسعت کے

اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝ { طلاق ۷ }

مطابق خرچ دے۔ اگر بچّہ کا ولی تنگ دست ہو پھر بھی اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے (جو کچھ دے سکتا ہو) دے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (اور یہ بھی سُن لو کہ) اللہ عنقریب اس تنگی کے بعد فراخی عطاء کرے گا۔

مؤمنین کو تنبیہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام نازل فرمائے۔ اپنے رسُولؐ کے ذریعہ اُن کی تشریح بتائی۔ ان پر عمل کرنے کے طریقے سکھائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے احکامِ الٰہی پر عمل کرنے کے سلسلہ میں وحی کے ذریعہ مزید قواعد وضوابط مقرر فرمائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:-

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝ { طلاق ۸ تا ۱۲ }

بہت سی بستیاں ایسی تھیں جن کے رہنے والوں نے اللہ اور رسُولؐ کے احکام سے سرتابی کی تو اللہ نے ان سے سخت حساب لیا اور ان کو بہت سخت سزا دی، انہوں نے اپنی بداعمالی کا مزا چکھ لیا اور ایسے کاموں کا انجام سوائے نقصان کے اور کیا ہو سکتا ہے (تم بھی اگر اللہ اور اُس کے رسُولؐ کے احکام سے سرتابی کروگے تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا) اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیّار کر رکھا ہے۔ لہٰذا اے اہلِ دانش ایمان لانے والو، اللہ سے ڈرو، اللہ نے تمہارے لئے نصیحت نازل کر دی ہے کہ جس کو رسُولؐ تمہیں پڑھ کر سُناتے رہتے ہیں (وہ نصیحت کیا ہے) وہ اللہ کی آیتیں ہیں جو (احکامِ الٰہی کی) وضاحت کرتی ہیں تاکہ (ان کے ذریعہ) اللہ کا رسُولؐ اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے۔ اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک عمل کرتا رہے تو اللہ اُس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ لوگ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ان کے لئے بہت اچھا رزق مہیّا کر رکھا ہے۔ اُس اللہ نے جس نے سات آسمان پیدا کئے اور اتنی ہی زمینیں پیدا کیں۔ اِن آسمانوں میں اور زمینوں میں اللہ کے احکام نازل ہوتے رہتے ہیں تاکہ تم لوگ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ اپنے علم سے ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔

ترجیع کی اذان تقریباً ان ہی ایّام میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو محذورہؓ کو ترجیع کے ساتھ اذان کے کلمات کی تعلیم دی۔ یعنی آپؐ نے ان کو تعلیم دی کہ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ایک مرتبہ (آہستہ) کہنے کے بعد انہیں پھر دوبارہ (بلند) آواز سے کہا جائے[1] (اذان کے باقی کلمات بدستور ادا کئے جائیں)

---

[1] صحیح مسلم باب صفۃ الاذان عن ابی محذورہؓ۔

قبیلۂ ثقیف کی چھیڑ چھاڑ | تقریباً اسی زمانہ میں قبیلۂ ثقیف نے مسلمین سے چھیڑ چھاڑ شروع کردی اور موقع پاکر دو مسلم مردوں کو قید کرلیا۔ بنو عُقیل قبیلۂ ثقیف کے حلیف تھے، مسلمین نے موقع پاکر بنو عقیل کے ایک شخص کو گرفتار کرلیا اور ایک اونٹنی پکڑ کر لے آئے جس کا نام عَضبا، تھا۔ صحابۂ کرامؓ نے اُس شخص کو باندھ دیا کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس شخص کے پاس آئے۔ اُس نے کہا اے محمدؐ! آپؐ اُس کے قریب گئے اور اُس سے پوچھا "تمہارا کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "مجھے کس جُرم میں گرفتار کیا گیا ہے اور یہ اُونٹنی کیوں پکڑی گئی ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں بہت بڑے جُرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ تمہارے حلیف قبیلۂ ثقیف کے جرم میں تمہیں گرفتار کیا گیا ہے"۔ یہ کہہ کر آپؐ اُس کے پاس سے چلے آئے، اُس نے پکارا "اے محمدؐ۔ اے محمدؐ!"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نہایت مہربان اور رحم دل تھے اس کی آواز سُن کر لَوٹ آئے اور اس سے دریافت کیا "کیا کہتے ہو؟" اُس نے کہا میں مسلم ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ "یہ بات تمہیں اُس وقت کہنی چاہیئے تھی جب تم اپنے اُمور کے مختار تھے (یعنی گرفتار ہونے سے پہلے کہنی چاہیئے تھی) اگر تم اُس وقت کہتے تو پُوری طرح کامیاب ہوتے"۔ یہ کہکر آپؐ واپس چل دئے۔ اُس نے پھر آواز دی "اے محمدؐ، اے محمدؐ!" آپؐ پھر تشریف لائے اور پوچھا "کیا کہتے ہو؟" اُس نے کہا "میں بھوکا ہوں، مجھے کھانا کھلائیے۔ پیاسا ہوں پانی پلائیے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے کھانے پینے کا انتظام کردیا۔ پھر اُسے ان دو شخصوں کے عوض چھوڑ دیا جنہیں قبیلۂ ثقیف نے گرفتار کیا تھا اور عَضبا، اُونٹنی کو اپنی سواری کے لئے مخصوص کرلیا۔[1]

۶ سنہ

متفرّق واقعات

لمبی قرأت پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خفگی | حضرت معاذؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، پھر واپس جاکر اپنی قوم کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ایک شخص دن بھر کام کرنے کے بعد اپنے پانی بھرنے والے اُونٹوں کو لے کر آیا۔ رات ہوچکی تھی۔ اُس نے دیکھا حضرت معاذؓ عشاء کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ اُس نے اپنے اُونٹوں کو بٹھایا اور جماعت میں آکر شامل ہوگیا۔ حضرت معاذؓ نے سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کردی۔ وہ شخص اتنی طویل قرأت کو برداشت نہ کرسکا اور چلا آیا (حضرت معاذؓ اُس کی اِس بات سے ناراض ہوگئے) اُسے معلوم ہوا کہ حضرت معاذؓ اس سے ناراض ہیں تو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور آپؐ سے حضرت معاذؓ کی شکایت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت معاذؓ سے فرمایا "کیا تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو؟ کیا تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو؟ کیا تم فتنہ میں ڈالنے والے ہو؟ تم سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى، وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا، وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کیوں نہیں پڑھتے۔ تمہارے پیچھے بہت سے بوڑھے

[1] صحیح مسلم کتاب النذر عن عمران رضؓ۔

بھی ہوتے ہیں۔ بہت سے کمزور بھی ہوتے ہیں اور بہت سے ضرورت مند بھی ہوتے ہیں[1]۔"

اسی قسم کے ایک اور موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ناراض ہوئے کہ اس سے پہلے اتنے ناراض آپ کبھی نہیں ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے بعض لوگ نفرت پھیلانے والے ہیں۔ جو شخص امام بنے اُسے چاہیئے کہ مختصر نماز پڑھائے کیونکہ مقتدیوں میں کمزور، بوڑھے اور ضرورتمند بھی ہوتے ہیں[2]۔"

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہلکی لیکن کامل نماز پڑھایا کرتے۔ اگر بچّے کے رونے کی آواز کان میں آجاتی تو اپنی نماز کو اور مختصر کر دیتے تاکہ اُس کی ماں پریشان نہ ہو[3]۔

نجاشی شاہِ حبش کی وفات | تقریباً اسی زمانہ میں حبش کے بادشاہ نجاشی نے جس کا نام اصحمہ تھا وفات پائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی وفات کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا "آج حبش کے ایک صالح آدمی نے وفات پائی۔ چلو اپنے بھائی اصحمہ کی نمازِ جنازہ پڑھو۔" یہ کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ گاہ تشریف لے گئے۔ صحابہؓ نے صفیں بنائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی اور چار تکبیروں کے ساتھ نمازِ جنازہ ادا کی[4]۔

فرض نماز کی اقامت کے بعد سُنّتِ فجر پڑھنا ناجائز ہے | ایک دن ایسا ہوا کہ صبح کی نماز کی اقامت ہو چکی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہا تھا۔ آپؐ نے (آہستہ سے) اُس سے کچھ بات کہی۔ جب نماز ختم ہوئی تو لوگوں نے اُسے گھیر لیا اور اُس سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے کیا کہا تھا۔ اُس نے کہا آپؐ نے مجھ سے یہ فرمایا تھا کہ قریب ہے، کہ تم میں سے کوئی شخص صبح کی چار رکعت (فرض) پڑھنے لگے[5]۔

ایک دن ایسا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور مسجد کے ایک کونے میں دو رکعتیں پڑھ کر جماعت میں شامل ہوا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو فرمایا "اے فلاں تم نے کونسی نماز کو (فرض) شمار کیا۔ وہ نماز جو تنہا پڑھی یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی[6]۔"

نمازِ خوف کا حکم | تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے نمازِ خوف کا حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو)

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ	جب تم سفر کرو اور تمہیں خوف ہو کہ کافر تمہیں ایذا پہنچائینگے
جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ	تو تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم نماز میں کمی کر لیا کرو۔ بے شک
یَّفْتِنَکُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ	کافر تمہارے کھلے دشمن ہیں اور (اے رسولؐ) جب آپؐ
عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ وَاِذَا کُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ	اسلامی فوج میں موجود ہوں تو اُن کو اس طرح نماز پڑھائیں
الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَکَ وَلْیَاْخُذُوْٓا	کہ ایک جماعت آپؐ کے ساتھ اسلحہ پہنے ہوئے نماز پڑھے
اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَکُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِکُمْ	جب وہ سجدے کر چکیں تو وہ آپؐ کے پیچھے چلے جائیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب اذا طوّل الامام وباب من شکا امامہ وصحیح مسلم باب القرأۃ فی العشاء عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من شکا امامہ عن ابی مسعودؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من اخفّ الصلوٰۃ عند بکاء الصبی عن انسؓ وابی قتادہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجنائز عن ابی ہریرہؓ وجابرؓ فی ابوابٍ متعددۃ وابواب المناقب وصحیح مسلم کتاب الجنائز۔
[5] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الشروع فی نافلۃٍ عن ابن بحینہؓ وصحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ نحوہٗ۔
[6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب کراھۃ الشروع فی نافلۃٍ عن عبداللہ بن سرجسؓ۔

وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ۝ {النساء}

اور دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی آئے اور آپؐ کے ساتھ اسلحہ پہنے ہوئے نماز پڑھے، (اے مؤمنو!) کافر تو یہ چاہتے ہیں کہ تم ذرا بھی اپنے ہتھیار سے غافل ہو جاؤ تو دفعۃً تم پر ٹوٹ پڑیں (لہٰذا بحالتِ نماز بھی ہتھیار نہ اُتارا کرو) البتّہ اگر تم مریض ہو یا بارش ہو رہی ہو تو ہتھیار اُتار دینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں لیکن دفاعی ہتھیار پھر بھی پہنے رہو، بے شک اللہ نے کافروں کیلئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھّا ہے اور (اے مؤمنو!) جب تم نمازِ خوف ادا کر چکو تو پھر بھی کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حالت میں اللہ کو یاد کرتے رہو۔ جب تم دشمن کی طرف سے مطمئن ہو جاؤ (اور کوئی خطرہ باقی نہ رہے) تو پھر نماز کو اصلی طریقہ سے ادا کرو۔ بے شک نماز مؤمنین پر اوقاتِ مقررہ میں ادا کرنا فرض ہے۔

شدّتِ جنگ میں نماز کا حکم | شدّتِ جنگ میں کیونکہ جماعت سے نماز پڑھنا ممکن نہیں ہوتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ {بقرہ ۲۳۹}

اگر تم خوف کی حالت میں ہو تو پیادے یا سوار جس حال میں ہو نماز ادا کرو، پھر جب امن ہو جائے تو نماز اُسی طریقہ سے پڑھو جس طریقہ سے تمہیں اللہ نے سکھائی ہے اور جس کو تم نہیں جانتے تھے۔

غزوۂ نجد | ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاد کے لئے نجد کی طرف روانہ ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کُفّار کے مقابلہ کے لئے اپنی فوج کو صف آرا کیا (لڑائی جاری تھی کہ) اتنے میں نماز کا وقت آگیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسلامی فوج کے دو حصّے کئے۔ ایک حصّہ کُفّار کا مقابلہ کرتا رہا اور ایک حصّے نے آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی، اِن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ رُکوع کیا اور سجدے کئے۔ پھر یہ اُن لوگوں کی جگہ چلے گئے جو دشمن کے مقابل تھے اور وہ لوگ نماز کے لئے آگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو بھی ایک رکعت پڑھائی۔ پھر اس کے بعد ہر ایک نے ایک رکعت علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھ لی[1]۔

ایک جنازہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت | حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم ایک جنازہ کے ساتھ بقیع غرقد کے قبرستان میں تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ہم بھی آپؐ کے اِرد گرد بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سر جُھکا لیا، آپؐ کے پاس ایک چھڑی تھی اُس سے آپؐ زمین کُریدنے لگے۔ پھر آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا مقام جنّت اور دوزخ میں مقرّر نہ کر دیا گیا ہو اور یہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ وہ بدبخت ہے یا نیک بخت۔" ایک شخص نے کہا یا رسُولَ اللہ، ہم اپنے نوشتۂ تقدیر پر بھروسہ نہ کر لیں اور عمل چھوڑ دیں کیونکہ جو نیک بخت ہے وہ خود بخود نیک عمل اختیار

---

[1] صحیح بخاری کتاب صلوٰۃ الخوف عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف

کرلے گا اور جو بدبخت ہے وہ بدبختی والوں کے عمل خود بخود اختیار کرلیگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو لوگ نیک بخت ہیں اُن کے لئے اچھّے عمل آسان ہوجائیں گے اور جو بدبخت ہیں اُن کے لئے بُرے عمل آسان ہوجائیں گے۔" پھر آپؐ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں :۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝ جس نے (اللہ کے راستہ میں) مال دیا، پرہیزگاری اختیار
فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی ۝ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝ کی اور نیک بات کی تصدیق کی اُس کو ہم آسان طریقہ کی
وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ۝ {۹۲ اللیل} توفیق عطا فرمائیں گے اور جس نے بخل کیا، لاپرواہ بنا رہا اور
نیک بات کی تکذیب کی اُس کے لئے ہم سختی کی راہ ہموار کردیں گے۔[1]

آلِ رسُولؐ کی عُسرت و تنگی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھروں میں عُسرت و تنگی کا یہ عالم تھا کہ دو دو مہینے گذر جاتے تھے اور چولہا نہیں جلتا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "ہماری گذران کھجور اور پانی پر ہوتی تھی، البتہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پڑوس میں جو انصار رہتے تھے اُن کے ہاں دودھ کے جانور تھے وہ کبھی کبھی آپؐ کے لئے دودھ بھیجدیا کرتے تھے، وہ دودھ آپؐ ہمیں بھی پلا دیا کرتے تھے۔[2]"

حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں کہ آلِ محمدؐ یعنی ازواجِ مطہراتؓ نے کبھی بھی دو دن تک متواتر جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہوگیا۔[3]

ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے مکان میں داخل ہوئے۔ آپؐ نے پوچھا "کھانے کو کچھ ہے؟" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "کچھ نہیں ہے سوائے اُس گوشت کے جو اُمِّ عطیہؓ نے ہدیۃً ہمیں بھیجا ہے اور یہ گوشت اُس بکری کا ہے جو آپؐ نے صدقہ کے مال میں سے اُنہیں بھیجی تھی (یعنی صدقہ ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے حلال نہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ (صدقہ) اپنے مقام پر پہنچ چکا[4] (پھر ہدیۃً ہمیں ملا ہے لہٰذا اب ہمارے لئے جائز ہے)۔"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت انسؓ کے گھر میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت انسؓ کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپؐ نے پانی مانگا۔ اُنہوں نے بکری کا دودھ دوہا پھر اپنے کُنویں کا پانی اُس میں ملا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے بائیں جانب تھے، حضرت عمرؓ سامنے تھے اور ایک اعرابی داہنی طرف تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ نوش فرمایا۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا "یہ ابوبکر ہیں (انہیں دیدیجئے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (حضرت عمرؓ کا مشورہ قبول نہیں فرمایا اور) بچا ہوا دودھ اُس اعرابی کو دیدیا۔ پھر آپؐ نے فرمایا "سیدھی طرف والے، پھر سیدھی طرف والے، پھر سیدھی طرف والے۔ خبردار سیدھی طرف سے ابتدا کیا کرو۔[5]"

جنگوں میں زادِ راہ کی قِلّت جنگوں میں زادِ راہ کی قلّت ہوا کرتی تھی۔ ایک جہاد میں ایسا ہوا کہ لوگوں کے زادِ راہ ختم ہوگئے اور کھانے کیلئے کچھ نہ رہا تو لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اونٹ نحر (ذبح) کرنے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب موعظۃ المحدث عند القبر عن علیؓ [2] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ وصحیح مسلم کتاب الزّھد عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الزّھد عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ عن اُمِّ عطیہؓ۔
[5] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتابُ الایمان وکتابُ الاشربۃ باب استحباب ادارۃ الماء (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

کی اجازت مانگی۔ آپؐ نے اجازت دیدی۔ اس کے بعد اُن لوگوں کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ اُنہوں نے اِس بات سے حضرت عمرؓ کو مطلّع کیا حضرت عمرؓ نے کہا "اُونٹ ختم ہو جانے کے بعد تمہاری بقاء کیلئے کیا ہوگا؟" یہ کہہ کر حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اُونٹ ختم ہو جانے کے بعد بقاء کا ذریعہ کیا ہوگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "لوگوں میں اعلان کر دو کہ جن کے پاس کچھ زادِ راہ بچا ہوا ہے وہ اُسے لے آئیں"۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس بچے ہوئے کھانے میں برکت کی دُعاء کی۔ پھر آپؐ نے لوگوں کو مع اُن کے برتنوں کے بُلایا (لوگ آتے گئے اور اپنے اپنے برتن کھانے سے بھر کر لیجاتے رہے) جب سب لوگوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود، حاکمِ اور مشکل کُشا نہیں، اور یہ کہ میں اللہ کا رسُولؐ ہوں"۔[1]

آدابِ رسالت | ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت ابو سعید بن مُعلّیٰؓ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آواز دی۔ اُنہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب نماز پڑھ چکے تو عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نماز پڑھ رہا تھا (اس لئے جواب نہ دے سکا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ:-

اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ۔ — جب اللہ اور رسُولؐ تمہیں بُلائیں تو جواب دو (یعنی حکم کی تعمیل کرو)

پھر آپؐ نے فرمایا "اس سے پہلے کہ تم مسجد سے باہر جاؤ میں تمہیں ایک سُورت بتاؤں گا جو قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا ہاتھ پکڑا (اور چلے) یہاں تک کہ جب آپؐ نے مسجد سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا تو اُنہوں نے عرض کیا "یا رسُولَ اللہؐ) کیا آپؐ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں تمہیں ایسی سُورت بتاؤں گا جو قرآن میں سب سے زیادہ عظمت والی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ (سُورت) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ہے۔ وہی سبع مثانی ہے (یعنی سات دوہرائی جانے والی آیتوں پر مشتمل ہے) اور وہی قرآنِ عظیم ہے جو مجھے دیا گیا ہے"۔[2]

یہودیوں کی حق پوشی اور مُنافقین کا فریب | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو بُلایا اور اُن سے کچھ دریافت فرمایا۔ یہودیوں نے حق پوشی کی اور آپؐ کو غلط بات بتائی۔ پھر اپنے دل میں خیال کیا کہ ان کی اس حرکت پر (ان کے اپنے حلقہ میں) ان کی تعریف کی جائے گی۔ اصلی بات کے نہ بتانے پر وہ دل ہی دل میں بہت خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کا پردہ فاش کر دیا۔ فرمایا:-

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۸۷}

اور جب اللہ نے اہلِ کتاب سے عہد لیا تھا کہ جو کچھ اس کتاب میں لکھا ہے اُسے صاف صاف بیان کرتے رہنا اور اس کتاب کی کسی بات کو نہ چھپانا تو اُنہوں نے (عہد تو کر لیا لیکن بعد میں) اس عہد کو پسِ پُشت پھینک دیا اور اس کے بدلہ تھوڑا سا فائدہ حاصِل کیا (خبردار) جو فائدہ یہ حاصِل کر رہے ہیں وہ (ان کے حق میں) بہت بُرا ہے۔

مُنافقین کا یہ دستور تھا کہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جہاد کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ اپنے گھروں میں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حمل الزّادِ فی الغزوِ عن سلمہؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سُورۃ الفاتحہ) عن ابی سعید بن معلّیٰ رضؓ۔

(چھپ کر) بیٹھ جاتے اور اس بات پر بڑے خوش ہوتے کہ جہاد میں جانے سے بچ گئے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے واپس تشریف لاتے تو معذرت کرتے، جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی خیر خواہی جتاتے اور اس بات کے خواہش مند ہوتے کہ محض زبانی خیر خواہی پر اُن کی تعریف کی جائے (اور انہیں وفادار سمجھا جائے)

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں اور مُنافقوں کی اِس مشترکہ صفت کا پردہ فاش کرتے ہوئے فرمایا (کہ اے مؤمنو!)

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ {آل عمران ۱۸۸ و ۱۸۹}

جو لوگ اپنے (پُرفریب) کاموں سے خوش ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بغیر کچھ کئے ان کی تعریف کی جائے ان کی نسبت یہ خیال نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچ جائیں گے۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے[1] (اس سے بچ کر یہ کہاں جا سکتے ہیں)

مُسلمین کی ہمّت افزائی | جماعت المسلمین کی ہمّت افزائی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ {انفال ۶۵}

اگر تم میں بیس آدمی بھی صابر و ثابت قدم ہوں گے تو وہ دو سو آدمیوں پر غالب آئیں گے۔

مُسلمین پر یہ حکم گراں گذرا کیونکہ اس کا منشاء یہ تھا کہ ایک مُسلم کو دس کافروں کے مقابلہ میں بھاگنا نہیں چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں تخفیف نازل فرمائی۔ فرمایا (اے مؤمنو!)

اَلْـٰٔنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ؕ فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ {انفال ۶۶}

اب اللہ نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا، اُسے معلوم ہے کہ تم لوگوں میں کسی قدر کمزوری بھی واقع ہوگی (ہر زمانہ میں ہر شخص کی ایمانی قوّت یکساں نہیں ہوگی) لہٰذا اگر تم لوگوں میں سے ایک سو آدمی بھی ثابت قدم رہنے والے ہونگے تو اللہ کے حکم سے وہ دو سو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر غالب رہیں گے، اور (سُن لو کہ) اللہ صابر اور ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے[2]۔

سُورۂ فاتحہ سے علاج کا ایک واقعہ | ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ کچھ صحابۂ کرامؓ ایک سفر میں چلے جا رہے تھے۔ اثنائے سفر میں اُنہوں نے ایک قبیلہ کے ہاں قیام کیا۔ قبیلہ والوں نے اُن کی مہمانداری نہیں کی۔ اتنے میں صحابۂ کرامؓ کے پاس ایک لڑکی آئی اور اُس نے کہا کہ اس قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ کھایا ہے اور ہمارے آدمی اِس وقت موجود بھی نہیں ہیں (جو کچھ علاج وغیرہ کر سکیں) تم لوگوں میں کوئی منتر پڑھنے والا ہے یا کسی کے پاس کوئی دوا ہے۔ وہ یہ باتیں کر ہی رہی تھی کہ اتنے میں اُس قبیلہ کا ایک آدمی آیا اور صحابۂ کرامؓ سے کہا "ہم نے ہر قسم کی کوشش کر لی لیکن اُس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا، کیا تمہارے پاس اس کی کوئی دوا ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "ہاں (ہمارے پاس اس کی دوا ہے) لیکن کیونکہ تم لوگوں نے ہماری مہمانداری نہیں کی لہٰذا ہم بغیر کسی معاوضہ کے علاج نہیں کریں گے"۔ یہ بات سُن کر قبیلے والوں نے معاوضہ میں کچھ بکریاں دینے کا وعدہ کیا۔ ان کے وعدہ کر لینے کے بعد

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سورۃ آل عمران) عن ابی سعیدؓ و ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (تفسیر سُورۃ الانفال) عن ابن عباس رضؓ۔

صحابہؓ میں سے ایک شخص اس کے علاج کے لئے روانہ ہوا۔ وہ منتر وغیرہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ لیکن جب وہ اُس شخص کے پاس پہنچا تو سورۂ فاتحہ پڑھ کر اُس پر تُھتکارتا رہا۔ ایسا کرنے سے وہ شخص اچھا ہو گیا۔ اُس نے صحابۂ کرامؓ کو تیس بکریاں دیں اور دودھ پلایا۔ جب وہ صحابیؓ جنہوں نے اس شخص کا علاج کیا تھا واپس آئے تو صحابۂ کرامؓ نے اُن سے پوچھا "کیا تم منتر پڑھنا جانتے ہو؟" اُنہوں نے کہا "میں نے منتر نہیں پڑھا، میں نے تو صرف سُورۂ فاتحہ پڑھی ہے"۔ یہ سُنتے ہی بعض صحابہ کرامؓ نے کہا "کیا تم نے کتابُ اللہ پر اُجرت لی ہے؟" بعض نے کہا "(اس میں کیا حرج ہے) بکریوں کو تقسیم کر دو"۔ اس اختلاف پر اُنہوں نے آپس میں مشورہ کیا (کہ کیا کرنا چاہیئے) آخر یہ طے پایا کہ جب تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہ دریافت کر لیں اس مال کے معاملہ میں (اپنی رائے سے) کچھ نہ کہیں۔ بالآخر جب وہ مدینہ منوّرہ پہنچے تو اس واقعہ کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، آپؐ مُسکرائے اور فرمایا "اِسے کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے"۔ پھر فرمایا "تم نے ٹھیک کیا، یہ مال لے لو، اسے تقسیم کر دو اور مجھے بھی اس میں سے حصّہ دو" (یہ آپؐ نے اس لئے فرمایا تاکہ پھر کسی کے دل میں اس کے متعلّق ذرا سی بھی کراہت باقی نہ رہے) صحابہ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس نے کتابُ اللہ پر اُجرت لی ہے (کیا یہ جائز ہے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جن چیزوں پر تم اُجرت لو اُن میں سب سے زیادہ حقدار اللہ کی کتاب ہے کہ اس پر اُجرت لی جائے"۔[1]

تین آدمی اور کثرتِ عبادت ایک دن تین آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر کے قریب آکر بیٹھ گئے اور ازواجِ مطہّراتؓ سے آپؐ کی عبادت کا حال دریافت کیا جب اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی عبادت کی کیفیت بتائی گئی تو اُنہوں نے اُسے اپنے لئے کم سمجھا۔ کہنے لگے کہاں ہم اور کہاں اللہ کے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ آپؐ کو تو اگلی پچھلی سب بھول چُوک سے محفوظ کر دیا گیا ہے (لہٰذا ہمیں زیادہ عبادت کرنی چاہیئے) ان میں سے ایک نے کہا میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھونگا، دوسرے نے کہا میں ہمیشہ روزے رکھونگا اور گوشت نہیں کھاؤنگا۔ تیسرے نے کہا میں عورتوں سے علیٰحدہ رہوں گا کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ (وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ) اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے پاس تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اِس اِس طرح کہا ہے، اللہ کی قسم میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور تم سب سے زیادہ متّقی ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ تو جو شخص میری سُنّت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں[2] (یعنی اُس کا مجھ سے کوئی تعلّق نہیں)"۔

خُلع کا ایک مقدمہ ایک دن ثابت بن قیسؓ بن شمّاس کی بیوی نے آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نہ ثابتؓ کے خُلق میں کوئی بُرائی دیکھتی ہوں نہ اُس کے دین میں کوئی بُرائی ہے، میں ان وجوہ کی بناء پر ان سے ناخوش نہیں ہوں لیکن (پھر بھی) میں اُن کو گوارا نہیں کر سکتی، میں ڈرتی ہوں کہ کہیں مجھ سے اسلام لانے کے بعد کفر نہ ہو جائے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اس کا باغ واپس کر دوگی"

---

[1] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب فضل فاتحۃ الکتاب عن ابی سعیدؓ وکتابُ الطب عن ابی سعیدؓ وابنِ عباسؓ۔ وکتابُ الاجارۃ باب ما یعطی فی الرقیۃ عن ابی سعیدؓ وصحیح مسلم کتابُ السلام عن ابی سعیدؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب الترغیب فی النکاح عن انسؓ وصحیح مسلم کتابُ النکاح (صحیح مسلم میں بجائے روزے رکھنے کے خط کشیدہ الفاظ آئے ہیں۔ صحیح بخاری میں خط کشیدہ الفاظ نہیں ہیں)

اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ثابتؓ سے فرمایا "اپنا باغ لے لو اور انہیں ایک طلاق دیدو" حضرت ثابتؓ نے حکم کی تعمیل کی[1] (اور باغ لے کر اُنہیں ایک طلاق دیدی)

لونڈی، غلام کے حقوق ایک دن حضرت ابو ذرؓ نے اپنے غلام کی ماں کو جو عجم کی رہنے والی تھی کچھ بُرا بھلا کہدیا۔ غلام نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابو ذرؓ سے پوچھا "کیا تم نے فلاں شخص کو بُرا بھلا کہا ہے؟" حضرت ابو ذرؓ نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیا تم نے اس کی ماں کو بھی بُرا بھلا کہا ہے؟" حضرت ابو ذر نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں ابھی تک جاہلیّت کی خصلت باقی ہے"۔ حضرت ابو ذرؓ نے پوچھا "کیا اس بُڑھاپے کے زمانہ میں؟" (یعنی اتنی عمر ہو جانے کے باوجود مجھ میں جاہلیّت کی خصلت باقی ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، تمہارے غلام تمہارے بھائی ہیں، اُن کو اللہ نے تمہارے قبضہ میں دیدیا ہے۔ لہٰذا جس کے قبضہ میں اللہ نے اُس کے کسی بھائی کو کر دیا ہو تو اُسے چاہئے کہ جو خود کھائے وہی اُسے کھلائے۔ جو خود پہنے وہی اُس کو پہنائے اور جو کام اُس کی طاقت سے باہر ہو اُس کی تکلیف اُسے نہ دے۔ اگر تکلیف دے تو خود بھی اس کام میں اس کی مدد کرے[2]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص کے پاس کوئی لونڈی ہو، پھر وہ اُس کو ادب کی تعلیم دے اور اچھی طرح تعلیم دے پھر اس کو آزاد کر کے اُس سے نکاح کر لے تو اُس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ اور جو غلام اللہ کا حق بھی ادا کرے اور اپنے مالکوں کا حق بھی ادا کرے اُس کو دوہرا اجر ملے گا[3]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر غلام اپنے آقا کی خیر خواہی کرے اور اپنے ربّ کی اچھی طرح عبادت کرے تو اُس کے لئے دوہرا اجر ہے[4]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تمہارا خادم تمہارے لئے کھانا پکا کر لائے تو اپنے ساتھ بٹھا کر اُسے بھی کھلاؤ کیونکہ اسے اس کی گرمی اور اس کا دُھواں برداشت کرنا پڑا ہے۔ اگر کھانا کم ہو تو ایک دو لقمے ہی اس کے ہاتھ میں رکھدو[5]"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس شخص نے اپنے غلام کو طمانچہ مارا یا کسی اور طرح اُس کو مارا تو اُس کا کفّارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے[6]"۔

حضرت سوید بن مقرنؓ کہتے ہیں ہم سات آدمیوں میں صرف ایک غلام تھا۔ ہم میں جو سب سے کم عمر کا آدمی تھا اُس نے اُس غلام کو طمانچہ مار دیا (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا) آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اسے آزاد کر دیں[7]۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ۭ {نور ۳۲}

جو غیر شادی شدہ ہوں اُن کا نکاح کر دیا کرو اور اپنے غلاموں اور لونڈیوں میں سے جو صالح ہوں اُنکا بھی نکاح کر دیا کرو۔

پھر فرمایا کہ (اے مؤمنو!)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الطّلاق عن ابنِ عبّاس رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الادب باب ماینھی عن السّبابُ اللعن عن ابی ذر رضؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العتق وفضلہ عن ابی موسیٰ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ العتق وفضلہ عن ابنِ عمر رضؓ وعن ابی ہریرۃ رضؓ نحوہٗ صحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابن عمر رضؓ و ابی ہریرۃ رضؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابی ہریرۃ رضؓ وصحیح بخاری کتاب العتق وفضلہ نحوہٗ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الایمان عن ابن عمر رضؓ۔ [7] صحیح مسلم کتابُ الایمان عن سوید رضؓ۔

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ؕ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ

جن لوگوں کو آزاد عورتوں سے نکاح کی مقدرت نہ ہو وہ مؤمن لونڈیوں سے نکاح کرلیں۔ اللہ کو تمہارے ایمان کا خوب علم ہے۔ تم آپس میں ایک دوسرے کے ہم جنس ہو لہٰذا ان لونڈیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے نکاح کرلیا کرو اور قاعدہ کے مطابق مہر بھی دیا کرو۔ لونڈیاں محصنات غیر مسفحات و غیر متخذات خفیہ یا علانیہ بدکاری کے لئے نہ رکھی جائیں بلکہ جب وہ منکوحہ بن جائیں اور پھر کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھیں تو اُن کو آزاد عورتوں کی سزا کی نصف سزا دی جائے۔

لونڈی غلام کے حقوق پر تبصرہ مندرجہ بالا ہدایات کا خلاصہ یہ ہے:-

جو آقا پہنے وہی غلام کو پہنائے۔ جو آقا کھائے وہی غلام کو کھلائے، غلام کو ساتھ بٹھا کر کھانا کھلائے۔ اس کو بھائی سمجھے، اس کو مارا نہ جائے۔ مارے تو آزاد کر دے۔ اُس سے ہلکا کام لیا جائے۔ اگر مشکل کام لیا جائے تو آقا اُس کے ساتھ کام کرے۔ اگر لونڈی غلام صالح ہوں تو اُن کا نکاح کر دے۔ لونڈی اگر بے حیائی کر بیٹھے تو اس کو نصف سزا دی جائے۔ لونڈی یا غلام اگر نیکی کرے تو دوہرا اجر پائے، دُنیا کی فکر سے آزاد ہو۔

یہ ہے مؤمن کے غلام کی زندگی، یہ ایسی زندگی ہے کہ اس پر بجا طور پر رشک ہو سکتا ہے۔ پھر اسلام نے مختلف موقعوں پر غلاموں کا آزاد کرنا صرف مستحب قرار نہیں دیا بلکہ فرض قرار دیا۔ غرض یہ کہ غلامی کو ایک حد تک ختم کر دیا جو کچھ باقی رہ گئی اُسے قابلِ رشک بنا دیا اور اس میں دینی اور سیاسی مصلحتوں کو سمو دیا گیا[1]۔ فللہ الحمد۔ (نوٹ:- لونڈی غلام سے وہ کافر مُراد ہیں جو میدانِ جنگ میں گرفتار ہو جائیں اور پھر امیر انہیں مجاہدین میں تقسیم کر دے)

سُورج گرہن اور نمازِ کُسوف ایک دن سُورج کو گرہن لگا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ کسوف ادا کی۔ آپؐ نے قرأت کی پھر رکوع کیا۔ رکوع سے سر اُٹھا کر پھر قرأت کی۔ پھر رکوع کیا۔ پھر قرأت کی پھر رکوع کیا۔ پھر قرأت کی، پھر رکوع کیا۔ پھر سجدے کئے۔ پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کی۔ غرض یہ کہ آپؐ نے چار سجدوں کے ساتھ (یعنی دو رکعت میں) آٹھ رکوع کئے[2] (ہر رکعت میں چار رکوع)

اختلافِ قرأت کا ایک واقعہ حضرت اُبیّ بن کعبؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اُس نے نماز پڑھی اور قرأت کچھ اس انداز سے کی کہ مجھے ناگوار گُذری۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص مسجد میں داخل ہوا، اُس نے دوسرے طرز سے قرأت کی۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو ہم سب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے میں نے کہا "(یا رسُولَ اللہؐ) اِس شخص نے قرأت کی، میں نے اس کو بُرا سمجھا۔ پھر دوسرا شخص مسجد میں آیا اُس نے پہلے شخص کے طریقہ سے مختلف طریقہ پر قرأت کی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کو حکم دیا کہ قرأت کریں۔ دونوں نے قرأت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کی قرأت کی تحسین فرمائی۔ حضرت اُبیّ بن کعبؓ کہتے ہیں میرے دل میں کچھ تکذیب کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میری

---

[1] تفصیل کیلئے تفہیم اسلام بجواب دو اسلام ملاحظہ فرمائیں۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ذکر من قال انہ رکع ثمان عن ابن عباس رضؓ۔

کیفیت کو سمجھ گئے، آپؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا۔ مجھے پسینہ آگیا۔ مجھے خوف کی وجہ سے ایسا معلوم ہونے لگا گویا میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُبیّ، مجھے یہ حکم ملا تھا کہ میں قرآن کو ایک لہجے میں پڑھوں۔ میں نے بار بار دُعاء کی کہ اے اللہ میری اُمّت پر آسانی فرما۔ پہلے دو لہجوں کی اجازت ملی۔ پھر میں دُعاء کرتا رہا، یہاں تک کہ سات لہجوں میں پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ پھر ارشادِ باری ہوا کہ اے رسُولؐ، آپؐ نے جتنی بار اُمّت کے لئے دُعا کی ہر بار کے عوض آپؐ کی ایک دُعاء مقبول ہوگی۔ میں نے کہا میری اُمّت کی مغفرت فرما، میری اُمّت کی مغفرت فرما (دو مرتبہ میں نے دُعاء کرلی) اور تیسری دُعاء، میں نے اُس دن کیلئے محفوظ کرلی جس دن تمام مخلوق میری طرف متوجّہ ہوگی حتّٰی کہ ابراہیم علیہ السّلام بھی[1] (میری طرف متوجّہ ہوں گے)"

ایک سفر کا واقعہ حضرت ابو سعید خُدریؓ کہتے ہیں "ہم ایک سفر میں تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی ہمارے ساتھ تھے۔ آپؐ نے فرمایا 'جس کے پاس فاضِل سَواری ہو وہ اُس کو دیدے جس کے پاس سواری نہ ہو، جس کے پاس فاضِل زادِ راہ ہو وہ اُس کو دیدے جس کے پاس زادِ راہ نہ ہو'۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چند اور چیزوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ ہم نے سمجھ لیا کہ فاضل اشیاء میں ہمارا کوئی حق نہیں[2]"۔ (مساوات تو غیر فطری چیز ہے، البتّہ اسلامی مواسات کا یہ ایک نمونہ ہے جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اسلام مواسات پر ہی پُورا زور دیتا ہے اور اپنے ماننے والوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے اندر مکارمِ اخلاق پیدا کریں)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں حضرت جابرؓ کی ضیافت ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت جابرؓ کے مکان کے پاس سے گُذرے۔ حضرت جابرؓ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اشارہ کیا۔ وہ باہر نکل کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر آپؐ اُن کو لے کر اپنی کسی زوجۂ مطہّرہؓ کے مکان پر آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اندر داخِل ہوئے پھر حضرت جابرؓ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ زوجۂ مطہّرہؓ پردہ کے پیچھے چلی گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُوچھا کچھ کھانا وغیرہ ہے۔ گھر والوں نے کہا ہاں۔ پھر تین روٹیاں لائی گئیں اور چھال کے بنے ہوئے ایک دسترخوان پر رکھی گئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک روٹی حضرت جابرؓ کے آگے رکھی اور ایک روٹی اپنے آگے رکھی۔ پھر تیسری روٹی کے دو برابر حصّے کئے۔ ایک حضرت جابرؓ کے آگے رکھا اور ایک اپنے آگے رکھ لیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے زوجۂ مطہّرہؓ سے فرمایا کچھ سالن ہے؟ اُنہوں نے کہا نہیں البتّہ کچھ سرکہ ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہی لے آؤ، سرکہ تو بہت عمدہ سالن ہے[3]"۔

ایک معجزہ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اپنے اصحابؓ کے مقامِ زوراء میں تھے۔ اتنے میں عصر کا وقت آگیا۔ لوگوں نے پانی تلاش کیا لیکن پانی نہیں ملا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اپنا ہاتھ اس میں رکھ دیا۔ پیالہ میں اتنا کم پانی تھا کہ آپؐ کی اُنگلیاں اُس میں نہ ڈوب سکیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُنگلیوں سے پانی پھوٹنا شروع ہوگیا۔ اس وقت آپؐ کے ساتھ تقریباً تین سو آدمی تھے۔ سب نے اس پانی سے وضو کرلیا[4]۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب بیان ان القرآن علی سبعۃ احرف عن ابی بن کعبؓ
[2] صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب استحباب المؤاسات بفضول المال عن ابی سعیدؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب فضیلۃ الخلّ عن جابرؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات عن انسؓ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پایاں سخاوت حضرت انسؓ فرماتے ہیں اسلام لانے کے بعد جس شخص نے جو چیز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کی آپؐ نے عنایت فرمائی (کبھی انکار نہیں کیا) ایک شخص آیا، اُس نے آپؐ سے کچھ مانگا، آپؐ نے دو پہاڑوں کے درمیان جتنی بکریاں تھیں سب دیدیں۔ جب وہ اپنی قوم کے پاس پہنچا تو کہنے لگا "اے قوم مسلم ہو جاؤ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بے حد و حساب دیتے ہیں۔ افلاس سے بالکل نہیں ڈرتے۔" حضرت انسؓ کہتے ہیں بعض لوگ دُنیا کی خاطر مُسلم ہوتے تھے لیکن اسلام لانے کے بعد اُن کی نظر میں اسلام تمام دُنیا سے زیادہ محبوب ہو جاتا تھا۔[1]

ایک واقعہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم معطّر تھا حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کچھ بچے آگئے۔ آپؐ نے فرداً فرداً ہر بچّہ کے رُخسار پر ہاتھ پھیرا اور میرے رخسار پر بھی ہاتھ پھیرا، آپؐ کا ہاتھ ٹھنڈا تھا اور اتنا خوشبودار تھا گویا کہ ابھی آپؐ نے عطر فروش کے کنٹر سے نکالا ہے۔[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تبرّک حاصل کرنا صبح کی نماز پڑھ کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹتے تو مدینہ منوّرہ کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر آپؐ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتے۔ پھر جو برتن بھی آپؐ کے پاس لایا جاتا آپؐ اُس میں اپنا ہاتھ ڈبو دیتے حتّٰی کہ سخت سردی کے دن بھی آپؐ اپنا ہاتھ ڈبو دیا کرتے تھے۔[3]

حضرت حنظلہؓ اور نفاق کا شبہ حضرت حنظلہ اسیدیؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، آپؐ نے ہمیں نصیحت فرمائی۔ دوزخ کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ کے بعد میں گھر آیا۔ بال بچّوں سے ہنسی مذاق کیا۔ باہر نکلا تو مجھے ابوبکرؓ ملے۔ اُنہوں نے مجھ سے پوچھا "اے حنظلہؓ کیا حال ہے؟" میں نے کہا "حنظلہ منافق ہو گیا"۔ اُنہوں نے کہا "سُبحان اللہ، کیا کہہ رہے ہو!" میں نے کہا "جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے ہیں، آپؐ ہمیں جنّت، دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو جنّت، دوزخ آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے، پھر جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے آتے ہیں اور بیوی، بچّوں اور کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھُول جاتے ہیں"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اللہ کی قسم یہ بات تو ہم کو بھی پیش آتی ہے۔" اس کے بعد حضرت حنظلہؓ اور حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ حضرت حنظلہؓ کہتے ہیں میں نے کہا "حنظلہ منافق ہو گیا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا بات ہے؟" میں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، جب ہم آپؐ کے پاس ہوتے ہیں اور آپؐ ہمیں جنّت، دوزخ کی یاد دلاتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا جنّت، دوزخ آنکھوں کے سامنے آگئی ہے، لیکن جب ہم آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور اہل و عیال اور کاروبار میں مصروف ہو جاتے ہیں تو بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "یہی بات مجھے بھی پیش آتی ہے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم (ہر وقت) اُسی حالت پر رہتے جو حالت تمہاری میرے پاس ہوتی ہے اور یادِ الٰہی میں مصروف رہتے تو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سُئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قط فقال لا عن انسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر بن سمرہؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب قرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الناس وتبرکہم عن انسؓ۔

بستروں پر اور راستوں میں فرشتے تم کو سلام کرتے اور تم سے مصافحہ کرتے۔ لیکن اے حنظلہ یہ کیفیت کبھی کبھی ہی ہوتی ہے بس (اتنا ہی کافی ہے کہ) ایک گھڑی یہ کیفیت اور ایک گھڑی وہ۔ ایک گھڑی یہ کیفیت اور ایک گھڑی وہ۔ ایک گھڑی یہ کیفیت اور ایک گھڑی وہ۔"[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو۔ حضرت انسؓ کے ہاں قیلولہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت انسؓ کے ہاں جاکر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن حسب معمول آپؐ اُن کے ہاں تشریف لے گئے اور قیلولہ فرمایا۔ آپؐ کو کثرت سے پسینہ آیا کرتا تھا لہٰذا اس وقت بھی کثرت سے پسینہ آیا۔ کیونکہ آپؐ چمڑے کے ایک ٹکڑے پر لیٹے ہوئے تھے (لہٰذا پسینہ جمع ہونے لگا) حضرت انسؓ کی والدہ حضرت اُمِّ سُلَیمؓ[2] ایک شیشی لائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اُس میں جمع کرنے لگیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھل گئی تو آپؐ نے فرمایا "اے اُمِّ سُلَیم، یہ تم کیا کر رہی ہو؟" اُنہوں نے کہا "یہ آپؐ کا پسینہ ہے، اس کو ہم اپنی خوشبو میں ملا لیتے ہیں کیونکہ یہ تمام عطروں سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔"[3]

ایک غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جہاد میں تھے۔ آپؐ کے پاس مغرب کی طرف سے کچھ لوگ بالوں کا لباس پہنے ہوئے آئے۔ ایک ٹیلہ کے پاس آپؐ کی اُن سے مُلاقات ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت نافع بن عتبہؓ کہتے ہیں میں نے سوچا کہ میں اُن کے پاس جاؤں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان کھڑا ہو جاؤں کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ دھوکا دیکر آپؐ پر حملہ کر دیں۔ الغرض میں آکر درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے باتیں کرتے رہے، ان باتوں میں سے چار باتیں مجھے یاد ہیں جنہیں میں نے اُنگلیوں پر گن لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جزیرۂ عرب میں لڑو گے اللہ تمہیں فتح دے گا۔ پھر فارس سے لڑو گے اللہ اُسے بھی فتح کرا دے گا۔ روم سے لڑو گے اس پر بھی اللہ فتح دے گا۔ پھر (قیامت کے قریب) دجّال سے لڑو گے اُس پر بھی اللہ فتح دے گا۔"[4]

قیامت کی نشانیاں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالاخانہ میں تشریف فرما تھے کچھ لوگ نیچے بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُوپر سے جھانک کر نیچے دیکھا اور فرمایا "تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو؟" صحابہؓ نے عرض کیا "ہم قیامت کا ذکر کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں گی قیامت نہیں آئے گی، (وہ دس نشانیاں یہ ہیں):-

① مغرب میں زمین دھنسے گی۔
② مشرق میں زمین دھنسے گی۔
③ جزیرۂ عرب میں زمین دھنسے گی۔
④ دھواں (نکلے گا)
⑤ دجّال اور دابّۃ الارض (نکلیں گے)
⑥ یاجوج، ماجوج (نکل پڑیں گے)

---

[1] صحیح مسلم کتاب التوبہ باب فضل دوام الذکر عن حنظلۃؓ
[2] حضرت اُمِّ سُلَیمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی خالہ تھیں۔
[3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن انسؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الفتن باب مایکون من فتوحات المسلمین عن نافع بن عتبؓ۔

⑦ ایک بہت زوردار آندھی آئے گی جو لوگوں کو سمندر میں لے جاکر ڈالدے گی۔
⑧ عیسٰی علیہ السّلام نازل ہوں گے۔
⑨ مغرب سے آفتاب طلوع ہوگا۔
⑩ عدن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہنکا کر محشر کی طرف لے جائے گی۔[1]"

نماز میں قبلہ کی طرف تھوکنے کی ممانعت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ کے دستِ مبارک میں ابنِ طاب کی ایک لکڑی تھی۔ آپؐ نے مسجد میں قبلہ کی دیوار پر کچھ بلغم لگا ہوا دیکھا۔ اپنی لکڑی سے آپؐ نے اُسے کھُرچ دیا۔ پھر صحابۂ کرامؓ کی طرف مُنہ کرکے فرمایا "تم میں سے کون پسند کرتا ہے کہ اللہ اُس سے مُنہ موڑلے"۔ یہ سُن کر صحابۂ کرامؓ ڈر گئے (اور کوئی جواب نہیں دیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی سوال کیا صحابۂ کرامؓ پھر ڈر گئے۔ آپؐ نے پھر وہی سوال کیا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "ہم میں سے کوئی بھی یہ بات نہیں چاہتا (کہ اللہ اُس سے مُنہ موڑلے)"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ اُس کے سامنے ہوتا ہے۔ لہٰذا مُنہ کے سامنے نہ تھوکے بلکہ بائیں طرف پاؤں کے نیچے تھوکے[2] اگر تھوک نہ رُکے تو کپڑے میں لے کر اِس طرح کرلے" پھر آپؐ نے کپڑے میں مَل کر بتایا۔ پھر فرمایا "خوشبو لاؤ" ایک جوان دوڑتا ہوا گھر گیا اور ہتھیلی میں کچھ خوشبو لایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ خوشبو لکڑی کی نوک پر لگائی اور بلغم کی جگہ لگادی[3]۔ تھوکنے کے سلسلہ میں مزید ہدایت دیتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفّارہ اس کو مٹی میں دبا دینا ہے[4]"۔

جنگ بطن بُواط[4a] | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، مجدی بن عمرو جہنی کی سرکوبی کے لئے مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ اسلامی فوج کے پاس سواریوں کی قلّت تھی۔ پانچ پانچ۔ چھ چھ اور سات سات آدمیوں میں صرف ایک اُونٹ تھا جس پر وہ باری باری سوار ہوتے تھے۔ راستہ میں ایک مرتبہ ایک انصاری کے چڑھنے کی باری آئی۔ اُس نے اونٹ کو بٹھایا اور اس پر سوار ہوگیا۔ پھر اُونٹ کو کھڑا کیا۔ اُونٹ نے کچھ شوخی کی، انصاری نے کہا "شَأْ لَعَنَكَ اللّٰهُ" ارے اللہ تجھ پر لعنت کرے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کون ہے جو اُونٹ پر لعنت کرتا ہے؟" انصاری نے کہا میں ہوں یارسُولَ اللہ۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس اُونٹ پر سے اُتر جاؤ۔ ہمارے ساتھ لعنت کیا ہوا اُونٹ نہیں رہنا چاہیئے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا۔ "اپنی جانوں پر، اپنی اولاد اور اپنے مالوں پر بددُعاء نہ کیا کرو، ممکن ہے وہ بددُعاء ایسے وقت میں نکلے کہ اُس وقت اللہ سے جو کچھ مانگا جائے اللہ اُسے قبول کرلے"۔ اسلامی فوج آگے بڑھتی رہی یہاں تک کہ شام کے وقت وہ ایک کنوئیں کے قریب پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(تم میں سے) کون آگے جاکر حوض کو درست کرے گا۔ خود بھی پانی پیئے گا اور ہمیں بھی پانی پلائے گا"۔ حضرت جابرؓ نے (اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے) عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ یہ شخص جائے گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِن کے ساتھ کون جائے گا؟" حضرت جبّار بن صخرؓ جانے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ پھر وہ اور حضرت جابرؓ

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفتن۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزھد والرّقائق فی حدیث جابرؓ الطویل۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب کفّارۃ البُزاق فی المسجد عن انسؓ۔
[4] بطن بُواط ایک پہاڑ کا نام ہے۔ [4a] یہ حکم اُس وقت ہے جبکہ مسجد کا فرش کچّا ہو، ورنہ اگلی حدیث پر کیسے عمل ہوسکتا ہے جس میں حکم ہے کہ تھوک کو مٹی میں دبادو۔ اگر فرش پکّا ہو تو پھر کپڑے میں تھوکنا چاہیئے۔

کنویں کی طرف چلے۔ حوض پر پہنچ کر دو ایک ڈول اُس میں ڈالے اور اس پر مٹّی لگائی۔ حوض کی مرمت کرنے کے بعد انہوں نے اس میں پانی بھرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ لبالب بھر گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر سب سے پہلے ہمیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نظر آئے۔ آپؐ نے فرمایا "تم دونوں ہمیں (پانی پینے کی) اجازت دیتے ہو"۔ اُنہوں نے کہا "جی ہاں یارسُولَ اللہ" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی اونٹنی کو چھوڑا، اُس نے پانی پیا۔ پھر آپؐ نے اُس کی لگام کھینچی، اُس نے پانی پینا موقوف کر دیا اور پیشاب کرنے لگی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُسے علیٰحدہ لے گئے اور بٹھا دیا۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر حوض پر تشریف لائے اور اس سے وضوء کیا۔ حضرت جابرؓ بھی کھڑے ہو گئے اور جس جگہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضوء کیا تھا اُسی جگہ سے وضوء کیا۔ حضرت جبّارؓ بن صخر قضائے حاجت کے لئے چلے گئے۔ وضوء کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ حضرت جابرؓ آکر آپؐ کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور گھما کر اپنی دائیں طرف کر لیا۔ حضرت جابرؓ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر تھی جس کو اُنہوں نے گردن سے باندھ لیا تھا، (ٹانگیں کھُلی ہوئی تھیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت جابرؓ کو غور سے دیکھا جس کا اُنہیں علم نہ ہوا۔ کچھ دیر بعد اُنہیں معلوم ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ تہ بند باندھ لو۔ اتنے میں حضرت جبّار بن صخرؓ بھی آ گئے۔ اُنہوں نے وضوء کیا اور آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دونوں کے ہاتھ پکڑے اور اُن کو ہٹا کر اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا "اے جابرؓ" حضرت جابرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میں حاضر ہوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب چادر کُشادہ ہو تو اُس کے دونوں کنارے اُلٹ لیا کرو (یعنی اوڑھ لیا کرو) اور جب تنگ ہو تو اُس کا تہ بند باندھ لیا کرو"۔ (اتنے میں اسلامی فوج بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر) وہ سب آگے روانہ ہوئے۔ اسلامی لشکر میں ہر شخص کو ایک کھجور روزانہ ملتی تھی، وہ اُسے چُوستا تھا اور اُسے اپنے دانتوں پر پھیرتا تھا۔ تنگدستی کا یہ عالم تھا کہ مسلمین اپنی کمانوں سے پتّے جھاڑتے تھے اور اُنہیں کھاتے تھے یہاں تک کہ ان کی باچھیں زخمی ہو گئیں۔ صرف یہی جنگ نہیں بلکہ اکثر جنگوں میں مسلمین درخت کے پتّے کھاتے تھے اور اُونٹ یا بکری کی طرح خشک مینگنیاں کرتے تھے۔ راستہ میں ایک دن ایسا ہوا کہ کھجور تقسیم کرنے والا ایک شخص کو کھجور دینا بھُول گیا۔ حضرت جابرؓ اُسے اپنے ساتھ لے گئے اور گواہی دی کہ اسے کھجور نہیں ملی۔ تقسیم کرنے والے نے اُسے ایک کھجور دیدی۔ اُس نے کھڑے ہو کر وہ کھجور لے لی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع صحابہؓ کے آگے چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ ایک کُشادہ وادی میں پہنچے۔ وہاں پہنچکر آپؐ قضائے حاجت کے لئے روانہ ہوئے۔ حضرت جابرؓ بھی پانی کا ایک ڈول لے کر ساتھ چلے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہاں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جس سے پردہ کر سکیں۔ البتّہ وادی کے کنارہ پر آپؐ کو دو درخت دکھائی دئے۔ آپؐ ایک درخت کے پاس گئے اور اُس کی ڈالی پکڑ کر فرمایا "اللہ کے حکم سے میرا تابع ہو جا" وہ درخت آپؐ کا ایسا تابع ہو گیا جیسا کہ وہ اُونٹ جس کی ناک میں نکیل ہو۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دوسرے درخت کے پاس تشریف لے گئے۔ اُس کی بھی ایک ڈالی پکڑ کر آپؐ نے فرمایا "اللہ کے حکم سے میرا تابع ہو جا" یہ سُن کر وہ درخت بھی اُسی طرح آپؐ کے ساتھ ہو گیا جس طرح پہلا درخت ہوا تھا حتّٰی کہ جب آپؐ دونوں درختوں کے درمیان میں

پہنچے تو دونوں کو ملا کر فرمایا "اللہ کے حکم سے جُڑ جاؤ"۔ وہ دونوں جُڑ گئے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں اس ڈر سے کہ کہیں آپؐ مجھے دیکھ نہ لیں اور پھر میری وجہ سے قضائے حاجت کے لئے دور تشریف لے جائیں دوڑتا ہوا وہاں سے چلا آیا اور دُور آکر بیٹھ گیا اور اپنے دل سے باتیں کرنے لگا۔ اچانک جو نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لا رہے ہیں اور وہ درخت علیٰحدہ ہو کر اپنی اپنی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھوڑی دیر کے لئے ایک جگہ رُک گئے۔ آپؐ نے سرِ مُبارک سے دائیں بائیں اشارہ کیا۔ پھر آپؐ آگے بڑھے اور میرے پاس پہنچکر فرمایا "اے جابرؓ، تم نے میرے کھڑے ہونے کی جگہ دیکھی؟" میں نے کہا "جی ہاں یارسولَ اللہ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ہر ایک درخت میں سے ایک ایک ڈالی کاٹ کر لے آؤ اور جب اُس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا ہوا تھا تو ایک ڈالی داہنی جانب اور ایک بائیں جانب ڈال دو"۔ حضرت جابرؓ نے ایک پتّھر توڑا، اُسے تیز کیا۔ جب وہ تیز ہو گیا تو وہ درختوں کے پاس گئے۔ ہر ایک میں سے ایک ایک ڈالی کاٹی پھر ان ڈالیوں کو کھینچتے ہوئے اُس جگہ پر آئے جہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے تھے۔ وہاں پہنچکر اُنہوں نے ایک ڈالی داہنی طرف اور ایک بائیں طرف ڈال دی۔ پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، جو آپؐ نے فرمایا میں نے اُس کے مطابق عمل کیا، لیکن یہ تو فرمائیے کہ ایسا کرنے کی وجہ کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے دیکھا کہ وہاں دو قبریں ہیں۔ ان قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ میں نے چاہا کہ ان کی سفارش کروں کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں ان کے عذاب میں تخفیف ہو جائے"۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اسلامی لشکر سے آملے (اور آگے روانہ ہوئے۔ کچھ دور چل کر) آپؐ نے فرمایا "اے جابرؓ لوگوں سے پُکار کر کہہ دو کہ وضو کریں"۔ حضرت جابرؓ نے (بلند آواز سے) کہنا شروع کیا وضو کرو۔ وضو کرو۔ وضو کرو۔ پھر حضرت جابرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ قافلہ میں تو ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں ہے"۔ قافلہ میں ایک انصاری تھے جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ایک پُرانی مشک میں جو ایک لکڑی کی شاخوں پر لٹکی رہتی تھی پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن انصاری کے پاس جا کر دیکھو کہ مشک میں کچھ پانی ہے یا نہیں"۔ حضرت جابرؓ اُن انصاری کے پاس گئے۔ مشک کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے دہانہ میں اتنا پانی ہے کہ اگر وہ اُس کو اُنڈیلیں تو سوکھی مشک ہی اُس کو پی جائے۔ (اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جا کر یہ کیفیت بیان کر دی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اُس مَشک کو میرے پاس لے آؤ۔ حضرت جابرؓ مشک لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ پھر آپؐ نے زبانِ مبارک سے کچھ پڑھا۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نہیں سمجھ سکا کہ آپؐ نے کیا پڑھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے دستِ مُبارک سے مشک کو دباتے رہے۔ پھر اس مشک کو حضرت جابرؓ کے حوالہ کر دیا۔ پھر فرمایا "اے جابرؓ آواز دو کہ قافلہ کے پانی کا بڑا برتن لائیں"۔ حضرت جابرؓ نے آواز دی۔ کئی آدمی اس برتن کو اُٹھا کر لائے۔ حضرت جابرؓ نے وہ برتن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے رکھوا دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اُس میں پھیرا۔ پھر اُنگلیاں پھیلا کر انہیں کُشادہ کیا اور اپنا ہاتھ اُس کی تہ میں رکھ دیا۔ پھر فرمایا "اے جابرؓ، مشک لو اور (وہ قطرۂ آب) بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر ڈال دو"۔ حضرت جابرؓ نے بسم اللہ کہہ کر وہ

قطرۂ آب آپؐ کے ہاتھ پر ڈالدیا (اُس قطرۂ آب میں برکت ہوگئی) اور جب وہ پانی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ پر پڑا تو آپؐ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا۔ پھر اُس برتن (میں پانی) نے جوش مارا، برتن نے چکّر کھایا اور پانی سے لبریز ہوگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے جابرؓ آواز دو کہ جسے پانی کی ضرورت ہو وہ آئے"۔ لوگ آئے اور پانی پی کر سیراب ہوگئے۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دستِ مُبارک برتن سے نکال لیا۔ برتن بدستور پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے بعد لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھُوک کی شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قریب ہے، کہ اللہ تمہیں کھانا کھلائے" (چلتے چلتے) وہ لوگ ایک دریا کے کنارہ پر پہنچے۔ دریا نے مَوج ماری اور ایک جانور باہر ڈالدیا۔ صحابۂ کرامؓ نے آگ جلائی اور اس جانور کا گوشت پکایا، بھونا اور کھایا۔ پھر حضرت جابرؓ اور چار آدمی اُس کی آنکھ کے گوشہ میں گھُس گئے (وہ اتنا بڑا تھا کہ اُس میں گھُسنے کے بعد) اُنہیں کوئی دیکھ نہ سکتا تھا۔ پھر وہ لوگ باہر نکلے۔ اُس جانور کی ایک پسلی کو کھڑا کیا۔ پھر ایک آدمی کو بُلایا جو سب سے زیادہ بلند قامت تھا اور جو سب سے زیادہ اُونچے اُونٹ پر سوار تھا جس کی زین بھی تمام زینوں میں سب سے زیادہ بڑی تھی (پھر اس آدمی کو سوار کر کے اس پسلی کے نیچے سے نکالا تو) وہ بغیر سر جھکائے اُس پسلی کے نیچے سے نکل گیا۔[1]

کثرتِ سوال کی ممانعت ایک دن لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بڑی کثرت سے سوال کئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کثرتِ سوال سے غصّہ آگیا۔ آپؐ باہر تشریف لائے اور سُورج ڈھلتے ہی ظہر کی نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہوکر آپ منبر پر تشریف لے گئے اور کھڑے ہوکر خطبہ دیا۔ خطبہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قیامت کا ذکر کیا اور اُن بڑے بڑے واقعات کا ذکر کیا جو قیامت سے پہلے واقع ہوں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی فرمایا "جو میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہوجائے تو تم بہت روؤ اور کم ہنسو"۔ پھر فرمایا "تم میں سے جو کوئی مجھ سے کچھ پوچھنا چاہے تو وہ پوچھ سکتا ہے۔ اللہ کی قسم جب تک میں اس جگہ پر ہوں جو بات پوچھو گے میں تمہیں بتادوں گا"۔ یہ سُن کر سب نے اپنا سر جھکالیا اور کپڑا لپیٹ کر چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ صحابہؓ پر اُس دن سے زیادہ سخت کوئی دن نہ گذرا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر فرمارہے تھے "مجھ سے پوچھو"۔ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں کہاں جاؤں گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دوزخ میں"۔ پھر حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کھڑے ہوئے، لوگ اُن کو اُن کے اصلی باپ کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے، اس لئے اُنہوں نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرا باپ کون تھا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "حذافہ" (لوگوں کو ان کے متعلق جو شبہ تھا اِس جواب سے وہ دور ہوگیا) پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا، اُس نے پُوچھا "میرا باپ کون ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تیرا باپ سالم مولیٰ شیبہ ہے"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم غصّہ میں تھے۔ حضرت عمرؓ نے چہرۂ مبارک پر غصّہ کے آثار دیکھے تو ہمّت کر کے دوزانو بیٹھ گئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔ ہم اللہ کے ربّ ہونے سے راضی ہیں، اسلام کے دین ہونے سے راضی ہیں اور محمدؐ کے رسُول ہونے سے راضی ہیں۔ فتنوں کی بُرائی سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہوگئے (پھر کچھ دیر بعد) آپؐ نے فرمایا "آفت قریب

---

[1] یہ سارا واقعہ صحیح مسلم کتاب الزھد والرقائق میں حضرت جابرؓ کی طویل حدیث میں بیان ہوا ہے۔ صحیح بخاری میں یہ واقعہ نہیں ہے البتہ خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری (ابواب المناقب مناقب سعد بن ابی وقاصؓ) میں ہے۔

آچکی ہے (قیامت قریب ہے،) قسم اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جیسی بُرائی اور بھلائی آج دیکھنے میں آئی اس سے پہلے ایسی بُرائی اور بھلائی میں نے کبھی نہیں دیکھی جنّت اور دوزخ میرے سامنے لائی گئیں اور میں نے ان دونوں کو اِس کونے میں دیکھا"۔ (ایسی نعمتیں اور ایسے عذابات اِس سے پہلے کبھی یہاں دیکھنے میں نہیں آئے) اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ۝ {مائدۃ ۱۰۱ و ۱۰۲}

اے ایمان والو، ایسی باتیں نہ پُوچھا کرو کہ اگر وہ ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں بُری معلوم ہوں۔ اگر قرآن کے نزول کے زمانہ میں ایسی باتیں پوچھو گے تو وہ ضرور ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ نے اس دفعہ تو تم کو معاف کر دیا ہے کیونکہ اللہ معاف کرنے والا، اور حِلم والا ہے۔ تم سے پہلے بھی لوگوں نے ایسی باتیں پوچھی تھیں، پھر جب وہ بتادی گئیں تو اُنہیں تسلیم نہیں کیا۔[1]

اعتکاف رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ نے چند سال رمضان کے عشرۂ اوسط میں اعتکاف کیا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت جبریلؑ تشریف لائے اور کہا "جس چیز کی آپؐ کو تلاش ہے وہ آپؐ کے آگے ہے (یعنی شبِ قدر اگلے عشرہ میں ہے)" جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپؐ نے بیسؔ رمضان کی صبح کو کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا "جس نے میرے ساتھ اعتکاف کیا ہے وہ واپس آجائے کیونکہ میں نے شبِ قدر کو دیکھ لیا تھا لیکن میں بھلا دیا گیا ہوں (مجھے یاد نہیں رہا کہ وہ کونسی رات ہے، البتہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ) وہ آخری عشرہ کی طاق راتوں میں ہے اور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شبِ قدر کی صبح کو کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں"۔ جس وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا اُس وقت آسمان میں کوئی ابر وغیرہ نہیں تھا، یکایک ابر نمودار ہوا اور بارش ہونے لگی۔ مسجد کی چھت کھجور کی لکڑیوں کی بنی ہوئی تھی (لہٰذا وہ ٹپکنے لگی اور کیچڑ ہو گئی) جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اکیسویں تاریخ کو) صبح کی نماز پڑھائی (تو نماز کے بعد) آپؐ کی پیشانی پر کیچڑ کا نشان تھا۔[2]

اس واقعہ کے بعد سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے رہے۔[3]

جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عبادت کے لئے کمر کس لیتے، رات کو جاگتے اور اپنی بیویوں کو بھی جگاتے۔[4]

ابر میں مغرب سے پہلے افطار کرنا ایک دن ابر چھایا ہوا تھا۔ (اندھیرے کی وجہ سے ایسا معلوم ہوا کہ مغرب ہو گئی) صحابہ کرامؓ نے روزہ افطار کر لیا (افطار کرنے کے بعد) سُورج دکھائی دینے لگا۔[5] (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس سلسلہ میں کچھ نہیں فرمایا)

نمازِ تراویح جماعت سے ماہِ رمضان میں ایک دفعہ آدھی رات کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب توقیرہ وترکِ اکثار سوالہ عن انسؓ و صحیح بخاری کتاب الاعتصام وغیرہ نحوہٗ مختصراً عن انسؓ وابن عباسؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب السجود علی الانف والسجود علی الطین عن ابی سعیدؓ وکتاب الصوم ابواب الاعتکاف وصحیح مسلم کتاب الصوم نحوہٗ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الصوم ابواب الاعتکاف عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصوم باب العمل فی العشر الاواخر عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم کتاب الصوم۔
[5] صحیح بخاری کتاب الصوم باب اذا افطر ثم طلعت الشمس عن اسماءؓ۔

آپؐ نے مسجد میں نماز پڑھی۔ چند اور آدمیوں نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز ادا کی۔ صبح کو لوگوں میں اس بات کا چرچا ہوا۔ دوسری رات کو پہلی رات سے زیادہ آدمی جمع ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو نماز پڑھائی۔ صبح کو پھر لوگوں میں چرچا ہوا۔ تیسری رات کو بہت آدمی مسجد میں جمع ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو نماز پڑھائی۔ چوتھی رات کو اتنے آدمی جمع ہوئے کہ مسجد ناکافی ہو گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف نہیں لائے نمازِ فجر کے بعد آپؐ نے تشہّد کے بعد فرمایا رات کو تمہارا آنا مجھ پر مخفی نہیں تھا لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ نماز تم پر لازم نہ ہو جائے پھر اس کی ادائیگی سے تم عاجز ہو جاؤ (اور گناہگار ہو) یہ نماز تم گھر میں پڑھ لیا کرو کیونکہ فرض کے علاوہ تمام نمازیں گھر میں بہتر ہیں[1]

لیلۃُ القدر کی پہچان اُٹھا لی گئی ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے تاکہ صحابۂ کرامؓ کو لیلۃُ القدر (کی علامت) بتا دیں (اور وہ ابتدائے رات ہی سے پہچان لیں کہ آج کی رات شبِ قدر ہے) آپؐ کو دو آدمی لڑتے ہوئے ملے (ان کی لڑائی میں وہ علامت آپؐ بھول گئے) آپؐ نے فرمایا "میں شبِ قدر بتانے کیلئے نکلا تھا، فلاں اور فلاں آدمی لڑ رہے تھے لہٰذا اس کی پہچان اُٹھا لی گئی۔ اور شاید اسی میں بہتری ہو۔ اب تم اسے (خاص طور پر) اُنتیسویں[29]، ستائیسویں[27] اور پچیسویں[25] شب میں تلاش کیا کرو[2]" (نوٹ:۔ شبِ قدر ہر سال ایک ہی تاریخ کو نہیں ہوتی بلکہ کسی سال کسی تاریخ کو اور کسی سال کسی تاریخ کو)

عید الفِطر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بغیر اذان اور اقامت کے عید الفطر کی نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا۔ لوگوں کو تقوے کا حکم دیا، طاعتِ الٰہی کی ترغیب دی اور (بہت کچھ) نصیحت کی۔ جب آپؐ خطبہ سے فارغ ہوئے تو اُترے اور عورتوں کے پاس تشریف لائے اور اُن کو نصیحت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت بلالؓ کے ہاتھ پر سہارا لئے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے "صدقہ دو، اس لئے کہ عورتیں کثرت سے جہنّم کا ایندھن ہوں گی"۔ ایک عورت نے پوچھا "ایسا کیوں ہو گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم کثرت سے شکایت کرتی ہو، شوہر کی ناشکری کرتی ہو"۔ حضرت بلالؓ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے، عورتیں بالیاں، چھلّے اور انگوٹھیاں اُس کپڑے میں ڈال رہی تھیں[3]

احرام کے متعلّق احکامِ الٰہی کا نزول اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ اس سال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کیلئے روانہ ہوں گے لہٰذا اِس سلسلہ کے بہت سے احکام اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ۚ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَاۗىِٕرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا

اے ایمان والو، اپنے عہد و پیمان کو پورا کیا کرو۔ تمہارے لئے چوپائے حلال کر دئے گئے ہیں سوائے اُن چوپایوں کے جو تم کو (پہلے) بتائے جا چکے ہیں (اور چوپایوں کا شکار بھی تم پر حلال ہے) مگر حالتِ احرام میں شکار حلال نہیں۔ اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے، اے ایمان والو، اللہ کے شعائر کی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّوم باب فضل من قام رمضان و کتاب الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ امّا بعد و کتاب الصّلوٰۃ باب صلوٰۃ اللّیل قبل ابواب صفۃ الصّلوٰۃ عن زید بن ثابتؓ و صحیح مسلم باب الترغیب فی قیام رمضان (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

[2] صحیح بخاری کتاب الصّوم باب رفع معرفۃ لیلۃ القدر عن عبادۃؓ۔ [3] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب العیدین عن جابرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح

الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ {مائدہ ۱ و ۲}

بے حُرمتی نہ کیا کرو۔ نہ حُرمت والے مہینہ کی بے حُرمتی کرو نہ قربانی کے جانوروں کی بے حُرمتی کرو۔ نہ اُن لوگوں کی بے حُرمتی کرو جو اپنے ربّ کے فضل اور رضا کی تلاش میں مسجدِ حرام کی طرف جا رہے ہوں۔ البتّہ جب تم احرام اُتار دو تو پھر شکار کر سکتے ہو۔

یہودیوں اور عیسائیوں کی بدعہدی یہودیوں کی شرارتیں برابر جاری تھیں۔ اگرچہ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہچانتے تھے (کہ واقعی آپؐ توریت کی پیشین گوئیوں کا مصداق ہیں) لیکن ایمان نہ لاتے تھے۔ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کئے تھے اُنہیں بُھلا ہی نہیں دیا تھا بلکہ قصداً ان کو توڑتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَىْ عَشَرَ نَقِيْبًا ؕ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مَعَكُمْ ؕ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۝ {مائدہ ۱۲}

اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا، ان میں بارہ سردار مقرر کئے تھے اور ان سے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں بشرطیکہ تم نماز پڑھتے رہو، زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان لاتے رہو، ان کی مدد کرتے رہو اور اللہ کو قرضِ حَسنہ دیتے رہو (اگر تم اس عہد پر قائم رہے تو) اللہ تمہارے گُناہ دور کر دے گا اور تمہیں ایسی جنّتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ لیکن جس نے اِس (عہد) کے بعد کُفر کیا (میرے رسُولوں پر ایمان نہ لایا) تو وہ سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔

غرض یہ کہ جب یہودیوں نے اپنے عہد کو پُورا نہیں کیا اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ ۚ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ {مائدہ ۱۳}

ان کے عہد توڑنے کے سبب سے ہم نے ان پر لعنت بھیجی اور ان کے دلوں کو (ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں) سخت کر دیا۔ یہ لوگ اللہ کے کلام کو اس کے اصل مقام سے ہٹا دیتے ہیں۔ جن باتوں کی نصیحت انہیں کی گئی تھی انہوں نے انہیں بُھلا دیا ہے (اے رسُولؐ) آپؐ ہمیشہ ان کی کسی نہ کسی سازش کی خبر سُنتے رہیں گے۔ بہت تھوڑے آدمی ہیں جو ان بُرائیوں سے مستثنیٰ ہیں (اکثر لوگ سازشیں برپا کرتے رہتے ہیں) تاہم آپؐ ان کی خطائیں معاف کرتے رہیں، درگذر کرتے رہیں، بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبّت کرتا ہے۔

نبی آخر الزّماں صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ایمان لانے کا عہد نہ صرف یہودیوں سے لیا گیا تھا بلکہ عیسائیوں سے بھی لیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے بھی بدعہدی کی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰٓى اَخَذْنَا مِيْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَاَغْرَيْنَا

وہ لوگ جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں اُن سے بھی ہم نے عہد لیا تھا لیکن اُنہوں نے بھی (ہماری) نصیحت کا ایک بہت

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ بڑا حصہ فراموش کر دیا۔ ہم نے بھی اُن کے درمیان قیامت وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝ تک کیلئے دشمنی اور کینہ ڈال دیا۔ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ عنقریب ان کو اس سے مطلع فرمائے گا۔

اہلِ کتاب کے معاملہ میں قانونِ الٰہی کا اجراء پہلے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے مقدمات میں اعراض کی اجازت دی تھی، اب اللہ تعالیٰ نے اپنے قوانین کو سب پر لازم کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ { مائدہ ۴۸ }

ہم نے آپؐ پر حق کے ساتھ شریعت نازل کر دی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اُن کی محافظ بھی ہے، بس اب جو شریعت اللہ نے نازل کر دی ہے اسی کے مطابق ان میں فیصلہ کیجئے اور اُس حق کو چھوڑ کر جو آپؐ کو دیا گیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے۔

پھر دوبارہ اس حکم پر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ۝ { مائدہ ۴۹ }

جو قانون اللہ نے نازل فرما دیا ہے اُسی کے مطابق ان کے مقدمات کا فیصلہ کیا کیجئے، ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجئے اور ان سے بچتے رہئے کہیں وہ آپؐ کو ایسے حکم سے جو اللہ نے آپؐ پر اُتارا ہے پھیر نہ دیں۔ اگر یہ اب بھی منہ موڑیں (اور بدامنی پھیلاتے رہیں) تو آپؐ جان لیں کہ اللہ نے ان کو ان کے گناہوں کی سزا دینے کا ارادہ کر لیا ہے (ان میں سے) اکثر لوگ نافرمان ہیں (لہٰذا وہ اپنے بداعمال کی سزا بھگتیں گے)

مسلمین کو ہدایت پھر اللہ تعالیٰ نے جماعت المسلمین کو اہلِ کتاب سے بچنے کی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ { مائدہ ۵۱ }

اے ایمان والو، یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ۔ یہ آپس میں ایکدوسرے کے دوست ہو سکتے ہیں (تمہارے دوست کبھی نہیں ہو سکتے تمہارے سب دشمن ہیں) اور جو شخص ان کو دوست بنائے گا وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔ بے شک اللہ، ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا (ظلم کا نتیجہ گمراہی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا)

منافقین کی حالت مندرجہ بالا ہدایت کے باوجود منافق اپنی روش سے باز نہ آئے

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِىْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ؕ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِىَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ { مائدہ ۵۲ }

وہ بدستور اہلِ کتاب سے ملتے رہے، ان کی خیر خواہی کرتے رہے (جب ان سے پوچھا جاتا کہ ایسا کیوں کرتے ہو تو) جواب دیتے کہ کہیں ہم زمانہ کی گردش میں مبتلا نہ ہو جائیں (یعنی ملنا مصلحت آمیز ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی فتح ہو تو پھر نقصان اُٹھانا پڑے) اللہ نے فرمایا فتح تو عنقریب مسلمین کی ہوگی۔ اُس وقت یہ اپنی سازشوں پر نادم ہوں گے۔

مُسلمین کو مزید ہدایت مُسلمین کو مزید ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِى اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ يُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ وَمَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ {مائدہ ۵۴ تا ۵۸}

اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی مُرتد ہو جائے (تو اللہ کو کوئی پرواہ نہیں) اللہ ایسی قوم لے آئے گا جو اللہ سے محبّت کرے گی اللہ اُس سے محبّت کرے گا۔ وہ مؤمنین کے حق میں نرم ہوں گے اور کافروں کے حق میں سخت، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اللہ وسعت والا، جاننے والا ہے (اے ایمان والو) تمہارے دوست تو بس اللہ، اُس کا رسُولؐ اور مؤمنین ہونے چاہئیں جو نماز پڑھیں، زکوٰۃ دیں اور اللہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کردیں۔ (اے ایمان والو خبردار ہو جاؤ) جو اللہ، اس کے رسُولؐ اور مؤمنین کو دوست بنائے گا (وہی فائدہ میں رہے گا کیونکہ مؤمنین اللہ کا لشکر ہیں) اور اللہ کا لشکر ہی بالآخر غالب ہوگا اور اے ایمان والو، ان اہلِ کتاب کو جنہوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے دوست نہ بنانا اور نہ (دوسرے) کُفّار کو، اللہ سے ڈرتے رہو۔ اگر تم مؤمن ہو۔ (اور تم ان کو کیسے اپنا دوست بنا سکتے ہو حالانکہ) یہ تو وہی لوگ ہیں جو (تمہاری) اذان کا مذاق اُڑاتے ہیں (یہ ایسی باتیں اِس لئے کرتے ہیں کہ) اِنہیں سمجھ نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ {مائدہ ۵۹}

اہلِ کتاب سے پوچھئے کہ آخر تم کس بات کا بدلہ ہم سے لے رہے ہو، کیا صرف اِس بات کا بدلہ لے رہے ہو کہ ہم اللہ پر اور اس کتاب پر جو ہم پر نازل ہوئی ہے اور اُن کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئی ہیں ایمان لاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں (اس لئے اِس قسم کی سرکشی کرتے رہتے ہیں)

یہودیوں کی شرارتیں اور مُنافقت اہلِ کتاب میں سے بعض مُنافق بھی تھے۔ ان لوگوں کی یہ حالت تھی کہ:۔

وَاِذَا جَاۗءُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ ۝ {مائدہ ۶۱}

جب مُؤمنین کے پاس آتے تو کہتے ہم ایمان لائے، حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ وہ کُفر کے ساتھ ہی آئے تھے اور کُفر کے ساتھ ہی لوٹے (وہ مُؤمنین سے اپنے نفاق کو چھپاتے تھے۔ اللہ نے فرمایا وہ مؤمنین سے اپنا نفاق چھپا سکتے ہیں، اللہ سے نہیں چھپا سکتے کیونکہ) اللہ ان کی مخفی باتوں کو جانتا ہے۔

یہودیوں کی شرارت اور گستاخی کی حد ہوگئی، ایک دن کہنے لگے:۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ {مائدہ ۶۴}

اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (یعنی اللہ بخیل ہے) اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا (اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا نہیں ہے) بلکہ ان لوگوں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں، ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کر دی گئی ہے۔ اللہ کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں، جس طرح وہ چاہتا ہے خرچ کرتا ہے اور (اے رسولؐ) جو کتاب آپؐ پر نازل کی گئی ہے اُس کی وجہ سے ان کا بیچ و تاب ابھی اور زیادہ ہوگا۔ وہ کُفر میں اور آگے بڑھ جائیں گے، ہم نے ان کے درمیان قیامت تک کیلئے بغض اور عداوت ڈالدی ہے (یہ تمہارے دشمن ہیں اور قیامت تک دشمن رہیں گے) جب یہ لڑائی کیلئے آگ سُلگاتے ہیں اللہ اُسے بجھا دیتا ہے (ان کی سازش کامیاب نہیں ہوتی) یہ مُلک میں بدامنی پھیلانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور اللہ بدامنی پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ {مائدہ ۶۵}

اگر یہ لوگ ایمان لے آئیں اور ڈریں تو اللہ ان کی خطائیں معاف کر دے گا اور انہیں نعمت کے باغوں میں داخل کرے گا۔

رہی یہ بات کہ یہ لوگ تنگدست ہیں اور اللہ تعالیٰ پر بُخل کا الزام لگاتے ہیں تو اگر

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ {مائدہ ۶۶}

یہ لوگ توریت، انجیل اور اِس کتاب کو قائم کریں جو اللہ نے نازل فرمائی ہے تو اللہ اُن پر اوپر اور نیچے دونوں طرف سے رزق کے دروازے کھول دے گا (اور اے رسولؐ) ان میں کچھ ہی لوگ میانہ رَو ہیں ورنہ اکثر تو بڑے بداعمال ہیں۔

پھر فرمایا کہ:۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ {مائدہ ۶۷}

اے رسولؐ جو شریعت آپؐ کے ربّ کی طرف سے آپؐ پر نازل کی جا رہی ہے اُسے بے کم و کاست پہنچا دیجئے اگر آپؐ نے ایسا نہ کیا تو آپؐ نے اللہ کا پیغام نہ پہنچایا (یعنی حقِّ رسالت ادا نہ کیا اور اس ابلاغِ رسالت میں آپؐ کسی سے نہ ڈریں) اللہ آپؐ کو تمام لوگوں (کی شرارت) سے محفوظ رکھے گا (اور جب تک کافر اپنے کفر سے باز نہ آجائیں) اللہ اُنہیں ہدایت پر نہیں چلاتا (اور اللہ اُنہیں ہدایت پر کیسے چلائے ان کی تو)

لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ؕ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى

یہ حالت ہے کہ جو عہد انہوں نے اللہ سے کئے تھے یہ انہیں پُورا نہیں کرتے۔ اللہ نے ان کے پاس بہت سے رسُول بھیجے

اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ○ {مائدہ ۷۰}

لیکن جب کوئی رسُول ان کے پاس ایسی چیز لیکر آیا جو اُن کو ناپسند تھی تو اُنہوں نے بعض رسُولوں کی تکذیب کی اور بعض رسولوں کو قتل کر ڈالا (رہے عیسائی تو ان کا یہ حال ہے کہ)

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ○ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ {مائدہ ۷۲ تا ۷۴}

انہوں نے بھی کُفر کیا جبکہ انہوں نے یہ کہا حضرت عیسےٰؑ اللہ ہی تو ہیں، حالانکہ حضرت عیسےٰؑ نے تو یہ کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اُس ہستی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا دونوں کا ربّ ہے۔ اُنہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کریگا تو اللہ اُس پر جنّت حرام کر دیگا اور (پھر میدانِ محشر میں) ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا (اور اے رسولؐ) ان عیسائیوں میں سے وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین معبودوں میں سے ایک ہے۔ حالانکہ کوئی الٰہ نہیں سوائے ایک الٰہ کے (اور وہ صرف اللہ ہے) اور اگر یہ لوگ اپنے کُفر سے باز نہ آئے تو پھر ان کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے (اس عذاب سے ڈر کر) یہ توبہ کیوں نہیں کرتے اور اللہ سے اپنے بدعقیدہ کی معافی کیوں نہیں مانگتے (اگر اب بھی یہ توبہ کرلیں تو اللہ معاف کردے گا کیونکہ) اللہ بڑا بخشنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے ان دونوں فرقوں کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ؕ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ○ {مائدہ ۷۵ تا ۷۷}

عیسیٰ بن مریمؑ تو رسُول تھے اور بس۔ (وہ الٰہ نہیں تھے) ان سے پہلے بھی رسُولؑ گذر چکے ہیں (اُن میں سے کوئی الٰہ نہیں تھا) عیسیٰؑ کی والدہ صدیقہ تھیں، دونوں کھانا کھاتے تھے (پھر الٰہ کیسے؟ الٰہ تو کھانے کا محتاج نہیں ہوتا) اور (اے رسُولؐ) (ہم کو) دیکھئے ہم کس کس طرح اپنی آیات وضاحت سے بیان کر رہے ہیں اور (ان کو) دیکھئے کہ یہ کس طرح اُلٹے چلے جا رہے ہیں (اے رسُولؐ) آپؐ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ کے علاوہ ایسی شخصیت کی عبادت کرتے ہو جس کو تمہارے نفع و نقصان کا اختیار نہیں (تمہارے معبودانِ باطل نہ سُن سکتے ہیں نہ اُنہیں کسی بات کا علم ہوتا ہے لیکن) اللہ سب کچھ سُنتا ہے اور سب کچھ جانتا ہے (لہٰذا وہی عبادت کے لائق ہے) اور (اے رسُولؐ) ان سے کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب اپنے دین میں ناحق غُلو نہ کرو (یعنی شریعت کے مقرّرہ حدود سے تجاوز نہ کرو، بس وہی کہو جو حق ہے) اور ایسے لوگوں کے پیچھے نہ چلو جو خود بھی گمراہ ہوئے اور بہت لوگوں کو گمراہ کر گئے۔ اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے۔

ان آیاتِ بیّنات کو سُن کر بہت سے عیسائی ایمان لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے متعلّق فرمایا:۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ

یہ لوگ جب اس کلام کو سُنتے ہیں جو رسُولؐ پر اُتارا گیا تو (اے

تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ۝ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

رسولؐ) آپؐ دیکھیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں اور یہ اس لئے کہ وہ حق کو پہچان گئے ہیں۔ وہ اِس طرح دُعائیں کرتے ہیں کہ "اے ہمارے ربّ ہم ایمان لے آئے، ہم کو اپنے ماننے والوں میں لکھ لے۔" وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر ہمیں کیا ہو گیا ہے جو ہم اللہ پر اور اس حق پر جو ہمارے پاس آیا ہے ایمان نہ لائیں (ہم ایمان لے آئے ہیں) اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارا ربّ ہمیں نیک بندوں کے ساتھ جنّت میں داخِل کرے گا (اے رسولؐ) ہم نے ان کے اس قول کے بدلہ میں انہیں ایسے باغات عطا کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ان باغات میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان ہی پر کیا موقوف ہے) تمام نیکی کرنے والوں کو ایسا ہی صلہ ملتا ہے۔ رہے وہ لوگ جنہوں نے کُفر کیا اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔

قَسَم توڑنے کا کفّارہ بعض دفعہ قَسَم زبان سے بے ساختہ نِکل جاتی ہے اور بعض دفعہ دل کے ارادہ کے ساتھ نکلتی ہے۔ ان دونوں قسم کی قسموں کے متعلق اللہ نے فرمایا:-

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۭ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۭ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۭ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ {مائدہ ۸۹}

اللہ تمہاری لغو قسموں پر کوئی مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ البتّہ جو قسمیں پُختہ ہوں گی اُن پر مؤاخذہ ہوگا (اے مؤمنو! اگر تم قسم کھا کر توڑو تو) اس کا کفّارہ یہ ہے کہ دس مساکین کو اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے اہل و عیال کو عموماً کھلاتے ہو کھلاؤ یا اُن کو کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو۔ اگر کسی کو یہ چیزیں مُیسّر نہ ہوں تو وہ تین روزے رکھے (اور اے مؤمنو!) اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اللہ اپنے احکام بیان کر رہا ہے (اور آسانیاں بھی بہم پہنچا رہا ہے) تاکہ تم اُس کا شُکر ادا کرو۔

حالتِ احرام میں شکار کرنے کی ممانعت کی یاددہانی مؤمنین عنقریب عمرہ کے لئے روانہ ہونے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سلسلہ میں پیش آنے والے واقعہ سے اور اس کے ذریعہ ہونے والے امتحان سے پہلے ہی آگاہ فرما دیا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ

اے ایمان والو، عنقریب اللہ تم کو ایسے شکار سے آزمائیگا جس کو تم اپنے ہاتھوں اور نیزوں سے حاصِل کر سکو گے یہ اس لئے کہ اللہ یہ ظاہر کر دے کہ کون اللہ سے غائبانہ ڈرتا ہے (اور کون نہیں) پھر جو شخص زیادتی کرے گا (اور اس آزمائش میں پُورا نہ اُترے گا) تو اُس کیلئے

حُرُمٌ ط وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ
مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ
مِّنْكُمْ هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ
وَبَالَ اَمْرِهٖ ط عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ط وَمَنْ
عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو
انْتِقَامٍ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ
مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ
الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ
اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ {مائدہ ۹۴ تا ۹۶}

دردناک عذاب ہے۔ اے ایمان والو، حالتِ احرام میں شکار نہ کرو۔ اور جو شخص قصداً ایسا کرے تو اس کا کفّارہ یہ ادا کرے کہ اُسی طرح کا چوپایہ جسے تم میں سے دو معتبر شخص مقرر کر دیں قربانی کے لئے کعبہ کو روانہ کرے یا (قربانی کے جانور کی قیمت میں جتنے) مساکین کو (کھانا کھلایا جا سکتا ہے) کھانا کھلائے یا ان مساکین کی تعداد کے برابر روزے رکھے۔ یہ کفّارہ اس لئے مقرر کیا گیا ہے تاکہ وہ اپنے کئے کا مزا چکھے۔ اب تک جو ہو چکا وہ اللہ نے معاف کر دیا لیکن جو شخص آئندہ ایسا کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا، اللہ غالب ہے، اور انتقام لینے والا ہے البتہ تمہارے لئے دریائی شکار حلال ہے (وہ تم کر سکتے ہو) اس کا کھانا بھی حلال ہے۔ تم بھی کھا سکتے ہو اور مسافر بھی (بطورِ زادِ راہ کے اُسے اپنے ساتھ لیجا کر) کھا سکتے ہیں۔ اور (اسے پھر سُن لو کہ جب تم حالتِ احرام میں ہو تو خشکی کا شکار حلال نہیں، اللہ سے ڈرتے رہو جس کے پاس تمہیں (ایک دن) جمع ہونا ہے۔

حج کی فرضیّت تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حج فرض کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ
بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ
اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ
كَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ
اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ
غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ {آل عمران ۹۷ تا ۹۷}

سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کیلئے بنایا گیا وہ وہی ہے جو مکّہ میں ہے۔ وہ بابرکت مقام ہے اور تمام دُنیا کیلئے (ذریعۂ) ہدایت ہے۔ اس میں کھُلی ہوئی نشانیاں ہیں (جو اس کی قدامت اور بزرگی کی گواہ ہیں) ان نشانیوں میں مقامِ ابراہیمؑ بھی ہے۔ جو شخص اس گھر میں داخل ہو گیا وہ امن میں آ گیا۔ ایسے تمام لوگوں پر جن کو اس گھر تک پہنچنے کی مقدرت ہو اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں۔ اور جو انکار کرے تو (اللہ کو کوئی پرواہ نہیں) اللہ تمام عالم سے بے نیاز ہے۔

پھر فرمایا:۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط فَاِنْ
اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا
تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ط

اللہ کے لئے حج اور عُمرہ کو پُورا کرو، اگر تمہیں راستہ میں روک دیا جائے تو جو قربانی میسّر ہو (اللہ کے راستہ میں) ذبح کر دو (اور اس بات کو یاد رکھو کہ) جب تک قربانی مقامِ ذبح پر نہ پہنچ جائے سر نہ مُنڈواؤ۔

پھر فرمایا:۔

فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۪ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى
الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ

جب تم مطمئن ہو جاؤ تو تم میں سے جو شخص حج کے ساتھ عمرہ کرنا چاہے تو وہ جو قربانی میسّر ہو نذر کرے۔ اگر کسی شخص کو

يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ
اِذَا رَجَعْتُمْ ۭ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۭ ذٰلِكَ
لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ
شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ {بقرہ ۱۹۶}

قربانی میسّر نہ ہو تو وہ تین روزے ایّامِ حج میں رکھے اور سات جب واپس گھر آجائے۔ یہ پورے دس دن ہوئے لیکن یہ حکم صرف اُس شخص کے لئے ہے جس کے اہل وعیال مکّہ میں نہ رہتے ہوں۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

صُلحِ حُدَیبیہ

تقریباً ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ
لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ
اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ
لَا تَخَافُوْنَ ۭ {فتح ۲۷}

ایک خواب دیکھا کہ مُسلمین مسجدِ حرام جاکر امن کے ساتھ عمرہ کریں گے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خوشخبری صحابۂ کرامؓ کو سُنائی پھر ذیقعدہ کے مہینہ میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ عمرہ کے ارادہ سے مکّہ روانہ ہوئے۔ صحابۂ کرامؓ کی تعداد ۱۴۰۰ سے زائد تھی۔ جب آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی قربانی کے جانور کو قِلادہ پہنا دیا، اس کا اشعار[ف] کیا اور پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا۔ احرام باندھنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خزاعہ قبیلہ کے ایک شخص کو جاسوس بنا کر روانہ کیا اور آپؐ آگے روانہ ہو گئے۔ جب آپؐ مقام غُدیر الاشطاط پر پہنچے تو وہ جاسوس واپس آکر آپؐ سے ملا۔ اُس نے کہا قریش نے آپؐ سے لڑنے کیلئے جماعتیں اکھٹّی کی ہیں اور قوم احابیش[ع] کو بھی (اپنی مدد کے لئے) بُلا لیا ہے۔ وہ آپؐ سے لڑیں گے اور آپؐ کو بیتُ اللہ جانے سے روکیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "اے لوگو مجھے مشورہ دو۔ کیا تمہاری رائے ہے کہ میں ان کافروں کو جاکر غارت کر دوں جو ہمیں بیتُ اللہ جانے سے مانع ہوں اور اُن کے اہل وعیال کو قیدی بنالوں، اگر وہ ہمارا مقابلہ کریں گے تو اللہ عزّوجلّ ہماری مدد کرے گا (اور ہمیں ان کے شر سے بچائے گا) جس طرح اُس نے (ہمارے) جاسوس کو اُن کی شر سے بچایا اور اگر وہ مقابلہ نہ کریں تو ہم اُنہیں لُٹے ہوئے اور بھاگے ہوئے لوگوں کی طرح (شکست خوردہ) چھوڑ دیں گے۔" حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ تو بیتُ اللہ کے ارادہ سے آئے ہیں، آپؐ کا منشا کسی کو قتل کرنا یا کسی سے لڑنا تو ہے نہیں، آپؐ چلئے تو سہی، اگر کوئی ہمیں روکیگا

ف اشعار خون آلودہ کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ قربانی کے جانور کی علامت ہوتی ہے۔

ع احابیش حُبشی سے بنا ہے۔ حُبشی مکّہ معظمہ کے قریب ایک پہاڑی کا نام ہے۔ اس پہاڑی کے قریب قبیلہ بنو نضر، قبیلہ بنو مالک اور قبیلہ مُطیّبین نے ایک معاہدہ کیا تھا اس وقت سے ان قبیلوں کو احابیش کہا جانے لگا۔ مُطیّبین کو مطیّبین اس لئے کہا گیا کہ معاہدہ کرتے وقت انہوں نے عطر استعمال کیا تھا۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۲ صفحہ ۲۷۷)

تو ہم اس سے لڑیں گے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" اللہ کا نام لے کر چلو"۔[1]

راستہ میں ایک جگہ لوگوں کو پیاس لگی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے ایک لوٹا تھا، آپؐ نے اس سے وضو کیا، پھر لوگ آپؐ کے پاس آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا" تم لوگوں کا کیا حال ہے؟" لوگوں نے عرض کیا" اے اللہ کے رسُولؐ، ہمارے پاس نہ وضو کیلئے پانی ہے نہ پینے کے لئے پانی ہے سوائے اُس پانی کے جو آپؐ کے لوٹے میں ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لوٹے میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ یکایک آپؐ کی اُنگلیوں کے درمیان سے چشموں کی مانند پانی جوش مارنے لگا، تمام لوگوں نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔ حضرت جابرؓ سے پوچھا گیا کہ تم اُس دن کتنے آدمی تھے؟ کہنے لگے اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہو جاتا، ہم اس دن پندرہ سو (کے قریب) تھے۔[2]

سفر جاری تھا، سوائے حضرت ابوقتادہؓ کے تمام صحابۂ کرامؓ احرام باندھے ہوئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر ملی کہ دشمن مقام غَیقہ میں ہے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا تم ساحِل کے کنارہ کنارہ چلو اور مجھ سے آکر ملو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب وہ مقام قاحہ میں پہنچے تو سب نے پڑاؤ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے کچھ آگے جا کر ٹھہر گئے۔ حضرت ابوقتادہؓ صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنی جوتی سی رہے تھے کہ اتنے میں صحابہ کرامؓ کو ایک جنگلی گدھا دکھائی دیا۔ احرام کی وجہ سے (وہ خود اُس کا شکار نہیں کر سکتے تھے اور) حضرت ابوقتادہؓ کو بھی نہ بتا سکتے تھے، اگرچہ وہ چاہ رہے تھے کہ کاش حضرت ابوقتادہؓ اُسے دیکھ لیں۔ ان میں سے بعض لوگ حضرت ابوقتادہؓ کی طرف دیکھ کر ہنسنے لگے۔ اتفاقاً حضرت ابوقتادہؓ نے منہ موڑا تو اُنہیں گدھا دکھائی دیا۔ وہ پہاڑوں پر چڑھنے کے بڑے مشّاق تھے۔ انہوں نے فوراً اپنے گھوڑے پر زین کسا اور اُس پر سوار ہو گئے۔ جلدی میں کوڑا اور نیزہ لینا بھول گئے۔ انہوں نے صحابۂ کرامؓ سے کہا" نیزہ اور کوڑا مجھے دیدو" صحابۂ کرامؓ نے کہا" اللہ کی قسم ہم تمہاری کسی قسم کی بھی مدد نہیں کریں گے"۔ حضرت ابوقتادہؓ کو غصّہ آگیا۔ گھوڑے سے اُترے اور دونوں چیزیں اُٹھالیں۔ پھر سوار ہو کر تیزی سے اُس گدھے پر حملہ کیا اور اُس کی ٹانگ کاٹ دی۔ پھر صحابۂ کرامؓ کے پاس واپس آئے اور اُن سے کہا چلو اُس کو اُٹھا کر لے آئیں۔ صحابہ کرامؓ نے کہا" ہم تو اسے ہاتھ بھی نہ لگائیں گے"۔ یہ سُن کر وہ خود گئے اور اُس کو اُٹھا کر صحابۂ کرامؓ کے پاس لے آئے۔ گدھا مر چکا تھا (اُس کا گوشت پکایا گیا) بعض صحابہؓ نے گوشت کھایا اور بعض کو حالتِ احرام میں اس کا گوشت کھانے سے شبہ ہوا لہٰذا اُنہوں نے نہیں کھایا، پھر وہ لوگ آگے روانہ ہوئے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی آگے نکل گئے تھے۔ صحابہ کرامؓ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے چھوٹ نہ جائیں (لہٰذا وہ تیزی سے روانہ ہوئے) حضرت ابوقتادہؓ بھی کبھی گھوڑے کو تیزی سے دوڑاتے اور کبھی آہستہ چلاتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ اندھیری رات میں اُنہیں بنو غفار کا ایک شخص ملا۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہاں ہیں۔ اُس نے کہا میں نے اُنہیں مقام تعہن میں چھوڑا ہے اور دوپہر کو آپؐ مقام سُقیا میں قیام فرمائیں گے۔ حضرت ابوقتادہؓ آپؐ سے جا کر مل گئے اور عرض کیا" آپؐ کے اصحابؓ آپؐ پر سلام اور رحمت بھیجتے ہیں، انہیں اندیشہ ہے کہ دشمن انہیں آپؐ سے دُور نہ کر دے، لہٰذا آپؐ ان کا انتظار فرمائیے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے انتظار میں ٹھہر گئے۔

جب صحابۂ کرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے تو آپؐ سے اُس گدھے کا گوشت کھانے کے متعلق سوال کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" کیا تم نے شکار کیا تھا یا کسی قسم کی مدد کی تھی یا اشارہ کیا تھا؟" صحابہؓ نے کہا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن مسورؓ و مروانؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن جابرؓ۔

"نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے؟" حضرت ابو قتادہؓ ایک دست چھپا کر لے آئے تھے کہنے لگے "جی ہاں باقی ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو بچا ہوا ہے وہ بھی کھالو۔ اس کا کھانا حلال ہے"۔

حضرت ابو قتادہؓ نے وہ دست رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پیش کیا، آپؐ نے اس میں سے کھایا حالانکہ آپؐ احرام باندھے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "یہ کھانا تو وہ ہے جو تمہیں اللہ نے کھلایا ہے"۔[1]

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے روانہ ہوئے۔ اَبوا یا وِدّان کے مقام پر حضرت صعب بن جثّامہؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہدیۃً ایک جنگلی گدھا پیش کیا۔ آپؐ نے واپس کر دیا۔ پھر جب آپؐ نے اُن کے چہرہ پر مَلال کے آثار دیکھے تو فرمایا "ہم نے کسی اور وجہ سے واپس نہیں کیا بلکہ صرف اس وجہ سے واپس کیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں"۔[2] (سالم گدھا لے کر ذبح کرنا مثل شکار کے ہے اور یہ حالتِ احرام میں جائز نہیں)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں آپؐ نے فرمایا "خالد بن ولیدؓ مقام غُمَیم میں قریش کے سواروں کے ساتھ مقدمۃ الجیش میں ہیں لہٰذا تم داہنی جانب چلو"۔ (صحابہؓ نے حکم کی تعمیل کی) حضرت خالدؓ کو (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) مسلمین کے آنے کی خبر نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ جب لشکرِ اسلام کا غبار اُن کے پاس پہنچا تو وہ سمجھے کہ مسلمین آگئے۔ وہ فوراً قریش کو خبر دینے کے لئے روانہ ہوئے۔ اس اثناء میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم برابر چلتے رہے، یہاں تک کہ آپؐ جب اُس پہاڑی پر پہنچے جس کے اُوپر سے ہو کر مکّہ میں اُترتے تھے تو آپؐ کی اُونٹنی جس کا نام قَصواء تھا بیٹھ گئی۔ لوگوں نے کہا حَلْ حَلْ لیکن اُونٹنی نے جنبش نہیں کی۔ صحابہؓ نے کہا قَصواء بیٹھ گئی، قَصواء بیٹھ گئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قصواء نہیں بیٹھی نہ اُس کی یہ عادت ہے بلکہ اسے اُس ذات نے روک دیا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا" (یہ قصّہ سورۂ فیل کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے) پھر آپؐ نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کُفّارِ قریش مجھ سے جس بات کا بھی سوال کریں گے بشرطیکہ وہ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی حرمت کا لحاظ (کرتے ہوئے مجھ سے کسی حرام چیز کا مطالبہ نہیں) کریں گے تو میں ان کی اس بات کو منظور کر لوں گا"۔ یہ کہکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُونٹنی کو ڈانٹا۔ اُونٹنی نے ایک جست لگائی (اور کھڑی ہو گئی) رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (پہاڑی سے) ایک طرف ہٹ کر آگے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ حدیبیہ نامی کُنویں کے پاس پہنچے تو اُتر پڑے (اور وہاں قیام فرمایا) صحابۂ کرامؓ بھی وہاں پہنچ گئے اور اُس کُنویں میں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے رہے۔ تھوڑی دیر میں اُسے بالکل صاف کر دیا اور ایک قطرہ پانی بھی اُس میں نہ چھوڑا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب پانی ختم ہونے کی خبر ہوئی تو آپؐ تشریف لائے اور کُنویں کی مُنڈیر پر بیٹھ گئے۔ پھر آپؐ نے وضو کے لئے پانی منگایا۔ آپؐ نے کُنویں میں کُلّی کی اور دُعاء فرمائی۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اسے کچھ دیر کیلئے چھوڑ دو" لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اُس کُنویں میں اتنا پانی ہو گیا کہ تمام صحابہؓ نے اور اُن کے جانوروں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرامؓ آگے روانہ ہوئے اور تھوڑی دور جا کر حدیبیہ ہی کے علاقہ میں ایک گڑھے کے پاس ٹھہر گئے۔ گڑھے میں پانی بہت کم تھا (گرمی کا زمانہ تھا)

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ باب من استوہب من اصحابہ شیئاً عن ابی قتادہؓ وکتابُ المغازی وکتابُ الذبائح والصّید وکتابُ الاطعمۃ باب تعرّق العضد وصحیح مسلم کتابُ الحج باب تحریم الصّید للمحرم نحوہٗ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ باب قبول الہدیۃ عن صعبؓ وصحیح مسلم باب تحریم الصّید للمحرم۔

لوگوں نے تھوڑی دیر میں اُسے بھی صاف کر دیا، پھر آپؐ سے پیاس کی شکایت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور فرمایا "اِسے وہاں گاڑ دو" تیر گاڑتے ہی پانی جوش مارنے لگا۔ لوگوں نے پانی پیا اور سب سیراب ہو گئے۔

حضرت کعب بن عجرہؓ کے سر میں جوئیں پڑ گئی تھیں۔ حدیبیہ پہنچتے پہنچتے جوئیں اس کثرت سے ہو گئیں کہ سر سے جھڑنے لگیں۔ ان کی اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖٓ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۲ {بقرہ ۱۹۶}

جو شخص مریض ہو یا جس شخص کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو وہ (حالتِ احرام میں قربانی کرنے سے پہلے) سر مُنڈا سکتا ہے، البتّہ فدیہ میں روزے رکھّے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

صحابہ کرامؓ حضرت کعبؓ کو اُٹھا کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لائے۔ آپؐ نے اُن سے فرمایا "میں دیکھتا ہوں کہ تم بڑی تکلیف میں ہو، لہٰذا تم سر مُنڈوا دو اور فدیہ میں تین روزے رکھو یا ایک فرق پیمانہ کے برابر (طعام) چھ آدمیوں کو بطور صدقہ دیدو یا جو قربانی میسّر ہو وہ قربانی کر دو"۔ (اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی)

صحابہ کرامؓ مختلف درختوں کے سایوں میں قیام کرنے کیلئے پھیل گئے، اسی اثناء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عثمانؓ کو (بات چیت کے لئے) مکّہ روانہ کیا۔ آپؐ نے اِس کام کے لئے حضرت عثمانؓ کا انتخاب اس لئے کیا کہ مکّہ والوں کے نزدیک ان سے زیادہ کوئی معزز نہیں تھا۔

حضرت عثمانؓ کے جانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر مسلمین سے لڑنے مرنے پر بیعت لی۔ اس بیعت کو بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف چلے جا رہے ہیں تو اپنے بیٹے حضرت عبداللہؓ سے کہا جاؤ دیکھو یہ کیا معاملہ ہے اور فلاں انصاری سے میرا گھوڑا بھی لیتے آنا۔ حضرت عبداللہؓ روانہ ہوئے۔ دیکھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیعت لے رہے ہیں۔ حضرت عبداللہؓ نے فوراً بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ کو خبر دی۔ حضرت عمرؓ اُس وقت ہتھیار پہن رہے تھے۔ وہ گئے اور اُنہوں نے بھی جا کر بیعت کی۔ پھر حضرت عمرؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ کو سہارا دیا۔ لوگ بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ (تقریباً) پندرہ سَو آدمیوں نے آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ حضرت عثمانؓ کیونکہ موجود نہیں تھے لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے سیدھے ہاتھ کو حضرت عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا اور اُس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا "یہ عثمانؓ کی بیعت ہے"۔

حضرت سلمہ بن اَکوعؓ کہتے ہیں کہ بیعت کرنے کے بعد میں ایک درخت کے سایہ میں جا بیٹھا، جب لوگ چھٹ گئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا "اے اَکوع کے بیٹے تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" میں نے عرض کیا "میں بیعت کر چکا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر سہی"۔ میں نے دوبارہ بیعت کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ میرے پاس ہتھیار نہیں ہیں تو مجھے ایک ڈھال عنایت فرمائی، میں نے وہ ڈھال اپنے چچا عامرؓ کو دیدی۔ اس کے بعد بھی کچھ لوگوں نے بیعت کی۔ جب یہ سلسلہ بالکل ختم ہو گیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے فرمایا "اے سلمہؓ تم بیعت کیوں نہیں کرتے؟" میں نے کہا میں تو شروع میں بیعت کر چکا ہوں اور ایک مرتبہ بیچ میں اور کر لی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر سہی"۔ میں نے تیسری مرتبہ بیعت کی۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے پوچھا "اے سلمہؓ وہ ڈھال کہاں گئی؟" میں نے عرض کیا "میرے چچا عامرؓ کے پاس ہتھیار نہیں تھے میں نے وہ ڈھال اُن کو دیدی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے اور فرمایا "تم اُس شخص کی مثل ہو جس نے دُعاء کی تھی کہ الٰہی مجھے ایسا دوست عطا فرما جو مجھے میری جان سے زیادہ پیارا ہو"۔

اسی اثناء میں بدیل بن ورقاء خزاعی اپنی قوم کے چند لوگوں کے ہمراہ خزاعہ قبیلہ سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تہامہ کے پورے علاقہ میں صرف یہی قبیلہ تھا جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خیر خواہ تھا۔ بدیل نے کہا "میں نے کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ حدیبیہ کے عمیق چشموں پر فروکش ہیں۔ اُن کے ہمراہ دودھ والی اُونٹنیاں ہیں، وہ آپؐ سے جنگ کرنا چاہتے ہیں اور آپؐ کو کعبہ سے روکنا چاہتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہم کسی سے لڑنے نہیں آئے، بلکہ عمرہ کرنے آئے ہیں، قریش کو لڑائی نے کمزور کر دیا ہے اور ان کو نقصان پہنچایا ہے (ایسی حالت میں) اگر وہ چاہیں تو میں اُن کے لئے (صُلح کی) کوئی مُدّت مقرر کر دوں۔ اس مُدّت میں پھر وہ میرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان مداخلت نہ کریں، اگر (صُلح کی مُدّت میں) میں غالب آجاؤں تو اگر وہ چاہیں تو اس دین میں داخل ہو جائیں جس میں اور لوگ داخل ہوئے ہیں۔ اور اگر وہ اس دین میں داخل نہ ہوں تو پھر صُلح کی مُدّت تک آرام سے بیٹھیں۔ اگر وہ اس بات کو منظور نہ کریں گے تو اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اپنی اسی حالت میں ان سے لڑوں گا یہاں تک کہ میں قتل کر دیا جاؤں اور (ایسا ہو نہیں سکتا کیونکہ) اللہ اپنے دین کو جاری کر کے رہے گا"۔ بدیل نے کہا جو کچھ آپؐ نے فرمایا میں قریش سے جا کر کہوں گا۔ یہ کہہ کر بدیل قریش کے پاس پہنچا اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اُس شخص کی طرف سے آرہے ہیں (جس کو تم روکنا چاہتے ہو) ہم نے اُس سے کچھ باتیں سُنی ہیں، اگر تم چاہو تو وہ باتیں ہم تم سے بیان کر دیں۔ ان میں سے بے وقوف لوگوں نے کہا کہ ہمیں ان باتوں کی ضرورت نہیں۔ ان میں جو عقلمند لوگ تھے اُنہوں نے کہا جو کچھ تم نے سُنا ہے بیان کرو۔ بدیل نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی باتیں اُنہیں سُنائیں۔ عروہ بن مسعود نے جب یہ باتیں سُنیں تو کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا۔ "اے لوگو! کیا میں تمہارا باپ نہیں ہوں؟" لوگوں نے کہا "ہاں" عروہ نے کہا کیا تم میرے بیٹوں کے مثل نہیں ہو؟ لوگوں نے کہا "ہاں"۔ عروہ نے کہا "کیا تم کو مجھ سے کسی قسم کی بدظنی ہے؟" لوگوں نے کہا "نہیں"۔ عروہ نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری مدد کے لئے بلایا تھا، لیکن جب اُنہوں نے میرا کہنا نہ مانا تو میں اپنے اقرباء اور اولاد کو اور جس جس نے میرا کہنا مانا تمہاری مدد کے لئے لے آیا"۔ انہوں نے کہا "ہاں (تم سچ کہتے ہو)" عروہ نے کہا۔ "اس شخص نے تمہارے سامنے ایک اچھی بات پیش کی ہے، اسے منظور کر لو اور مجھے اجازت دو کہ میں اس کے پاس جاؤں"۔ لوگوں نے کہا اچھا تم اس کے پاس جاؤ۔ الغرض عروہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور آپؐ سے گفتگو کرنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عروہ سے وہی باتیں کہیں جو بدیل سے کہی تھیں۔ عروہ نے کہا "اے محمدؐ، یہ بتاؤ اگر تم اپنی قوم کی جڑ کاٹ ڈالو گے (تو تمہیں کیا ملیگا) کیا تم نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلق سُنا ہے کہ اُس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو اور اگر کوئی دوسری بات ظہور میں آئی (یعنی تم مغلوب ہو گئے) تو پھر کیا ہو گا اور بظاہر ایسا ہی ہوتا نظر آتا ہے کیونکہ میں تمہارے ساتھ ایسے مختلف قسم کے آدمی دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھاگ جانے کے زیادہ سزاوار ہیں اور وہ تمہیں تنہا چھوڑ دینگے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا تو جو چاہے بکتا پھر، کیا ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے"۔ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟[عہ] لوگوں نے کہا ابوبکرؓ ہیں۔ عروہ نے کہا "قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تمہارا ایک

عہ عروہ نے کافی عرصہ کے بعد ان کو دیکھا تھا اس لئے پہچان نہ سکا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عروہ کی بینائی کمزور ہو گئی ہو۔

احسان مجھ پر نہ ہوتا جس کا بدلہ میں ابھی تک نہ ادا کر سکا ہوں تو میں ضرور تمہیں جواب دیتا۔ عروہ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو کرنے لگا۔ وہ جب بات کرتا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ریش مبارک کو اپنا ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر کے پاس کھڑے ہوئے تھے، ان کے پاس تلوار تھی اور سر پر خود تھا۔ اُنہوں نے جب دیکھا کہ عروہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ریش مبارک کی طرف ہاتھ بڑھا رہا ہے تو اپنی تلوار کا قبضہ اُس کے ہاتھ پر مارا اور کہا "اپنا ہاتھ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ریش مبارک سے الگ رکھ"۔ عروہ نے اپنا سر اُٹھایا اور پوچھا "یہ کون ہے؟" لوگوں نے کہا مغیرہ بن شعبہؓ۔ عروہ نے کہا "اے بے وفا تو سمجھتا ہے کہ میں تیری بے وفائی کے انتقام کی فکر میں نہیں ہوں"۔ ایّامِ جاہلیّت میں حضرت مغیرہؓ کچھ لوگوں کے ساتھ اُٹھتے بیٹھتے تھے، ایک دن اُنہوں نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا اور اُن کا مال لے لیا۔ اس کے بعد وہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں تمہارا اسلام لانا تو قبول کرتا ہوں لیکن مال کے معاملہ میں مجھے معاف کرنے کا اختیار نہیں ہے"۔ عروہ نے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کیا اور اُس لوٹ مار کو بیوفائی کہا، اس کے بعد عروہ گوشۂ چشم سے صحابۂ کرامؓ کو دیکھنے لگا۔ اُس نے دیکھا کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تھوکتے ہیں تو (صحابہؓ فوراً اپنے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں اور) آپؐ کا تھوک کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اُسے چہرہ پر مل لیتا ہے، اور جب آپؐ اُنہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً اُس کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب آپؐ وضو کرتے ہیں تو لوگ آپؐ کے وضو کے پانی پر لڑتے ہیں۔ جب آپؐ بات کرتے ہیں تو وہ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور بغرضِ تعظیم بے محابا آپؐ کی طرف نہیں دیکھتے۔ یہ منظر دیکھکر عروہ واپس چلا گیا اور قریش سے کہا "اے لوگو! اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے دربار میں گیا ہوں، قیصر، کسریٰ اور نجاشی کا دربار دیکھا ہے مگر اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُس کے مصاحب اُس کی اِس قدر تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمدؐ کے اصحاب محمدؐ کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو اُن کا تھوک اُن میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اُس کو اپنے چہرہ اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ اپنے اصحاب کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو وہ فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ جب وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ وضو کے پانی کے لئے جھگڑتے ہیں اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور ادب کے باعث اُن کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے اور بے شک انہوں نے تمہارے سامنے ایک عمدہ بات پیش کی ہے لہٰذا تم اس کو مان لو"۔ یہ سُنکر بنو کنانہ میں سے ایک شخص نے کہا "مجھے اجازت دو کہ میں ان کے پاس جاؤں"۔ لوگوں نے کہا "اچھا تم جاؤ"۔ وہ شخص رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کے پاس آیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے دیکھا تو فرمایا "یہ فلاں شخص ہے اور اُس قوم میں سے ہے جو قربانی کے جانوروں کی بہت تعظیم کرتے ہیں، لہٰذا تم قربانی کے جانور اس کے سامنے لاؤ"۔ لوگ قربانی کے جانور لے کر چلے اور تلبیہ کہتے ہوئے اُس کا استقبال کیا۔ جب اُس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا سُبحان اللہ، ان لوگوں کو کعبہ سے روکنا مناسب نہیں۔ پھر وہ اپنی قوم کے پاس واپس چلا آیا۔ اور اُن سے کہا "میں نے قربانی کے جانوروں کو دیکھا کہ انہیں قلادے پہنا دئے گئے ہیں (یعنی ان کے گلے میں پٹّے ڈال دئے گئے ہیں) اور ان کا اِشعار کیا گیا ہے۔ میں مناسب نہیں سمجھتا کہ انہیں کعبہ سے روکا جائے"۔ یہ سُن کر اُن میں سے ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام مِکرز بن حفص تھا، اُس نے کہا اب مجھے اجازت دو کہ میں محمدؐ کے پاس جاؤں۔ لوگوں نے

لہ عروہ نے کافی عرصہ کے بعد ان کو دیکھا تھا اِس لئے پہچان نہ سکا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عروہ کی بینائی کمزور ہو گئی ہو۔

کہا "اچھا تم جاؤ" جب وہ مُسلمین کے پاس پہنچا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ مِکرز ہے اور یہ ایک بدکردار آدمی ہے"۔ وہ آیا اور نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو کرنے لگا۔ اسی حال میں کہ وہ مصروفِ گفتگو تھا سہیل بن عَمرو آیا۔ جب سہیل آیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اب تمہارا کام سہل کر دیا گیا"۔ سُہیل نے کہا کہ آپؐ ہمارے اور اپنے درمیان صلح نامہ لکھ دیجئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو بُلایا اور اُن سے فرمایا لکھو بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم ہم رحمٰن کو نہیں جانتے کہ کون ہے، آپؐ اس طرح لکھوائیے باسمک اللّٰھمّ، جیسا کہ آپؐ پہلے لکھا کرتے تھے۔ صحابہؓ نے کہا ہم تو بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم ہی لکھوائیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا باسمک اللّٰھمّ ہی لکھدو۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ لکھو "یہ وہ تحریر ہے جس پر محمّد رسُولُ اللہ نے صلح کی"۔ سہیل نے کہا "اللہ کی قسم اگر ہم جانتے کہ آپؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں تو آپؐ کو کعبہ سے نہ روکتے اور نہ آپؐ سے جنگ کرتے۔ بلکہ آپؐ کی پیروی کرتے۔ لہٰذا آپؐ یہ لکھوائیے محمّدؐ بن عبداللہ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں بے شک اللہ کا رسُولؐ ہوں، اور اگر تم میری تکذیب کرتے ہو تو محمّدؐ بن عبداللہ ہی لکھوادو"۔ یہ فرما کر آپؐ نے حضرت علیؓ سے کہا "رسُولُ اللہ" کو مٹا کر "ابنِ عبداللہ" لکھدو۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا "اللہ کی قسم یہ کام مجھ سے نہیں ہو سکتا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہ کاغذ لے لیا اور فرمایا "مجھے بتاؤ (کہ وہ کہاں لکھا ہے؟)" حضرت علیؓ نے بتادیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دستِ مُبارک سے اُسے مٹا دیا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "صلح اس بات پر ہو رہی ہے کہ تم ہمارے اور کعبہ کے درمیان راہ صاف کر دو"۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم اس سال نہیں، کہیں عرب یہ نہ کہیں کہ ہم مجبور کر دئے گئے۔ ہاں آئندہ سال یہ بات ہو جائے گی مگر اس شرط پر کہ آپؐ مکّہ میں ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے سوائے تلواروں کے اور وہ بھی نیام میں ہوں گی اور تین دن سے زیادہ قیام نہیں کریں گے یا جتنا ہم چاہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے منظور کر لیا اور اس کے مطابق صلح نامہ میں لکھوا دیا۔ پھر سہیل نے کہا کہ یہ لکھوائیے کہ اگر ہماری طرف سے کوئی مَرد تمہارے ہاں چلا جائے تو تم اُسے ہماری طرف واپس کر دو گے خواہ وہ تمہارے دین ہی پر کیوں نہ ہو۔ اور جو تمہارے پاس سے آئے گا اُسے ہم واپس نہ کریں گے۔ صحابہؓ نے کہا سُبحان اللہ وہ کیسے مشرکوں کے پاس واپس کر دیا جائے گا حالانکہ وہ مسلم ہو کر آیا ہے۔ صحابۂ کرامؓ پر یہ شرط بہت گراں گذری اور وہ باہم اس سلسلہ میں گفتگو کرنے لگے۔ اُنہوں نے اس شرط کو مسترد کر دیا لیکن سہیل نے اس پر اصرار کیا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسے منظور فرمالیا۔ صحابہؓ نے کہا "کیا یہ شرط بھی ہم مان لیں اور تحریر کرادیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، اس لئے کہ جو ہمارے پاس سے جائے اللہ اُسے اور دور کرے اور جو اِن کی طرف سے ہمارے پاس آئے گا تو اللہ عنقریب اس کے لئے کُشادگی اور نکلنے کی سبیل مہیّا فرمائے گا"۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت ابو جندل بن سہیل بن عمروؓ اپنی بیڑیوں کو کھڑکھڑاتے ہوئے مکّہ کے نشیب سے وہاں پہنچے۔ انہوں نے اپنے کو صحابہؓ کے درمیان ڈالدیا۔ سہیل نے کہا یہی پہلی شرط ہے جس پر ہم آپؐ سے صلح کرتے ہیں کہ آپؐ ابو جندل کو واپس میرے حوالہ کر دیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابھی ہم نے تحریر ختم نہیں کی"۔ سہیل نے کہا اللہ کی قسم تو پھر ہم آپؐ سے کسی بات پر صلح نہیں کر سکتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس ایک آدمی کی اجازت دیدو"۔ سہیل نے کہا میں ہرگز اس کی اجازت نہیں دوں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں اس کی اجازت دیدو"۔ سہیل نے کہا "میں اجازت نہیں دوں گا"۔ مِکرز نے کہا "میں آپؐ کو اس کی اجازت دیتا ہوں"۔ (سہیل انکار ہی کرتا رہا تو)

حضرت ابوجندلؓ نے کہا "اے مؤمنو! کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کر دیا جاؤں گا حالانکہ میں مُسلم ہو کر آیا ہوں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں نے کیا کیا مصیبتیں اُٹھائی ہیں"۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطّابؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "کیا آپؐ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "کیا ہمارے مقتول جنّت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں نہیں جائینگے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں ان سے دبیں اور واپس چلے جائیں خصوصًا اِس حالت میں کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرنے والا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں اللہ کا رسُولؐ ہوں، میں اللہ کی نافرمانی نہیں کر سکتا، وہی میرا مددگار ہے، وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا"۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ نے ہم سے یہ بیان نہیں کیا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے"؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے"؟ حضرت عمرؓ نے کہا "جی نہیں، یہ تو نہیں فرمایا تھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک تم کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے (لیکن یہ ضروری نہیں کہ اسی سال)"

حضرت عمرؓ غم میں بھرے ہوئے واپس ہوئے لیکن اُن سے صبر نہ ہو سکا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا "اے ابوبکرؓ، کیا یہ اللہ کے سچّے نبی نہیں ہیں"؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا "ہاں" حضرت عمرؓ نے کہا کیا ہم حق پر اور دشمن باطِل پر نہیں ہیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "پھر ہم کیوں اپنے دین کے معاملہ میں دبیں؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "بے شک وہ اللہ کے رسُولؐ ہیں، وہ اپنے ربّ کی نافرمانی نہیں کر سکتے، وہی انکا مددگار ہے، وہ ہرگز ان کو ضائع نہیں کرے گا لہٰذا تم مضبوطی کے ساتھ ان کے حکم کی تعمیل کرو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں" حضرت عمرؓ نے کہا "کیا انہوں نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم کعبہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "ہاں کہا تھا لیکن کیا تم سے یہ کہا تھا کہ تم اسی سال کعبہ جاؤ گے؟" حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں یہ تو نہیں کہا تھا"۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "تو پھر تم کعبہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے"۔ (حضرت عمرؓ بعد میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال و جواب کرنے پر بہت پچھتائے) اور اس کے کفّارہ میں بہت سی عبادتیں کیں۔

حضرت سہل بن حُنَیفؓ کہتے ہیں کہ اگر مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حکم ٹال دینے کا اختیار ہوتا تو میں (اس دن) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حکم ٹال دیتا (لیکن حقیقی ایمان کے بعد ایک مؤمن کو کوئی اختیار باقی نہیں رہتا کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے فیصلہ کی خلاف ورزی کرے) پھر وہ کہتے ہیں کہ اللہ اور رسُولؐ ہی کو زیادہ علم ہے (اور جب یہ ہمارا ایمان ہے تو ہم اپنی کم عِلمی کے باوجود کیسے آپؐ کے حکم کو ٹال سکتے ہیں)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (صحابہؓ کی تسلّی اور غم غلط کرنے کیلئے) فرمایا "تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو"۔

جب صلح نامہ کی تحریر مکمّل ہو گئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "اُٹھو، قربانی کرو اور

عہ حضرت عمرؓ کے یہ سوال و جواب درحقیقت اُنکے جذبۂ ایمان کی دلیل ہیں۔ انہیں یہ گوارا نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی شان کے خلاف کوئی بات مان لیں۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اسلام کی شان، عزّت و وقار پر مر مٹنے کیلئے بے چین ہیں۔ احترامِ رسُولؐ کا یہ جوش و خروش جب ذرا اعتدال پر آیا تو انہیں اس بات کا بھی احساس ہوا کہ یہ سوال و جواب بھی شانِ رسُولؐ کے منافی تھے، وہ اس پر پچھتائے اور اس کا کفّارہ ادا کیا۔ اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

سر مُنڈادو"۔ آپؐ نے تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے لیکن (اِس اُمّید میں کہ شاید کوئی دوسرا حکم مل جائے اور وہ انکی تسلّی کا باعث ہو) کوئی نہیں اُٹھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی زوجۂ مطہّرہ حضرت اُمِّ سلمہؓ کے پاس چلے گئے اور اُن سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے نبیؐ کیا واقعی آپؐ یہی چاہتے ہیں، اگر ایسا ہے تو آپؐ باہر تشریف لے جائیے، ان میں سے کسی سے بات نہ کیجئے یہاں تک کہ آپؐ اپنے جانوروں کو ذبح کر دیجئے اور پھر سر مُونڈنے والے کو بُلائیے کہ وہ آپؐ کا سر مُونڈے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لے گئے اور ان میں سے کسی سے کوئی بات نہیں کی، یہاں تک کہ آپؐ نے اپنے جانوروں کو ذبح کیا پھر سر مُونڈنے والے کو بُلایا۔ اُس نے آپؐ کا سر مُونڈ دیا۔ جب صحابہ کرامؓ نے یہ دیکھا تو (اب اُنہیں حکم کی تبدیلی کی کوئی اُمّید باقی نہیں رہی) اُٹھے اور قربانی کی، پھر ان میں سے ایک دوسرے کا سر مُونڈنے لگا۔ یہاں تک کہ اَزدحام کی وجہ سے ایسا محسُوس ہوتا تھا کہ ایک دوسرے کو قتل نہ کر دیں۔ الغرض بعض لوگوں نے بال مُنڈوائے اور بعض لوگوں نے بال کتروائے۔

ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حدیبیہ ہی میں مقیم تھے کہ رات کو بارش ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز پڑھائی، پھر صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے فرمایا "تم جانتے ہو تمہارے ربّ نے کیا کہا؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ اور اُس کا رسُولؐ خوب جانتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندوں نے آج اس حال میں صبح کی کہ بعض ان میں سے مجھ پر ایمان لانے والے ہیں اور بعض ان میں سے میرے ساتھ کُفر کرنے والے ہیں۔ جس شخص نے کہا ہم پر اللہ کی رحمت، اللہ کی بخشش اور اللہ کے فضل سے بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستارہ کا منکر ہے اور جس نے یہ کہا کہ فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی تو وہ ستارہ پر ایمان لایا اور میرا منکر ہو گیا"۔ اسی موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُومِ ○ وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ ○ إِنَّهُۥ لَقُرْءَانٌ كَرِيمٌ ○ فِى كِتَٰبٍ مَّكْنُونٍ ○ لَّا يَمَسُّهُۥٓ إِلَّا ٱلْمُطَهَّرُونَ ○ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ○ أَفَبِهَٰذَا ٱلْحَدِيثِ أَنتُم مُّدْهِنُونَ ○ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ○ {واقعہ ۷۵ تا ۸۲}

تاروں کی منزلوں کی قسم اور اگر تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ یہ قرآن عزّت والا ہے اور پوشیدہ کتاب میں تحریر ہے۔ اس کو وہی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہیں۔ یہ ربُّ العالمین کی طرف سے اُتارا گیا ہے۔ کیا تم اس کلام کا انکار کرتے ہو اور تکذیب کو اپنا وظیفہ بناتے ہو۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں میں طلحہ بن عبید اللہؓ کی خدمت میں تھا، ان کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا، کھریرا کرتا تھا اور ان کی بھی خدمت کرتا تھا اور اُن کے ساتھ ہی کھانا کھاتا تھا۔ میں اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اللہ کے لئے ہجرت کر کے (مدینہ منوّرہ) آیا تھا۔ جب ہماری اور مکّہ والوں کی صلح ہو گئی اور ایک دوسرے سے ملنے لگا تو میں ایک درخت کے پاس آیا اور اس کے نیچے سے کانٹے صاف کر کے اس کی جڑ میں لیٹ گیا۔ اتنے میں مشرکین مکّہ میں سے چار آدمی آئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بُرا بھلا کہنے لگے۔ مجھے ان پر غصّہ آیا۔ میں وہاں سے دوسرے درخت کے پاس آ گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور لیٹ گئے۔ وہ اسی حال میں تھے کہ یکایک وادی کے نشیب میں سے آواز آئی کہ اے مہاجرین، ابن زُنیم قتل کر دئے گئے۔ یہ سُنتے ہی میں نے اپنی تلوار سونت لی اور ان چار آدمیوں پر حملہ کر دیا۔ وہ سو رہے تھے۔ میں نے اُن کے ہتھیار لئے اور اکٹھے کر کے اپنے ہاتھ میں پکڑ لئے (اتنے میں وہ جاگے تو) میں نے

کہا اُس ذات کی قسم جس نے محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ مبارک کو عزّت عطا فرمائی ہے تم میں سے اگر کسی نے اپنا سر اُٹھایا تو میں اُس کا وہ حصّہ اڑا دوں گا جس میں اُس کی دونوں آنکھیں ہیں۔ پھر میں اُن کو کھینچتا ہوا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت اقدس میں لے آیا۔

قبیلۂ عَبلات کا ایک آدمی جس کا نام مِکرز تھا ستّر مشرکین کے ہمراہ مسلح ہو کر کوہِ تنعیم میں مسلمین کی گھات میں بیٹھ گیا۔ ان لوگوں کا یہ ارادہ تھا کہ ناگہانی طور پر مسلمین پر حملہ کر دیا جائے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ کے چچا حضرت عامرؓ (نے ان پر غلبہ حاصل کیا اور) اُنہیں گھسیٹ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئے۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان تمام لوگوں کی طرف نظر کی، اُن کو معاف کر دیا اور فرمایا ان کو چھوڑ دو۔ (بدعہدی کے) گناہ کی ابتداء بھی ان ہی کی طرف سے ہوئی اور تکرار بھی، اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو)

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٢٤﴾ (فتح)

اللہ ہی نے حدودِ مکّہ میں ان کے ہاتھوں کو تم سے روک لیا، اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک لیا باوجود اس کے کہ اللہ تم کو ان پر فتح اور کامیابی عطا فرما چکا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اُسے دیکھ رہا تھا۔

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ واپس ہوئے۔ راستہ میں آپؐ ایک منزل پر اُترے جہاں صحابہؓ اور بنی لحیان قبیلہ کے مشرکین کے درمیان بس ایک پہاڑ حائل تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اس قبیلہ کی طرف سے خطرہ محسوس کیا اور) اُس شخص کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اسلامی فوج کا پہرہ دے۔ یہ دُعا سُن کر حضرت سلمہ بن اکوعؓ (نے رات بھر پہرہ دیا اور وہ) دو تین مرتبہ پہاڑ پر بھی چڑھے۔

یہاں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم آگے روانہ ہوئے۔ اثنائے سفر میں ایک رات کو حضرت عمرؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایک بات دریافت کی، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جواب نہیں دیا۔ انہوں نے پھر دریافت کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر جواب نہیں دیا۔ اُنہوں نے پھر پوچھا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہیں دیا۔ حضرت عمرؓ کہنے لگے "اے عمر تیری ماں تجھ کو روئے تو نے متواتر تین دفعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا لیکن آپؐ نے ایک کا بھی جواب نہیں دیا۔" پھر حضرت عمرؓ نے اپنے اُونٹ کو تیز کیا اور صحابہؓ سے آگے بڑھ گئے، وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں ان کے معاملہ میں قرآن نہ نازل ہو جائے۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے سُنا کہ ایک آدمی اُنہیں آواز دے رہا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں ڈر گیا کہ ضرور میرے معاملہ میں قرآن نازل ہوا ہے۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور سلام کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا آج رات کو مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے وہ مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سُورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس سورت کی تلاوت کی:-

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا ۝ وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۝ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ

(اے رسولؐ) ہم نے آپؐ کو فتح مبین دی تاکہ اللہ آپؐ پر لگائے گئے اگلے پچھلے تمام الزامات کی اصلاح فرمائے اور آپؐ پر اپنی نعمت پوری کر دے اور آپؐ کو سیدھے راستہ پر چلاتا رہے۔ (بے شک) اللہ آپؐ کی (ہر موقع پر) زبردست مدد کریگا

السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ {تا ۴ فتح}

وہی ہے جس نے مُومنین کے دلوں پر تسکین نازل فرمائی (اور انہوں نے صلح کے شرائط کو برداشت کر لیا) یہ تسکین اس لئے بھیجی گئی کہ اللہ ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دے آسمانوں کے اور زمین کے تمام لشکر اللہ ہی کے ہیں (وہ جب چاہے تمہیں مدد دے سکتا ہے اور اس صلح میں اللہ کی کیا مصلحت ہے تمہیں اس کا علم نہیں، اللہ ہی جانتا ہے) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

صحابۂ کرامؓ نے کہا (اے اللہ کے رسولؐ) یہ آسانی اور خوشی آپؐ کے لئے ہے۔ ہمارے لئے کیا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیتیں تلاوت کیں:۔

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ۚ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ {تا ۱۰ فتح}

(مُومنین کی یہ آزمائش اس لئے ہوئی) تاکہ اللہ مُومن مردوں اور عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ان کے گناہوں کو دور کر دے اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے اور مُنافقین اور منافقات مشرکین اور مشرکات کو جو اللہ کے بارے میں بُرے بُرے خیالات رکھتے ہیں عذاب دے۔ وہ حوادث کے چکّر میں پھنس چکے ہیں۔ اللہ ان پر غضبناک ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کیلئے دوزخ تیّار کر رکھی ہے۔ آسمانوں کے اور زمین کے لشکر سب اللہ کے ہیں اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔ (اور اے رسُولؐ) ہم نے آپؐ کو (حق کا) گواہ، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ اللہ پر اور اُس کے رسُولؐ پر ایمان لائیں، اُسکی مدد کریں، اس کی عزّت کریں اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں۔ اے رسُولؐ جو لوگ آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ بیعت کے بعد جو شخص عہدِ بیعت کو توڑے گا تو اس کا نقصان اُسی کو پہنچے گا اور جو عہد کو پورا کرے گا تو اللہ عنقریب اُسے اَجرِ عظیم دے گا۔

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ

(اور اے رسُولؐ جب آپؐ مدینہ پہنچیں گے تو) جنگ میں شرکت نہ کرنے والے دیہاتی اس طرح کہیں گے کہ ہم کو ہمارے مال اور اہل و عیال نے روک لیا۔ آپؐ ہماری معافی کیلئے دُعا فرمائیں۔ یہ لوگ زبان سے وہ باتیں کہیں گے جو اُن کے دل میں نہیں ہوں گی، آپؐ اُن سے کہہ دیجئے کہ اگر اللہ تم کو نفع

اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ
لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ
اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ
السَّوْءِ ۖ وَكُنْتُمْ قَوْمًۢا بُوْرًا ۝ وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا ۝
وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ
وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

یا نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو اللہ کے سامنے کس کو اختیار ہے (کہ وہ نفع یا نقصان کو روک دے) اللہ کو سب خبر ہے جو تم کر رہے ہو (اے رسولؐ آپؐ ان سے یہ بھی کہئے کہ) تم تو اس خیال میں تھے کہ رسولؐ اور مؤمنین کبھی واپس گھر نہیں لوٹیں گے (ہلاک ہو جائیں گے) تمہارے دل میں بُرے بُرے خیال آ رہے تھے (رسولؐ اور مؤمنین تو ہلاک نہیں ہوئے البتہ) تم ہی ہلاک ہونے والے ہو (خبردار) جو شخص اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان نہ لائے تو ہم نے ایسے کافروں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں بادشاہت صرف اللہ کی ہے، وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سزا دیتا ہے۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیبیہ میں بیعت کرنے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ
تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ
عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً
يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝ {۱۸، ۱۹ فتح}

بے شک اللہ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپؐ سے بیعت کی، جو خلوص اُنکے دلوں میں ہے اللہ کو وہ بھی معلوم ہے۔ اللہ نے ان پر تسلّی نازل فرمائی اور انہیں فتح قریب عنایت کی اور بہت سی غنیمتیں ہیں جو انہیں ملنے والی ہیں۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے کُفّار کی مزاحمت اور مؤمنین کے دب کر صلح کر لینے کی مصلحت پر روشنی ڈالتے ہوئے اور مؤمنین کو تسلّی دیتے ہوئے فرمایا:۔

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۭ
وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاۗءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ
تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَــــُٔوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ
مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ
يَّشَاۗءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ
اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا
وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ لَقَدْ
صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ
الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَاۗءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ

یہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجدِ حرام سے روک دیا جس کی وجہ سے قربانیاں اپنی جگہ پر نہ پہنچ سکیں (تو اے مؤمنو، تم اس کا غم نہ کرو) اگر ایسے مؤمن مرد و عورت مکّہ میں نہ ہوتے جن کا تمہیں علم نہیں (تو اللہ تم کو ابھی فتح دیدیتا) لیکن پھر یہ ہوتا کہ تم (اپنے حملہ کے دوران) ان مؤمنین کو بھی پامال کر ڈالتے اور تمہاری لاعلمی سے تمہیں اُن سے نقصان پہنچ جاتا اور یہ تاخیر اس لئے بھی ضروری تھی کہ اللہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کر لے (یعنی بعض لوگ اس عرصہ میں مُسلم ہو کر رحمت کے مستحق بن جائیں) البتّہ اگر وہاں کے مؤمن اور کافر علیحدہ علیحدہ ہوتے تو پھر ہم کافروں کو دردناک عذاب دیتے اور (وہ وقت یاد کرو) جب کافروں نے اپنے دلوں میں حمیّت کو جگہ دی اور حمیّت بھی جاہلیّت کی (یعنی صُلح نامہ کی تحریر اور اُس کے شرائط میں حمیّت کا مظاہرہ کیا تو

رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ ط فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝ ۲۷ ثُمَّ ۲۸ اس وقت جنگ کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا لیکن) اللہ نے اپنے رسولؐ اور مؤمنین پر تسکین نازل فرمائی (یعنی جوشِ انتقام کو ٹھنڈا کر دیا) اور اُن کو تقوے کی بات پر قائم رکھا اور وہ اسی کے مستحق اور اہل بھی ہیں اور اللہ (نہ صرف ان کے تقوے سے باخبر ہے بلکہ وہ) ہر چیز سے واقف ہے اور اللہ نے اپنے رسولؐ کو سچا خواب دکھایا تھا تم ضرور انشاء اللہ مسجدِ حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے (اور عمرہ کرو گے) اپنے سر کے بال منڈواؤ گے یا کتروا ؤ گے اور (بیشک) تمہیں اُس وقت کسی قسم کا خوف نہیں ہو گا۔ جو بات تمہیں نہیں معلوم اللہ اُسے جانتا ہے۔ اللہ نے یہ فوری فتح تمہیں دیدی ہے (یہ صلح بھی تمہاری فتح ہی ہے اور اصلی وظاہری فتح کا پیش خیمہ ہے) حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا یہ فتح ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔ حضرت عمرؓ (بہت) خوش ہوئے۔

اس ہی خوشخبری کی بنیاد پر صحابۂ کرامؓ بیعتِ رضوان اور صلح حدیبیہ ہی کو فتح کہا کرتے تھے۔ خوشخبریوں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ج وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ق كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ط وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ {۲۸ و ۲۹ فتح}

اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پورے دین پر غالب کرے (یعنی وہ پورا دین نافذ کرنے پر قادر ہو جائے اور ایسا ہو کر رہے گا) اس بات کیلئے اللہ اکیلا گواہ کافی ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں (اے رسولؐ) آپؐ دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کبھی رکوع میں ہیں اور کبھی سجدہ میں، یہ لوگ اللہ کا فضل اور اُس کی رضاء کے متلاشی رہتے ہیں۔ کثرتِ سجود سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑ گئے ہیں، ان کے اوصاف توریت اور انجیل میں بھی مرقوم ہیں۔ وہ گویا ایک کھیتی ہیں، جس نے پہلے اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا، پھر موٹی ہوئی، پھر اپنی پنڈلی پر سیدھی کھڑی ہو گئی۔ کھیتی کرنے والے کو وہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور کافروں کو غیظ و غضب میں مُبتلا کرتی ہے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو بخش دے گا اور اجرِ عظیم عطا کریگا۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے۔ صلح کے شرائط پر آپؐ عمل کرتے رہے۔ جو مَرد مُسلم ہو کر آپؐ کے پاس آتے تھے آپؐ اُنہیں واپس کر دیا کرتے تھے۔ کچھ عورتیں بھی مُسلم ہو کر آنے لگیں۔ سب سے پہلے حضرت اُمِّ کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط آئیں۔ وہ بالغ ہو چکی تھیں۔ ان کے گھر والے ان کو واپس لینے کے لئے آئے (کیونکہ صلح نامہ میں عورتوں کے متعلّق کوئی صراحت نہیں تھی اس لئے ان کی واپسی لازمی نہیں تھی لہٰذا) اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی واپسی کی ممانعت کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ

اے ایمان والو جب مؤمن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو (اُن کے ایمان کا) امتحان لیا کرو، اللہ تو اُن کے ایمان سے اچھی

بِاِیْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا
تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا
هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَاٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُوْا
مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ
اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {ممتحنہ ۱۰}

طرح واقف ہے۔ اگر تحقیقات سے معلوم ہو کہ وہ واقعی مؤمنہ ہیں تو اُن کو کفّار کے پاس واپس نہ کرو۔ نہ یہ اُن کیلئے حلال ہیں نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔ البتہ جو کچھ مہر اُنہوں نے ان عورتوں کو دیا ہو وہ انہیں واپس کر دو، پھر تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم مہر دے کر ان سے نکاح کر لو۔ کافر عورتوں کو اب تم بھی اپنے نکاح میں نہ رکھو، جو مہر تم نے ان کو دیا ہے تم کفّار سے طلب کر لو اور جو مہر اُنہوں نے دیا ہو وہ تم سے طلب کر لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے۔ اللہ جاننے والا، حکمت والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
يُبَايِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا
يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ
وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ
وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ {ممتحنہ ۱۲}

اور اے نبیؐ جب مؤمن عورتیں بیعت کے لئے آئیں کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کریں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی، اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی، کسی پر بہتان تراشی نہیں کرینگی اور نیک کاموں میں آپؐ کی نافرمانی نہیں کرینگی تو آپؐ اُن سے بیعت لے لیا کیجئے اور ان کیلئے دُعائے مغفرت کیا کیجئے، بے شک اللہ بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔

الغرض رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کی واپسی سے انکار کر دیا۔ جب عورتیں آپؐ کے پاس ہجرت کر کے آتی تھیں تو آپؐ اُن کا امتحان لیا کرتے تھے اور اُن سے زبانی بیعت لیا کرتے تھے اور کبھی کسی عورت کے ہاتھ کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔ ایک دن ایک عورت بیعت کرنے آئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آیتِ بالا کے شرائط پیش کئے اور نوحہ کرنے سے بھی منع فرمایا، وہ عورت بیعت کرتے کرتے رُک گئی۔ وہ کہنے لگی کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میرا ساتھ دیا تھا میں اُس کا بدلہ اُتارنا چاہتی ہوں، آپؐ اس سے ابھی کچھ کہنے بھی نہ پائے تھے کہ وہ واپس چلی گئی۔ کچھ دیر بعد وہ پھر آئی اور بیعت کی۔

(یہ امتحان کا سلسلہ غالباً اس لئے بھی قائم کیا گیا تھا کہ کوئی عورت جاسوس بن کر نہ آئے بہرحال کوئی مہاجر عورت مرتد ہو کر مکّہ واپس نہیں گئی)۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مذکورہ بالا آیتوں کی تلاوت کی تو حضرت عمرؓ نے مشرک عورتوں کو جو اُن کے نکاح میں تھیں طلاق دیدی، ایک قُرَیبہ بنتِ ابی اُمیّہ اور دوسری بنتِ جَرْوَل خزاعی تھی۔ قُرَیبہ سے حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے (جو ابھی تک مسلم نہیں ہوئے تھے) اور دوسری کے ساتھ ابوجہم صفوان بن اُمیّہ نے نکاح کر لیا۔

ان ہی ایّام میں حضرت ابوبَصِیرؓ جو قرشی النسل تھے مُسلم ہو گئے۔ مُسلم ہو کر وہ مدینہ منوّرہ پہنچے۔ اَخْنَس بن شَرِیق نے ان کی واپسی کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک خط لکھا۔ اُدھر کُفّارِ مکّہ نے ان کے تعاقب میں دو آدمی بھی روانہ کئے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوایا کہ جو عہد آپؐ نے کیا ہے اُس کی پاسداری کیجئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبَصِیرؓ کو ان دونوں کے حوالہ کر دیا۔ وہ دونوں حضرت ابوبَصِیرؓ کو لے کر چلے۔ جب ذوالحلیفہ پہنچے تو اپنی سواری سے اُتر کر کھجوریں کھانے لگے۔ حضرت ابوبَصِیرؓ نے ان میں سے

ایک شخص سے کہا "اللہ کی قسم میں تمہاری تلوار کو بہت عمدہ سمجھتا ہوں"۔ اُس شخص نے تلوار نیام سے نکالی اور کہا "اللہ کی قسم یہ بہت عمدہ ہے۔ میں نے اس کو کئی مرتبہ آزمایا ہے"۔ حضرت ابوبصیرؓ نے کہا ذرا مجھے دکھاؤ، میں بھی تو دیکھوں کہ یہ کیسی ہے۔ اُس نے وہ تلوار حضرت ابوبصیرؓ کو دیدی۔ حضرت ابوبصیرؓ نے وہ تلوار لیکر اُس شخص پر وار کیا یہاں تک کہ اُسے ٹھنڈا کر دیا۔ دوسرا شخص بھاگ گیا اور سیدھا مدینہ منوّرہ پہنچ کر دوڑتا ہوا مسجد میں گھس گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے دیکھکر فرمایا "یہ خوف زدہ ہے" جب وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب پہنچا تو اُس نے کہا اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا اور (اگر میں نہ بھاگتا تو) میں بھی قتل کر دیا جاتا۔ اتنے میں حضرت ابوبصیرؓ بھی آگئے۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، بے شک اللہ نے آپؐ کو آپؐ کی ذمّہ داری سے بَری کر دیا ہے۔ آپؐ تو مجھے کُفّار کی طرف واپس کر چکے ہیں، اب تو اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو لڑائی کی آگ ہے۔ اگر اس کا کوئی مددگار ہوتا (تو یہ آگ بھڑک اُٹھتی)"۔ حضرت ابوبصیرؓ نے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ بات سُنی تو سمجھ گئے کہ آپؐ پھر انہیں واپس کر دیں گے، لہٰذا وہ وہاں سے چلدئے۔ سمندر کے کنارے پہنچ کر وہاں مقیم ہو گئے۔ اسی اثناء میں حضرت ابوجندلؓ بھی چھوٹ کر آئے اور حضرت ابوبصیرؓ کے ساتھ رہنے لگے۔ پھر قریش میں سے جو شخص بھی مُسلم ہو کر آتا وہ حضرت ابوبصیرؓ کے پاس ہی آکر ٹھہر جاتا۔ یہاں تک کہ اُن کی اچھی خاصی جماعت ہو گئی۔ وہ جب سُنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف جا رہا ہے تو اُس کی گھات میں رہتے۔ آدمیوں کو قتل کر دیتے اور مال لے لیتے۔ قریش (بہت پریشان ہوئے انہوں) نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ایک آدمی بھیجا، آپؐ کو اللہ کا اور قرابت کا واسطہ دلایا اور درخواست کی کہ آپؐ حضرت ابوبصیرؓ کو ان باتوں سے منع کر دیں، اب جو شخص مسلم ہو کر آپؐ کے پاس آئے وہ بے خوف ہو کر آسکتا ہے (اُسے واپس کرنے کی شرط ختم کی جاتی ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبصیرؓ کو لُوٹ مار کرنے سے منع کروا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا تھا کہ جو کچھ مسلمین نے اپنی کافر بیویوں پر خرچ کیا ہو جب وہ کافروں کے پاس جائیں تو کافر اس خرچ کو مسلمین کے حوالہ کر دیں، کافروں نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مُومنو!)

وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ۝ {ممتحنہ ۱۱}

اگر تمہاری عورتوں میں سے کوئی عورت تمہارے پاس سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے (اور اُس کا مہر کافروں سے وصول نہ ہو) تو تم بھی ان سے بدلہ لے سکتے ہو (یعنی تم بھی اُن کو نہ دو اور اس رقم میں سے) تم ان مُومن مَردوں کو دیدو جن کی عورتیں چلی گئی ہوں (اور اُنہیں معاوضہ نہ ملا ہو) البتّہ اتنی رقم دو جتنی اُنہوں نے (اپنی کافر بیویوں پر) خرچ کی تھی، اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تمہارا ایمان ہے۔

اس آیت کے نزول تک کافروں کی جو عورت مُسلم ہو کر آتی تھی اُس کا مہر مُسلم واپس کر دیا کرتے تھے۔ اب انہوں نے ایسا کرنا بند کر دیا۔ اب وہ اس رقم میں سے اُس مُسلم کو دیدیتے تھے جس کی کافر بیوی کافروں کے پاس چلی گئی ہو۔[1] (اور اُسے کافروں سے کچھ نہ ملا ہو)

---

[1] صلح حدیبیہ اور اس سلسلہ کے تمام واقعات بڑے بسط کے ساتھ صحیح بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجہاد میں حضرت مسورؓ اور مروان سے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

صُلح حُدیبیہ پر تبصرہ (۱) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اگرچہ بظاہر دب کر صُلح کی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں بڑی مصلحت تھی۔ مثلاً یہ صلح ہی دراصل فتح مکّہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ تبلیغ کے لئے میدان صاف ہوگیا مکّہ کے مظلوم مسلمین لاعلمی میں قتل ہونے سے بچ گئے۔ اس اثنار میں بہت سے کافر مسلم ہوگئے وغیرہ وغیرہ۔

(۲) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتداء ہی میں مشورہ لیتے وقت فرمایا تھا "کیا تمہاری رائے ہے کہ میں ان کافروں کو جاکر غارت کردوں۔" پھر آپؐ نے صحابۂ کرامؓ سے لڑنے اور مرنے پر بیعت لے کر جنگ کا ارادہ فرمالیا تھا آپؐ نے بدیل اور عروہ سے بھی جنگ کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا، اور آپؐ کسی طرح بھی ان سے خوفزدہ نہیں تھے، اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے بھی یہی واضح ہوتا ہے، مثلاً :-

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ {فتح ۲۲} — اگر کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے۔

اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ {فتح ۲۵} — تم ان کو پامال کردیتے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ دب کر صلح کسی کمزوری یا بزدلی کی وجہ سے نہیں کی گئی تھی۔

(۳) اللہ اور رسُول کی بات اگر سمجھ میں نہ آئے پھر بھی اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ اپنی عقل کو دخل نہ دینا چاہیئے۔

(۴) یہ صلح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی مرضی سے نہیں کی بلکہ اللہ کے حکم سے کی جیسا کہ آپؐ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ "میں اللہ کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔" پھر بعد میں اللہ تعالیٰ نے سُورۂ فتح میں اس کی تائید کردی۔

(نوٹ :- اللہ کا یہ حکم کہ دَب کر ہی صلح کرلی جائے قرآن مجید میں کہیں نہیں ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس وحی آتی تھی، اسی وحی کو حدیث کہتے ہیں)

(۵) کُفّارِ مکّہ باوجود مشرک ہونے کے یہ سمجھتے تھے کہ ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ اللہ ہی کی قسمیں کھاتے تھے جیسا کہ عروہ، سہیل اور حضرت ابوبصیرؓ کو گرفتار کرکے لیجانے والے آدمی کی قسموں سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۶) عروہ نے یہ کہہ کر کہ "کیا تم نے اس سے پہلے کسی عرب کے متعلّق سُنا کہ اس نے اپنی قوم کا استیصال کیا ہو" قومیت کے نظریہ کو پیدا کرنا چاہا لیکن مسلمین نے اسے ٹھکرا دیا۔ وہ لڑنے کے لئے بے چین تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسلسل مسلم قوم کی طرف سے عرب قوم کے خلاف لڑتے رہے۔ قومیت کا نعرہ سراسر غیر اسلامی ہے۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا گھوڑے پر سے گر جانا ایک مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھوڑے پر سے گر گئے آپؐ کا داہنا بازو چھل گیا، صحابۂ کرامؓ عیادت کے لئے حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بیٹھ کر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) مروی ہیں۔ جزوی واقعات کیلئے ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتابُ الحج باب قول اللہ تعالیٰ اوصدقۃ وباب الاطعام فی الفدیۃ نصف صاعٍ عن کعب بن عجرہؓ وکتابُ الصُّلح فی ابواب عن براءؓ وابن عمرؓ وکتاب فرض الخمس باب المصالحۃ علیٰ ثلاثۃ ایّام عن براءؓ والبواب المناقب عن ابن عمرؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن ابن عمرؓ وجابرؓ وسلمہ بن اکوعؓ وزیدؓ وکتابُ الجہاد باب البیعۃ فی الحرب عن سلمہؓ وکتابُ التفسیر سُورۃ الفتح عن سہل بن حنیفؓ وانسؓ وسُورۃ الممتحنۃ عن اُمِّ عطیہؓ وصحیح مسلم کتابُ الایمان باب بیان کفر من قال مطرنا بالنّوءِ عن زید بن خالدؓ وکتابُ الامارۃ باب استحباب مبایعۃ الامام وباب کیفیۃ بیعۃ النّساءِ وکتابُ الحج باب جواز حلق الرّأس للمحرم اذا کان بہ اذیً وباب بیان عمر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتابُ الجہاد باب غزوۃ ذات قرد عن سلمہؓ وباب قول اللہ تعالیٰ ہُوَالّذی کفّ عن انسؓ۔ (صحیح مسلم میں صلح حدیبیہ کی تفصیل نہیں۔ صرف چند واقعات ہیں۔ البتہ خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں)

نماز پڑھائی، حضرت ابوبکرؓ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے تاکہ لوگ سُن لیں۔ صحابۂ کرامؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ فرمایا تو وہ سب بیٹھ گئے۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "تم تو اِس وقت وہ فعل کرنے والے تھے جو فارس اور رُوم کے لوگ کرتے ہیں۔ ان کے بادشاہ بیٹھے ہوتے ہیں اور وہ کھڑے رہتے ہیں۔ ایسا نہ کیا کرو، اپنے اماموں کی پوری متابعت کیا کرو، امام اسی لئے بنایا جاتا ہے کہ اُس کی پیروی کیجائے لہٰذا اس سے اختلاف نہ کیا کرو۔ جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو جب وہ سر اُٹھائے تو تم بھی سر اُٹھاؤ، جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللّٰھمّ ربّنا ولک الحمد کہو، جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو، جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔[1]"

سبق ۵۸

ڈاکہ زنی کا ایک واقعہ قبیلۂ عُکل اور عُرینہ کے آٹھ آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، ان کو مدینہ منوّرہ کی آب و ہوا ناموافق ہوئی۔ انہوں نے کہا ہمیں کچھ اونٹنیاں دے دیجئے اس لئے کہ ہم دودھ کے عادی ہیں، کاشت وغیرہ نہیں کرتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں حکم دیا کہ وہ (سرکاری) اُونٹوں کے مقام پر چلے جائیں، وہ لوگ چلے گئے۔ اُنہوں نے اُونٹوں کا پیشاب[2] اور دودھ پیا۔ جب وہ تندرست اور موٹے تازے ہو گئے تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیریں اور پھر انہیں قتل کر دیا، اُونٹوں کو ہنکا کر لے گئے اور اسلام لانے کے بعد پھر مرتد ہو گئے۔

یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو صبح کے وقت پہنچی۔ آپؐ نے چند آدمیوں کو اُن کے گرفتار کرنے کیلئے روانہ کیا۔ دن چڑھے وہ گرفتار کر کے لائے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے ہاتھ پیر کٹوا دئے۔ اُن کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں اور پھر وہ دھوپ میں چٹانوں پر ڈال دئے گئے۔ وہ پانی مانگتے تھے لیکن اُن کو پانی نہ دیا جاتا تھا۔ وہ پتّھر چباتے رہے اور اسی طرح پڑے پڑے مر گئے۔ اُنہوں نے قتل کیا، ڈاکہ ڈالا، اللہ اور اُسکے رسُولؐ سے جنگ کی اور مُلک میں فساد برپا کیا[3] (لہٰذا اُن کو یہ سخت سزا دی گئی)

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ یہ سزا ان کو سورۂ مائدہ کی آیت ۳۳ (جو پہلے گذر چکی ہے) کے مُطابق دی گئی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے لڑنے اور مُلک میں فساد و بدامنی پھیلانے کی یہ سزا مقرر کی ہے کہ ایسے لوگوں کو یا تو قتل کر دیا جائے یا پھانسی دیدی جائے یا مخالف سمت کے ہاتھ پیر کاٹ دئے جائیں یا مُلک بدر کر دیا جائے۔

مُلک میں فساد و بدامنی پھیلانے کی سزا میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ پیر کاٹ دئے، باقی سزائیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ائتمام المأموم بالامام عن عائشۃ صدیقہؓ و انسؓ و جابرؓ و ابی ہریرہؓ۔ [2] اُونٹ کا پیشاب بعض بیماریوں میں مفید ہے اُس زمانہ میں اس سے علاج کا دستور تھا۔ یہ واقعہ ناپاک حرام چیزوں سے علاج کرنے کی ممانعت سے پہلے واقع ہوا۔ [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب ابوال الابل عن انسؓ۔ کتاب الزکوٰۃ باب استعمال ابل الصدقۃ و کتاب الجہاد باب اذا حرق المشرک المسلم و کتاب المحاربین فی ابوابٍ کتاب المغازی و کتاب الدیات و صحیح مسلم کتاب القسامۃ والدیات (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

یعنی آنکھوں میں گرم سلائی پھروانا، اُن کو پیاسا مارنا[1]، اُن کو ہلاک کر دینا وغیرہ یہ سب قرآنی قِصاص کی تعمیل میں نافذ کی گئیں۔ جو کچھ اُنہوں نے چرواہوں کے ساتھ کیا تھا وہی اُن کے ساتھ بھی کیا گیا۔

اسلام کے یہ قوانین فساد و بدامنی، ظلم و ستم کو ختم کرنے کے سلسلہ میں بہت زیادہ مناسب ہیں، ایسی ہی عبرتناک سزاؤں سے امنِ عالم برقرار رہتا ہے اور جس حکومت[2] میں اِس وقت بھی یہ قوانین نافذ ہیں وہاں مکمّل امن و امان ہے ورنہ تقریبًا ساری دُنیا اس وقت بدامنی کا شکار ہے، کہیں بھی عزّت و آبرو، جان و مال محفوظ نہیں۔

یہودیوں کی شرارتیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے کی سازش یہودیوں کی شرارتیں برابر جاری تھیں، وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے یا نقصان پہنچانے کی سازشیں کرتے رہتے تھے۔

قبیلہ بنو زریق یہودیوں کا حلیف تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص یہودی ہو گیا تھا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کیا، آپؐ پر جادو کا صرف اتنا اثر ہوا کہ آپؐ کبھی کبھی بھول جایا کرتے تھے۔ مثلاً آپؐ خیال کرتے تھے کہ میں گھر ہو آیا لیکن حقیقتًا ایسا نہ ہوتا تھا۔ چند روز یہ کیفیت رہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہے کہ آپؐ کو حقیقتِ حال سے مطلع فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول فرمائی اور آپؐ کو حقیقتِ حال سے مطلع فرما دیا۔ آپؐ نے خواب دیکھا کہ دو شخص آئے ہیں۔ ایک آپؐ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا پائینتی بیٹھ گیا، پائینتی بیٹھنے والے نے سرہانے والے شخص سے کہا "ان کا کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "اِن پر جادو کیا گیا ہے"۔ پائینتی والے نے پُوچھا "جادو کس نے کیا ہے؟" اُس نے جواب دیا "لَبِید بن اَعْصَم نے" اُس نے پوچھا "کس چیز میں؟" سرہانے والے نے جواب دیا "نر کھجور کے چھلکے میں کنگھی اور بالوں کو لپیٹ کر ذروان نامی کُنویں میں پتّھر کے نیچے دبا دیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کُنویں پر تشریف لے گئے۔ کنویں کو دیکھکر آپؐ نے فرمایا "یہ وہی کنواں ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے"۔ کنویں کے پاس کچھ کھجور کے درخت تھے، ان کے سر ایسے معلوم ہوتے تھے گویا شیطانوں کے سر ہیں۔ کنویں کے پانی کا رنگ ایسا سُرخ تھا جیسے مہندی کا رنگ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس جادو کو نکلوایا اور دفن کرا دیا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ نے (اس شخص کی حرکت کو) ظاہر کیوں نہیں کیا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے اچھا کر دیا، میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگوں میں سے کسی ایک شخص کی بھی بُرائی کو شہرت دوں[3]"۔

واقعۂ بالا پر تبصرہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حُسنِ اخلاق، عفو و درگذر کی یہ ادنیٰ مثال ہے کہ جس شخص نے آپؐ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی آپؐ نے اُس کی بُرائی کو ظاہر کرنا بھی پسند نہیں فرمایا اور حسبِ عادت اپنی ذاتِ خاص کے سلسلہ میں نہ اُس سے انتقام لیا نہ اُس کیلئے بددُعا کی۔

جادو اتنا شدید تھا کہ کھجور کے درخت دہشتناک معلوم ہوتے تھے، کنویں کا پانی سُرخ ہو گیا تھا لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اس کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا، صرف کچھ بھول سی پیدا ہو گئی۔ بھول ہر انسان میں فطرتًا ہوتی ہے، آپؐ میں بھی تھی جیسا کہ دو ایک مرتبہ نماز میں آپؐ سے بھول ہو گئی۔ جادو ہلاک کرنے یا دماغ خراب کرنے کے لئے

---

[1] نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے چرواہوں کو پیاسا مارا تھا [2] سعودی عرب کی طرف اشارہ ہے۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب قول اللہ تعالیٰ انّ اللہ یأمر بالعدل عن عائشہؓ وکتاب الطب فی ابواب وصحیح مسلم کتاب السلام باب السحر۔

کیا گیا تھا لیکن اِس قسم کی کوئی بات ظہور میں نہیں آئی۔ اگر کوئی دوسرا آدمی ہوتا تو نہ معلوم اُس کی کیا حالت ہوتی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اس کا کوئی ناپسندیدہ اثر نہ ہونا آپؐ کی نبوّت کی ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ افسوس ان یہودیوں پر جو پھر بھی ایمان نہ لائے۔

بھُول کی زیادتی نبوّت کے منافی نہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو پھر وہ بھُول جو فطرتًا نبی میں ہوتی ہے وہ بھی نبوّت کے منافی ہوگی۔ جب فطری بھُول سے نبی کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتا تو بھُول کی عارضی زیادتی سے بھی نبی کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتا، یعنی دینی احکام کے سلسلہ میں نبی بھُول سے بھی کوئی غلط بات نہیں بتا سکتا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰٓى ۝ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ {اعلیٰ} وہ بھُول تو سکتا ہے لیکن صرف اتنا جتنا اللہ چاہے۔

جادو کا اتنا اثر بھی غالبًا اس وجہ سے ہوا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ جادو اپنی جگہ پر کامیاب تھا، اگر اتنا اثر بھی نہ ہوتا تو یہ گمان ہو سکتا تھا کہ جادو میں کوئی نقص رہ گیا۔

جادو کا اثر فطرتًا ہر انسان پر ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ جادوگروں کے جادو کا اثر حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر بھی ہوا اور وہ ڈر گئے لیکن اُن سے بھی جادو کے اثر سے کوئی ایسا ناپسندیدہ کام ظہور میں نہیں آیا جو منصبِ نبوّت کے منافی ہو اور یہی بات یہاں بھی پائی جاتی ہے۔

مکّہ معظّمہ میں کافروں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مسحور کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی تردید فرمائی تھی۔ کافروں کا وہ قول ان معنوں میں تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نبی نہیں ہیں، ان پر کسی نے جادو کر دیا ہے لہٰذا ایسی بہکی بہکی باتیں کرتے ہیں، حالانکہ حقیقتًا ایسا نہیں تھا۔ آپؐ جو کچھ کہتے تھے وہ وحی ہوتی تھی، وہاں اللہ کی طرف سے مسحور کہنے کی تردید کا مقصد یہ تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی باتیں جادو کے اثر سے نہیں ہیں بلکہ مِن جانب اللہ ہیں، وہاں اس بات کا انکار نہیں تھا کہ کبھی آپؐ پر جادو نہ ہوگا اور نہ کبھی آپؐ پر اس کا فطری اثر ہوگا، وہ جادو جس کی نسبت کُفّارِ مکّہ نے کی تھی نبوّت کی تردید تھا اور یہ جادو جو اپنے مقصد کے لحاظ سے بے اثر ہو کر رہ گیا نبوّت کی تائید ہے۔

سُورۂ فلق اور سُورۂ ناس کا نزول تقریبًا اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ سُورتیں نازل فرمائیں:-

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝ {سُورۂ فلق}

(اے رسُولؐ) کہئے کہ میں پَو پھٹنے (یا مخلوقات) کے ربّ کی پناہ طلب کرتا ہوں مخلوقات کے شر سے، چاند[1] یا رات کی تاریکی کے شر سے، جادوگر جماعتوں کے شر سے جو گرہوں میں پھُونکتی ہیں اور حاسد کے شر سے جب حسد کرے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ {سُورۂ ناس}

(اے رسُولؐ) کہئے کہ میں تمام انسانوں کے ربّ، تمام انسانوں کے بادشاہ، تمام انسانوں کے معبود و مشکل کُشا کی پناہ طلب کرتا ہوں شیطان کے وسوسہ کی بُرائی سے، وہ شیطان جو انسانوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے، وہ شیطان جو انسانوں میں سے بھی ہو سکتا ہے اور جنّات میں سے بھی۔

---

[1] چاند گرہن سے بعض مرتبہ انسانوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔

مندرجہ بالا سورتیں رات کے وقت نازل ہوئیں۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا "کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آج رات کو مجھ پر ایسی آیات نازل ہوئی ہیں کہ ان کے مثل کبھی دیکھنے میں نہیں آئیں (یعنی) قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس"[1]

ایک یہودی کی شرارت ایک دن ایسا ہوا کہ مدینہ منوّرہ کی ایک لڑکی زیور پہنے ہوئے باہر نکلی۔ ایک یہودی نے زیور کے لالچ میں اُس لڑکی کا سر دو پتھروں کے بیچ میں کھکر کچل ڈالا اور اُس لڑکی کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ (اتفاق سے چند لوگوں نے اُس لڑکی کو گڑھے میں پڑے ہوئے دیکھا) وہ لوگ لڑکی کو اُٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ ابھی اس میں کچھ جان باقی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا "کیا تمہیں فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟" اُس نے اشارہ سے بتایا کہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا "کیا تمہیں فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟" اُس نے اشارہ سے بتایا کہ نہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا "کیا تمہیں فلاں شخص نے قتل کیا ہے؟" اُس نے اشارہ سے بتایا ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس یہودی کو بُلوایا، وہ لایا گیا، اُس نے اپنے جرم کا اقرار کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو پتھروں کے درمیان اُس کا سر رکھ کر کچلوا دیا[2]

سفر کا ایک واقعہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عُسفان کے مقام پر کئی دن تک قیام کیا، لوگ کہنے لگے "یہاں ہم بے کار ہیں، ہمیں اپنے اہل و عیال کی طرف سے اطمینان نہیں"۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، آپؐ نے فرمایا "یہ کیا بات ہے جو مجھ کو پہنچی ہے، قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم چاہو تو میں اُونٹنی کے کسنے کا حکم دوں اور جب تک مدینہ نہ پہنچوں اس کی گرہ نہ کھولوں"۔ پھر فرمایا "مدینہ کی ہر گھاٹی اور درّہ پر دو فرشتے تمہاری واپسی تک اس کی حفاظت کرتے ہیں"۔ پھر آپؐ نے کوچ کا حکم دیا۔

مدینہ منوّرہ پہنچ کر ابھی صحابہؓ نے سامان بھی نہیں اُتارا تھا کہ یکایک غطفانیوں نے ڈاکہ ڈالا حالانکہ اس سے پہلے ان میں کسی وجہ سے (کسی قسم کا) ہیجان بھی پیدا نہیں ہوا تھا[3] اس ڈاکہ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ذو قَرَد کا ڈاکہ ایک دن صبح کے وقت ایک شخص عبدالرحمٰن فزاری اور قبیلۂ غطفان کے کچھ اور لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو جو ذو قَرَد مقام پر چَرا کرتی تھیں لوٹ لیا اور تمام اُونٹنیوں کو ہانک کر لے گئے۔ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام رباح کے ساتھ کچھ اُونٹ مدینہ منوّرہ کے باہر روانہ کئے تھے، حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی رباح کے ساتھ حضرت طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اُونٹوں کے ساتھ چلے جا رہے تھے کہ راستہ میں انہیں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام ملے۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی بیت المال) کی اُونٹنیاں لوٹ لی گئیں۔ حضرت سلمہؓ نے پوچھا "کس نے لوٹیں؟" اُنہوں نے کہا کہ "قبیلۂ غطفان نے"۔ حضرت سلمہؓ نے رباح سے کہا "یہ گھوڑا لو اور طلحہ بن عبیداللہ کو پہنچا دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطّلاع کر دو کہ مشرکین نے آپؐ کی اُونٹنیاں لوٹ لیں"۔ یہ کہکر حضرت سلمہؓ ایک ٹیلہ پر جا کر کھڑے ہو گئے اور مدینہ منوّرہ کی طرف مُنہ کر کے تین بار بلند آواز سے یہ کہا "یاصباحاہ"[4]۔ اس کے بعد وہ لٹیروں کے تعاقب میں اکیلے ہی روانہ ہو گئے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قراءۃ المعوذتین عن عقبۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الدیات فی ابواب کتاب المزارعۃ باب الخصومۃ بین المسلم والیہودی و صحیح مسلم کتاب القسامۃ والدیات (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح مسلم کتاب الحج باب الترغیب فی سکنی المدینۃ۔ [4] یہ ایک کلمہ ہے جو دشمن سے ہوشیار کرنے کیلئے کہا جاتا تھا۔

وہ بڑے اچھے تیر انداز تھے۔ وہ تیر مارتے جا رہے تھے اور یہ رجز پڑھ رہے تھے :-

اَنَا اِبْنُ الْاَکْوَعِ ، وَالْیَوْمَ یَوْمُ الرُّضَّعِ میں اَکوَع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے،

جو شخص بھی انہیں دکھائی دیتا حضرت سلمہؓ اُس کے تیر مارتے یہاں تک کہ تیر اُس کے کندھے میں داخل ہو جاتا پھر وہ کہتے "یہ تیر لیتا جا میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے"۔ غرض یہ کہ وہ برابر تیر مار کر اُن لوگوں کو زخمی کرتے رہے، جب ان میں سے کوئی سوار لَوٹ کر اُن کی طرف آتا تو وہ درخت کے نیچے آکر اُس کی جڑ میں بیٹھ جاتے اور ایک تیر اُس کو ایسا مارتے کہ وہ زخمی ہو جاتا۔ وہ لوگ بھاگتے بھاگتے پہاڑ کے ایک تنگ راستہ میں گھُس گئے۔ حضرت سلمہؓ پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہاں سے پتّھر مارنے لگے، حضرت سلمہؓ اسی طرح برابر ان کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تمام اُونٹنیوں کو چھوڑ گئے۔ حضرت سلمہؓ پھر بھی ان کا پیچھا کرتے رہے اور تیر مارتے رہے۔ مجبوراً ان ڈاکوؤں نے اپنے کو ہلکا کرنے کیلئے تیس چادریں اور تیس نیزے پھینک دئے۔ جو چیز وہ پھینکتے تھے حضرت سلمہؓ اُس پر پتّھر سے ایسا نشان بنا دیتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے صحابہؓ پہچان لیں، بھاگتے بھاگتے وہ ڈاکو ایک تنگ گھاٹی پر پہنچے، فلاں بن بدر فزاری بھی ان کے پاس پہنچ گیا۔ وہ لوگ دوپہر کا کھانا کھانے کیلئے بیٹھ گئے، حضرت سلمہؓ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ فزاری کہنے لگا یہ کون شخص ہے جو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ لوگ کہنے لگے اِس شخص نے ہمیں تنگ کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم، یہ شخص اندھیری رات سے ہمارے ساتھ ہے، برابر تیر مارے جا رہا ہے یہاں تک کہ اس نے جو کچھ ہمارے پاس تھا سب چھین لیا ہے۔ فزاری نے کہا "تم میں سے چار آدمی جا کر اسے قتل کر دیں" یہ سُن کر چار آدمی پہاڑ پر چڑھے اور حضرت سلمہؓ کی طرف بڑھے، جب وہ قریب پہنچے تو حضرت سلمہؓ نے کہا "تم مجھے پہچانتے ہو" اُنہوں نے کہا "نہیں تم کون ہو؟ (ہمیں بتاؤ)" حضرت سلمہؓ نے کہا "میں سلمہؓ بن اکوع ہوں، قَسَم اُس ذات کی جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو بزرگی عطاء فرمائی ہے میں تم میں سے جس کو چاہوں گا مار ڈالوں گا اور تم میں سے کوئی مجھے نہیں مار سکتا"۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا یہ ایسا ہی نظر آتا ہے۔ حضرت سلمہؓ کی بات سُن کر وہ چاروں آدمی لَوٹ گئے۔ حضرت سلمہؓ ابھی وہیں تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوار نظر آئے جو درختوں میں گھُس گئے تھے۔ سب کے آگے حضرت اخرمؓ اسدیؓ، اُن کے پیچھے حضرت ابو قتادہؓ انصاری اور اُن کے پیچھے حضرت مقداد بن اسود کندیؓ تھے۔ حضرت سلمہؓ نے حضرت اخرمؓ سے کہا "اے اخرمؓ تم ان سے احتیاط سے رہنا تاوقتیکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ نہ آجائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو مار ڈالیں"۔ حضرت اخرمؓ کہنے لگے۔ "اے سلمہؓ، اگر تم اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور یقین رکھتے ہو کہ جنّت اور دوزخ حق ہیں تو میری شہادت کے درمیان حائل نہ ہو"۔ حضرت سلمہؓ نے انہیں چھوڑ دیا۔ ان کا مقابلہ عبدالرحمٰن فزاری سے ہوا۔ حضرت اخرمؓ نے اُس کے گھوڑے کو زخمی کر دیا، اُس نے حضرت اخرمؓ کو برچھی مار کر شہید کر دیا اور حضرت اخرمؓ کے گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے شہسوار حضرت ابو قتادہؓ آپہنچے، انہوں نے عبدالرحمٰن کو برچھی مار کر قتل کر دیا (پھر وہ لوگ بھاگے) حضرت سلمہ بن اکوعؓ کہتے ہیں "اُس ذات کی قَسَم جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چہرۂ انور کو بزرگی عطاء فرمائی ہے میں برابر ان کا تعاقب کرتا رہا، میں پیدل اتنا تیز دوڑ رہا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے صحابہؓ میں سے کوئی نہ دکھائی دیا اور نہ ان کا غبار ہی دکھائی دیا۔ بھاگتے بھاگتے وہ ڈاکو آفتاب غروب ہونے سے کچھ پہلے ایک گھاٹی پر پہنچے۔ جہاں پانی کا ایک چشمہ

تھا، اس چشمہ کا نام بھی ذوقَرَد تھا۔ وہ لوگ بہت پیاسے تھے اس لئے پانی پینے کے لئے اس گھاٹی میں اُترے ابھی وہ پانی کا ایک قطرہ بھی پینے نہ پائے تھے کہ اُن کی نظر حضرت سلمہؓ پر پڑی جو ابھی تک اُن کے تعاقب میں چلے آرہے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے اُنہیں وہاں بھی ٹھہرنے نہیں دیا، وہ ایک گھاٹی کی طرف دوڑے۔ حضرت سلمہؓ بھی اُن کے پیچھے دوڑے اور اُن میں سے ایک شخص کے شانہ کی ہڈی پر ایک تیر مارا اور کہا "لے، میں اکوع کا بیٹا ہوں، آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے۔" اُس نے کہا "اس کی ماں اس پر روئے یہ وہی اکوع ہے جو صبح کو میرے ساتھ تھا؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "اے اپنی جان کے دشمن، یہ وہی اکوع ہے جو صبح کو تیرے ساتھ تھا۔" پھر ان لوگوں نے دو گھوڑے ایک گھاٹی پر چھوڑ دئے۔ حضرت سلمہؓ ان دونوں کو ہانکتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف چلے۔ پہلے اُن کی ملاقات حضرت عامرؓ سے ہوئی۔ اُن کے پاس ایک چھاگل میں پانی ملا ہوا دودھ تھا اور ایک چھاگل میں پانی تھا، حضرت سلمہؓ نے وضو کیا اور دودھ پیا، پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت اُس پانی پر تھے جہاں سے انہوں نے لٹیروں کو بھگایا تھا۔ وہ تمام اونٹنیاں، برچھیاں، چادریں اور وہ تمام چیزیں جو حضرت سلمہؓ نے مشرکین سے چھینی تھیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قبضہ میں آچکی تھیں، جو اُونٹ حضرت سلمہؓ نے مشرکین سے چھینے تھے اُن میں سے ایک اونٹ کو حضرت بلالؓ نے نحر کیا اور (جب حضرت سلمہؓ وہاں پہنچے ہیں تو) وہ اُس کی کلیجی اور کوہان رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے بھون رہے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ مجھے لشکر میں سے سَو آدمی چُن لینے کی اجازت دیجئے تاکہ میں ان لٹیروں کا تعاقب کروں اور ان میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑوں کہ جو اپنی قوم کو جاکر خبر دے سکے، وہ لوگ پانی پینا چاہتے تھے، میں نے اُنہیں پانی نہیں پینے دیا، وہ پیاسے ہیں۔" یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہنسے، یہاں تک کہ آگ کی روشنی میں آپؐ کی کچلیاں ظاہر ہوئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے سلمہ، تم اپنی چیزیں لے چکے ہو، اب رہنے بھی دو اور اب تو وہ ارضِ غطفان میں پہنچ چکے ہوں گے۔" اتنے میں ایک غطفانی آیا، اس نے کہا کہ فلاں شخص نے ان لوگوں کے لئے ایک اُونٹ نحر کیا تھا، ابھی وہ کھال ہی اُتارنے پائے تھے کہ انہیں کچھ غبار سا نظر آیا۔ وہ کہنے لگے لوگ آگئے، لہٰذا وہ وہاں سے بھی بھاگ کھڑے ہوئے (یعنی اب ان کا تعاقب مناسب نہیں) جب صبح ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج ہمارے سواروں میں سب سے بہتر ابو قتادہؓ ہیں اور پیادوں میں سب سے بہتر سلمہؓ ہیں۔" پھر جب آپؐ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا تو حضرت سلمہؓ کو دو حصّے دئے، ایک حصّہ سوار کا اور ایک پیادہ کا، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمہؓ کو اپنی اُونٹنی پر جس کا نام عَضبَاء تھا اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ پھر آپ مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک انصاری نے جن سے دَوڑ میں کوئی سبقت نہیں لے جا سکتا تھا کہا "کوئی ہے جو مدینہ تک میرے ساتھ دوڑ لگائے۔" اُنہوں نے ان الفاظ کو بار بار دوہرایا۔ جب حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے اُن کے یہ الفاظ سُنے تو کہنے لگے "تمہیں کسی کی بزرگی کا بھی لحاظ ہے اور کسی بزرگ سے ڈرتے بھی ہو؟" وہ انصاری کہنے لگے "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ کسی اور کی بزرگی کا لحاظ نہیں ہے۔" حضرت سلمہؓ نے عرض کیا، "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں، آپؐ مجھے ان کے ساتھ دوڑ لگانے کی اجازت دیدیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو جاؤ۔" حضرت سلمہؓ نے اُن انصاری سے

کہا "میں آرہا ہوں" یہ کہکر اُنہوں نے اپنا پیر ٹیڑھا کیا اور اُونٹنی پر سے کود پڑے۔ پھر اُنہوں نے دوڑنا شروع کیا، جب ایک دو چڑھائی باقی رہی تو اُنہوں نے دم لیا، پھر اُن کے پیچھے دوڑنے لگے، پھر کچھ دور جاکر دَم لیا۔ اس کے بعد پھر دَوڑے اور ان کو جاکر پکڑ لیا، حضرت سلمہؓ نے اُن کے پاس پہنچکر ان کے شانوں کے درمیان ایک مُکّا مارا اور کہا "اللہ کی قسم اب میں آگے بڑھا"۔ یہ کہکر وہ بھاگے اور ان انصاری سے پہلے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے۔[1]

یہودیوں کی پھر ایک اور شرارت ایک دن حضرت عبداللہ بن سہلؓ اور حضرت مُحَیّصہ بن مسعودؓ بن زید خیبر گئے، اس زمانہ میں خیبر کے یہودیوں سے مُسلمین کی صلح تھی (لیکن صُلح کے باوجود وہ سازشیں و شرارتیں کرتے رہتے تھے) وہ دونوں صحابی خیبر پہنچ کر کسی وجہ سے ایک دوسرے سے علیٰحدہ ہوگئے۔ کچھ دیر بعد حضرت محیّصہؓ حضرت عبداللہ بن سہلؓ کے پاس گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انہیں کسی نے قتل کر دیا ہے اور وہ خون میں لتھڑے ہوئے پڑے ہیں۔ حضرت محیّصہؓ نے اس مقام کے یہودیوں سے کہا تم نے ہمارے ساتھی کو قتل کیا ہے۔ یہودیوں نے کہا نہ ہم نے قتل کیا ہے اور نہ ہمیں قاتل کا علم ہے (اس گفتگو کے بعد) حضرت محیّصہؓ نے حضرت عبداللہ کو دفن کر دیا اور مدینہ منوّرہ واپس چلے آئے۔ مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد وہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن سہلؓ اور حضرت حُوَیّصہ بن مسعودؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے۔ ان تینوں میں حضرت عبدالرحمٰنؓ سب سے چھوٹے تھے، اُنہوں نے گفتگو شروع کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بڑے کو بات کرنے دو" یہ سُن کر حضرت عبدالرحمٰنؓ خاموش ہوگئے۔ پھر حضرت محیّصہؓ اور حویّصہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے گفتگو کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قسم کھا کر اپنے عزیز کے قاتل کو قتل کرنے کا حق ثابت کرو" انہوں نے کہا "ہم کیسے قسم کھا سکتے ہیں۔ نہ ہم وہاں تھے نہ ہم نے اُن کو دیکھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر اپنی برأت کردیں" انہوں نے کہا "ہم کافروں کی قسم پر کیسے اعتبار کر سکتے ہیں"۔ الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن سہلؓ کی دیت ان کو اپنے پاس سے ادا کر دی۔[2]

ایک مجلس میں تین آدمیوں کی آمد ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے اور وعظ و نصیحت میں مشغول تھے، اسی اثناء میں تین آدمی آئے۔ ایک شخص نے کچھ جگہ خالی دیکھی وہاں آکر بیٹھ گیا، دوسرا سب آدمیوں کے پیچھے ہی بیٹھ گیا اور تیسرا چلا گیا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وعظ سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے فرمایا۔ "کیا میں تمہیں تین آدمیوں کا حال نہ بتاؤں، ایک نے اللہ کی طرف جگہ تلاش کی، اللہ نے اُسے جگہ دی، دوسرے نے شرم کی، اللہ نے بھی اُس سے شرم کی۔ تیسرے نے مُنہ موڑا، اللہ نے بھی اس سے مُنہ موڑ لیا۔[3]"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قَرَد عن سلمہؓ۔ صحیح بخاری کتاب المغازی میں بھی یہ واقعہ ہے لیکن بہت مختصر البتہ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ [2] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الموادعۃ والمصالحۃ مع المشرکین عن سہل بن ابی حثمہؓ و کتاب الدّیات باب القسامۃ و صحیح مسلم کتاب القسامۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب الحلق فی المسجد عن ابنِ عمرؓ۔

جنگِ خیبر

اسباب خیبر کے یہودی برابر سرکشی میں مصروف تھے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر جادو کرانا، ایک لڑکی کا سر پتھروں کے درمیان رکھ کر کچل دینا، حضرت عبداللہ بن سہلؓ کا قتل وغیرہ وغیرہ مختلف شرارتیں اُنہوں نے کیں، لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

روانگی سے پہلے جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر جانے کی تیّاری کی تو

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ ؕ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا ؕ بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ ۚ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا ۚ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ {۱۵ و ۱۶ فتح}

وہ لوگ جو (حدیبیہ وغیرہ میں) شریک نہیں ہوئے تھے مالِ غنیمت کے لالچ میں کہنے لگے "ہم بھی ساتھ چلینگے" اللہ نے فرمایا "کیا یہ اللہ کی بات کو بدلنا چاہتے ہیں، اے رسُولؐ آپؐ ان سے کہدیجئے کہ اللہ پہلے ہی فرما چکا ہے "اب تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے"۔ کہنے لگے (اللہ نے تو کیا منع کیا ہوگا) تم حسد کی بناء پر ہمیں لیجانا نہیں چاہتے۔ اللہ نے فرمایا "یہ لوگ بہت ہی ناسمجھ ہیں" (یہ اس حکم کو حسد پر محمول سمجھتے ہیں حالانکہ یہ مصلحت پر مبنی ہے) اے رسُولؐ آپؐ کہدیجئے (تمہاری آزمائش بعد میں ہوجائے گی) تمہیں عنقریب ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لئے بُلایا جائے گا، پھر یا تو وہ اسلام قبول کرلیں گے ورنہ تمہیں ان سے جنگ کرنی ہوگی۔ اگر تم نے اُس وقت اطاعت کی (اور جہاد میں شریک ہوئے) تو اللہ تمہیں اچھا بدلہ دیگا اور اگر پہلے کی طرح پیٹھ پھیروگے تو سخت سزا دیگا۔

خیبر کو روانگی ذوقَرَد سے واپس آنے کے تین دن بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابۂ کرامؓ کے ساتھ رات کے وقت خیبر کو روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ایک آدمی نے حضرت عامر بن اکوعؓ سے کہا اپنے کچھ شعر سُنائیے حضرت عامرؓ سواری پر سے اُترے اور حدی خوانی شروع کردی۔ بطور رَجز[عہ] اُنہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:۔

تَا للّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا — اللہ کی قسم اگر اللہ ہدایت نہ دیتا تو ہمیں ہدایت نہ ملتی
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا — نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے
فَاغْفِرْ فِدَاءٌ لَّكَ مَا اتَّقَيْنَا — تجھ پر ہم فدا ہوجائیں، جب تک ہم تیری اطاعت کریں تو ہمیں معاف کرتا رہ۔
وَنَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا — اور ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں۔
فَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا — جب دشمن سے ہماری مڈبھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدم رکھ۔

عہ ایسے اشعار جو جنگ میں اپنی بہادری جتانے کیلئے پڑھے جاتے ہیں۔

وَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا اور ہم پر تسکین نازل فرما۔
اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَتَيْنَا جب کبھی ہم کو (جنگ کیلئے) آواز دی جاتی ہے ہم جا پہنچتے ہیں۔
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا آواز کے ساتھ ہی لوگ ہم پر بھروسہ کرتے ہیں۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عامرؓ کے اشعار پڑھنے کی آواز سُنی تو فرمایا یہ ہنکانے والا کون ہے؟ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے عرض کیا "یہ عامرؓ ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے فرمایا "اللہ تمہاری مغفرت فرمائے"۔ آپؐ جب کسی کے لئے استغفار کرتے تو وہ ضرور شہید ہو جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے جو اپنے اُونٹ پر چلے جا رہے تھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دُعائیہ کلمات سُنے (تو سمجھ گئے کہ عامرؓ شہید ہو جائیں گے) اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے نبی، آپؐ نے ہمیں عامرؓ سے فائدہ کیوں نہ اُٹھانے دیا[1] (ابھی یہ زندہ رہتے تو ان سے اور فائدہ اُٹھاتے)"۔

خیبر کے راستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کئی جگہ اُترے۔ جہاں کہیں آپؐ اُترتے حضرت انسؓ آپؐ کی خدمت کرتے۔ وہ کہتے ہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکثر یہ دُعا پڑھتے تھے:-

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔
اے اللہ میں رنج و فکر، عجز و تکان، بخل و نامردی قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں[2]۔

مقام صہبا میں ورودِ مسعود جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامِ صہبا میں پہنچے جو خیبر کے قریب واقع ہے تو آپؐ نے کھانا منگوایا۔ ستّو کے علاوہ کھانے کیلئے اور کچھ نہیں تھا۔ وہی آپؐ کو پیش کر دئے گئے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی ستّو گھول کر کھائے اور پیئے۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوئے، آپؐ نے کُلّی کی، صحابہ کرامؓ نے بھی کُلّی کی، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مغرب کی نماز پڑھائی۔

خیبر میں مجاہدین کی آمد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کے وقت ہی خیبر پہنچ گئے۔ آپؐ کی یہ عادت تھی کہ اگر کسی قوم کے پاس آپؐ رات کو پہنچتے تو اُس وقت تک حملہ نہ کرتے جب تک صبح نہ ہو جاتی[3]۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بہت اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھی، پھر آپؐ اپنی سواری پر سوار ہو کر خیبر کی آبادی میں داخل ہوئے آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اللہ اکبر، خیبر برباد ہو گیا۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ فرمایا:-

اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ○
جب ہم کسی قوم کے میدان میں اُتر جاتے ہیں تو ان لوگوں کی صبح بُری ہوتی ہے جن کو ڈرایا جاتا ہے۔

سُورج نکلنے کے وقت تک تمام مسلمین خیبر پہنچ چکے تھے۔ صبح ہوئی تو یہودیوں نے اپنے مویشی باہر نکالے اور درانتیاں، پھاوڑے، ٹوکرے اور درخت پر چڑھنے کی رسّیاں لے کر خود بھی باہر نکلے۔ جب اُنہوں نے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ ذی قَرَد عن سلمہؓ و باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتابُ المغازی و کتابُ الادب کتابُ الدّیات باب اذا قتل نفسہ خطأً فلا دیۃ لہٗ (اس روایت میں حضرت عمرؓ کے نام کی صراحت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ رجزیہ اشعار میں دو ایک لفظوں کا فرق بھی ہے) [2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب من غزا بصبیّ للخدمۃ عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور اسلامی لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے "اللہ کی قسم محمدؐ آگئے اور لشکر بھی ساتھ ہے، اللہ کی قسم محمدؐ آگئے اور لشکر بھی آگیا"۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کا محاصرہ کرلیا[2] (اور جنگ شروع ہوگئی)

حضرت علیؓ کی آمد حضرت علیؓ کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں اس لئے وہ مدینہ میں رہ گئے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روانہ ہوگئے تو انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو جنگ کے لئے جائیں اور میں پیچھے رہ جاؤں (یہ کیسے ہوسکتا ہے) لہٰذا وہ اسی حالت میں مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوگئے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچ گئے[3]

حضرت عامرؓ کی شہادت لڑائی شروع ہوئی تو سب سے پہلے یہودیوں کا سپہ سالار مرحب مندرجہ ذیل رَجز (رزمیہ اشعار) پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ مَرْحَبُ — خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔
شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ — جب لڑائی کی آگ بھڑکنے لگتی ہے تو میں
اِذَا الْحُرُوْبُ اَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ — ہتھیار بند، بہادر اور جنگ آزمودہ ہوتا ہوں۔

حضرت عامرؓ اس کے مقابلہ کے لئے نکلے اور یہ رَجز پڑھا:۔

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ اَنِّیْ عَامِرُ — خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں۔
شَاكِی السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرُ — ہتھیار بند، بہادر اور لڑائیوں میں گھسنے والا۔

مقابلہ شروع ہوا۔ دونوں کی ضربیں ایک دوسرے پر پڑنے لگیں۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ مرحبؔ کی تلوار حضرت عامرؓ کی ڈھال پر پڑی اُنہوں نے نیچے سے اُس کی پنڈلی پر تلوار ماری، مگر اُن کی تلوار چھوٹی تھی وہ لَوٹ کر خود اُن ہی کے لگ گئی اور اس سے اُن کی شہ رگ کٹ گئی اور بالآخر اُسی زخم سے اُن کی وفات ہوگئی[4]

حضرت سلمہ بن اکوعؓ مقابلہ پر پھر حضرت سلمہ بن اکوعؓ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اُنہوں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے سُنا کہ "عامرؓ کا عمل رائیگاں ہوگیا کیونکہ اُنہوں نے خودکُشی کرلی"۔ حضرت عامرؓ حضرت سلمہؓ کے بھائی تھے، لہٰذا حضرت سلمہؓ کو اُن لوگوں کی اس بات سے بہت صدمہ پہنچا۔ وہ روتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئے اور آپؐ کے پاس جاکر خاموش کھڑے ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے ماں باپ آپؐ پر سے قربان، لوگ کہتے ہیں کہ عامرؓ کے سب عمل برباد ہوگئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کون کہتا ہے؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "فلاں شخص، فلاں شخص اور اسید بن حضیرؓ انصاری" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو ایسا کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے"۔ پھر آپؐ نے اپنی دونوں اُنگلیوں کو جمع کرکے فرمایا "اُن کے لئے دوہرا ثواب ہے، وہ طاعتِ الٰہی میں کوشش کرنے والے اور مجاہد تھے، ان جیسے عرب کم ہی زمین پر چلے ہوں گے[5]"

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن انسؓ و کتاب النکاح باب فضیلۃ عتاقۃ امۃ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب التکبیر عند الحرب کتاب المغازی نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ما قیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قَرَد وغیرھا عن سلمہ بن اکوعؓ۔ و صحیح بخاری کتاب المغازی نحوہٗ (صحیح بخاری میں رَجزیہ اشعار نہیں ہیں) [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ ذی قَرَد عن سلمہؓ و باب غزوۃ خیبر و صحیح بخاری کتاب المغازی۔

حضرت ابوہُریرہؓ کی آمد | اسی زمانہ میں حضرت ابوہُریرہؓ اسلام قبول کرنے کے ارادہ سے اپنے وطن سے روانہ ہوئے، اُن کا غلام بھی اُن کے ہمراہ تھا۔ اثناءِ راہ میں ان کا غلام اُن سے علیٰحدہ ہوگیا۔ حضرت ابوہُریرہؓ برابر چلتے رہے راستہ میں وہ یہ شعر پڑھتے جارہے تھے:۔

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا — اس رات کی درازی اور تکلیف کی شکایت (تو ضرور کرتا
عَلٰى اِنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ — ہوں) مگر (وہ رات بڑی مبارک رات ہے کہ) اس
رات نے کُفر کے شہر سے مجھے نجات دی۔

حضرت ابوہُریرہؓ سیدھے خیبر پہنچے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر بیعت کی۔ ابھی وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت ہی میں تھے کہ ان کا غلام دکھائی دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوہُریرہؓ یہ تمہارا غلام آگیا"۔ حضرت ابوہُریرہؓ کہنے لگے "میں آپؐ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا"۔[1]

دوزخ میں جانے والا مجاہد | جنگ جاری تھی۔ ایک مجاہد کے متعلّق رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ دوزخی ہے"۔ وہ شخص بہت جانفشانی کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر اُسے ایک زخم لگا (زخم اتنا شدید تھا کہ لوگ سمجھے اس کی وفات ہوگئی) انہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُول! جس شخص کے متعلّق آپؐ نے فرمایا تھا کہ دوزخی ہے اُس نے تو بڑی شدّت کے ساتھ جنگ کی اور بالآخر وہ شہید ہوگیا (کیا ایسی حالت میں بھی وہ دوزخی ہے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ دوزخ میں گیا" لوگوں کو اِس بات پر بڑی تشویش ہوئی اسی اثناء میں کسی نے کہا وہ مَرا نہیں ہے بلکہ اسے شدید زخم پہنچا ہے۔ جب رات ہوئی تو وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کرسکا اور اپنے ترکش سے تیر نکال کر اُس سے خودکُشی کرلی۔ لوگ جلدی سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں آئے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ نے آپؐ کی بات کو سچّا کر دیا، اُس شخص نے اپنے کو نحر کرکے خودکشی کرلی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اکبر، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُولؐ ہوں"۔ پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ جنّت میں کوئی نہیں جائے گا سوائے مسلم کے اور بے شک اللہ اپنے دین کی مدد تو فاجر آدمی سے بھی لے لیتا ہے[2] (یہ ضروری نہیں کہ دین کی خدمت کرنے والا مسلم ہی ہو)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ اور چربی | خیبر کا محاصرہ ابھی جاری ہی تھا کہ قلعہ میں سے ایک شخص نے چربی کی ایک تھیلی باہر پھینکی۔ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ اُسے لینے کے لئے دوڑے۔ اتنے میں اُنہوں نے مُڑکر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں کھڑے ہیں۔ آپؐ کو دیکھ کر انہیں شرم آگئی[3] (اور چربی کی تھیلی اُٹھانے کا ارادہ ترک کر دیا)

حضرت خفاف بن ایماءِ الغفاریؓ کی جانبازی | حضرت خفاف بن ایماءؓ اپنے لڑکے کے ساتھ کئی دن تک

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الرھن فی الحضر، کتابُ العتق وفضلہ باب اذا قال لعبدہ ..... عن ابی ہُریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب انّ اللہ لیؤید الدّین بالرجل الفاجر عن ابی ہُریرۃؓ وکتابُ المغازی باب غروۃ خیبر وکتابُ القدر وصحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسہ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مایصیب من الطعام فی ارض الحرب وکتابُ الذبائح والصّید باب ذبائح اہل الکتاب وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب اخذ الطّعام من ارض العدوّ

ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔[1]

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا زخم | حضرت عامرؓ کی شہادت کے بعد جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے۔ لڑتے لڑتے حضرت سلمہؓ کی پنڈلی پر ایک زخم لگا۔ زخم بہت خطرناک تھا۔ لوگ سمجھے سلمہؓ بچ نہیں سکتے حضرت سلمہؓ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، آپؐ نے تین دفعہ اُس پر دَم کیا۔ زخم اچھا ہو گیا۔ اور پھر کبھی اُس میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔[2]

حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا | لڑائی کئی دن جاری رہی۔ فتح سے ایک دن پہلے شام کے وقت رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دونگا جس سے اللہ اور اُس کا رسولؐ محبّت کرتے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے۔ اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔" لوگوں نے پوری رات اسی خیال میں گذاری کہ دیکھیں جھنڈا کِس کو ملتا ہے۔ صبح وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص کو یہ اُمّید تھی کہ جھنڈا اُسے ملیگا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔[3] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو حضرت علیؓ کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت سلمہؓ حضرت علیؓ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لائے۔[4] رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن لگایا اور صحت کے لئے دُعا کی (آپؐ کی دُعا کی برکت سے) وہ اُسی وقت تندرست ہو گئے (ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا اُنہیں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔[5]

حضرت علیؓ نے عرض کیا "کیا میں اُن سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری مثل (مُسلم) نہ ہو جائیں؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم جاؤ، ان کے میدان میں اُترو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم تمہارے ہاتھ پر اگر اللہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔"[6]

حضرت علیؓ مرحب کے مقابلہ پر | جھنڈا لیکر حضرت علیؓ میدانِ جنگ میں آئے۔ مرحب وہی رَجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا جو اُس نے حضرت عامرؓ کے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:-

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ	میں جنگل کے اُس شیر کی طرح ہوں جو بہت
اُوْفِیْهِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ	ہی خوفناک صورت ہوتا ہے میں لوگوں کو ایک
	صَاع کے بدلہ اُس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ و باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و فضائلِ علیؓ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل و کتاب المغازی عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المناقب باب مناقبِ علیؓ و کتاب المغازی۔

ایک قلعہ کا محاصرہ کئے رہے یہاں تک کہ اُسے فتح کر کے ہی چھوڑا۔[1]

حضرت سلمہ بن اکوعؓ کا زخم | حضرت عامرؓ کی شہادت کے بعد جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے حضرت سلمہؓ مقابلہ کے لئے نکل آئے تھے۔ لڑتے لڑتے حضرت سلمہؓ کی پنڈلی پر ایک زخم لگا۔ زخم بہت خطرناک تھا۔ لوگ سمجھے سلمہؓ بچ نہیں سکتے۔ حضرت سلمہؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے، آپؐ نے تین دفعہ اُس پر دَم کیا۔ زخم اچھا ہو گیا۔ اور پھر کبھی اُس میں کوئی شکایت نہیں ہوئی۔[2]

حضرت علیؓ کے ہاتھ میں جھنڈا | لڑائی کئی دن جاری رہی۔ فتح سے ایک دن پہلے شام کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل میں جھنڈا اُس شخص کو دونگا جس سے اللہ اور اُس کا رسولؐ محبّت کرتے ہیں اور جو اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہے۔ اللہ اُس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا۔" لوگوں نے پوری رات اسی خیال میں گذاری کہ دیکھیں جھنڈا کِس کو ملتا ہے۔ صبح وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر شخص کو یہ اُمّید تھی کہ جھنڈا اُسے ملیگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علیؓ کہاں ہیں؟" لوگوں نے کہا اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔[3] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت سلمہ بن اکوعؓ کو حضرت علیؓ کے لانے کے لئے روانہ کیا۔ حضرت سلمہؓ حضرت علیؓ کو پکڑ کر اپنے ساتھ لائے۔[4] رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کی آنکھوں میں اپنا لُعابِ دہن لگایا اور صحت کے لئے دُعا کی (آپؐ کی دُعا کی برکت سے) وہ اُسی وقت تندرست ہو گئے (ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا اُنہیں کبھی کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جھنڈا اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔[5]

حضرت علیؓ نے عرض کیا "کیا میں اُن سے اُس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ ہماری مثل (مُسلم) نہ ہو جائیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جاؤ، ان کے میدان میں اُترو، پھر انہیں اسلام کی دعوت دو اور فرائض کی تعلیم دو۔ اللہ کی قسم تمہارے ہاتھ پر اگر اللہ ایک شخص کو بھی ہدایت دیدے تو وہ تمہارے لئے سُرخ اُونٹوں سے بہتر ہے۔"[6]

حضرت علیؓ مرحب کے مقابلہ پر | جھنڈا لیکر حضرت علیؓ میدانِ جنگ میں آئے۔ مرحب وہی رَجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا جو اُس نے حضرت عامرؓ کے مقابلہ کے وقت پڑھا تھا۔ حضرت علیؓ نے اس کے جواب میں یہ رجز پڑھا:-

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہْ	میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا۔
کَلَیْثِ غَابَاتٍ کَرِیْہِ الْمَنْظَرَہْ	میں جنگل کے اُس شیر کی طرح ہوں جو بہت
اُوْفِیْهِمْ بِالصَّاعِ کَیْلَ السَّنْدَرَہْ	ہی خوفناک صورت ہوتا ہے میں لوگوں کو ایک
	صَاع کے بدلہ اُس سے بڑا پیمانہ دیتا ہوں

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیۃ عن عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب ماقیل فی لواء النبیؐ عن سلمہؓ و باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ ذی قرد عن سلمہؓ و فضائلِ علیؓ و صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل و کتاب المغازی عن سہلؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب فضل من اسلم علی یدیہ رجل عن سہلؓ و کتاب المناقب باب مناقبِ علیؓ و کتاب المغازی۔

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ {جمعہ ۵ تا ۸}

بھی اللہ کی آیات واحکام کی تکذیب کرتے ہیں اُن کی مثال بُری ہی ہوتی ہے، اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت پر نہیں چلاتا (ہدایت پر وہ چلتے ہیں جو ظالم و ناانصاف نہ ہوں اور اے رسُولؐ اُن کا یہ زعم ہے کہ وہ جنّت میں جائیں گے) آپؐ ان سے کہئے کہ اگر واقعی تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تم ہی اللہ کے محبوب ہو تو اگر تم سچّے ہو تو آؤ موت پر مُباہلہ کرلو، لیکن یہ لوگ ہرگز موت پر مُباہلہ نہیں کرسکتے اور اسکی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ان کے اعمال اس قابل نہیں ہیں، اللہ ان ظالموں سے خوب واقف ہے (اے رسُولؐ) آپؐ کہدیجئے کہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو وہ تم کو آکر رہیگی پھر تم عالِمُ الغیبِ والشّہادہ کے سامنے پیش کئے جاؤگے، پھر وہ تمہیں بتائیگا کہ تم کیا کیا کرتے رہے تھے۔

نکاحِ متعہ[1] کی حُرمت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اسی زمانہ میں متعہ کو حرام قرار دیا[2]۔

شہری گدھے کی حُرمت جس دن خیبر فتح ہوا اُس دن مسلمین کو شدّت کی بھوک لگی ہوئی تھی۔ شام کے وقت مُسلمین نے جگہ جگہ آگ روشن کی اور گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے آگ پر رکھ دیا۔ ایک شخص نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ گدھے کھالئے گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے (وہ چلا گیا کچھ دیر بعد) وہ پھر آیا اور کہا گدھے کھالئے گئے۔ اس مرتبہ بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش رہے (وہ شخص چلا گیا کچھ دیر بعد) پھر آیا اور اُس نے تیسری مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے آکر کہا کہ گدھے ختم ہوگئے۔ یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز کے نیچے تم لوگ آگ جلا رہے ہو؟" صحابہؓ نے کہا "گوشت کے نیچے (آگ جلا رہے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کس جانور کا گوشت ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "شہری گدھوں کا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے پھینکدو اور ہانڈیوں کو توڑدو"۔ ایک شخص نے عرض کیا "گوشت کو پھینک کر ہانڈیوں کو دھوڈالیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا کرلو" پھر آپؐ نے منادی کرائی کہ اللہ اور اُس کا رسُولؐ تمہیں شہری گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں کیونکہ وہ (گوشت) ناپاک[3] ہے۔

مالِ غنیمت اور خیبر کی تقسیم جب خیبر فتح ہوا تو مالِ غنیمت میں یہ چیزیں حاصِل ہوئیں: گائے، اُونٹ اسباب اور باغات۔ ابھی تقسیم شروع نہیں ہوئی تھی کہ حضرت جعفر بن ابی طالبؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ اور دوسرے مسلمین جو اَب تک حبشہ میں تھے مدینہ منوّرہ پہنچے۔

جب تقسیم شروع ہوئی تو حضرت ابوہُریرہؓ نے کہا مجھے بھی حصّہ دیجئے۔ سعید بن عاص کے بیٹے نے (مذاقاً) کہا "یارسُولَ اللہ انہیں کچھ نہ دیجئے"۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بھی (مذاقاً) جواب دیا "یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے ابنِ قوقلؓ

---

[1] متعہ میعادی نکاح کو کہتے تھے۔ میعاد ختم ہونے کے بعد نکاح ختم ہوجاتا تھا۔ [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب نہی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن نکاح المتعۃ عن علیؓ۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ وکتابُ الصّید وصحیح بخاری کتابُ المظالم باب ھل تکسر الدِّنان وکتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن انسؓ۔

کو قتل کیا تھا۔" اُنہوں نے کہا "ضان نامی پہاڑی سے ایک بِلّا (ابوہُریرہؓ یعنی بلّی کا باپ یا بلّی والا) اُتر کر آیا ہے اور ایک مسلم کے قتل پر مجھے طعنہ دیتا ہے جس کو میرے ہاتھ سے اللہ نے (شہادت کی) فضیلت عطا فرمائی اور اس کے ہاتھوں سے مجھے (بحالتِ کفر قتل کرا کے) ذلیل نہیں کیا[1]۔"

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کو مسلمین میں تقسیم کر دیا[2]۔ اور صرف اُن لوگوں کو حصّہ دیا جو جنگ میں شریک تھے (جو لوگ جنگ میں شریک نہیں تھے اُن میں سے کسی کو حصّہ نہیں دیا) سوائے اُن کشتی والوں کے جو حضرت جعفرؓ کے ساتھ (حبشہ سے) آئے تھے[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے گھوڑے کو دو حصّے دئے اور پیدل کو ایک حصّہ، یعنی سوار کو تین حصّے دئے ایک اُس کا اور دو گھوڑے کے۔ خیبر کے خُمس میں سے جو مال باقی بچا اُس میں سے آپؐ اپنی ازواجِ مطہّراتؓ کو بیس وسق جَو اور اَسّی وسق کھجور سالانہ دیدیا کرتے تھے اور باقی کو خیرات کر دیا کرتے تھے۔ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے فرمایا اب ہم پیٹ بھر کر کھجور کھا سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "ہم نے پیٹ بھر کر (کھانا) نہیں کھایا جب تک خیبر فتح نہ ہوا[4]۔"

قیدی عورتوں میں حضرت صفیہؓ بھی شامل تھیں۔ وہ ابھی نئی دلہن ہی تھیں کہ اُن کا شوہر جنگ میں مارا گیا، لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے اُن کی خوبصورتی کا ذکر کیا (آپؐ نے کوئی توجّہ نہ فرمائی) اسی اثناء میں حضرت دحیہؓ نے عرض کیا "مجھے ایک لونڈی دیدیجئے" آپؐ نے فرمایا "ایک لونڈی لے لو" اُنہوں نے حضرت صفیہؓ کو لے لیا۔ پھر ایک شخص آپؐ کے پاس آیا اور کہنے لگا "آپؐ نے قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی دحیہؓ کو دیدی، وہ سوائے آپؐ کے اور کسی کیلئے مناسب نہیں۔" آپؐ نے (لوگوں کا نفسیاتی جائزہ لیتے ہوئے) فرمایا "اُن کو مع اُس لڑکی کے بلاؤ۔" وہ آئے تو آپؐ نے حضرت صفیہؓ کو دیکھا اور حضرت دحیہؓ سے فرمایا اے دحیہ دوسری لونڈی لے لو، پھر آپؐ نے (ان کی دلجوئی کی خاطر) سات لونڈیوں کے بدلہ میں اُن سے حضرت صفیہؓ کو خرید لیا اور اپنے لئے منتخب فرمالیا[5] (نوٹ:۔ حضرت صفیہؓ کو آپؐ نے اُن کی خوبصورتی کی وجہ سے منتخب نہیں کیا بلکہ مشورہ اور لوگوں کے نفسیاتی جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے منتخب فرمایا)

یہودیوں سے معاہدہ | فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہودیوں کو جلاء وطن کرنے کا ارادہ کیا۔ یہودیوں نے عرض کیا "ہمیں رہنے دیجئے، ہم کھیتوں میں اور باغوں میں کام کریں گے اور نصف پیداوار آپؐ کو پیش کر دیا کریں گے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا، لیکن جب تک ہم چاہیں گے تمہیں (اس شرط اور اس مقام پر) برقرار رکھیں گے[6]۔"

خیبر سے واپسی | (تمام ضروری انتظامات کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت صفیہؓ کے ہمراہ خیبر سے مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپؐ کو کچھ رَجز سناؤں" رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الکافر یقتل المسلم ثم یسلم عن ابی ہُریرہؓ وکتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی ہُریرۃؓ وکتاب فرض الخمس من الدلیل علےٰ۔۔۔ عن ابی موسیٰؓ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الغنیمۃ لمن شہد الوقعۃ عن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من الدلیل علےٰ ان الخمس لنوائب المسلمین عن ابی موسیٰؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر وصحیح مسلم کتابُ البیوع (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[5] صحیح بخاری کتاب النکاح والمغازی والبیوع وصحیح مسلم کتابُ النکاح عن انسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [6] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماکان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعطی المؤلفۃ قلوبہم عن ابن عمرؓ وکتابُ المغازی وصحیح مسلم باب المساقات والمعاملات بجزءٍ من الثمر۔

صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں رَجز سُنانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے کہا "جو کچھ سُناؤ سوچ سمجھ کر سُنانا"۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے یہ رَجز پڑھا:۔

وَاللّٰہِ لَوْلَا اللّٰہُ مَا اھْتَدَیْنَا	اللہ کی قسم اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی تو ہمیں راہِ راست
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا	نہ ملتی۔ نہ ہم صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے سچ کہا"۔

پھر حضرت سلمہؓ نے پڑھا:۔

وَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا	(اے اللہ) ہم پر تسکین نازل فرما۔
وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا	(کُفّار سے) مقابلہ کے وقت ہمیں ثابت قدم رکھ
وَ الْمُشْرِکُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَیْنَا	بے شک مُشرکین نے ہم پر زیادتی کی ہے۔

رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ اشعار کس کے ہیں؟" حضرت سلمہؓ نے کہا "میرے بھائی (عامرؓ) کے"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ ان پر رحم فرمائے" حضرت سلمہؓ نے عرض کیا "لوگ تو اُن کے لئے دُعاء کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنے ہتھیار سے مرے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ غلط کہتے ہیں۔ وہ جاہد اور مجاہد مَرے ہیں (یعنی وہ اس حالت میں مَرے ہیں کہ اللہ کی راہ میں کوشش کرتے تھے اور جہاد کرتے تھے)" پھر آپؐ نے دونوں اُنگلیوں کو ملا کر فرمایا "ان کیلئے دوگنا ثواب ہے۔ اس قتل سے اور کونسا قتل زیادہ باعثِ ثواب ہو سکتا ہے[1]؟"۔

نمازِ فجر کا فوت ہو جانا سفر جاری تھا۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مع صحابۂ کرامؓ چلے جا رہے تھے۔ سفر رات کو بھی جاری رہا۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "کاش آپؐ ہمیں کچھ دیر سونے کا موقع دیں"۔ اگرچہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو بھی اُونگھ آ رہی تھی (لیکن آپؐ نے سونے کو مناسب نہ سمجھا) آپؐ نے فرمایا "مجھے ڈر ہے کہ کہیں سوتے میں نماز نہ نکل جائے"۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا "میں جگا دونگا" یہ سُنکر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایک جگہ پر قیام فرمایا، آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا "تم پہرہ دو" پھر رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ سو گئے۔ حضرت بلالؓ نماز پڑھتے رہے۔ جب فجر قریب ہوئی تو وہ اپنی سواری پر تکیہ لگا کر مشرق کی طرف مُنہ کر کے بیٹھ گئے۔ (بیٹھے بیٹھے) اُن پر بھی نیند غالب ہو گئی اور اُن کی آنکھ لگ گئی (صبح کی نماز کا وقت نکل گیا) جب دھوپ نکلی تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھ کھُلی۔ آپؐ بہت گھبرائے۔ آپؐ نے فرمایا "اے بلال، تمہارا وہ کہنا کہاں گیا؟" حضرت بلالؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں جس چیز نے آپؐ کو روک لیا تھا اُسی نے مجھے بھی روک لیا، ایسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے تمہاری روحوں کو جب تک چاہا روکے رکھا اور جب چاہا واپس کر دیا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "یہاں سے کوچ کرو، یہاں شیطان آ گیا تھا"۔ (لوگ روانہ ہوئے) تھوڑی دور جا کر جب آفتاب بلند اور صاف ہو گیا (رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ٹھہر گئے) آپؐ نے اذان کا حکم دیا۔ پھر وضو کیا، پھر دو رکعتیں پڑھیں،

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ خیبر عن سلمہؓ و صحیح بخاری کتاب الدیات باب اذا قتل نفسہ خطأً (صحیح بخاری میں رَجزیہ اشعار سُنانے کا واقعہ نہیں ہے۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

پھر آپؐ نے حضرت بلالؓ کو اقامت کہنے کا حکم دیا، اُنہوں نے اقامت کہی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا "جو شخص نماز پڑھنی بھول جائے اُسے چاہیئے کہ یاد آتے ہی اُسے پڑھ لے کیونکہ اللہ فرماتا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ میرے ذکر کیلئے نماز قائم کرو[1]"۔

شرابی کو سزا ایک شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس نشہ کی حالت میں لایا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے مارنے کا حکم دیا (حکم کی تعمیل میں) بعض نے اُسے اپنے ہاتھ سے مارا، بعض نے اپنی جوتی سے مارا اور بعض نے اپنے کپڑے سے مارا۔ سزا کے بعد جب وہ واپس ہوا تو ایک شخص نے کہا "اس کو کیا ہو گیا، اللہ اسے رسوا کرے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے یہ الفاظ سُنے تو فرمایا کہ "اپنے بھائی پر شیطان کی مدد نہ کرو[2]"۔

(اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شراب پینے کی ابھی تک کوئی باقاعدہ سزا مقرر نہیں ہوئی تھی)

حضرت صفیہؓ سے نکاح جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام سُدّ الصَّہبا پہنچے تو حضرت صفیہؓ پاک ہو چکی تھیں۔ حضرت اُمِّ سُلیمؓ نے اُنہیں دُلہن بنایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا اور اُن کی آزادی کو اُن کا مہر قرار دیا (دوسرے دن) صبح کو آپؐ نے ولیمہ کیا، آپؐ نے فرمایا "جو چیز جس کے پاس ہو لے آؤ"۔ پھر گڑھا کر کے چمڑے کا ایک دسترخوان بچھایا گیا۔ کوئی کچھ لایا اور کوئی کچھ۔ اس طرح دسترخوان پر کھجور، پنیر اور گھی جمع کر دیا گیا اور پھر ان چیزوں کا مالیدہ تیار کیا گیا (مالیدہ تیار ہو گیا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت انسؓ سے فرمایا "جو لوگ تمہارے اِرد گرد ہیں سب کو بُلا لاؤ" (وہ سب لوگوں کو بُلا کر لائے) سب نے سیر ہو کر کھانا کھایا۔ تین دن وہاں قیام فرمانے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت صفیہؓ کو آپؐ نے اپنی عباء اُڑھا دی، اُونٹنی پر ان کے بیٹھنے کیلئے جگہ بنائی اور پردہ تان دیا۔ جب حضرت صفیہؓ اُونٹنی پر سوار ہوتیں تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے، اپنا گھٹنا رکھ دیتے حضرت صفیہؓ اپنا پیر آپؐ کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہو جاتیں۔ مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچ کر آپؐ نے اپنی اُونٹنی عضباء کو تیزی کے ساتھ دوڑایا۔ تمام صحابہؓ نے بھی اپنی سواریوں کو دوڑایا۔ اتّفاقاً آپؐ کی اُونٹنی نے ٹھوکر کھائی اور آپؐ اور حضرت صفیہؓ اس پر سے گر پڑے۔ حضرت ابو طلحہؓ فوراً اپنی سواری پر سے اُترے اور کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ مجھے آپؐ پر سے قربان کرے، چوٹ تو نہیں آئی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، خاتون کو سنبھالو"۔ حضرت ابو طلحہؓ اپنے مُنہ پر کپڑا ڈال کر حضرت صفیہؓ کی طرف گئے اور وہ کپڑا اُن پر ڈال دیا۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی جلدی سے کھڑے ہو گئے اور حضرت صفیہؓ پر پردہ تان دیا۔ جب آپؐ پالان ٹھیک کر کے اُونٹنی پر سوار ہو گئے تو صحابہ کرامؓ آپؐ کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ اس سے پہلے صحابہ کرامؓ نے ادباً آپؐ کی اور حضرت صفیہؓ کی طرف نظر نہیں کی۔ پھر آپؐ ان کے ساتھ آگے روانہ ہوئے[3]

راستہ میں تکبیر و تہلیل اثنائے راہ میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک وادی میں سے گذرے تو لوگوں نے چیخ چیخ کر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الّا اللہ کہنا شروع کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "اپنی جانوں پر رحم کرو، تم نہ کسی بہرے کو پکار رہے ہو نہ کسی غائب کو، تم سُننے والے کو پکار رہے ہو جو تمہارے قریب ہے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب قضاء الصّلوٰۃ الفائتۃ عن ابی ہُریرۃؓ و صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ بابُ الاذان بعد ذہاب الوقت عن ابی قتادۃؓ۔
[2] صحیح بخاری کتابُ الحدود باب مایکرہ من لعن شارب الخمر عن ابی ہُریرۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب من غزا بصبیّ للخدمۃ و باب مایقول اذا رجع و کتابُ الصّلوٰۃ باب مایذکر فی الفخذ و باب التکبیر عند الاغارۃ و کتابُ المغازی و النکاح و البیوع و صحیح مسلم کتابُ النّکاح (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت ابو طلحہؓ کی بات چیت وغیرہ صحیح مسلم میں نہیں ہے)

اور تمہارے ساتھ ہے۔" حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھے وہ لاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا "اے عبداللہ بن قیس!" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں حاضر ہوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تمہیں ایسا کلمہ نہ بتاؤں جو جنّت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔" انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسول، کیوں نہیں۔ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں (ضرور) بتائیے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لاحول ولا قوۃ الا باللہ[1] (وہ خزانہ ہے)"

خائن شہید دوزخ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ قریٰ پہنچے تو آپؐ کے غلام مِدعَم کے جس کو بنو ضباب نامی قبیلہ کے ایک شخص رفاعہ بن زید نے آپؐ کو تحفۃً دیا تھا ایسی حالت میں کہ وہ آپؐ کی سواری کی کاٹھی ٹھیک کر رہا تھا ایک تیر لگا جس کا چلانے والا معلوم نہ ہو سکا۔ اس تیر سے اس کی موت واقع ہو گئی، لوگوں نے کہا "اس کو شہادت مبارک ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں، وہ چادر جو خیبر کے مالِ غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے اس نے چرا لی تھی وہ اس پر آگ کو مشتعل کر رہی ہے۔" یہ سن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے کر آیا اور کہا "یہ چیز مجھے ملی تھی (اور تقسیم سے پہلے میں نے لے لی تھی)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ آگ کے ایک یا دو تسمے تھے[2]۔"

مدینہ منوّرہ کے قریب تشریف آوری راستہ میں صحابۂ کرامؓ کا گذر لہسن و پیاز کے ایک کھیت سے ہوا صحابۂ کرامؓ بھوکے تھے لہٰذا بہت سے لوگوں نے لہسن اور پیاز کھائی[3]۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے اُحد پہاڑ کی طرف دیکھ کر فرمایا "یہ پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں۔" پھر آپؐ نے مدینہ منوّرہ کی طرف نظر کی اور فرمایا "اے اللہ (تو گواہ رہ، تیرے حکم سے) میں اسکے دونوں سنگستانوں کے درمیانی علاقہ کو حرم قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکّہ کو حرم قرار دیا تھا، اے اللہ، مدینہ والوں کے لئے اُن کے مُدّ اور صاع میں برکت عطا فرما[4]۔" پھر آپؐ نے یہ کلمات پڑھے "آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (ہم پھر واپس آنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے ربّ کی تعریف کرنے والے ہیں) پھر یہ کلمات آپؐ برابر پڑھتے رہے یہاں تک کہ مدینہ منوّرہ میں داخل ہو گئے[5]۔

لہسن کھا کر مسجد جانے کی ممانعت اوپر لکھا گیا ہے کہ بعض لوگوں نے راستہ میں لہسن و پیاز کھا لی تھی۔ جب یہ لوگ مسجد پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبو آئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کھانے والوں کو آگے بُلا لیا اور کھانے والوں کو پیچھے کر دیا۔ پھر فرمایا "جو شخص بھی اس بدبودار درخت میں سے کچھ کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب بھی نہ آئے جب تک بدبو نہ چلی جائے، ہمیں بدبو سے اذیّت نہ پہنچائے۔" لوگوں نے کہا "لہسن پیاز حرام ہو گئی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنے کا مجھے اختیار نہیں ہے۔ البتّہ میں اس کی بدبو کو ناپسند کرتا ہوں[6]۔"

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی موسیٰ و صحیح مسلم باب استحباب خفض الصوت بالذکر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر عن ابی ہریرہؓ و کتاب الایمان والنذور و صحیح مسلم کتاب الایمان باب غلظ تحریم الغلول۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن ابن عمرؓ و ابی سعیدؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من غزا بصبیّ للخدمۃ و کتاب الصلوٰۃ باب التکبیر عند الاغارۃ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مایقول اذا رجع من الغزو عن انسؓ۔ [6] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ عن ابن عمرؓ و ابی سعیدؓ۔

خوش خبری مدینہ منوّرہ پہنچنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے خوش خبری سُنائی۔ فرمایا:۔

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝ وَّاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ۝ وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ ۠ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۝ {۲۰ تا ۲۳ فتح}

اللہ نے بہت سی غنیمتوں کا تم سے وعدہ کیا تھا کہ تم انہیں حاصل کرو گے تو یہ غنیمت (خیبر) تو اُس نے جلدی ہی عنایت فرمادی اور دشمنوں کے ہاتھ تم سے روک دئے (وہ تم کو نقصان نہ پہنچا سکے) اللہ نے اس فتح کو مؤمنین کیلئے نشانی بنادیا تاکہ (اے مؤمنو) وہ تم کو سیدھے راستہ پر چلاتا رہے اور اس کے علاوہ اور بھی غنیمتیں ہیں (جو تمہیں ملیں گی) ان پر تم قدرت نہیں رکھتے لیکن اللہ نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور (اے مؤمنو، حدیبیہ کے موقع پر بھی اللہ نے دُشمنوں کے ہاتھ تم سے روک لئے، وہ تم سے نہ لڑ سکے) اگر لڑتے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتے، پھر نہ کوئی دوست اُنہیں ملتا نہ مددگار۔ اللہ کی یہی سُنّت ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے اور (اے رسولؐ) آپ اللہ کی سُنّت میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

متفرّق واقعات

رضاعی چچا سے پردہ نہیں ایک دن آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو حضرت حفصہؓ کے گھر پر ایک آدمی کے اجازت مانگنے کی آواز آئی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ شخص آپؐ کے گھر میں جانے کی اجازت مانگ رہا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرا خیال ہے کہ یہ حفصہؓ کا رضاعی چچا ہے"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کیا کہ اگر فلاں شخص جو میرا رضاعی چچا تھا زندہ ہوتا تو کیا وہ میرے پاس آسکتا تھا؟ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، رضاعت سے وہی حُرمت ہوتی ہے جو ولادت سے ہوتی ہے"[1]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے علم میں یہی تھا کہ بس ان کا ایک ہی رضاعی چچا تھا وہ مرگیا حالانکہ اُن کا ایک رضاعی چچا اور تھا جس کا نام افلح تھا اتفاق سے ایک دن افلح آیا اور اُس نے حضرت عائشہ صدّیقہؓ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا، اُس نے کہا "آپ مجھ سے پردہ کرتی ہیں حالانکہ میں آپ کا چچا ہوں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "یہ کیسے؟" اُس نے کہا میرے بھائی کی بیوی نے آپ کو دودھ پلایا تھا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ (کو یقین نہ آیا لہٰذا اُنہوں) نے اندر آنے کی اجازت نہیں دی۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو اُنہوں نے آپؐ سے ذکر کیا، آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو اجازت دیدو۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے (مزید وضاحت کے لئے) پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، مجھے تو مرد نے دودھ نہیں پلایا، دودھ تو اُس کی بیوی نے پلایا تھا"، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہیں اجازت دو، تمہارا

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب اُمّھاتکم التی ارضعنکم عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب الرضاع۔

ہاتھ خاک آلودہ[1] ہو وہ تمہارے چچا ہیں۔"[2]

جنگ کا ایک واقعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کسی جنگ میں تھے کہ یکایک آپؐ کی اُنگلی میں ایک پتّھر آکر لگا اور اُنگلی سے خون بہنے لگا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:-

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ — تو ایک اُنگلی ہی تو ہے جو خون آلودہ ہوئی ہے۔
وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَا لَقِيْتِ — جو تکلیف تجھے پہنچی ہے وہ اللہ کے راستہ میں پہنچی ہے[3]

لشکروں کی روانگی اور سپہ سالاروں کو ہدایت کافروں کی سرکوبی کیلئے مختلف مقامات کی طرف اسلامی لشکر روانہ کئے جارہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب کسی شخص کو امیرِ لشکر مقرر فرماتے تو اُسے خاص طور پر اللہ سے ڈرنے کا حکم دیتے، پھر آپؐ فرماتے "مجاہدین کے ساتھ بھلائی کرنا، اللہ کا نام لے کر اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، جو اللہ کا مُنکر ہے اُس سے لڑنا، خیانت نہ کرنا، کسی کے ناک کان نہ کاٹنا، کسی بچّہ کو قتل نہ کرنا۔ جب مُشرکین سے مقابلہ ہو تو اُنہیں تین باتوں کی دعوت دینا۔ اگر وہ (پہلی دو) باتوں میں سے ایک بھی مان لیں تو لڑنے سے باز رہنا۔ پہلی بات یہ کہ اُنہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ اس بات کو مان لیں تو تم اُن کے قبولِ اسلام کو تسلیم کر لینا اور جنگ نہ کرنا۔ پھر ان سے کہنا کہ اپنا وطن چھوڑ کر مہاجرین کے مقام پر آجائیں، اگر وہ ایسا کرینگے تو مہاجرین کے نفع و نقصان میں برابر کے شریک ہوں گے۔ اگر وہ ہجرت نہ کریں تو اُن سے کہنا کہ تمہارے حقوق وہی ہوں گے جو دیہاتی مسلمین کے ہوتے ہیں، جو حکم دیہاتی مسلمین پر نافذ ہے وہی تم پر نافذ ہوگا (ان سے کہنا کہ) اگر وہ جہاد میں شریک نہ ہوں گے تو مالِ غنیمت اور فَے میں سے اُنہیں کچھ نہیں ملیگا۔ اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیں تو اُن سے جزیہ طلب کرنا، اگر وہ مان لیں تو تم (جزیہ) قبول کر لینا اور جنگ نہ کرنا۔ اگر وہ اس سے بھی انکار کر دیں تو پھر اللہ سے مدد طلب کرنا اور اُن سے جنگ کرنا۔ اگر تم کسی قلعہ کا محاصرہ کرو اور قلعہ والے تم سے اللہ اور رسُولؐ کے ذمّہ (پر امان) طلب کریں تو اللہ اور رسُولؐ کے ذمّہ پر امان نہ دینا بلکہ اپنے اور اپنے ساتھیوں کی ذمّہ داری پر امان دینا کیونکہ اگر تم اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذمّہ داری سے پھر جاؤ گے تو یہ اتنا بُرا نہ ہوگا جتنا اللہ اور رسُولؐ کی ذمّہ داری کو توڑنا۔ اگر قلعہ والے چاہیں کہ اللہ کے فیصلہ پر باہر نکل آئیں تو اُنہیں اللہ کے فیصلہ پر باہر آنے کی اجازت نہ دینا کیونکہ تمہیں نہیں معلوم کہ تم ان کے درمیان اللہ کے فیصلہ کو پہنچ سکو گے یا نہیں[4]۔"

مسجد کے خادم کی وفات ایک حبشی شخص مسجد کی خدمت کیا کرتا تھا، اس کا انتقال ہوگیا۔ صحابۂ کرامؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دئے بغیر اُسے دفن کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک دن پوچھا وہ خادم کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ مرگیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم نے مجھے اس کی مَوت کی اطلاع کیوں نہیں دی، چلو مجھے اس کی قبر بتاؤ۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی قبر پر تشریف لے گئے اور نمازِ جنازہ ادا فرمائی[5]۔ پھر آپؐ نے فرمایا "قبریں تاریکی سے پُر ہوتی ہیں، میری نماز سے اللہ ان کو منوّر کر دیتا ہے[6]۔"

---

[1] یہ ایک محاورہ ہے۔ اس سے مُراد بد دُعا نہیں ہوتی۔ [2] صحیح بخاری کتابُ النکاح باب لبن الفحل عن عائشہ صدیقہؓ وکتابُ الادب باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلّم تربت یمینک کتابُ الشہادات وصحیح مسلم کتاب الرضاع۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب مایجوز من الشعر وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب مالقی النبی صلی اللہ علیہ وسلّم من اذی المشرکین عن جندبؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الجہاد والسیر باب تامیر الامام الامراء علی البعوث عن بریدہ۔ [5] صحیح بخاری کتابُ الصلوٰۃ باب کنس المسجد عن ابی ہریرۃ رضؓ وصحیح مسلم کتابُ الجنائز بابُ الصلوٰۃ علی القبر۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الجنائز بابُ الصلوٰۃ علی القبر عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

بادشاہوں کے نام دعوت نامے

صلحِ حدیبیہ کے بعد کفارِ مکّہ سے اور جنگِ خیبر کے بعد یہودیوں سے ذرا اطمینان نصیب ہوا تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھنے اور اُن کو اسلام کی دعوت دینے کا ارادہ کیا۔ آپؐ سے کہا گیا کہ بادشاہ اُس خط کو نہیں پڑھتے جس پر مُہر نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپؐ نے ایک مُہر بنوائی جس پر تین سطروں میں محمدٌ رّسُولُ اللہ کندہ تھا، یعنی اِس طرح محمدٌ رسُولُ اللہ ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کو سیدھے یا الٹے ہاتھ کی چھوٹی اُنگلی میں پہنتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کر لیا کرتے تھے۔ ابتداء میں یہ مُہر سونے کی تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی میں لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں پہننی شروع کر دیں۔ کچھ عرصہ بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مَردوں کو سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت کر دی۔ آپؐ منبر پر تشریف لے گئے۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "میں نے یہ انگوٹھی بنوائی تھی لیکن اب اسے کبھی نہ پہنوں گا۔" یہ کہکر آپؐ نے اُسے اُتار دیا۔ لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں۔ پھر آپؐ نے چاندی کی مُہر بنوائی، لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوا لیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (چاندی کی انگوٹھی پہننے سے منع نہیں فرمایا البتہ) اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص وہی نقش کندہ کرائے جو آپؐ کی مُہر میں تھا۔[1]

ہرقل شاہِ روم کے نام خط | مُہر بن جانے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بادشاہوں کے نام خطوط لکھے۔ ہرقل شاہِ روم کو جو خط آپؐ نے تحریر فرمایا، اُس کا مضمون یہ تھا:-

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم۔ اللہ کے بندے اور اُس کے رسُول محمدؐ کی طرف سے ہرقل شاہِ روم کی طرف، اُس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ امّا بعد مَیں تم کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لاؤ گے تو سلامت رہو گے۔ اللہ تمہیں دوگنا ثواب دے گا اور اگر مُنہ پھیرو گے تو پھر تمام رعایا (کے ایمان نہ لانے) کا گناہ بھی تم پر ہو گا۔ اے اہلِ کتاب، ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے، یعنی یہ کہ ہم تم سب اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے علاوہ اپنا ربّ نہ بنائے۔ پھر اگر اہلِ کتاب اس سے اعراض کریں تو ان سے کہدو کہ اس بات کے گواہ رہیں کہ ہم تو مسلم ہیں۔

ابھی کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ اللہ نے ہرقل کو فارس پر فتح عنایت کی تھی وہ اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کرنے کے لئے حمص سے ایلیاء آیا ہوا تھا، ابھی وہ ایلیاء ہی میں مقیم تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خط اُسکے پاس پہنچا۔ ان ہی ایّام میں ابوسفیان اور اُن کے ساتھ قریش کے چند سوار بغرضِ تجارت ملک شام میں آئے ہوئے تھے۔ ہرقل نے ابوسفیان کو بُلانے کیلئے ایک آدمی روانہ کیا، ابوسفیان مع اپنے ساتھیوں کے ایلیاء گئے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم عن انسؓ و کتاب اللباس ابو بکر خاتم عن براء و ابی ہریرہؓ و ابن عمرؓ و انسؓ و صحیح مسلم کتاب اللباس فی ابواب الخاتم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

اور بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ بادشاہ تختِ شاہی پر بیٹھا ہوا تھا، اُس کے سر پر تاج تھا، سردارانِ رُوم اُس کے چاروں طرف بیٹھے ہُوئے تھے۔ بادشاہ نے ابوسفیان اور اُن کے ساتھیوں کو اپنے قریب بُلا کر پُوچھا "تم میں اُس شخص کا جو اپنے آپ کو نبی کہتا ہے سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار کون ہے؟" ان لوگوں میں سوائے ابوسفیان کے بنو عبدِ مناف میں سے کوئی نہیں تھا اس لئے ابوسفیان نے کہا "میں اس کا سب سے زیادہ قریبُ النّسب ہوں"۔ ہرقل نے کہا "تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے؟" ابوسفیان نے کہا "وہ میرے چچا کا لڑکا ہے"۔ قیصر یعنی ہرقل نے کہا "ابوسفیان کو میرے قریب کر دو اور ان کے ساتھیوں کو بھی اُن کے پیچھے قریب ہی کھڑا کر دو"۔ پھر قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا "ان لوگوں سے کہو کہ میں ابوسفیان سے اُس شخص کا حال پوچھ رہا ہوں جو اپنے کو نبی کہتا ہے، اگر ابوسفیان غلط بیانی کریں تو تم ان کی تکذیب کر دینا"۔ ابوسفیان کہتے ہیں "اللہ کی قسم اگر مجھے اس بات کی غیرت نہ ہوتی کہ لوگ میرے اوپر جھوٹ بولنے کا الزام لگائیں گے تو یقیناً میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نسبت غلط بیانی کرتا"۔ پھر ہرقل نے سب سے پہلے یہ سوال کیا "اُن کا نسب تم لوگوں میں کیسا ہے؟" ابوسفیان نے کہا "وہ ہم میں بڑے نسب والے ہیں" ہرقل نے پُوچھا "کیا تم میں سے کسی نے ان سے پہلے بھی یہ دعویٰ کیا ہے؟" انہوں نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا اُن کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ گذرا ہے؟" ابوسفیان نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا بڑے لوگوں نے اُن کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے؟" ابوسفیان نے کہا "کمزور لوگوں نے" اُس نے پوچھا "کیا اُن کے متّبعین بڑھتے جا رہے ہیں یا گھٹتے جا رہے ہیں؟" ابوسفیان نے کہا "بڑھتے جا رہے ہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا کوئی شخص اُن کے دین میں داخل ہونے کے بعد اُن کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد بھی ہو جاتا ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا نبوّت کے دعوے سے پہلے تم نے کبھی اُن پر جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی ہے؟" ابوسفیان نے کہا "نہیں"۔ بادشاہ نے پوچھا "کیا وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں؟" ابوسفیان نے کہا "نہیں، اور اب ہم نے اُن سے صلح کر لی ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ اس صُلح کی مُدّت میں کیا کرنے والے ہیں، ہمیں ان سے وعدہ خلافی کا اندیشہ ہے"۔ ابوسفیانؓ کہتے ہیں کہ اس جُملہ کے علاوہ مجھے قابو نہیں ملا کہ کوئی بات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالات میں داخل کر دیتا۔ پھر ہرقل نے پوچھا "کیا تم نے کبھی ان سے جنگ کی ہے؟" ابوسفیان نے کہا "ہاں"۔ اُس نے پُوچھا "اُن کے ساتھ تمہاری جنگ کیسی رہی؟" ابوسفیان نے کہا "مثل ڈول کے، کبھی وہ ہم سے لے لیتے ہیں اور کبھی ہم اُن سے لے لیتے ہیں" (کبھی ہمارا نقصان ہوتا ہے اور کبھی اُن کا)۔ ہرقل نے پوچھا "وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں؟" ابوسفیان نے کہا "وہ کہتے ہیں کہ اللہ اکیلے کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، وہ تمام شرکیہ افعال جو تمہارے باپ دادا کرتے تھے چھوڑ دو، وہ ہمیں نماز پڑھنے، سچ بولنے، پاک دامنی، خیرات، وفائے عہد، ادائے امانت اور صلۂ رحمی کا حکم دیتے ہیں"۔ ان سوالات و جوابات کے بعد بادشاہ نے کہا "میں نے تم سے ان کا نسب پُوچھا تھا تم نے بیان کیا کہ وہ تم میں عالی نسب ہیں اور (حقیقت بھی یہی ہے کہ) تمام نبی اپنی قوم میں عالی نسب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ نبوّت کا دعویٰ تم میں سے کسی اور نے بھی کیا ہے، تم نے بیان کیا کہ کسی نے نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ بات ان سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں یہ سمجھتا کہ یہ اُسی قول کی تقلید کر رہے ہیں، میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے آباء و اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے، تم نے کہا نہیں، اگر کوئی بادشاہ گذرا ہوتا تو میں

کہتا کہ وہ ایک شخص ہیں جو اپنے باپ کا مُلک حاصِل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ نبوّت کے دعوے سے پہلے کبھی تم نے اُن پر جھوٹ کی تُہمت لگائی ہے، تم نے کہا نہیں۔ اور میں یقیناً اس بات کو اچھّی طرح جانتا ہوں کہ ایسا نہیں ہوسکتا کہ وہ لوگوں پر جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور اللہ پر جھوٹ بولے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ بڑے لوگوں نے اُن کی پیروی کی ہے یا کمزور لوگوں نے، تم نے کہا کہ کمزور لوگوں نے اور حقیقت یہ ہے کہ تمام رسولوں کے پیرو کمزور لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے پیرو زیادہ ہوتے جارہے ہیں یا کم، تم نے بیان کیا کہ زیادہ ہوتے جارہے ہیں تو بے شک ایمان کی کیفیّت یہی ہوتی ہے یہانتک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کوئی شخص اُن کے دین میں داخِل ہونے کے بعد اُن کے دین سے ناخوش ہوکر مرتد بھی ہوجاتا ہے، تم نے بیان کیا کہ نہیں، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جب ایمان کی بشاشت دلوں میں پیوست ہوجاتی ہے تو پھر ایمان دلوں سے نہیں نکلتا۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ وعدہ خلافی کرتے ہیں، تم نے بیان کیا کہ نہیں، اور تمام نبی اسی طرح وعدہ خلافی نہیں کرتے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ تمہاری اور اُن کی جنگ ہوئی ہے۔ تم نے کہا ہاں، اور تم نے یہ بھی کہا کہ لڑائی مثل ڈول کے رہی، کبھی تم نفع میں اور کبھی وہ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ تمام رسُولوں کی اسی طرح آزمائش ہوتی ہے اور پھر انجام اُن ہی کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتے ہیں، تم نے بیان کیا کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتے ہیں کہ اللہ کی عبادت کرو، اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، بتوں کی پرستش سے باز آجاؤ، نماز پڑھو، سچ بولو اور پرہیزگاری اختیار کرو، تو اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو عنقریب وہ میرے ان دونوں قدموں کی جگہ کے مالک ہوجائیں گے اور بے شک میں جانتا تھا کہ وہ ظاہر ہونے والے ہیں مگر مجھے یہ علم نہیں تھا کہ وہ تم میں سے ہوں گے، اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میں اُن تک پہنچ سکوں گا تو میں اُن سے ملنے کا بڑا اہتمام کرتا، اور اگر میں ان کے پاس ہوتا تو یقیناً میں اُن کے پیروں کو دھوتا۔" یہ کہکر ہرقل نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نامۂ مبارک منگوایا جو آپؐ نے حضرت دِحیہ کلبیؓ کے ہاتھ امیر بُصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور امیر بُصریٰ نے اُسے ہرقل کے پاس بھیجدیا تھا۔ ہرقل نے اُس خط کو پڑھوایا۔ جب خط کا مضمون ختم ہوا تو اُس کے دربار میں شور ہونے لگا۔ آوازیں بلند ہوگئیں اور ابوسفیان مع اپنے ساتھیوں کے باہر کردئے گئے۔ جب ابوسفیان باہر آئے تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے "ابوکبشہ (عبداللہ بن عبدالمطّلب) کے بیٹے کا کام اتنا بڑھ گیا ہے کہ بنی اصفر (روم) کا بادشاہ بھی ڈرتا ہے۔" ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس وقت سے میں برابر ذلّت کا شکار رہا اور مجھے یقین ہوگیا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم عنقریب غالب آجائینگے یہاں تک کہ اللہ نے اسلام کو میرے دل میں داخِل کیا حالانکہ میں اسے پسند نہیں کرتا تھا۔[1]

ہرقل سمجھ گیا تھا کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم بے شک اللہ کے رسُولؐ ہیں۔ وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اُس کے اُمراء وغیرہ مُسلم ہوجائیں۔ اس کے سوالات اور پھر جوابات پر تبصرہ درحقیقت اُس کی بڑی پُرحکمت تبلیغ تھی لیکن افسوس ہے کہ اُس کے اُمراء نے اسلام قبول نہ کیا۔ بادشاہ نے ایک مرتبہ پھر کوشش کی کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ واقعہ اِس طرح ہوا کہ ہرقل ایلیاء ہی میں مقیم تھا کہ ایک دن صبح کو بہت پریشان خاطر اُٹھا۔ اُس کے

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی عن ابی سفیانؓ وکتاب الجہاد باب دُعاء النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم إلی الاسلام وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتاب النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الیٰ ھرقل (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

بعض خواص نے کہا "ہم اِس وقت آپ کی حالت خراب پاتے ہیں (آخر کیا بات ہے؟)" ہرقل جو بہت بڑا کاہن تھا اور علمِ نجوم میں بڑی مہارت رکھتا تھا کہنے لگا "میں نے رات کو ستاروں کو دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ختنہ کرلنے والا بادشاہ غالب ہوگیا، مجھے بتاؤ کہ اس زمانہ میں ختنہ کون کراتا ہے"۔ لوگوں نے کہا "سِوَا یہود کے اور کوئی نہیں کراتا اور یہود سے تو آپ اندیشہ نہ کریں البتہ (اتنا ضرور کریں کہ) اپنے ملک کے بڑے بڑے شہروں میں لکھ بھیجئے کہ جتنے یہودی وہاں ہیں سب قتل کردئے جائیں"۔ وہ ابھی غور و فکر کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں ہرقل کے پاس ایک آدمی لایا گیا جسے غسّان کے بادشاہ نے بھیجا تھا۔ وہ آدمی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالات سے واقف تھا۔ ہرقل نے اس سے کچھ باتیں پوچھیں پھر اپنے آدمیوں سے کہا جاؤ دیکھو کہ یہ آدمی ختنہ کرائے ہوئے ہے یا نہیں۔ لوگوں نے اُسے دیکھا اور پھر بادشاہ سے بیان کیا کہ وہ ختنہ کرائے ہوئے ہے۔ ہرقل نے اُس سے اہلِ عرب کا حال دریافت کیا۔ اُس نے بتایا کہ وہ سب ختنہ کراتے ہیں۔ ہرقل نے کہا تو پھر یہی اس زمانہ کے لوگوں کا بادشاہ ہے جو ظاہر ہوگیا ہے۔ پھر ہرقل نے اپنے ایک دوست کو جو رُومیہ میں تھا یہ سب حال لکھکر روانہ کیا۔ وہ شخص بھی علمِ نجوم میں ہرقل کا ہم پلّہ تھا۔ یہ خط روانہ کرکے ہرقل حمص روانہ ہوگیا، ابھی وہ حمص سے جانے نہ پایا تھا کہ اُس کے دوست کا جواب آگیا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں ہرقل کی رائے کی موافقت کی اور لکھا کہ وہ بے شک نبیؐ ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے سرداران رُوم کو اپنے محل میں جو حمص میں تھا طلب کیا، جب وہ سب جمع ہوگئے تو ہرقل نے حکم دیا کہ محل کے دروازے بند کردئے جائیں۔ حکم کی تعمیل میں سب دروازے بند کردئے گئے۔ پھر ہرقل باہر آیا اور کہا "اے روم والو، کیا ہدایت اور کامیابی میں کچھ تمہارا بھی حصّہ ہے، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری سلطنت قائم رہے۔ اگر چاہتے ہو تو اس نبی کی بیعت کرلو"۔ یہ سُنتے ہی وہ لوگ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف بھاگے، کواڑوں کو بند پایا (لہٰذا باہر نہ جاسکے) جب ہرقل نے دیکھا کہ ان کو (ہدایت سے) اس قدر نفرت ہے تو اُن کے ایمان لانے کی اُسے کوئی توقّع نہیں رہی، کہنے لگا ان لوگوں کو میرے پاس واپس لاؤ۔ جب وہ واپس آئے تو اُس نے اُن سے کہا "میں نے جو بات ابھی کہی تھی تو اُس سے میرا مقصد یہ تھا کہ تمہارا امتحان لوں کہ تم کِس قدر مضبوطی کے ساتھ اپنے دین پر قائم ہو، مجھے معلوم ہوگیا (کہ تم اپنے دین پر مضبوطی سے قائم ہو)" یہ سُن کر لوگ اس سے خوش ہوگئے اور اُسے سجدہ کیا۔ اس کے بعد ہرقل کی کیفیت آخر تک یہی رہی[1] (وہ اپنے ایمان کو ظاہر نہ کرسکا)

کِسریٰ شاہِ ایران کے نام نامۂ مُبارک | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایران کے بادشاہ کو بھی دعوت نامہ لکھا۔ آپؐ نے نامۂ مبارک ایک شخص کے ہاتھ بحرین کے حاکم کو روانہ کیا، بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ کو بھیجدیا۔ کِسریٰ نے جب نامۂ مُبارک پڑھا تو اُسے چاک کرڈالا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے دُعا فرمائی کہ وہ بھی اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں[2]

تمام بادشاہوں کے نام دعوت نامے | اسی طرح رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام جابر بادشاہوں کے نام خطوط لکھوائے۔ ان خطوط کے ذریعہ آپؐ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی، جن بادشاہوں کے نام خطوط روانہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب بدء الوحی و کتاب الجہاد باب دُعاء النّبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی الاسلام [2] صحیح بخاری کتاب العلم عن عبداللہ بن عبّاس رضؓ۔

کئے گئے تھے ان میں حبش کا بادشاہ نجاشی بھی شامل تھا لیکن یہ وہ نجاشی نہیں تھا جس کی نمازِ جنازہ غائبانہ آپؐ نے مدینہ منوّرہ میں پڑھی تھی[1]

حضرت ابوہریرہؓ اور حفظ احادیث ایک دن حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میں آپؐ سے بہت سی حدیثیں سُنتا ہوں مگر انہیں بھول جاتا ہوں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اپنی چادر پھیلاؤ"، اُنہوں نے چادر پھیلادی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے لپ بھر کر اُس میں ڈالدیا (ہاتھوں میں آپؐ کے کوئی چیز نہیں تھی) پھر آپؐ نے فرمایا "اسے لپیٹ لو" اُنہوں نے لپیٹ لیا، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں کچھ نہیں بھولا۔

بعد میں جب لوگوں نے اُنہیں کثرت سے احادیث بیان کرتے سُنا تو اعتراض کیا، اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اُنہوں نے کہا "لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ بہت کثرت سے احادیث بیان کرتے ہیں، اگر کتاب اللہ میں یہ دو آیتیں:——

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی مِنْۢ بَعْدِ مَا بَیَّنّٰهُ لِلنَّاسِ فِی الْکِتٰبِ اُولٰٓئِكَ یَلْعَنُهُمُ اللّٰهُ وَیَلْعَنُهُمُ اللّٰعِنُوْنَ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِكَ اَتُوْبُ عَلَیْهِمْ ۚ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ {بقرہ ۱۵۹-۱۶۰}

جو لوگ ہمارے حکموں اور ہدایتوں کو جو ہم نے نازل کی ہیں چُھپاتے ہیں باوجودیکہ ہم نے ان کو لوگوں کے سمجھانے کیلئے وضاحت سے بیان کر دیا ہے ان پر اللہ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں، البتہ جو لوگ توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں اور احکامِ الٰہی کو صاف صاف بیان کردیں تو میں اُن کے قصور کو معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہوں۔

——— نہ ہوتیں تو میں ایک حدیث بھی بیان نہ کرتا۔ بے شک ہمارے مہاجرین بھائی بازاروں میں خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے اور ہمارے انصاری بھائی اپنے کھیتوں میں کام کرتے تھے اور میں ہمہ اَوقات رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں رہتا تھا اور وہ باتیں حفظ کرلیتا تھا جو وہ لوگ (غیر حاضری کی وجہ سے) حفظ نہ کر سکتے تھے[2]"

بیت الخلاء گھروں میں شروع میں مرد اور عورتیں قضائے حاجت کیلئے جنگل جایا کرتے تھے، اب گھروں میں بیت الخلاء بنائے گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بیت الخلاء میں دو اینٹیں تھیں جس پر بیٹھ کر آپؐ قضائے حاجت کرتے تھے[3]

ایک حبشی لونڈی کا قبولِ اسلام عرب کے کسی قبیلہ کی ایک حبشی لونڈی تھی، قبیلہ والوں نے اُسے آزاد کر دیا تھا لیکن وہ پھر بھی انہی کے ساتھ رہا کرتی تھی، ایک مرتبہ اس قبیلہ کی ایک لڑکی باہر نکلی، وہ سُرخ چمڑے کی ایک حمائل پہنے ہوئے تھی، اُس نے حمائل اُتار کر ہاتھ میں لے لی۔ ہاتھ میں سے وہ حمائل کہیں گر پڑی، اتفاقاً ایک چیل اُدھر سے گذری، اُس نے حمائل کو پڑے ہوئے دیکھا، وہ اُسے گوشت سمجھی اور جھپٹ کر لے گئی، لوگوں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب کتب النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الی ملوک الکفار عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب حفظ العلم عن ابی ہریرہؓ [3] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب التبرز عن ابن عمرؓ۔

کو خبر نہ ہوئی، اُنہوں نے حمائل کو تلاش کیا لیکن جب اُنہیں کہیں نہ ملی تو اُس لونڈی پر چوری کی تہمت لگائی، اُنہوں نے اُس کی تلاشی لی حتّٰی کہ اُسے برہنہ کر کے دیکھا، وہ کہتی ہے "اللہ کی قسم میں اُن کے پاس کھڑی ہوئی تھی اور بڑی تکلیف میں تھی کہ ناگاہ وہ چیل وہاں سے گذری اور اُس نے وہ حمائل وہاں ڈالدی۔ حمائل اُن لوگوں کے درمیان آکر گری۔" لونڈی نے کہا "یہی ہے وہ جس کے لئے تم نے مجھے متہم کیا تھا، تم نے بدگمانی کی حالانکہ مَیں اس سے بالکل بَری تھی۔" اس واقعہ کے بعد وہ لونڈی ان لوگوں کے پاس سے چلی آئی اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر اسلام لے آئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد میں اُس کیلئے ایک خیمہ لگوادیا (وہ اس میں رہا کرتی تھی) اور حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ کے پاس آتی جاتی تھی، اُن سے باتیں کرتی تھی لیکن جب وہ اُن سے باتیں کرتی تو یہ ضرور پڑھتی:۔

وَ یَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِیْبِ رَبِّنَا — حمائل والا دن ہمارے ربّ کی عجیب قُدرتوں میں سے ہے۔
اَلَا اِنَّهٗ مِنْ بَلْدَةِ الْکُفْرِ اَنْجَانِیْ — آگاہ رہو کہ اُسی نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی

حضرت عائشہ صدّیقہ رضؓ نے ایک دن اُس سے پوچھا "یہ کیا بات ہے کہ جب کبھی تم میرے پاس آکر بیٹھتی ہو تو یہ ضرور پڑھتی ہو۔" اُس نے مذکورہ بالا قصّہ بیان کیا[1]۔

مؤمنین کا شوقِ تعلیم | واقعۂ بیر معونہ کے سلسلہ میں اصحابِ صُفّہ کا ذکر گذر چکا ہے، یہ لوگ علم دین حاصِل کرتے تھے، اُن کی قناعت کا یہ عالم تھا کہ ستّر آدمی اُن میں ایسے تھے کہ جن کے پاس چادر نہیں تھی صرف تہ بند تھا یا ایک کپڑا تھا جس کو وہ گردن میں باندھ لیتے تھے، یہ کپڑا کسی کی آدھی پنڈلی تک اور کسی کے ٹخنوں تک پہنچتا تھا، وہ اُسے اپنے ہاتھ سے پکڑے رہتے کہ کہیں ستر نہ کُھل جائے[2]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا قیامِ شب | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کو نماز میں اس قدر لمبا قیام کرتے کہ پیروں پر ورم آجاتا، ایک دن آپؐ سے کسی نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں آپؐ کی تو اگلی پچھلی بھول چُوک سب معاف ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں اس بات کو پسند نہ کروں کہ اللہ کی بے شمار نعمتوں کا شُکر گزار بنوں۔" جب آپؐ کے پیر بہت سُوج جاتے تو آپؐ بیٹھ جاتے (اور بیٹھ کر قرأت کرتے) پھر جب رکوع کرنا چاہتے تو کھڑے ہو جاتے، پھر کچھ دیر قرأت کر کے رکوع کرتے[3]۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اِس قیام کے متعلّق حضرت عبداللہ بن رواحہ رضؓ کہتے ہیں:۔

فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ یَتْلُوْا کِتَابَهٗ — ہمارے درمیان اللہ کے رسُولؐ ہیں جو اللہ کی کتاب تلاوت کرتے ہیں
اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٗ — جب صبح صادق کی سفیدی بلند ہوتی ہے۔
اَرَانَا الْهُدٰی بَعْدَ الْعَمٰی فَقُلُوْبُنَا — اُنہوں نے گمراہی کے بعد ہم کو ہدایت دی اور ہمارے دل
بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَا قَالَ وَاقِعٗ — یقین رکھتے ہیں کہ انہوں نے جو کچھ کہا ویسا ہی ہوگا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب نوم المرأۃ فی المسجد و کتاب المناقب باب ایّام الجاھلیۃ عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب نوم الرجال فی المسجد عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ الفتح) عن عائشہ صدیقہ رضؓ و مغیرہ رضؓ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ — رات کو ان کا پہلو بستر سے علیٰحدہ ہوتا ہے
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ — جس وقت کہ مشرکین اپنے بچھونوں پر بوجھل پڑے ہوتے ہیں[1]

نمازِ تہجد کس طرح پڑھی جائے | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا، اس نے پوچھا "رات کی نماز کس طرح پڑھی جائے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرتے رہو پھر جب صبح کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت وتر پڑھو، یہ ایک رکعت تمہاری پوری نماز کو وتر بنا دیگی اور دیکھو وتر اپنی پوری نماز کے آخر میں پڑھا کرو"[2]

نمازِ عشاء کی تاخیر کا ایک واقعہ | حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں "میں اور میرے ساتھی جو میرے ساتھ کشتی میں (حبشہ سے) آئے تھے بقیع بطحان میں ٹھہرے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں تھے ہم میں سے ایک جماعت باری باری سے نماز عشاء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوا کرتی تھی ایک دن میں اور میرے ساتھی عشار کی نماز کے وقت مسجدِ نبوی آئے تو کسی کام کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں دیر کر دی یہاں تک کہ کافی رات گذر گئی، حضرت عمرؓ نے بلند آواز سے کہا "عورتیں اور بچے سو گئے" (ان کی آواز سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ تم اللہ کے رسولؐ سے نماز پڑھانے کا تقاضہ کرو" پھر آپؐ نے نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ نے حاضرین سے فرمایا اپنی جگہ پر بیٹھے رہو، پھر آپؐ نے فرمایا "خوش خبری سنو کہ تمہارے علاوہ اس وقت کسی نے نماز نہیں پڑھی اور لوگ تو پڑھ کر سو گئے اور تم نماز ہی میں رہے جب تک انتظار کرتے رہے (تم اس فضیلت میں ممتاز ہو)" حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں یہ خوش خبری سن کر ہم لوگ خوش خوش واپس آئے[3]

مظلوم مسلمین کے لئے دعائے قنوت | بہت سے مسلم ابھی تک مکّہ معظّمہ میں کفّار کے شکنجہ میں گرفتار تھے، ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد اُن مظلوم مسلمین کی رہائی کے لئے دعاء کی۔ آپؐ نے فرمایا "اے اللہ عیاشؓ بن ربیعہ کو نجات دے، اے اللہ سلمہؓ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ ولیدؓ بن ولید کو نجات دے اور اے اللہ تمام کمزور مؤمنین کو نجات دے، اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی پامالی کو سخت کر دے، اے اللہ ان پر ایسا قحط نازل فرما جیسا یوسفؑ کے زمانہ میں آیا تھا" (تاکہ وہ توبہ کی طرف مائل ہوں) کچھ دن تک آپؐ اسی طرح دعاء فرماتے رہے پھر ترک کر دی[4]۔

(نوٹ:۔ اس دعاء کا یہ اثر ہوا کہ تقریباً ایک سال بعد مکّہ فتح ہو گیا اور مسلمین کا دورِ مظلومیت ختم ہو گیا)

ایک یہودی لڑکے کی عیادت اور تبلیغ اسلام | تقریباً ان ہی ایّام میں وہ یہودی لڑکا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا بیمار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کے لئے تشریف لیگئے آپؐ جا کر اُس کے سر کے قریب بیٹھ گئے اور فرمایا اسلام قبول کر لو، لڑکے کا باپ وہاں موجود تھا، لڑکے نے اپنے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب باب ھجاء المشرکین عن ابی ہریرۃ رض۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الحلق والجلوس فی المسجد عن ابن عمرؓ وصحیح مسلم باب صلاۃ اللیل مثنیٰ مثنیٰ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب فضل العشاء عن عائشہ صدیقہؓ وابی موسیٰؓ وباب السمر فی الفقہ عن انسؓ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب وقت العشار (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب یھوی بالتکبیر حین یسجد وابواب الاستسقاء عن ابی ہریرۃؓ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

باپ کی طرف دیکھا، باپ نے لڑکے سے کہا "ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو"۔ لڑکے نے اسلام قبول کرلیا، آپؐ باہر تشریف لائے اور یہ کہتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے "ہر قسم کی تعریف اللہ کے لئے ہے کہ اس نے اس لڑکے کو آگ سے نجات دی"[1]

حضرت فاطمہؓ کے گھر پر تشریف آوری | حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (گھر میں سے) باہر تشریف لائے، پھر آپؐ چلے یہاں تک کہ بنوقینقاع کے بازار میں پہنچے۔ راستہ میں آپؐ نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی، وہاں سے واپس آکر آپؐ حضرت فاطمہؓ کے گھر پہنچے اور گھر کے باہر بیٹھ گئے، آپؐ نے فرمایا "کیا بچہ وہاں ہے، کیا بچہ وہاں ہے؟" حضرت فاطمہؓ نے حضرت حسنؓ کو کچھ دیر کے لئے روک لیا، غالباً وہ انہیں نہلا رہی تھیں۔ پھر کچھ دیر بعد وہ (حضرت حسنؓ) دوڑتے ہوئے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے سے لگالیا اور پیار کیا۔ پھر فرمایا "اے اللہ اس سے محبت کر اور جو اس سے محبت کرے اس سے محبت کر"[2]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی کے ہاں تھے کہ اسی اثنار میں کسی دوسری بیوی نے اپنے خادم کے ہاتھ ایک پیالے میں کچھ کھانا بھیجا، بیوی نے پیالے پر ہاتھ مارا، پیالا ٹوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کو جوڑا، اس میں کھانا رکھا اور فرمایا کھاؤ، آپؐ نے اس خادم کو روک لیا یہاں تک کہ سب کھانے سے فارغ ہوگئے، پھر ثابت پیالا ان بیوی کو بھیجدیا اور ٹوٹا ہوا رکھ لیا[3]

دنیا کی فراوانی سے بے رغبتی | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے لیکن دروازے سے ہی واپس ہوگئے۔ جب حضرت علیؓ آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے اس بات کا ذکر کیا، حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واپسی کا سبب پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے دروازہ پر ریشمی پردہ دیکھا تو میں نے کہا مجھے دنیا سے کیا مطلب" حضرت علیؓ نے واپس آکر حضرت فاطمہؓ سے ذکر کیا، انہوں نے کہا "آپؐ ہمیں حکم دیں کہ اس کے متعلق آپؐ کی کیا خواہش ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس کو فلاں شخص کے گھر والوں کے پاس بھیجدو، وہ ضرورتمند ہیں"[4]

حضرت علیؓ کا ریشمی جوڑا پہننا | ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ہدیۃً ایک ریشمی حُلّہ دیا، انہوں نے اسے پہن لیا۔ پہننے کے بعد انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے تو اسے پھاڑ کر اپنے گھر کی عورتوں میں تقسیم کردیا[5] (کیونکہ عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننا حرام نہیں)

کافر والدہ کے ساتھ صلۂ رحمی کا حکم | ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت اسماءؓ کی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں، وہ ابھی مشرکہ ہی تھیں، انہوں نے حضرت اسماءؓ سے کچھ امداد چاہی، حضرت اسماءؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "میری والدہ میرے پاس آئی ہیں اور وہ مال کی خواہشمند ہیں تو کیا میں اپنی ماں کے ساتھ صلۂ رحمی کرسکتی ہوں"؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اپنی والدہ کے ساتھ صلۂ رحمی کرو"[6]

حضرت عائشہ صدیقہؓ کے رضاعی بھائی کی آمد | ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب ما ذکر فی الاسواق عن ابی ہریرہؓ وصحیح مسلم باب فضائل حسنؓ
[3] صحیح بخاری کتاب المظالم باب اذا کسر قصعۃ عن انس رضؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ مایکرہ لبسہا عن ابن عمر رضؓ۔
[5] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب ہدیۃ مایکرہ لبسہا عن علی رضؓ۔
[6] صحیح بخاری کتاب الہبۃ للمشرکین عن اسماء رضؓ وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب فضل النفقۃ۔

کے مکان میں تشریف لائے، آپؐ نے دیکھا کہ ایک آدمی اُن کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "اے عائشہ یہ کون ہے؟" اُنہوں نے کہا "میرے رضاعی بھائی ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دیکھ لیا کرو کہ تمہارے بھائی کون ہیں، اس لئے کہ رضاعت تو اُس وقت ہوتی ہے جب (بچّہ کو دودھ کی) بھوک ہو[1]"

حضرت عمرؓ کا وقف حضرت عمرؓ کو خیبر میں ایک زمین ملی تھی، ایک دن وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے خیبر میں ایک زمین ملی ہے، میرے نزدیک اس سے بہتر مال مجھے کوئی نہیں ملا (میں اُسے فی سبیل اللہ وقف کرنا چاہتا ہوں) آپؐ مجھے اِس سلسلہ میں کیا حکم دیتے ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم چاہو تو اصل درخت اپنے قبضہ میں رہنے دو اور اُن کے پھلوں کو صدقہ کر دو"۔ اس حکم کی تعمیل میں اُنہوں نے اس زمین کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دیا کہ نہ بیچی جائے، نہ ہبہ کی جائے، نہ اس کا کوئی وارث ہو، اس کو انہوں نے فقراء، اقرباء، غلاموں کی آزادی، اللہ کے راستہ میں جہاد وغیرہ کیلئے اور مسافروں اور مہمانوں کیلئے وقف کر دیا۔ متولّی کیلئے اُنہوں نے یہ شرط لگادی کہ وہ معروف کے مُطابق اس میں سے کھائے، کھلائے لیکن جمع نہ کرے[2]۔

ایک جنگ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شرکت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جہاد پر تشریف لے گئے، آپؐ نے سُورج ڈھلنے کا انتظار کیا، پھر لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا "اے لوگو دشمن سے مڈبھیڑ کی تمنّا نہ کیا کرو، اللہ سے عافیت طلب کیا کرو، پھر جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو ثابت قدم رہا کرو اور سمجھ لو کہ جنّت تلواروں کے سایہ کے نیچے ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے اللہ، کتاب کے نازل کرنے والے، بادل کے چلانے والے، لشکروں کو شکست دینے والے، ان کو شکست دے اور ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما[3]" (پھر آپؐ نے جنگ کی)

جنگِ نجد تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نجد کی طرف لشکر کشی کی، اسلامی فوج نے صفیں بنائیں اور کفّار سے جنگ کی (کُفّار کو شکست ہوئی) جنگ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر جب آپؐ مقامِ ذات الرّقاع پہنچے تو قیلولہ کرنے کیلئے آپؐ ایک ایسی وادی میں اُترے جس میں درخت بڑی کثرت سے تھے۔ صحابۂ کرامؓ اِدھر اُدھر ہو گئے اور مختلف درختوں کے سایہ میں آرام کرنے لگے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا۔ آپؐ نے اپنی تلوار کو درخت پر لٹکا دیا اور پھر آپؐ سو گئے۔ صحابۂ کرامؓ بھی سو گئے۔

کچھ دیر بعد ایک دیہاتی آیا، اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تلوار درخت سے اُتاری اور آپؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے تلوار آپؐ پر کھینچ لی۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھ کھُل گئی، آپؐ نے دیکھا کہ وہ شخص ہاتھ میں ننگی تلوار لئے کھڑا ہے اور یہ کہہ رہا ہے "کیا تم مجھ سے ڈرتے ہو؟" آپؐ نے فرمایا "نہیں"۔ اُس نے کہا "بتاؤ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الشہادات عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتابُ الرضاع۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الشروط باب الشروط فی الوقف و کتاب الوصایا باب الوقف کیف یکتب و صحیح مسلم باب الوقف عن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب کان النبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم اذا لم یقاتل اول النہار اخّر عن عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ۔

اللہ، اللہ" (وہ شخص آپؐ کو قتل نہ کر سکا) اُس نے تلوار کو نیام میں رکھا اور آپؐ کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کو بُلایا اور اُن کو یہ واقعہ سُنایا۔ صحابہ کرامؓ نے اُس کو دھمکایا۔ آپؐ نے (اُس کو معاف کر دیا اور) اُس سے کوئی بدلہ نہیں لیا۔[1]

نمازِ خوف پھر نماز کی اذان دی گئی (کیونکہ دشمن کا خطرہ تھا لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِسلامی فوج کے دو حصّے کئے) پہلے ایک حصّہ کو آپؐ نے دو رکعتیں پڑھائیں، پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی آگے آگئے، آپؐ نے اُن کو بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ صحابہ کرامؓ کی دو دو رکعتیں ہوئیں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی چار رکعتیں ہوئیں۔[2]

ابوالقاسم کُنیت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ پہنچے، ایک انصاری کے ہاں لڑکا تولّد ہوا انصاری نے اس کا نام قاسم رکھا، انصار نے کہا ہم تمہاری کُنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور (یہ کُنیت رکھ کر) تمہیں خوش نہیں کریں گے۔ وہ انصاری رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میرے ہاں ایک لڑکا تولّد ہوا ہے، میں نے اُس کا نام قاسم رکھا ہے۔ انصار یہ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری کُنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے اور اس کُنیت سے تمہیں خوش نہیں کریں گے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار نے اچھا کیا، میرا نام تو رکھ سکتے ہو لیکن میری کُنیت نہ رکھو کیونکہ میں قاسم ہوں، تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں"۔[3]

وفدِ بنو تمیم اور وفدِ یمن کی آمد اسی زمانہ میں بنو تمیم کے کچھ لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بنو تمیم خوش خبری قبول کرو" وہ لوگ کہنے لگے "آپؐ نے خوش خبری دی (اس سے کیا ہوتا ہے) کچھ مال دلوائیے"۔ اُنہوں نے دو مرتبہ یہی بات کہی۔ اس جواب سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مُبارک متغیّر ہو گیا۔ اتنے میں یمن کا ایک وفد خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اہلِ یمن بنو تمیم نے (بشارت) قبول نہیں کی، تم بشارت قبول کرو"۔ اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم نے بشارت قبول کی"۔[4]

(نوٹ:- اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دُنیا کو دین پر ترجیح دینے والے لوگ اللہ اور رسُولؐ کے نزدیک ناپسندیدہ ہیں)

جب یمن کے لوگ اپنے مُلک واپس جانے لگے تو عرض کیا ہمارے ساتھ کسی کو بھیج دیجئے کہ وہ ہمیں سُنّت اور اسلام کی تعلیم دے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوعبیدہؓ کو اُن کے ہمراہ روانہ فرمایا۔[5]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک نواسہ کا انتقال تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک نواسہ کا انتقال ہو گیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آپؐ کو کہلوایا کہ ہمارے ایک بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے آپؐ تشریف لائیے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب من علّق سیفہٗ بالشجر و باب تفرق الناس عن جابرؓ و کتابُ المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب قول اللہ تعالیٰ فانّ للہ خمسہٗ عن جابرؓ و صحیح مسلم کتابُ الآداب (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب ما جآء فی قول اللہ تعالیٰ وہو الذی یبدؤا الخلق عن عمرانؓ و کتابُ المغازی باب قدوم الاشعریّین۔ [5] صحیح مسلم باب فضائل ابی عبیدہؓ عن انسؓ۔

کو سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ "بے شک اللہ ہی کا ہے جو اُس نے لے لیا، اُسی کا ہے جو اُس نے دے دیا، ہر ایک کے لئے ایک وقت مقرر ہے، لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی اُمّید رکھو۔" صاحبزادی نے قسم دے کر کہلوایا کہ آپؐ تشریف لائیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع چند صحابہؓ کے اُن کے ہاں تشریف لے گئے، وہاں پہنچکر آپؐ نے بچّہ کو گود میں لے لیا (آپؐ نے دیکھا کہ وہ ابھی زندہ ہے) اُس کا سانس اِس طرح چل رہا تھا جیسے مَشک میں (ہوا حرکت کرتی ہے) کچھ دیر بعد (بچّہ کا انتقال ہوگیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت سعدؓ نے (تعجّب سے) پوچھا "یہ کیا؟ (کیا آپؐ رونے کو جائز سمجھتے ہیں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(ہاں، اس قسم کا رونا) یہ ایک رحمت ہے جو اللہ نے دلوں میں پیدا کی ہے اور اللہ اپنے رحم کرنے والے بندوں ہی پر رحم کرتا ہے[1]۔"

حضرت طفیل بن عمر دوسیؓ کی آمد ان ہی ایّام میں حضرت طفیلؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "قبیلۂ دوس ہلاک ہوگیا، اُنہوں نے نافرمانی کی اور اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپؐ اُن پر بد دُعا کیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ دوس کو ہدایت دے اور اُن کو لے آ۔"[2]

ایک جہاد۔ جو سلام کرے اُسے قتل نہ کرو (مسلمین کسی جہاد میں تھے، دَورانِ جنگ اُنہوں نے دیکھا کہ) ایک شخص اپنی بکریوں کے ریوڑ میں ہے، مسلمین اُس شخص کے پاس پہنچے، اُس شخص نے کہا السّلام علیکم مسلمین نے (اُسے منافق سمجھ کر) قتل کر دیا اور اُس کی بکریاں لے لیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ {نساء ۹۴}

اے ایمان والو جب تم اللہ کی راہ میں نکلو تو تحقیق سے کام لیا کرو۔ جو سلام کرے اُس سے یہ نہ کہدیا کرو کہ تو مؤمن نہیں، اگر تمہاری غرض اس سے یہ ہو کہ (اُسے کافر قرار دیکر) تم دُنیا کی زندگی کا کچھ فائدہ حاصل کرلو تو سمجھ لو کہ اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں (اے مؤمنو!) تم بھی تو آخر پہلے کافر ہی تھے اللہ نے تم پر احسان کیا، لہٰذا تحقیق ضرور کیا کرو (ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں تم کسی مؤمن کو قتل کر دو) اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے[3]۔

جنگ ذات الرّقاع جنگیں مسلسل جاری تھیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر ایک جنگ کے لئے مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے۔ سواریاں بہت کم تھیں۔ چھ چھ آدمیوں کے حصّہ میں ایک اُونٹ تھا۔ صحابۂ کرامؓ باری باری سے اُونٹ پر سوار ہوتے تھے۔ پیدل چلتے چلتے قدم چھلنی ہوگئے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے تو دونوں پیروں میں سُوراخ ہوگئے اور ناخن گر گئے۔ زخموں کی وجہ سے صحابۂ کرامؓ نے اپنے پیروں پر دھجّیاں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیّت ببکاء اہلہ علیہ عن اسامہؓ وکتاب المرضیٰ وصحیح مسلم کتابُ الجنائز بابُ البکاء۔

[2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب قصّۃ دوس عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر سورۃ النّسآء وصحیح مسلم کتابُ التفسیر عن ابن عبّاسؓ۔

[4] آپؐ کی دُعاء کی برکت سے یہ لوگ ایمان لے آئے۔

باندھ لیں، اسی لئے اس لڑائی کو جنگ ذات الرِّقاع (دھجّیوں والی لڑائی) کہتے ہیں[1]

(جنگ کی ابتداء ہوئی) دورانِ جنگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ خوف ادا کی۔ اسلامی فوج دو جماعتوں میں تقسیم ہوگئی۔ ایک جماعت نے نماز کے لئے صف بنائی اور دوسری جماعت دشمن سے مقابلہ کرتی رہی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک رکعت نماز پڑھائی، پھر آپؐ کھڑے ہوگئے اور ان لوگوں نے جو آپؐ کے ساتھ نماز میں شریک تھے اپنی نماز علیٰحدہ علیٰحدہ پوری کرلی۔ نماز پڑھکر یہ لوگ چلے گئے اور دُشمن کے سامنے صف باندھ لی اور جس جماعت نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ نماز کے لئے آکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے صف بستہ ہوگئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس جماعت کو بھی ایک رکعت پڑھائی پھر آپؐ بیٹھ گئے اور ان لوگوں نے اپنی ایک رکعت (علیٰحدہ علیٰحدہ) پُوری کرلی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ سلّم نے ان لوگوں کے ساتھ سلام پھیرا[2]۔

سفر کا ایک واقعہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں کہیں چلے جارہے تھے، حضرت معاذؓ آپؐ کے پیچھے سوار تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے معاذ"، حضرت معاذؓ نے کہا "لبّیک وسعدیک (میں حاضر ہوں اور سعادت حاصِل کرتا ہوں)" تین مرتبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس طرح پُکارا (اور وہ اسی طرح جواب دیتے رہے) پھر فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں" پھر تھوڑی دور چلنے کے بعد آپؐ نے فرمایا "اے معاذ"۔ حضرت معاذؓ نے کہا "لبّیک سعدیک"۔ آپؐ نے تین مرتبہ اسی طرح پکارنے کے بعد فرمایا "تم جانتے ہو کہ اللہ پر بندوں کا کیا حق ہے (بندوں کا حق یہ ہے کہ) بندے جب اس کا حق ادا کریں تو وہ ان کو عذاب نہ دے"[3]

جس نے شرک نہیں کیا وہ جنّت میں جائے گا ایک دن حضرت ابوذرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ عشاء کے وقت مقامِ حرّہ میں چلے جارہے تھے، اتنے میں اُحُد پہاڑ سامنے دکھائی دیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوذر مجھے پسند نہیں کہ اُحُد کے برابر سونا میرے پاس آئے اور ایک رات یا (زیادہ سے زیادہ) تین راتیں مجھ پر گذریں کہ بجز اُس سونے کے جو قرضہ کی ادائیگی کیلئے میں رکھ لوں اُس میں سے کچھ بھی (میرے پاس) باقی رہے (میں تو یہ چاہتا ہوں کہ) اس کو اللہ کے بندوں میں لپ بھر بھر کر تقسیم کردوں" پھر فرمایا "اے ابوذر" اُنہوں نے کہا "لبّیک وسعدیک یارسُولَ اللہ"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہاں جو لوگ مالدار ہیں آخرت میں غریب ہوں گے مگر وہ لوگ جو اللہ کے بندوں پر مال خرچ کرتے ہیں (وہ غریب نہیں ہوں گے)" پھر فرمایا "جب تک میں لَوٹ کر آؤں تم یہیں کھڑے رہنا"۔ یہ کہکر آپؐ تشریف لیگئے یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہوگئے، تھوڑی دیر میں حضرت ابوذرؓ نے ایک آواز سُنی، اُنہیں اندیشہ ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کہیں کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا۔ اُنہوں نے ارادہ کیا کہ آپؐ کو دیکھنے کیلئے جائیں۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع عن ابی موسیٰ و صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ ذات الرقاع۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع و صحیح مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب من اجاب بلبّیک عن معاذؓ۔

پھر آپؐ کا حکم یاد آگیا کہ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا لہٰذا وہ وہیں کھڑے رہے۔ کچھ دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس تشریف لائے۔ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ میں نے ایک آواز سُنی تھی، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں آپؐ کو کوئی حادثہ تو پیش نہیں آیا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ جبریلؑ کی آواز تھی، وہ میرے پاس آئے تھے اور یہ خبر دیکر گئے ہیں کہ میری اُمّت میں سے جو اس حال میں مرگیا کہ اُس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا تو وہ جنّتی ہے۔" حضرت ابوذرؓ نے کہا "یارسُول اللہ، اگرچہ اُس نے چوری اور زنا کیا ہو؟" فرمایا "ہاں اگرچہ اُس نے چوری اور زنا کیا ہو"[1] (یعنی تمام گناہ معاف ہو سکتے ہیں سوائے شرک کے)

حضرت ابو ثعلبہؓ خشنی کی آمد حضرت ابو ثعلبہؓ خشنی اپنے مُلک سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم اہلِ کتاب کی سرزمین میں رہتے ہیں، اُن کے برتنوں میں کھاتے ہیں، میں اپنی کمان سے شکار کرتا ہوں اور اپنے سدھائے ہوئے کُتّے سے بھی شکار کرتا ہوں اور ایسے کُتّے سے بھی شکار کرتا ہوں جو سدھایا ہوا نہیں ہوتا، آپؐ مجھے بتائیے کہ کونسی چیز حلال ہے (اور کونسی حرام)۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اہلِ کتاب کے برتنوں کے متعلّق سوال کیا کہ تم ان میں کھاتے ہو تو اگر دوسرے برتن تمہیں مل جائیں تو پھر اُن ہی میں کھاؤ اور اگر نہ ملیں تو پھر اہلِ کتاب کے برتنوں کو دھو کر ان میں کھا سکتے ہو۔ اور جو تم نے ذکر کیا کہ تم شکار کی زمین میں رہتے ہو تو جب تم کمان سے شکار کرو تو (تیر کو) بسم اللہ کہہ کر (چھوڑو پھر) اُس شکار کو کھالو اور جب تم سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرو تو (کُتّے کو) بسم اللہ کہہ کر (چھوڑو پھر) اُس شکار کو کھالو اور اگر غیر سدھائے ہوئے کُتّے سے شکار کرو تو اگر تم (شکار کو) زندہ پاؤ تو ذبح کر کے کھا سکتے ہو۔[2]"

ایک مقدّمہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں میں لڑائی ہوئی، ایک عورت نے دوسری عورت کو پتّھر مارا، پتّھر اُس کے پیٹ پر لگا، وہ عورت حاملہ تھی، پتّھر لگنے سے بچّہ کا اسقاط ہو گیا، مقدّمہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پیٹ کے بچّے کی دیت ایک غلام یا لونڈی دینا ہے۔" اس عورت کا وارث کہنے لگا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں کیسے اس کی دیت دوں جبکہ اس بچّہ نے نہ کھایا نہ پیا، نہ وہ بولا نہ رویا، تو کیا ایسا بچّہ قابلِ معافی نہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کاہنوں کا بھائی ہے[3]" (کہ ایسی مُسجّع اور مقفّٰی عبارت سے ناانصافی کی ترغیب دیتا ہے)

تقوے کی بہترین مثال ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ماعزؓ نامی ایک شخص آئے اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھ سے زنا ہو گیا، مجھے پاک کر دیجئے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ استغفار کرو اور توبہ کرو۔" یہ کہکر آپؐ نے مُنہ موڑ لیا۔ حضرت ماعزؓ چلے گئے لیکن وہ پھر حاضر ہوئے، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں پھر واپس کر دیا۔ پھر آپؐ نے اُن کی قوم کے پاس آدمی بھیجا اور یہ دریافت کیا کہ ان کی عقل میں فتور تو نہیں ہے، اُنہوں نے کہا نہیں وہ ہم میں اچھی عقل والے آدمی ہیں حضرت ماعزؓ پھر حاضرِ خدمت ہوئے، آپؐ نے (انہیں پھر واپس کر دیا اور) ان کی قوم سے پھر تصدیق کرائی قوم نے کہا ان کو نہ بیماری ہے نہ ان کی عقل میں فتور ہے۔ حضرت ماعزؓ چوتھی مرتبہ آئے اور اپنے متعلّق پھر زنا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الادب من اجاب بلبیک عن ابی موسیٰؓ و صحیح مسلم مختصراً فی کتاب الزکوٰۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب ما جاء فی التصید عن ابی ثعلبہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الطب باب الکہانۃ عن ابی ہریرہؓ و صحیح مسلم باب دیۃ الجنین۔

کی گواہی دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں اپنے پاس بُلایا اور پوچھا "کیا تمہیں جنون ہے؟" انہوں نے کہا نہیں، پھر آپؐ نے (لوگوں سے) فرمایا کیا انہوں نے شراب پی ہے، ایک شخص نے کھڑے ہوکر ان کا مُنہ سُونگھا تو شراب کی بدبو محسُوس نہیں ہوئی، پھر آپؐ نے حضرت ماعزؓ سے فرمایا "تم نے اور کچھ کیا ہوگا" کہا "نہیں اِس نالائق سے زنا ہوگیا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر جو بات میں نے تمہارے متعلق سُنی تھی وہ صحیح ہے؟" اُنہوں نے کہا وہ کیا؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے فلاں لونڈی کے ساتھ زنا کیا ہے؟" اُنہوں نے کہا "بالکل صحیح ہے (میں تو خود ہی معترف ہوں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہاری شادی ہوگئی ہے؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے فرمایا "انہیں لے جاؤ اور سنگسار کر دو"۔ لوگوں نے اُنہیں جنازہ گاہ میں لیجا کر سنگسار کیا۔ اُن کو نہ باندھا گیا نہ (گہرا) گڑھا کھودا گیا، معمولی گڑھا کھود کر (اس میں انہیں کھڑا کر دیا) جب انہیں پتّھر لگے تو اِدھر اُدھر بھاگنے لگے، لوگوں نے پکڑ کر سنگسار کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کے متعلق کلمۂ خیر کہا اور اُن کے جنازہ کی نماز پڑھی[1]۔ پھر آپؐ نے فرمایا "انہوں نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر پوری اُمّت میں تقسیم کر دی جائے تو اس کو کافی ہو جائے"۔ پھر آپؐ نے اُسی شام کو ایک خطبہ دیا، آپؐ نے فرمایا "جب کبھی ہم جہاد کے لئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی شخص یہیں رہ جاتا ہے اور بکرے کی طرح آواز کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اللہ نے اگر مجھے اُس پر قابو دے دیا تو میں ضرور اسے (عبرتناک) سزا دوں گا[2]"

ایک شخص کا اپنی بیوی پر شبہ کرنا ایک دن ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا۔ اُس نے عرض کیا "میری بیوی نے کالا بچّہ جنا ہے (مجھے اس پر شبہ ہے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے پاس اونٹ ہیں؟" اُس نے کہا ہاں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے رنگ کیسے ہیں؟" اُس نے کہا سُرخ ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن میں کوئی بھُورا بھی ہے؟" اُس نے کہا ہاں ہے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ کہاں سے آیا؟" اُس نے کہا "میں سمجھتا ہوں کہ اُس کو اُس کی اصل نے اس طرح نکالا ہو" (یعنی اوپر اصل میں کوئی بھُورا اونٹ ہوگا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو تیرے بچّہ کو بھی اُس کی اصل نے ایسا ہی نکالا ہوگا[3]" (یعنی تیرے آباء و اجداد میں بھی کوئی کالا ہوگا جس کے اثر سے یہ بچّہ کالا پیدا ہوا ہے)

سُود کی حرمت تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے سُود کو حرام کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ {آل عمران ۱۳۰ تا ۱۳۲}

اے ایمان والو دوگنا چوگنا سُود نہ کھاؤ اللہ سے ڈرو تاکہ تم نجات حاصِل کر سکو اور اُس دوزخ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور اللہ اور رسُولؐ کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحمت ہو۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المحاربین من اہل الکفر باب لا یرجم المجنون عن ابی ہریرۃ رض و باب الرجم فی المصلی عن جابرؓ و صحیح مسلم کتاب الحدود (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسہ بالزنی عن ابی ہریرۃؓ و ابی سعیدؓ و جابر بن عبد اللہ رض و جابر بن سمرۃؓ و ابن عباسؓ و بریدۃ رض۔
[3] صحیح بخاری کتاب المحاربین من اہل الکفر باب التعریض عن ابی ہریرۃ رض

اس کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے سُود کی ممانعت فرما دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقٰتِ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِیْمٍ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَیْسَرَةٍ ؕ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (بقرہ ۲۷۵-۲۸۰)

جو لوگ سُود کھاتے ہیں (میدان محشر میں) وہ اِس طرح کھڑے ہوں گے جیسے کسی کو شیطان نے مَس کر کے مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ ایسا اس لئے ہوگا کہ انہوں نے (دُنیا کی زندگی میں) یہ کہا تھا کہ خرید و فروخت بھی تو سُود ہی کے مثل ہے (اگر وہ جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے) حالانکہ اللہ نے خرید و فروخت کو جائز کر دیا ہے اور سُود کو حرام کر دیا ہے۔ جس کے پاس یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ سُود (کے کاروبار) سے باز آ گیا تو جو پہلے اُس نے لے لیا تھا وہ اُس کا ہے، اور اس کا (ہر) معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو شخص اِس کے بعد بھی سُود لیگا تو ایسے لوگ دوزخ میں داخل کئے جائیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ سُود کو نیست و نابود کر رہا ہے اور صدقات کو بڑھا رہا ہے۔ اور اللہ کسی ناشکرے گناہگار سے محبّت نہیں کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، نماز پڑھتے رہے، زکوٰۃ دیتے رہے تو اُن کیلئے اُن کے ربّ کے پاس جزائے خیر ہے۔ انہیں نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جتنا سُود باقی رہ گیا ہے اُسے چھوڑ دو اگر واقعی تم مؤمن ہو (تو تمہیں یہی کرنا چاہیئے) اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو پھر اللہ اور اُس کے رسولؐ کا تم سے اعلانِ جنگ ہے اگر تم توبہ کر لو تو اپنا زرِ اصل لے سکتے ہو (اس طرح) نہ ان پر ظلم ہوگا اور نہ تم پر اور اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اُسے فراخی تک مہلت دو بلکہ (ایسی صورت میں) اپنی اصل رقم بھی معاف کر دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔

جب مندرجہ بالا آیتیں نازل ہوئیں تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر مسجد میں تشریف لائے اور لوگوں کو یہ آیتیں سُنائیں، پھر سُود کے ساتھ آپؐ نے شراب کی تجارت کو بھی حرام کر دیا۔[1]

سُود کی حُرمت نازل ہونے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُود کی تمام بیعوں کو بھی حرام کر دیا آپؐ نے فرمایا کھجور کے بدلے کھجور، گیہوں کے بدلے گیہوں، جَو کے بدلے جَو، نمک کے بدلے نمک (بلکہ ایسے تمام تبادلوں میں) دونوں چیزیں وزن میں برابر ہوں اور تبادلہ دست بدست ہو۔ جس نے زیادہ لیا یا زیادہ دیا تو وہ (زیادتی) سُود ہے۔[2]

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سُورۃ البقرۃ) عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ و صحیح مسلم کتاب البیوع باب تحریم بیع الخمر۔ [2] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربوٰا عن ابی ہریرۃؓ و ابی سعیدؓ و صحیح بخاری عن عمرؓ وغیرہٗ نحوہٗ۔

آپؐ نے فرمایا دینار بدلے دینار کے فروخت کرو تو اس میں کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے۔ اسی طرح درہم بدلے درہم کے فروخت کیا جائے تو کمی بیشی نہیں ہونی چاہیئے[1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید فرمایا کہ اگر مختلف اجناس ہوں تو جس طرح چاہو بیچو بشرطیکہ خرید و فروخت دست بدست ہو[2] اگر دست بدست نہ ہو بلکہ قرض پر ہو تو یہ سود ہے[3]

ایک جہاد تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت عمرؓ اور حضرت عمّارؓ بھی اس جہاد میں شریک تھے، اتّفاق سے دونوں جنبی ہو گئے۔ پانی کہیں نہیں تھا کہ وہ دونوں غسل کرتے۔ حضرت عمرؓ نے نماز نہیں پڑھی۔ حضرت عمّارؓ نے زمین پر ایک لوٹ لگائی اور نماز پڑھ لی۔ جب حضرت عمّارؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے تو آپؐ سے اس کا ذکر کیا۔ آپؐ نے فرمایا "اے عمّار تمہارے لئے اتنا کافی تھا کہ تم دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، پھر ہاتھوں پر پھُونک مارتے، پھر ان دونوں سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں پر مسح کرتے"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عملاً تیمّم کی تعلیم دی۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ ایک مرتبہ زمین پر مارے، پھر ان پر پھُونک ماری، پھر دونوں ہاتھوں پر مسح کیا، پھر دونوں ہاتھوں سے چہرہ کا مسح کیا[4]

والدہ کی قبر کی زیارت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کیلئے دُعائے مغفرت کرنے کی اجازت طلب کی۔ اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ پھر آپؐ نے اُن کی قبر کی زیارت کرنے کی اجازت طلب کی، اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبر پر تشریف لے گئے، پھر آپؐ خوب روئے (آپؐ کو دیکھکر) صحابۂ کرامؓ بھی رونے لگے، پھر آپؐ نے فرمایا قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس سے مَوت یاد آتی ہے[5]

ایک جہاد جہاد برابر جاری تھا، اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ آپؐ نے ایک شخص کو اس لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا۔ وہ سپہ سالار جب ان کو نماز پڑھاتا تو قرأت کے آخر میں سُورۂ "قل ہو اللہُ اَحد" ضرور پڑھتا۔ جب لشکر واپس مدینہ منوّرہ پہنچا تو اِس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا "اس سے پوچھو کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے"۔ لوگوں نے اُس سے پوچھا۔ اُس نے کہا یہ رحمٰن کی صفت ہے اس لئے میں اسے پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "اُسے خبر دو کہ بے شک اللہ اُس سے محبّت کرتا ہے[6]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا رات کو گشت لگانا۔ مہاجرینِ حبشہ کی فضیلت حضرت جعفرؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر دورانِ جنگِ خیبر مدینہ منوّرہ پہنچے۔ اُن لوگوں سے دوسرے مہاجرین یہ کہا کرتے تھے کہ ہجرت میں ہم لوگ تم پر سبقت لے گئے (کہ مدینہ منوّرہ تم سے پہلے پہنچے) مہاجرینِ حبشہ میں حضرت اسماء بنت عُمَیسؓ بھی تھیں۔ ایک دن وہ حضرت حفصہؓ کے ہاں گئیں، وہ ابھی وہیں بیٹھی تھیں کہ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے، حضرت عمرؓ نے پوچھا "یہ کون ہیں؟" اُن کی صاحبزادی حضرت حفصہؓ نے فرمایا کہ یہ اسماء

---

[1] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الصرف عن ابی ہریرۃؓ و صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابی بکرۃؓ نحوہٗ۔ [2] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربوٰا عن عبادہؓ و صحیح بخاری کتاب البیوع عن براءؓ و اسامۃؓ نحوہٗ۔ [3] صحیح مسلم کتاب البیوع باب الربوٰا عن براءؓ و زید بن ارقم رضؓ۔ [4] صحیح بخاری و صحیح مسلم باب التیمم عن عمار بن یاسرؓ [5] صحیح مسلم کتاب الجنائز باب استئذان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم ربہ عزّ وجلّ فی زیارۃ قبر امہ عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب التوحید باب ماجاء فی دعاء النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم امتہ الی التوحید و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب فضل قل ہو اللہ احد عن عائشۃ صدیقہ رضؓ۔

بنتِ حمیسؓ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا "حبشہ والی، سمندر والی؟" حضرت اسماءؓ نے کہا "ہاں"۔ حضرت عمرؓ نے باتوں باتوں میں یہ کہدیا کہ ہم ہجرت میں تم پر سبقت لے گئے لہٰذا ہم تم سے زیادہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حقدار ہیں۔ حضرت اسماءؓ کو غصّہ آگیا، اُنہوں نے کہا "ہرگز نہیں تم تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس موجود تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تم میں سے جو بھوکا ہوتا اُسے کھانا کھلاتے اور جو ناواقف ہوتا اُسے نصیحت کرتے تھے اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے جو حبش میں واقع ہے، ہمیں ایذا دی جاتی تھی۔ خوف کے عالم میں دن گذرتے تھے اور ہماری یہ تکالیف صرف اللہ اور رسُولؐ کے راستہ میں تھیں، اللہ کی قسم مجھ پر کھانا حرام ہے جب تک میں تمہاری بات کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے نہ کرلوں، اللہ کی قسم میں نہ جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی کروں گی اور نہ میں (اپنی طرف سے کوئی بات) بڑھا کر کہونگی۔" جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (زوجۂ مطہرہؓ کے ہاں) تشریف لائے تو حضرت اسماءؓ نے کہا "اے اللہ کے نبیؐ، عمرؓ نے اِس اِس طرح کہا ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے عمرؓ کو کیا جواب دیا؟" حضرت اسماءؓ نے کہا "میں نے عمرؓ کو یہ یہ جواب دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عمرؓ تم سے زیادہ میرے حقدار نہیں ہیں کیونکہ عمرؓ اور اُن کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو تمہاری دو ہجرتیں ہیں۔" اِس واقعہ کے بعد حضرت ابو موسیٰؓ اور دوسرے کشتی والے جُوق در جُوق آکر حضرت اسماءؓ سے یہ حدیث سُنتے تھے۔ دُنیا کی کوئی چیز اُن کی نگاہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس بات سے زیادہ فرحت بخش اور بزرگ تر نہیں تھی۔ حضرت ابو موسیٰؓ تو بار بار یہ حدیث اُن سے آکر پوچھا کرتے تھے۔

(رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رات کو گشت لگاتے تھے) آپؐ فرماتے ہیں کہ "جب اشعری لوگ اپنی قیام گاہوں میں داخل ہوکر رات کے وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو میں ان کی آواز کو پہچان لیتا ہوں اور اُن کی قرأت کی آواز سے اُن کی قیام گاہوں کو پہچان لیتا ہوں حالانکہ دن کے وقت میں نے اُن کی قیام گاہوں کو دیکھا نہیں ہوتا۔"[1]

خیبر پر تحصیلدار مقرر کرنا خیبر کی فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر پر ایک عامل مقرر کیا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس عمدہ عمدہ کھجوریں لے کر آیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "کیا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہی ہوتی ہیں؟" اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، سب ایسی نہیں ہوتیں، ہم ان کھجوروں کا ایک صَاع معمولی کھجوروں کے دو صَاع کے بدلے یا دو صَاع تین صَاع کے بدلے میں لیتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو بلکہ ردّی کھجوروں کو درہموں کے عوض بیچ دیا کرو، پھر اُن درہموں کی عمدہ کھجوریں خرید لیا کرو۔"[2]

ایک جہاد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کے لئے پھر ایک لشکر روانہ کیا۔ یہ لشکر حضرت ضمادؓ کی قوم کے پاس سے گذرا، حضرت ضمادؓ مکّہ معظّمہ میں آکر مُسلم ہوگئے تھے اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کر گئے تھے۔ لشکر کے سپہ سالار نے کہا "کیا تم نے اس قوم سے کچھ لیا ہے؟" ایک شخص نے کہا "میں نے ان سے ایک لوٹا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ خیبر و صحیح مسلم کتابُ الفضائل عن ابی موسیٰ رض۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب استعمال النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علیٰ اھل خیبر و صحیح مسلم باب بیع الطعام مثلا بمثل عن ابی ہریرۃ رض۔

لیا ہے۔" سپہ سالار نے کہا "اس کو واپس کر دو کیونکہ یہ ضماد کی قوم سے ہے[1] (جو مسلم ہو چکی ہے)"

اکلِ حلال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکلِ حلال پر خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا "اے لوگو اللہ پاک ہے اور پاک چیز ہی قبول کرتا ہے اور بیشک اللہ نے مؤمنین کو اُسی بات کا حکم دیا ہے جس بات کا حکم رسُولوں کو دیا تھا۔ اللہ نے رسُولوں سے فرمایا تھا:۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا۔ — اے رسُولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرتے رہو۔

اور مؤمنین سے فرمایا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ۔ — اے ایمان والو! جو پاک رزق ہم نے تم کو دیا ہے اُس میں سے کھاؤ۔

پھر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مُسافر کا ذکر کیا جس کا سفر طویل ہے۔ بال پریشان ہیں (جسم پر) غبار پڑا ہوا ہے، دونوں ہاتھ آسمان کی طرف دراز کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے ربّ، اے میرے ربّ (حالانکہ) اُس کا کھانا حرام کا ہے، اُس کا پینا حرام کا ہے، اُس کا لباس حرام کا ہے، اُس کی پرورش حرام سے ہو رہی ہے۔ بھلا ایسی حالت میں اُس کی دُعا کیسے قبول ہو سکتی ہے[2]۔

قبیلۂ مضر کے وفد کی آمد ایک دن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں قبیلہ مضر کی ایک جماعت حاضر ہوئی۔ یہ لوگ ننگے پیر، ننگے بدن تھے، صرف گلے میں چمڑے کی عبائیں پہنے ہوئے تھے۔ گردن میں تلواریں لٹکی ہوئی تھیں، اُن کے افلاس کو دیکھ کر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہو گیا۔ آپؐ اندر گئے، پھر باہر تشریف لائے، پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ اذان دیں (اذان دی گئی) پھر حضرت بلالؓ نے اقامت کہی، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی۔ پھر خطبہ دیا اور یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ {نساء}

اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو جس نے تمہیں (صرف) ایک شخص (یعنی حضرت آدمؑ) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو بھی پیدا کیا، پھر ان دونوں سے بہت سے مَرد اور عورتیں (پیدا کیں اور انہیں) پھیلا دیا (اے لوگو) اللہ سے ڈرو جس کے نام سے تم سوال کرتے ہو اور رشتوں سے ڈرو (کہیں ایسا نہ ہو کہ رشتہ کو منقطع کر دو، اگر ایسا کرو گے تو سمجھ لو کہ) بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ {حشر ۱۸}

(اے مؤمنو!) اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص یہ دیکھے کہ اُس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ باب الخطبۃ عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب قبول الصدقۃ من الکسب الطیب عن ابی ہریرۃ رضؓ

پھر آپؐ نے فرمایا:۔

" انسان کو صدقہ دینا چاہیئے، اپنے دینار سے دے، اپنے درہم سے دے، اپنے کپڑے سے دے، گیہوں کے صاع سے دے، کھجور کے صاع سے دے (کچھ نہ کچھ ضرور دے) خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔" یہ سُن کر ایک انصاری ایک تھیلی لیکر آئے جس کے وزن سے اُن کا ہاتھ تھک گیا تھا۔ پھر تو دینے والوں کا تانتا بندھ گیا یہاں تک کہ کھانے اور کپڑے کے دو ڈھیر لگ گئے۔ یہ دیکھکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مُبارک ایسا چمکنے لگا گویا کہ وہ سونے کا ایک ٹکڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا " جو شخص کوئی نیک عمل جاری کرے تو اُس کے لئے اجر ہے اور جو اس کے بعد اس پر عمل کریں گے اُن کے ثواب کے برابر اُسے بھی ثواب ملیگا اور اُن کا ثواب کم نہ ہوگا۔ اور جو بُرا عمل جاری کرے اُس کے لئے اُس کا اپنا گناہ ہے اور اس کے بعد اس پر عمل کرنے والوں کے گناہوں کے برابر گناہ اس پر بھی ہوگا اور اُن کا گناہ کم نہ ہوگا۔"[1]

نوٹ:۔ نیک عمل جاری کرنا سُنّت ہے اور نیک عمل ایجاد کرنا بدعت ہے اور بدعت حرام اور شرک کی ایک قسم ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں " مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ " یعنی جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام ایجاد کیا تو اُس کا وہ (نیک) کام قبول نہیں ہوگا۔[2] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں " شَرُّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ " یعنی سب سے بدتر کام وہ ہیں جو نئے نکالے جائیں اور ہر نیا کام (یعنی ہر بدعت) گمراہی ہے۔[3]

جنگ بنی لحیان | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاد کیلئے پھر ایک اور لشکر روانہ فرمایا۔ یہ لشکر بنو لحیان کی طرف جو قبیلۂ ہذیل کی ایک شاخ ہے روانہ کیا گیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لشکر کی تیاری کے وقت فرمایا " ہر دو مَردوں میں سے ایک مرد جہاد کیلئے جائے۔" پھر آپؐ نے رہنے والوں سے فرمایا " تم میں سے جو شخص جانے والے کے گھر کی خیر و خوبی کے ساتھ خبر گیری کرے گا اُس کو جہاد پر جانے والے کے ثواب کا نصف ثواب ملیگا۔"[4]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا " مجاہدین کی بیویوں کی حُرمت گھروں میں رہنے والوں پر ایسی ہے جیسی اُن کی ماؤں کی حُرمت۔ جو شخص کسی مجاہد کے گھربار کی خبر گیری کرے، پھر اس میں خیانت کرے تو وہ قیامت کے دن روک لیا جائے گا اور مجاہد اُس کے عمل میں سے جو چاہے گا لے لیگا تو تمہارا کیا خیال ہے (کیا وہ کچھ چھوڑ دیگا)"[5]

صدق دل سے کلمہ پڑھنا | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم صحابہؓ کے درمیان سے اُٹھ کر کہیں چلے گئے۔ جب دیر ہوگئی اور آپؐ واپس تشریف نہیں لائے تو صحابۂ کرامؓ گھبرائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دشمن آپؐ کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے۔ سب سے پہلے حضرت ابوہریرہؓ آپؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ وہ ایک انصاری کے باغ کے قریب پہنچے۔ اس کا چکّر لگایا لیکن دروازہ نہیں ملا۔ بالآخر وہ سُکڑ کر ایک نالی میں سے اندر داخل ہوگئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (اُنہیں دیکھا تو) فرمایا "اے ابوہریرہؓ۔" حضرت ابوہُریرہؓ نے کہا "جی، اے اللہ کے رسُولؐ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ حضرت ابوہُریرہؓ نے پورا واقعہ سُنایا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحث علی الصدقۃ عن جریرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الصلح و صحیح مسلم کتاب الاقضیۃ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجمعۃ عن جابرؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل اعانۃ الغازی عن ابی سعیدؓ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب حرمۃ نساء المجاہدین عن بریدۃؓ۔

اور عرض کیا کہ میں لومڑی کی طرح سکڑ کر اس باغ میں داخل ہوا ہوں۔ دوسرے لوگ بھی میرے پیچھے پیچھے (آپؐ کو تلاش کرنے کیلئے) آرہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی دونوں جوتیاں دے کر فرمایا "اے ابوہریرہؓ یہ جوتیاں لے کر جاؤ اور جو شخص بھی باغ کے باہر تمہیں ملے اور وہ یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی حاکم و کارساز نہیں اور اس کا دل اس پر یقین رکھتا ہو تو اُسے جنّت کی بشارت دو۔" حضرت ابوہریرہؓ روانہ ہوئے تو سب سے پہلے حضرت عمرؓ ملے۔ اُنہوں نے پوچھا یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ حضرت ابوہریرہؓ نے کیفیت بیان کی۔ اُنہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کے سینہ پر زور سے ہاتھ مارا، وہ (افلاس اور فاقوں کی وجہ سے کمزور تو تھے ہی) کولہوں کے بل گر پڑے۔ حضرت عمرؓ نے کہا واپس چلو۔ وہ واپس آئے۔ اُن کی کیفیت ایسی تھی گویا رونے والے ہیں۔ حضرت عمرؓ بھی پیچھے پیچھے پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوہریرہؓ کیا ہوا؟" اُنہوں نے واقعہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عمرؓ تم نے ایسا کیوں کیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں کیا آپؐ نے ان کو بھیجا تھا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں"۔ اُنہوں نے عرض کیا "مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ (غلط فہمی سے) اسی پر بھروسہ کرلیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے، آپؐ اعلان نہ کرائیں تو اچھا ہے) اُنہیں عمل کرنے دیجئے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت ابوہریرہؓ سے) فرمایا "اس کا اعلان نہ کرو"[1] (تاکہ لوگ غلط فہمی کی بناء پر عمل نہ چھوڑ بیٹھیں)"

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ یہ واقعہ اُمّت کیلئے ایک سبق ہے، یعنی بڑے مرتبہ کے آدمی کو کم مرتبہ والے آدمی کا صحیح مشورہ مان لینا چاہیئے اور اس میں عار محسوس نہ کرنی چاہیئے۔ اور یہی اس میں مصلحت ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ سے اس بات کو زیادہ سمجھتے تھے۔ یہ مشورہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کا دُعاء کرنا کہ اے اللہ میرے بوجھ کو ہلکا کرنے کیلئے ہارونؑ کو بھی رسول بنا دیجئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام کو نبی بنانا ضروری ہے، لیکن خود ایسا نہیں کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے کہلوایا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی وضاحت کر سکتے تھے لیکن نفسیاتی طور پر وہ چیز اتنی زوردار نہیں ہوتی جتنا کہ اس سلسلہ میں پورے ایک واقعہ کا صادر ہونا۔ انتباہ کے لئے یہ زیادہ مؤثر طریقہ ہے۔

ایک جہاد۔ حضرت جُلَیبیبؓ کی شہادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ایک اور جہاد پر تشریف لیگئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو (فتح اور) مالِ غنیمت عطا فرمایا۔ جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم میں سے کوئی غائب تو نہیں ہے؟" صحابہؓ نے عرض کیا "فلاں اور فلاں اور فلاں غائب ہیں" (یعنی شہید ہو گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کوئی اور تو غائب نہیں ہے؟" عرض کیا جی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں جُلَیبیبؓ کو نہیں دیکھتا۔" لوگوں نے اُن کو مقتولین کی لاشوں میں تلاش کیا تو اُنکی لاش اُن سات آدمیوں کے پاس ملی جن کو اُنہوں نے قتل کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی لاش کے پاس آئے اور فرمایا "انہوں نے سات آدمیوں کو قتل کیا پھر کُفّار نے ان کو شہید کیا۔ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب من لقی اللہ بالایمان۔

ہوں۔ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں"۔ پھر آپؐ نے تنہا انہیں اپنی دونوں کلائیوں پر اُٹھایا اور دفن کر دیا۔[1]

حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کا قبولِ اسلام حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ ابھی تک مشرکہ تھیں۔ حضرت ابوہریرہؓ اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ ایک دن حسبِ معمول اُنہوں نے والدہ کو اسلام کی دعوت دی۔ اُنہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے متعلّق ایک ایسی بات کہی جو حضرت ابوہریرہؓ کو بُری معلوم ہوئی۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس روتے ہوئے آئے، اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں اپنی والدہ کو اسلام کی طرف بُلاتا تھا وہ نہیں مانتی تھیں، آج اُنہوں نے آپؐ کے متعلّق وہ بات کہی جو مجھے بُری معلوم ہوئی۔ آپؐ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ میری والدہ کو ہدایت دے" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی "الٰہی ابوہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت دے"۔ حضرت ابوہریرہؓ دُعا سُن کر خوش خوش گھر واپس آئے۔ گھر کے دروازہ پر پہنچے تو دیکھا دروازہ بند ہے۔ ان کی والدہ نے پاؤں کی آواز سُنی تو کہنے لگیں ذرا ٹھہرو، حضرت ابوہریرہؓ نے پانی گرنے کی آواز سُنی۔ ان کی والدہ نے غسل کیا، اپنا کُرتہ پہنا اور جلدی سے دوپٹّہ اوڑھا۔ پھر دروازہ کھولا، دروازہ کھولتے ہی کہنے لگیں "میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اس کے بندے اور اُس کے رسُولؐ ہیں"۔ حضرت ابوہریرہؓ خوشی میں روتے ہوئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ خوش ہو جائیے اللہ نے آپؐ کی دُعا قبول کر لی اور ابوہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کلمۂ خیر فرمایا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ دُعا کیجئے کہ اللہ میری اور میری والدہ کی محبّت مسلمین کے دلوں میں ڈال دے اور مسلمین کی محبّت ہمارے دلوں میں ڈالدے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا فرمائی "اے اللہ اس بندہ اور اس بندہ کی والدہ کو مُسلمین کا محبوب بنا دے اور انہیں ایمانداروں کی محبّت نصیب کر" اس دُعا کے بعد کوئی مسلم ایسا پیدا نہیں ہوا کہ ان کا ذکر سُن کر یا ان کو دیکھکر ان سے محبّت نہ کرتا ہو۔[2]

مسجد بنی معاویہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ورودِ مسعود ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع اپنے اصحابؓ کے عالیہ مقام سے تشریف لائے اور مسجد بنی معاویہ کے پاس سے گذرے۔ مسجد میں جاکر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی، صحابہؓ نے بھی آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ نماز کے بعد آپؐ نے ایک طویل دُعا مانگی۔ دُعا سے فارغ ہونے کے بعد صحابہؓ کی طرف مُنہ کر کے فرمایا "میں نے اپنے ربّ سے تین دُعائیں مانگیں، اُس نے دو دُعائیں قبول کیں، تیسری دُعا قبول نہیں کی۔ میں نے اپنے ربّ سے دُعا کی کہ میری اُمّت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے۔ اللہ نے یہ دُعا قبول فرمالی۔ میں نے دُعا کی کہ میری اُمّت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے۔ یہ دُعا بھی اللہ نے قبول فرمالی۔ پھر میں نے یہ دُعا کی کہ مسلمین آپس میں نہ لڑیں۔ میری یہ دُعا قبول نہیں ہوئی"۔[3]

یہودیوں کو تبلیغ اور انتباہ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر سے مسجد میں تشریف لائے۔ آپؐ نے صحابۂ کرامؓ سے فرمایا "یہودیوں کی طرف چلو" صحابۂ کرامؓ آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے اور یہودیوں کے پاس پہنچے۔ وہاں

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب من فضائلِ جُلَیبیبؓ عن ابی برزہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب من فضائلِ ابی ہریرہؓ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الفتن باب ہلاک ہٰذہِ الامّۃ بعضہم ببعض عن سعد بن ابی وقّاصؓ۔

پہنچ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہو گئے اور یہودیوں کو آواز دیکر فرمایا "اے یہودی گروہ، اسلام قبول کرو، سلامت رہو گے۔" یہودیوں نے کہا "اے ابو القاسمؐ آپؐ نے پہنچا دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں یہ چاہتا ہوں کہ تم اسلام قبول کر لو (اگر اسلام قبول کر لوگے تو) سلامت رہو گے۔" اُنہوں نے کہا "بے شک آپؐ نے تبلیغ کر دی" (آپؐ کا فرض ادا ہو گیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر اسلام کی دعوت دی، پھر فرمایا "خبردار ہو جاؤ! زمین یقیناً اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی ہے۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں تمہیں اس زمین سے نکال دوں، لہٰذا جس شخص کے پاس مال ہو وہ اُسے بیچ دے (اور چلا جائے) اور یہ بات پھر اچھی طرح سمجھ لو کہ زمین تو اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی ہے"[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اس ارادہ کا اظہار جماعت المسلمین سے بھی کیا، آپؐ نے فرمایا "میں ضرور یہود و نصاریٰ کو جزیرۂ عرب سے باہر نکال دوں گا یہاں تک کہ سوائے مُسلم کے اور کسی کو (یہاں) نہ چھوڑوں گا۔"[2] (اس ارادہ کا اظہار فرما کر آپؐ نے یہودیوں کو ایک دفعہ پھر مہلت دے دی)

سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں تھے۔ آپؐ نے ایک جگہ لوگوں کا ازدحام دیکھا، آپؐ نے فرمایا یہ کیا معاملہ ہے؟ آپؐ سے عرض کیا گیا یہ ایک روزہ دار شخص ہے۔ اس پر سایہ کرنے کیلئے لوگوں نے ازدحام کر رکھا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں[3] (یعنی مشقّت ہو تو افطار کرنا چاہیئے)"

اعتکاف رمضان کے آخری عشرہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعتکاف فرمایا۔ زوجۂ مطہّرہ حضرت صفیّہؓ آپؐ سے ملنے تشریف لائیں۔ اُنہوں نے کچھ دیر آپؐ سے گفتگو کی، پھر واپس جانے کیلئے کھڑی ہوئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی حضرت صفیّہؓ کو پہنچانے کیلئے اُٹھے۔ جب آپؐ مسجد کے اُس دروازہ کے قریب پہنچے جو حضرت اُمِّ سلمہؓ کے دروازہ کے قریب تھا تو دو انصاری وہاں سے گذرے۔ ان دونوں نے آپؐ کو سلام کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) فرمایا ٹھہر جاؤ۔ پھر آپؐ نے اُن سے فرمایا "یہ صفیّہ بنت حیّیؓ ہیں (یعنی میری زوجہ ہیں)" ان دونوں نے اس بات کو بہت بڑا سمجھا (کہ بھلا مؤمن ہو کر کوئی شخص اپنے رسُولؐ کے متعلّق بدگمانی کرے) اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، سُبحان اللہ (بھلا ہم آپؐ پر شبہ کر سکتے ہیں؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یقیناً شیطان دورانِ خون کے ساتھ گردش کرتا رہتا ہے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں تمہارے دل میں کوئی وسوسہ نہ ڈالے[4]"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے متعلّق کسی کو بدگمانی کا موقع نہیں دینا چاہیئے۔

وصال کے روزوں کی ممانعت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بغیر افطار کئے مسلسل روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ تو وصال کرتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے کون میری مثل ہے، میں اس حالت میں رات گذارتا ہوں کہ میرا ربّ مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔"

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب اجلاء الیہود و صحیح بخاری کتابُ الاکراہ باب فی بیع المکرہ عن ابی ہُریرۃ رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب اخراج الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب عن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصّوم عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری ابوابُ الاعتکاف عن صفیہؓ و صحیح مسلم کتابُ السّلام باب بیان انہ یستحب لمن رُؤی خالیاً بامرأۃٍ الخ۔

بعض لوگوں نے (اس ممانعت کو تنزیہی سمجھا اور) وصال کے روزے شروع کر دئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اُن کے ساتھ وصال کیا، پھر دوسرے دن بھی وصال کیا۔ تیسرے دن (عید کا) چاند دکھائی دیا تو (آپؐ نے روزہ افطار کر لیا، پھر) آپؐ نے فرمایا "اگر چاند دکھائی نہ دیتا تو میں تمہاری (سزا کی) خاطر وصال کو اور زیادہ کرتا۔" حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں "باوجود منع کرنے کے لوگ وصال کے روزوں سے باز نہ آئے تو بطور سرزنش آپؐ نے یہ الفاظ کہے۔"[1]

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکام پر سختی سے عمل کرنا چاہیئے۔ اپنی طرف سے آپؐ کے حکم کو استحبابی اور ممانعت کو تنزیہی قرار دینا صحیح نہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم اور فعل میں بظاہر اختلاف نظر آئے تو اُمّت کو حکم پر عمل کرنا چاہیئے اور فعل کو مخصوص حالات میں آپؐ کیلئے مخصوص سمجھنا چاہیئے۔ یا اُس فعل کے وقوع کو اُس حکم سے پہلے اور اُس حکم کے باعث منسُوخ سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قول و فعل میں تضاد ناممکن ہے۔

نمازِ عید میں عورتوں کی شرکت لازمی ہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ عید کے روز عیدگاہ جایا کریں۔ حتّٰی کہ آپؐ نے کنواری لڑکی کے متعلّق بھی حکم دیا کہ اُسے عیدگاہ لایا جائے۔ آپؐ نے فرمایا "جو عورتیں اذیّتِ ماہانہ میں ہوں وہ بھی عیدگاہ جائیں، وہ لوگوں کے پیچھے بیٹھ جائیں (یعنی نماز نہ پڑھیں) لیکن لوگوں کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہتی رہیں اور اُن کی دُعا کے ساتھ دُعا، مانگیں اور عید کے دن کی (خیر و) برکت اور اُس کی پاکیزگی (و مغفرت) کی اُمّیدوار رہیں۔[2]"

ایک عورت نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر کسی عورت کے پاس بُرقع نہ ہو تو کیا عیدگاہ نہ جانے میں اُس پر گناہ ہوگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس کے ساتھ والی کو چاہیئے کہ وہ اپنے بُرقع میں اُسے چھپا لے۔ عورتوں کو اس خیر (و برکت) میں ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ اور مؤمنین کی دُعا میں شرکت کرنی چاہیئے۔[3]"

نمازِ عید اور خطبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عیدالفِطر کی نماز دو رکعت ادا کی۔ پھر آپؐ نے خطبہ دیا۔ اور ہر عید پر آپؐ ایسا ہی کرتے تھے۔ نماز عید کے بعد آپؐ لوگوں کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو جاتے۔ تمام لوگ اپنی اپنی صفوں میں بیٹھے رہتے، پھر آپؐ اُن کو نصیحت کرتے۔ وصیّت کرتے۔ احکام جاری فرماتے۔ اگر آپؐ چاہتے کہ کوئی لشکر جہاد پر روانہ فرمائیں تو وہیں اُس لشکر کی تشکیل فرما دیتے۔ الغرض جس چیز کا اللہ آپؐ کو حکم دیتا وہی حکم آپؐ لوگوں کو عید کے خطبہ میں دے دیا کرتے تھے۔[4]

دَورانِ خطبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مَردوں سے فرمایا "صدقہ دو" پھر آپؐ عورتوں کے پاس تشریف لے گئے، آپؐ نے اُن سے فرمایا "اے عورتوں کی جماعت، صدقہ دو کیونکہ میں نے دوزخ میں عورتوں کو کثیر تعداد میں دیکھا ہے۔" عورتوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، کس وجہ سے آپؐ نے عورتوں کو دوزخ میں کثرت سے دیکھا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم لعنت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشُکری کرتی ہو، باوجود ناقص العقل اور ناقص الدّین ہونے کے میں نے کسی عاقل مرد کی عقل کو سلب کرنے والا تم سے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّوم باب التنکیل لمن اکثر الوصال عن ابی ہُریرۃ رض۔ و صحیح مسلم کتابُ الصّوم۔ [2] صحیح بخاری کتابُ العیدین بابُ التکبیر ایّام منیٰ عن اُمّ عطیّہ رض [3] صحیح بخاری کتابُ العیدین باب اذا لم یکن لہا جلباب عن اُمّ عطیّہ رض وغیرہا و صحیح مسلم کتابُ العیدین نحوہٗ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ العیدین عن ابنِ عبّاس رض و ابی سعید رض۔

زیادہ نہیں دیکھا۔" عورتوں نے پوچھا ہمارے دین اور ہماری عقل میں کیا نقصان ہے ؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کا نصف نہیں ہے ؟" عورتوں نے کہا "جی ہاں ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ ان کی عقل کا نقصان ہے۔" پھر آپؐ نے فرمایا "کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ عورت اذیتِ ماہانہ میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے ؟" عورتوں نے کہا بے شک ایسا ہوتا ہے، آپؐ نے فرمایا "یہ اُس کے دین کا نقصان ہے[1]۔" (یعنی عورت فطرتاً مجبور ہے کہ اُسے نیکی کرنے کا موقع کم ملتا ہے)

خطبہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لے آئے۔ کچھ دیر بعد حضرت زینبؓ جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی تھیں حاضر ہوئیں۔ اُنہوں نے اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی کہ زینبؓ آئی ہیں (اور اجازت طلب کر رہی ہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کونسی زینبؓ ؟" کسی نے کہا "ابنِ مسعودؓ کی بیوی" آپؐ نے فرمایا انہیں اجازت دو، الغرض انہیں اجازت دی گئی، انہوں نے کہا "آج آپؐ نے صدقہ دینے کا حکم دیا تھا، میرے پاس کچھ زیور ہے، میں چاہتی ہوں کہ اس کو اللہ کے راستہ میں دے دوں، ابنِ مسعودؓ یہ کہتے ہیں کہ وہ اور اُن کی اولاد اَوروں سے زیادہ صدقہ کے مستحق ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابنِ مسعودؓ سچ کہتے ہیں، تمہارے شوہر اور تمہاری اَولاد اَوروں سے زیادہ تمہارے صدقہ کے مستحق ہیں[2]۔"

رشتہ داروں کو صدقہ دینا دوہرے اجر کا باعث ہے حضرت زینبؓ مستقل طور پر اپنے شوہر اور کچھ یتیم بچوں کو جو اُن کی پرورش میں تھے اپنے صدقات دینے لگیں۔ ایک دن وہ اپنے شوہر (عبداللہ بن مسعودؓ) سے کہنے لگیں "یہ جو میں تم پر اور اُن یتیم بچوں پر اپنے صدقات صَرف کر رہی ہوں یہ میرے لئے کافی بھی ہے یا نہیں، تم ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے مجھے بتاؤ۔" حضرت ابنِ مسعودؓ نے کہا "تم ہی دریافت کرو" الغرض وہ خود دریافت کرنے کیلئے روانہ ہوئیں۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچیں تو دیکھا کہ ایک انصاری خاتون دروازہ پر کھڑی ہیں اور وہ بھی اسی مقصد سے آئی ہیں۔ حضرت بلالؓ ان کے پاس سے گُذرے تو ان دونوں نے ان سے کہا کہ ہمارا یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر کے ہمیں بتا دو لیکن آپؐ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔ حضرت بلالؓ نے اندر جا کر دریافت کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ کون عورتیں ہیں ؟" اُنہوں نے کہا زینبؓ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کونسی زینب ؟" حضرت بلالؓ نے کہا "ایک تو عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں (یہ صدقہ دینا کافی ہے) اور ان کیلئے دوہرا اجر ہے، ایک اجر قرابت کا اور ایک اجر صدقہ کا[3]۔"

نماز میں شیطان کا آنا ایک رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ آپؐ نے کہا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ" (میں تجھ سے اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں) پھر تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا "اَلْعَنُکَ بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ" (میں اللہ کی لعنت کے ساتھ تجھ پر لعنت کرتا ہوں) یہ کہہ کر آپؐ نے اپنا ہاتھ بڑھایا گویا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحیض باب ترک الحائض الصوم عن ابی سعید رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الاقارب عن ابی سعیدؓ
[3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الزکوٰۃ علی الزوج عن زینبؓ۔

آپؐ کوئی چیز لے رہے ہیں۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ ہم نے آپؐ کو نماز میں ایسے کلمات کہتے سنا کہ اس سے پہلے ہم نے ایسے کلمات نہیں سنے اور ہم نے دیکھا کہ آپؐ نے ہاتھ بڑھایا تھا"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کا دشمن ابلیس ایک انگارا لے کر آیا تھا تاکہ میرے مُنہ میں دیدے۔ میں نے تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْکَ کہا، پھر میں نے تین بار کہا اَلْعَنُکَ بِلَعْنَۃِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ لیکن وہ پیچھے نہ ہٹا تو اللہ نے مجھے اُس پر قابو دیا، میں نے اُسے پچھاڑ دیا پھر میں نے یہ ارادہ کیا کہ اُسے پکڑ لوں اور مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں۔ پھر مجھے اپنے بھائی سلیمانؑ کی دُعا یاد آگئی جو اُنہوں نے ان الفاظ میں کی تھی :-

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ۔ — اے میرے ربّ مجھے بخش دے اور مجھے ایسی بادشاہت عطا فرما کہ میرے بعد پھر وہ کسی کیلئے نہ ہو۔

اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلیمانؑ کی دُعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک رسّیوں سے بندھا ہوتا حتّٰی کہ تم سب اُسے دیکھ لیتے اور مدینہ کے بچّے اُس سے کھیلتے۔ بہرحال اللہ نے اُسے ناکام واپس کر دیا"۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور لوگوں کو بھی یہ واقعہ سُنایا[1]۔

نوٹ :- اعوذ باللہ کہنے کے باوجود ابلیس کے نہ بھاگنے میں غالباً یہی مصلحت تھی کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُس پر قابو دے اور آپؐ کی قوّت و فضیلت کا اظہار ہو۔

سُورۂ جمعہ کی ابتدائی آیات کا نزول اور بعض اہلِ فارس کی فضیلت

ایک دن ایسا ہوا کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں سُورۂ جمعہ کی مندرجہ ذیل آیتیں نازل ہوئیں :-

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ {جمعہ ۱ تا ۴}

آسمانوں کی اور زمین کی تمام چیزیں اللہ کی تسبیح پڑھتی ہیں جو بادشاہ ہے، جو پاک ہے، جو زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں اُن ہی میں سے ایک رسولؐ مبعوث فرمایا جو اُن کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کرتا ہے، ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو وہ صریح گمراہی میں مُبتلا تھے اور (اس رسولؐ کو نہ صرف ناخواندہ یعنی اہلِ عرب کیلئے مبعوث فرمایا بلکہ) ان کے علاوہ اور لوگوں کیلئے بھی مبعوث فرمایا جو ابھی ان ناخواندہ لوگوں سے ملے بھی نہیں۔ اللہ غالب ہے، حکمت والا ہے اور یہ (نبوّت) اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ الفاظ تلاوت فرمائے

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ ؕ — اس رسولؐ کو دوسرے لوگوں کیلئے بھی مبعوث فرمایا ہے جو

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب جواز لعن الشیطان فی اثناء الصلوٰۃ عن ابی ہریرۃ رض و ابی الدرداء رض۔

ابھی مسلمین سے ملے نہیں۔

تو ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ کون لوگ ہیں؟" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کوئی جواب نہیں دیا، اُس نے دو تین مرتبہ سوال کیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ سلمان فارسیؓ پر رکھ کر فرمایا "اگر ایمان ثریا میں بھی ہوتا تو فارس کے لوگوں میں سے بعض لوگ اُسے وہاں سے بھی حاصل کر لیتے"۔[1]

مندرجہ بالا آیات و حدیث پر تبصرہ | حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ آخرین سے مُراد فارس کے لوگ ہیں۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ فارس کے بعض لوگ ایمان کو انتہائی دور دراز مقام سے بھی حاصل کریں گے۔ مثلاً محدّثینِ کرام جن میں سے بہت سے اہلِ فارس ہیں جنہوں نے احادیث کو تلاش کر کے محفوظ کر دیا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگلے اور پچھلے تمام لوگوں کے لئے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی رسُول ہیں آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اللہ کی طرف سے معلّمِ کتاب و حکمت ہیں لہٰذا آپؐ کی تشریح و توضیح یعنی حدیث بھی مِن جانب اللہ ہے۔

عُمرۃ القضاء

صُلح حُدیبیہ کے موقع پر کُفّار نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عُمرہ ادا کرنے سے روک دیا تھا لہٰذا اس سال ۷ھ میں آپؐ نے اُس عُمرہ کی قضاء کی۔ اسی لئے اس کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں۔ صلح حدیبیہ کی شرط کے مُطابق آپؐ ماہ ذوالقعدہ ۷ھ[2] میں عُمرہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ جب آپؐ حُدیبیہ سے گُذرے تو اُس درخت کو کوئی پہچان نہ سکا جس درخت کے نیچے بیٹھ کر آپؐ نے بیعتِ رضوان لی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں اسی میں اللہ کی رحمت تھی[3] (کہ لوگ اس درخت کو بھول گئے ورنہ اندیشہ تھا کہ کہیں بعد میں اس کی پُوجا ہونے لگے)

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں داخل ہوئے تو کُفّار نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ تمہارے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جن کو مدینہ کے بخار نے کمزور کر دیا ہے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپؐ نے حکم دیا کہ طواف کرتے وقت تین چکّروں میں رمل کریں یعنی تیزی سے دوڑیں تاکہ مشرکین ان کی قوّت کو دیکھیں۔ مشرکینِ مکّہ مُسلمین کو دیکھنے کے لئے قُعَیقَان نامی مقام پر جمع ہو گئے تھے اور کچھ حطیم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے[4] (اور کیونکہ دونوں رُکنوں کا درمیانی علاقہ مُشرکینِ مکّہ کی نظروں سے اُوجھل تھا) اِس لئے آپؐ نے حکم دیا کہ رمل کے چکّروں میں جب اس علاقہ سے گذریں تو آہستہ چلیں (یہ حکم ازراہِ شفقت تھا) اور ازراہِ شفقت ہی آپؐ نے تمام چکّروں میں رمل کا حکم نہیں دیا[5]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کعبہ کا طواف کیا۔ آپؐ نے سات چکّر لگائے، تین چکّروں میں رمل کیا۔

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الفضائل باب فضل فارس عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الحج باب کم اعتمر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم باب بیان عدد عمر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب البیعۃ فی الحرب عن ابنِ عمرؓ۔ و کتابُ المغازی باب غزوۃ حدیبیۃ عن مسیبؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباسؓ و کتابُ المناسک و صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب الرّمل (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ قُعَیقَان کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے) [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباس رضؓ۔

جب آپؐ طواف سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا کاش آپؐ مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰی بنا لیتے، اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی:۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ {بقرہ ۱۲۵} مقامِ ابراہیمؑ کو مصلّٰی بنالو [1]

حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی، پھر آپؐ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے کیلئے روانہ ہوئے [2]

ایّامِ جاہلیّت میں مدینہ کے لوگ منات بُت کیلئے احرام باندھتے تھے، یہ بُت مُشلّل کے مقام پر جو موضع قُدید کے بالمقابل ہے رکھا ہوا تھا۔ یہ لوگ وہاں جاتے اور اُس بُت کی پوجا کرتے تھے اور صفا و مروہ کے درمیان دَوڑنے کو بُرا سمجھتے تھے۔ بعض لوگ ایسے بھی تھے جو ایّامِ جاہلیّت میں صفا و مروہ کا طواف کرتے تھے اور کیونکہ قرآن مجید میں صفا و مروہ کے طواف کا ذکر نہیں تھا اِس لئے انہوں نے اس طواف کو جاہلیّت کی رسم سمجھتے ہوئے ناجائز سمجھا۔ ہر دو فریق نے اس سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے استفسار کیا۔ ان ہر دو فریق کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۝ {بقرہ ۱۵۸}

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے (دو نشانیاں) ہیں، لہٰذا جو شخص بیتُ اللہ کا حج کرے یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے (جو لوگ اس طواف کو بُرا سمجھتے ہیں اُن کا خیال غلط ہے بلکہ یہ تو ایک نیک کام ہے) اور جو شخص بھی خوشی سے نیک کام کریگا (تو اللہ یقیناً اس کی قدر کریگا) کیونکہ اللہ قدر دان اور علم والا ہے [3]۔

غرض یہ کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (اور صحابۂ کرامؓ) نے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا شروع کیا۔ صفا اور مروہ کے درمیان مشرکین کا بہت بڑا ہجوم تھا جو سب آپؐ کو دیکھنے کیلئے جمع ہوئے تھے۔ حتّٰی کہ کنواری لڑکیاں بھی آپؐ کو دیکھنے کیلئے وہاں آگئی تھیں، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نہ لوگوں کو ہٹایا نہ دھکّا دیا، جب ہجوم زیادہ ہوگیا تو آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوگئے [4]

مشرکینِ مکّہ نے جب مسلمین کی دَوڑ بھاگ دیکھی تو کہنے لگے ہمارا تو یہ خیال تھا کہ ان کو بُخار نے کمزور کردیا ہے، یہ تو فلاں اور فلاں سے بھی زیادہ طاقتور ہیں [5]

غرض یہ کہ مسلمین نے عمرہ کے اَرکان ادا کئے، عمرہ کے دَوران صحابۂ کرامؓ، مشرکین سے اور مشرکین کے لڑکوں سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حفاظت کرتے رہے مبادا وہ آپؐ کو کسی قسم کی ایذا پہنچائیں [6]۔ عمرہ کے بعد آپؐ نے احرام کھول دیا اور پھر حدودِ حرم ہی میں آپؐ نے حضرت میمونہؓ [عہ] سے نکاح کیا [7]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء وکتابُ المناسک وصحیح مسلم کتابُ الحج عن ابن عبّاسؓ وابن عمرؓ وصحیح بخاری کتابُ التفسیر عن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحبابِ الرّمل وصحیح بخاری کتابُ المناسک عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب وجوب الصّفا والمروۃ وفی ابواب اخریٰ و کتابُ التفسیر عن عائشہؓ وانسؓ وابی بکرؓ بن عبدالرحمٰن وصحیح مسلم کتابُ الحج۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ حدیبیۃ وصحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب الرّمل عن ابنِ عبّاسؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب الرمل عن ابنِ عبّاسؓ۔ [6] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء وباب غزوۃ حدیبیۃ وکتابُ المناسک عن عبداللہ بن ابی اوفی۔ [7] صحیح مسلم کتابُ النکاح باب تحریم نکاح المحرم عن میمونہؓ وصحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن ابنِ عباسؓ (اس عبارت میں دونوں کتابوں کا مجموعی بیان ہے) [عہ] حضرت میمونہؓ بیوہ ہوگئی تھیں حضرت عباسؓ کی سفارش پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن سے

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مکّہ معظّمہ میں آئے ہوئے تین دن ہو گئے تو کُفّارِ مکّہ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اُن سے کہا اپنے ساتھی سے کہو کہ (صلح نامۂ حدیبیہ کے مُطابق) مقرّرہ وقت ختم ہو گیا ہے لہٰذا اب انہیں مکّہ سے چلا جانا چاہیئے (صلح نامہ کے مُطابق کُفّارِ مکّہ میعاد کو بڑھا بھی سکتے تھے لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ مقرّرہ میعاد ختم ہونے پر مکّہ سے رخصت ہو جانے کے لئے کہا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہو گئے[1]

حضرت حمزہؓ کی لڑکی جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ سے روانہ ہوئے تو حضرت حمزہؓ کی لڑکی (دوڑتی ہوئی) آپؐ کے پیچھے پیچھے آئی۔ وہ پُکار رہی تھی اے چچا، اے چچا۔ حضرت علیؓ نے اُسے گود میں لے لیا اور حضرت فاطمہؓ کے پاس لاکر ان سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو سنبھالو، حضرت فاطمہؓ نے اسے گود میں لے لیا۔

اس لڑکی کی پرورش کے سلسلہ میں حضرت علیؓ، حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ جھگڑنے لگے۔ حضرت علیؓ کہتے تھے کہ میں اسے اُٹھا کر لایا ہوں اور یہ میرے چچا کی بیٹی ہے (لہٰذا مجھے اس کی پرورش کا سب سے زیادہ حق ہے) حضرت جعفرؓ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میری بیوی اس کی خالہ ہے (لہٰذا میں اس کی پرورش کا سب سے زیادہ مستحق ہوں) حضرت زیدؓ نے کہا یہ میرے (دینی) بھائی کی بیٹی ہے (لہٰذا میں اس کی پرورش کا سب سے زیادہ حقدار ہوں) پھر (جب یہ لوگ آپس میں فیصلہ نہ کر سکے تو معاملہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا آپؐ نے اس لڑکی کی پرورش کا فیصلہ خالہ کے حق میں کیا پھر فرمایا "خالہ بمنزلہ ماں کے ہے"۔ اس کے بعد آپؐ نے حضرت علیؓ سے فرمایا "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں"۔ حضرت جعفرؓ سے فرمایا "تم پیدائش اور خُلق میں میرے مشابہ ہو"۔ اور حضرت زیدؓ سے فرمایا "تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے دوست ہو"[2]

حضرت جبریلؑ کا وقتِ مقرّرہ پر نہ آنا عمرۃ القضاء کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ تشریف لے آئے، ایک دن ایسا ہوا کہ جب آپؐ صبح کو اُٹھے تو چُپ چُپ تھے۔ حضرت میمونہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ آج صبح سے آپؐ کچھ پریشان نظر آتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا "آج رات کو جبریلؑ نے مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا لیکن ملے نہیں۔ اللہ کی قسم اُنہوں نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی"۔ تمام دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہی کیفیّت رہی، یکایک آپؐ کے دل میں کُتّے کے بچّہ کا خیال آیا جو پلنگ کے نیچے آکر بیٹھ گیا تھا، آپؐ نے فوراً حکم دے کر اُسے نکلوا دیا اور جہاں وہ بیٹھا تھا وہاں پانی چھڑکوا دیا۔ پھر حضرت جبریلؑ تشریف لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے تو گذشتہ رات کو آنے کا وعدہ کیا تھا" (پھر کیوں نہیں آئے) اُنہوں نے کہا "ہاں (وعدہ تو کیا تھا) لیکن ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس گھر میں کُتّا اور تصویر ہو"۔ دوسرے دن صبح کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کُتّوں کے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ (کُتّے قتل کر دیئے گئے) حتّٰی کہ آپؐ کے حکم سے چھوٹے باغ کے کُتّے بھی قتل کر دیئے گئے، البتّہ بڑے باغ کے کُتّوں کو چھوڑ دیا گیا[3]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن براء رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب عمرۃ القضاء عن براء رضؓ۔
[3] صحیح مسلم کتابُ الاشربۃ باب لا تدخل الملٰئکۃ بیتًا فیہ کلب عن میمونہؓ۔

دودھ والے جانور کی خرید و فروخت کے متعلق ہدایت تقریباً اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُونٹ، بکری (وغیرہ تمام دودھ کے جانوروں) کا دودھ روکنے سے منع فرمایا۔[1]

پھر آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے ایسا جانور خریدا جس کا دودھ روکا گیا ہو تو اُس کو اختیار ہے کہ اُس جانور کو تین دن اپنے پاس رکھے، دودھ دوہے (اور جانچ کرتا رہے) اگر وہ دودھ سے راضی ہو تو اُسے روک لے ورنہ ایک صاع کھجور دے کر بیچنے والے کو واپس کر دے۔[2]

(نوٹ:۔ ایک صاع کھجور اس دودھ کی اندازاً قیمت ہے جو دودھ بیچنے والا روک کر لایا تھا)

ازواج مطہراتؓ میں رشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام بیویوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت عائشہ صدیقہؓ سے تھی۔ صحابہؓ کو بھی اس بات کا علم تھا لہٰذا جب ان میں سے کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ بھیجنا چاہتا تو اُس ہدیہ کی چیز کو روک لیتا اور جب آپؐ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں ہوتے تو وہ اس چیز کو آپؐ کے ہاں بھیجتا۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ اور اُن کی ہم خیال ازواجِ مطہراتؓ نے اس بات کو محسوس کیا اور آپس میں صلاح و مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ حضرت اُمِّ سلمہؓ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کریں اور آپؐ سے گذارش کریں کہ آپؐ لوگوں کو ہدایت کریں کہ جو شخص بھی ہدیہ بھیجنا چاہے وہ کسی خاص دن کا انتظار نہ کرے بلکہ آپؐ جہاں کہیں بھی ہوں ہدیہ بھیجدے۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی لیکن آپؐ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جواب دیا اُنہوں نے کہا کچھ جواب نہیں دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی گذارش پھر کریں۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پھر گذارش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ جواب نہ دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پھر پوچھا کہ کیا جواب ملا۔ اُنہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواجِ مطہراتؓ نے کہا کہ تم پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ کچھ تو جواب دیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دورہ کرتے ہوئے حضرت اُمِّ سلمہؓ کے ہاں پہنچے تو اُنہوں نے پھر گذارش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم مجھے عائشہؓ کے بارے میں نہ ستاؤ اس لئے کہ سوائے عائشہؓ کے لحاف کے اور کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آتی"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ میں آپؐ کو تکلیف دینے کی اللہ عزّ وجلّ سے توبہ کرتی ہوں"۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ کی ہم خیال بیویوں میں حضرت حفصہؓ، حضرت صفیہؓ اور حضرت سودہؓ پہلے ہی سے شامل نہیں تھیں کیونکہ یہ ازواجِ مطہراتؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرفدار تھیں۔ اب حضرت اُمِّ سلمہؓ بھی تائب ہو گئیں تو باقی بیویوں نے حضرت فاطمہؓ کو بُلایا اور اُن کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہلوایا کہ آپؐ کی بیویاں آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ آپؐ ابوبکرؓ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرائیں۔ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر آئیں اور اجازت مانگی۔ آپؐ اُس وقت ایک چادر اوڑھے ہوئے لیٹے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بھی آپؐ کے پاس ہی تھیں۔ آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کو

---

[1] صحیح بخاری کتاب البیوع عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع و صحیح مسلم کتاب البیوع باب حکم بیع المصراۃ عن ابی ہریرۃؓ۔

اندر آنے کی اجازت دی۔ اندر پہنچکر حضرت فاطمہؓ نے اُن بیویوں کا پیغام پہنچا دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بیٹی کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو جس کو میں پسند کرتا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر تم ان سے محبّت کیا کرو۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ لَوٹ کر ان ازواجؓ کے پاس آئیں اور ان سے یہ گفتگو بیان کر دی۔ ان ازواجِ مطہّراتؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا تم پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس جاؤ۔ حضرت فاطمہؓ نے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے حضرت زینبؓ بنتِ جحش کا انتخاب کیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں وہ مرتبہ میں میری ہمسری کرتی تھیں۔ میں نے کسی عورت کو ان سے بہتر دیندار، اللہ سے ڈرنے والی، صلۂ رحمی کرنے والی، صدقہ دینے والی، سچ بولنے والی نہیں دیکھا البتہ ان میں ذرا تیزی تھی لیکن فوراً نادم ہو جاتی تھیں۔ الغرض حضرت زینبؓ بنت جحش رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور سختی سے گفتگو کرنے لگیں۔ اُنہوں نے کہا "آپؐ کی ازواج آپؐ کو اللہ کا واسطہ دیتی ہیں کہ آپؐ ابن ابی قحافہؓ کی بیٹی کے معاملہ میں انصاف کرائیں"۔ حضرت زینبؓ نے اپنی آواز بلند کر لی اور حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو بُرا بھلا کہنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ پاس بیٹھی ہوئی تھیں، اُن کے مُنہ پر اُنہوں نے اُنہیں سخت سُست کہا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نگاہوں کو دیکھ رہی تھیں کہ آپؐ انہیں (بولنے کی) اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔ اتنے میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی طرف دیکھنے لگے کہ آیا وہ جواب دیتی ہیں یا نہیں۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ سمجھ گئیں کہ آپؐ ان کے جواب دینے سے ناراض نہیں ہوں گے۔ لہٰذا انہوں نے حضرت زینبؓ کو جواب دینا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اُنہیں خاموش کر دیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت عائشہؓ کی طرف دیکھکر مُسکرائے پھر آپؐ نے فرمایا "آخر وہ ابوبکرؓ کی بیٹی ہی تو ہیں"۔ [1]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر ایک زوجۂ مطہّرہؓ کے لئے ایک دن ایک رات کی باری مقرر کر رکھی تھی سوائے حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ کے کیونکہ اُنہوں نے اپنا دن اور اپنی رات حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ہبہ کر دی تھی تاکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی حاصل کریں۔ [2]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ | بعض ازواجِ مطہّراتؓ کو غلط فہمی ہوئی کہ اُنہوں نے صحابۂ کرامؓ کے امتیازی طرزِ عمل کو ناانصافی پر محمول کیا۔ ناانصافی اُس وقت ہوتی کہ خود رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوئی امتیاز برتتے۔ دوسروں کا امتیاز برتنا ناانصافی میں شمار نہیں ہوتا۔ بہرحال ازواجِ مطہّراتؓ کا گِلہ و شکوٰی حسد کی نیت سے نہیں تھا بلکہ انہیں رشک ہوا کہ کیوں نہ ہمیں بھی وہی چیز ملے جو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو ملتی ہے اور رشک بُری چیز نہیں۔

یہ واقعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حُسنِ معاشرت پر ایک کھُلی دلیل ہے۔ بیویوں کی ناز برداری اور اُن کی آزادانہ اور سخت گفتگو پر تحمّل آپؐ کے حُسنِ اخلاق کا ایک روشن نمونہ ہے۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت فاطمہؓ کا اللہ اور رسُولؐ کی رضا میں گُم ہو جانا اُن کے تقوے پر دال ہے۔ اسی طرح حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فضل عائشہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں البتہ حضرت اُمِّ سلمہؓ کا پُورا واقعہ صحیح مسلم میں نہیں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن عائشۃ صدیقہؓ۔

زینبؓ کا حق بات سُن کر خاموش ہوجانا ان کی حق پرستی کی بڑی واضح دلیل ہے۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا اپنی سوکن حضرت زینبؓ کی تعریف کرنا حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے خلوص، تقوٰے اور اخلاق کی بہترین دلیل ہے۔ ازواجؓ کو رشک تو ہوتا تھا لیکن حسد نام و نشان کو نہیں تھا۔

ایک انصاری خاتون کا گرفتار ہونے کے بعد فرار ہونا تقریباً اسی زمانہ میں کافروں نے ایک انصاری خاتون کو گرفتار کرلیا اور اُس کے ساتھ عضباء اُونٹنی کو بھی پکڑ کر لے گئے جس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سوار ہوا کرتے تھے۔ کافروں نے اس خاتون کو باندھ دیا۔ ایک رات کو جبکہ کافروں نے اپنے جانوروں کو اپنے گھر کے سامنے آرام دینے کیلئے باندھ رکھا تھا وہ خاتون وہاں سے رسّیاں تُڑا کر سیدھی اُونٹوں کے پاس پہنچیں وہ جس اُونٹ کے پاس پہنچتیں وہ اُونٹ آواز کرنے لگتا۔ یہاں تک کہ وہ عضباء اُونٹنی کے پاس آئیں۔ وہ بڑی سیدھی اور غریب اُونٹنی تھی۔ وہ خاتون اُس اُونٹنی پر بیٹھ گئیں اور اُسے ڈانٹا۔ اُونٹنی کھڑی ہوگئی اور اُنہیں لیکر چلی۔ اتنے میں کافروں کو خبر ہوگئی، اُنہوں نے اس خاتون کا تعاقب کیا لیکن عضباء نے اُنہیں تھکا دیا۔ اور اُن کے ہاتھ نہ آئی۔ اس انصاری خاتون نے نذر مانی کہ اگر عضباء مجھے بچانے میں کامیاب ہوگئی تو میں اسے (اللہ کے راستہ میں) قربان کردوں گی۔ بھاگتے بھاگتے جب وہ اُونٹنی مدینہ منوّرہ پہنچی اور لوگوں نے اُسے دیکھا تو کہنے لگے یہ تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اُونٹنی عضباء ہے۔ وہ خاتون کہنے لگیں میں نے تو نذر مانی تھی کہ اگر اللہ مجھے اس کے ذریعہ نجات دیگا تو میں اسے اللہ کی راہ میں نحر کردوں گی۔ یہ سُن کر صحابہ کرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے اور آپؐ سے تذکرہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُنہوں نے عضباء کو کس قدر بُرا بدلہ دیا، اُنہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ اُنہیں عضباء کی پیٹھ پر نجات دیگا تو وہ عضباء ہی کو قربان کردیں گی، اللہ کی نافرمانی کے کام میں نذر پوری نہیں کی جاتی اور نہ اس چیز کی نذر پوری کی جاتی ہے جس کا انسان مالک نہ ہو[1]" (کیونکہ وہ خاتون اس اُونٹنی کی مالک نہیں ہیں اس لئے یہ نذر پوری نہیں کی جاسکتی)

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سراپا رحمت تھے کُفّار برابر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچاتے رہتے تھے، ایک دن صحابہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ مشرکین کے لئے بددُعا فرمائیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں[2]۔"

نوٹ:۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ذاتِ خاص کے سلسلہ میں کبھی بددُعا نہیں کی۔ اگر دو تین مرتبہ کی بھی تو اسلام اور مسلمین کی خاطر، مثلاً

(۱) کُفّار کے لئے قحط کی بددُعا کی تاکہ وہ اسلام کی طرف راغب ہوجائیں۔

(۲) آپؐ نے اُس وقت بددُعا کی جب آپؐ کو اللہ کی عبادت سے روکا گیا۔

(۳) اُس وقت بددُعا کی جب کُفّار نے منافقانہ طور پر اسلام قبول کیا اور دھوکا دے کر مُسلمین کی ایک بہت بڑی جماعت کو شہید کردیا۔

---

[1] صحیح مسلم کتابُ النذر عن عمرانؓ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ البرّ والصلۃ والآداب باب النہی عن لعن الدّواب عن ابی ہُریرۃ رضؓ۔

آخری دو بد دُعائیں بھی آپؐ نے چند مخصوص لوگوں کیلئے کیں، پوری قوم کی ہلاکت کے لئے کبھی بد دُعا، نہیں کی اور یہی آپؐ کے رحمتِ عالمؐ ہونے کا تقاضہ تھا۔

اولاد کے درمیان انصاف کا حکم | حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میرے والد نے میری والدہ کے کہنے سے مجھے ایک عطیّہ دیا۔ پھر میری والدہ عمرہؓ نے جو رواحہ کی بیٹی تھیں میرے والد سے کہا کہ میں اُس وقت تک راضی نہیں ہوں گی جب تک تم اس پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گواہ نہ کرلو۔ میرے والد نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے گئے۔ خدمتِ اقدس میں پہنچکر اُنہوں نے عرض کیا، "میں نے اپنے اس بیٹے کو جو عمرہ کے بطن سے ہے عمرہ کے کہنے سے ایک عطیّہ دیا ہے، اے اللہ کے رسُولؐ، عمرہ کا کہنا یہ ہے کہ اس عطیہ پر میں آپؐ کو گواہ کرلوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اپنے تمام بچّوں کو ایسا عطیّہ دیا ہے؟" اُنہوں نے کہا نہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے ظلم پر گواہ نہ کرو، اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان انصاف کرو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ نیکی کرنے میں برابر ہوں؟" اُنہوں نے کہا "جی ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس عطیّہ کو واپس لے لو"۔ الغرض وہ گھر واپس آئے اور اپنا عطیّہ واپس لے لیا۔[1]

سُتّہ
مُتفرّق واقعات

حضرت زینبؓ بنت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال | ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے مکان پر تشریف لائے، حضرت اُمِّ عطیّہؓ اور چند اور دوسری عورتوں نے حضرت زینبؓ کو غسل دینے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان کو پانی اور بیری سے (یعنی ایسے پانی سے جس کو بیری کے پتّے ڈال کر گرم کیا گیا ہو) تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا ضرورت سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو لیکن (ہر حالت میں) طاق مرتبہ غسل دو، آخری بار نہلاتے وقت (پانی میں) کچھ کافور بھی ڈال دو۔ غسل دیتے وقت ابتداء سیدھی طرف سے اور وضوء کے اعضاء سے کرو اور جب تم غسل دیکر فارغ ہوجاؤ تو مجھے مطلع کرنا"۔ غرض یہ کہ جب وہ خواتین غسل دے کر فارغ ہوئیں تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اطلاع دی۔ آپؐ نے اپنا تہ بند ان کو دیا اور فرمایا "یہ ان پر لپیٹ دو"۔ (خواتین نے ایسا ہی کیا پھر) اُنہوں نے حضرت زینبؓ کی تین چوٹیاں گوندھیں اور اُن چوٹیوں کو اُن کی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔[2]

کھڑے ہوکر پینے کی ممانعت | تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھڑے ہوکر پینے کی

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الہبۃ فی باب بین عن نعمان وکتابُ الشہادات وصحیح مسلم کتابُ الہبات باب کراہۃ تفضیل بعض الاولاد۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجنائز فی ابواب و صحیح مسلم کتابُ الجنائز (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں۔ صاحبزادیؓ کے نام کی صراحت صرف صحیح مسلم میں ہے)

ممانعت فرمائی۔ پھر کھڑے ہو کر پینے پر دھمکایا بلکہ یہاں تک فرمادیا کہ کھڑے ہو کر ہرگز کچھ نہ پیو۔ اگر بھولے سے بھی پی لو تو قے کر دو۔[۱]

زوجۂ مطہرہ حضرت میمونہؓ کا لونڈی آزاد کرنا حضرت میمونہؓ نے ایک لونڈی آزاد کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر نہ کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باری کے دن اُن کے پاس آئے تو اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم اپنے ماموؤں کو دیدیتیں[عہ] تو تمہیں بڑا اجر ملتا"۔[۲]

فاضل زمین اپنے بھائی کو بغیر کرایہ دینا بعض صحابہؓ کے پاس فاضل زمینیں تھیں وہ اُن کو چوتھائی تہائی یا نصف پیداوار کے عوض کرایہ پر دیدیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زمین ہو وہ خود اس پر کھیتی کرے یا اپنے بھائی کو ویسے ہی دیدے (کرایہ نہ لے) اور اگر وہ یہ نہ کر سکے تو پھر اپنی زمین روکے رکھے[۳] بعد میں آپ نے کرایہ پر دینے کی اجازت دیدی۔ فرمایا جب کرایہ مقررہ رقم میں ہو تو زمین کرایہ پر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں[۴]۔

اِس اجازت کے بعد ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھیت کے پاس سے گذرے۔ اس میں کھیتی لہلہا رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "یہ کس کا کھیت ہے" لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص نے کرایہ پر دیدیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ اس کو ویسے ہی دیدیتا تو اس پر مقررہ کرایہ لینے سے بہتر ہوتا"۔[۵]

حضرت مخرمہؓ کو قباء عطا فرمانا ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قبائیں آئیں۔ حضرت مخرمہؓ نے اپنے لڑکے مسور سے کہا "چلو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلیں تاکہ آپ ہمیں بھی اُن میں سے ایک قباء عنایت فرمائیں"۔ الغرض وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان پر پہنچے۔ حضرت مخرمہؓ دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور کچھ باتیں کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان لی۔ آپ باہر تشریف لائے، آپ کے پاس ایک قباء تھی، آپ نے اس کی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا "یہ میں نے تمہارے لئے رکھ چھوڑی تھی"[۶]

ایک لشکر روانہ فرمانا تقریباً اسی زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا "اگر تم فلاں اور فلاں شخص کو پاؤ تو اُن دونوں کو آگ میں جلا دینا"۔ جب لشکر کی روانگی کا وقت آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "میں نے تم کو فلاں اور فلاں شخص کو جلانے کا حکم دیا تھا لیکن (اب مجھے بذریعہ وحی بتایا گیا ہے کہ) آگ کے عذاب سے کوئی کسی کو سزا نہیں دے سکتا۔ یہ صرف اللہ کے لئے مخصوص ہے لہٰذا اگر تم ان دونوں کو پاؤ تو (بجائے جلانے کے) انہیں قتل کر دینا"۔[۷]

حلم اور بردباری کی بہترین مثال ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موٹے حاشیہ کی نجرانی

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن انسؓ و ابی سعیدؓ و ابی ہریرۃؓ (تینوں کی روایت کردہ احادیث کے مجموعی الفاظ اوپر بیان کئے گئے ہیں) [۲] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن میمونہؓ۔ [۳] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن جابرؓ۔ [۴] صحیح مسلم کتاب البیوع باب کراء الارض بالذھب عن رافع بن خدیجؓ۔ [۵] صحیح بخاری کتاب الہبۃ عن ابن عباسؓ۔ [۶] صحیح بخاری کتاب الشہادات عن مسورؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوۃ باب اعطاء من سأل بفحش۔ [۷] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب لا یعذب بعذاب اللہ عن ابی ہریرۃؓ۔

عہ اس حدیث کی تشریح حضرت میمونہؓ کے حالات میں کر دی گئی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

چادر اوڑھے ہوئے کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ آپؐ کو ایک دیہاتی ملا۔ اُس نے اُس چادر کو بڑی سختی کے ساتھ کھینچا۔ چادر پھٹ گئی اور آپؐ کی گردن میں نشان پڑ گیا۔ دیہاتی نے کہا "اللہ نے جو مال آپؐ کو دیا ہے اُس میں سے مجھے کچھ دلوائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کی طرف متوجّہ ہوئے، مُسکرائے اور صحابہؓ سے فرمایا اسے کچھ مال دے دو[1]

حضرت علیؓ کو قبریں برابر کرنے کیلئے روانہ فرمانا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو اس بات پر مامور کیا کہ تمام تصویروں کو مٹا دیں اور جو قبر بلند نظر آئے اُسے (زمین کے) برابر کر دیں[2]

پانی میں برکت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک سفر میں چلے جا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں پانی کی قلّت ہو گئی، آپؐ نے فرمایا "بچا ہوا پانی تلاش کرو" لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا ہاتھ اس برتن میں رکھ دیا، پھر فرمایا "مبارک اور پاکیزہ پانی کی طرف آؤ۔ برکت اللہ کی طرف سے آتی ہے"۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جو اُس وقت وہاں موجود تھے کہتے ہیں "میں نے دیکھا کہ آپؐ کی انگلیوں کے درمیان (پانی اس طرح) جاری تھا جیسے کوئی چشمہ جاری ہو۔ اور یہی کیا (آپؐ کے ساتھ جب) ہم کھانا کھاتے تو کھانے کی تسبیح کی آواز سُنا کرتے تھے"[3]

حضرت عمرو بن العاصؓ کا اسلام قبول کرنا حضرت عمرو بن العاصؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بہت سخت دشمن تھے۔ انہیں اس سے زیادہ اور کوئی چیز محبوب نہیں تھی کہ کسی طرح رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر قابو پا کر آپؐ کو قتل کر دیں۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اُن کے دل میں بھی اسلام کی محبّت ڈالدی۔ وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اپنا داہنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ میں بیعت کروں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا، حضرت عمرو بن العاصؓ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمروؓ کیا بات ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "میں کچھ شرط کرنا چاہتا ہوں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا شرط کرنا چاہتے ہو؟" اُنہوں نے عرض کیا "میرے پچھلے گناہ سب معاف ہو جائیں" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں نہیں معلوم کہ اسلام لانا پہلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ ہجرت پچھلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج بھی پچھلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے"۔ حضرت عمروؓ نے اسلام قبول کیا اور اب اُن کے نزدیک رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ کوئی محبوب نہیں تھا اور نہ اُن کی نگاہ میں آپؐ سے زیادہ کوئی جلال والا تھا اور آپؐ کے جلال کی وجہ سے وہ کبھی آپؐ کو نظر بھر کر نہ دیکھ سکے[4]

(نوٹ:۔ گناہوں کی معافی کی شرط، فکرِ آخرت اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محبّت اور آپؐ کا ادب حضرت عمرو بن العاصؓ کی ایمانی قوّت کی بہت بڑی دلیل ہے)

تقوے کی بہترین مثال تقریباً اسی زمانہ میں قبیلۂ غامد کی ایک عورت سے زنا ہو گیا۔ وہ عورت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی، اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھ سے زنا ہو گیا ہے مجھے پاک کر دیجئے"۔ رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ماکان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعطی المؤلفۃ قلوبہم وکتاب الادب عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من سأل بفحش (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح مسلم کتاب الجنائز عن علیؓ۔ [3] صحیح بخاری ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن ابن مسعودؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام یہدم ماقبلہ عن عمرو بن العاصؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے واپس کر دیا۔ دوسرے دن وہ پھر آئی (اُس نے پھر عرض کیا "مجھے پاک کر دیجیے"۔ آپؐ نے اُسے پھر واپس کرنا چاہا) اُس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ مجھے کیوں واپس کرتے ہیں؟ شاید آپؐ مجھے اسی طرح واپس کر رہے ہیں جس طرح آپؐ نے ماعزؓ کو واپس کیا تھا، اللہ کی قسم میں تو حاملہ ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ، جب بچّہ ہو جائے تو پھر آنا"۔ جب بچّہ پیدا ہوا تو وہ بچّہ کو کپڑے میں لپیٹ کر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائی اور کہا "میں نے یہ بچّہ جنا ہے (اب مجھے پاک کر دیجیے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جاؤ اس کو دودھ پلاؤ، جب اس کا دودھ چُھڑا دو تو پھر آنا"۔ وہ عورت چلی گئی، جب اُس نے بچّہ کا دودھ چُھڑا لیا تو پھر حاضرِ خدمت ہوئی۔ بچّہ کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا (جو اِس بات کی علامت تھی کہ اب بچّہ کو دودھ کی ضرورت نہیں) اُس عورت نے کہا "اے اللہ کے نبیؐ میں نے دودھ چُھڑا دیا ہے اور یہ بچّہ اب کھانا کھانے لگا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بچّہ کو ایک شخص کے حوالہ کیا، پھر آپؐ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا جائے۔ گڑھا کھودا گیا۔ گڑھے کی گہرائی اُس کے سینہ تک تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ لوگوں نے اسے سنگسار کرنا شروع کیا۔ حضرت خالدؓ نے اُس کے سر پر ایک پتّھر مارا۔ خون اُڑ کر حضرت خالدؓ کے مُنہ پر گرا حضرت خالدؓ نے اُسے بُرا بھلا کہا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "اے خالدؓ، خبردار ہو جاؤ، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ناجائز محصول لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اُس کے گناہ معاف ہو جاتے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "کیا آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر مدینہ کے ستّر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو انہیں کافی ہو جائے، اُس نے محض اللہ کی رضاء کی خاطر جان قربان کر دی، کیا تم نے اِس سے بہتر توبہ بھی کبھی دیکھی ہے"۔[1]

جنگِ جہینہ تقریباً اسی زمانہ میں قبیلۂ جہینہ کی ایک جماعت سے مُومنین کی جنگ ہوئی۔ لڑائی نے بڑی شدّت اختیار کی، دورانِ جنگ نمازِ ظہر کا وقت آگیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ نے نمازِ ظہر ادا کی۔ جب ظہر کی نماز ختم ہوئی تو مشرکین نے آپس میں کہا اب جو نماز آرہی ہے وہ مسلمین کو اپنی اولاد سے زیادہ محبوب ہے، لہٰذا ایسے وقت (جبکہ وہ نماز میں مصروف ہوں) اگر ہم یکبارگی اُن پر ٹوٹ پڑیں تو اُنہیں کاٹ کر رکھ دیں گے۔ حضرت جبریلؑ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُفّار کے اس ارادہ کی خبر دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ سے ذکر کیا۔ جب عصر کا وقت آیا تو آپؐ نے صحابہؓ کی دو صفیں بنائیں۔ مشرکین قبلہ کی طرف تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ اکبر کہا، صحابہؓ نے بھی اللہ اکبر کہا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رکوع کیا۔ صحابہؓ نے بھی رکوع کیا، پھر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سجدہ کیا تو آپؐ کے ساتھ صرف پہلی صف نے سجدہ کیا۔ دوسری صف دشمن کے مقابل کھڑی رہی۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور پہلی صف کے آدمی سجدہ کر کے کھڑے ہو گئے تو دوسری صَف والوں نے سجدہ کیا (سجدہ کے بعد) پہلی صف پیچھے ہٹ گئی اور دوسری صف آگے بڑھ کر پہلی صف کے مقام پر کھڑی ہو گئی۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی، آپؐ نے رکوع کیا، سب رکوع میں چلے گئے، پھر جب آپؐ نے سجدہ کیا تو پہلی صف نے سجدہ کیا۔ دوسری صَف دشمن کے مقابل کھڑی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحدود عن بریدہؓ و عمران رضؓ۔

رہی۔ جب پہلی صف والے سجدوں سے فارغ ہوگئے تو دوسری صف والوں نے سجدہ کیا، پھر قعدہ میں شریک ہوگئے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تو صحابہ کرامؓ نے بھی سلام پھیرا[1] (جنگ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے)

اہلِ کتاب سے مسلسل جہاد کا حکم | مسلمین کی یہودیوں سے کچھ جنگیں ہو چکی تھیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کی خاطر جنگ کے دائرہ کو وسیع کر دیا تاکہ دنیا کا کوئی چپہ ایسا نہ رہے جہاں اللہ کا قانون نافذ نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝ (توبہ ۹)

اہلِ کتاب میں سے جو لوگ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے حرام کی ہیں اور نہ دینِ حق کو قبول کرتے ہیں اُن سے جنگ کرو یہاں تک کہ ماتحت ہو کر وہ جزیہ ادا کریں۔

اس حکم کی تعمیل میں رومیوں سے جنگ کا آغاز ہوا۔

جنگِ مُوتہ

سب سے پہلی جنگ جو رومیوں سے لڑی گئی وہ مُوتہ[2] کے مقام پر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مُوتہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اُس پر حضرت زید بن حارثہؓ کو امیر مقرر کیا۔ حضرت زیدؓ، آزاد کردہ غلام تھے لہٰذا منافقین نے اُن کی امارت پر طعن کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طعن وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں کی (لشکر کی روانگی کے وقت) آپؐ نے فرمایا اگر زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں گے۔[3]

لشکرِ اسلام مُوتہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ بھی لشکر میں شامل تھے۔ جنگ کیلئے یمن سے بھی کچھ کمک آگئی تھی۔[4]

مُوتہ کے مقام پر جنگ کا آغاز ہوا۔ اُدھر جنگ ہو رہی تھی اِدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ میں وہاں کی خبریں بیان فرما رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "زیدؓ نے جھنڈا لیا وہ شہید ہو گئے، پھر جعفرؓ نے جھنڈا لیا (اور کچھ دیر بعد) وہ بھی شہید ہو گئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے جھنڈا لیا اور (لڑتے لڑتے) وہ بھی شہید ہو گئے"۔ یہ خبریں سُنانے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار یعنی خالد بن ولیدؓ نے بغیر اس کے کہ کوئی انہیں امیر بنائے اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے لیا"۔ آپؐ یہ خبریں سُنا رہے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔[5] مُسلم سپہ سالاروں کی شہادت سے آپؐ بے حد مغموم تھے، حضرت عائشہ صدّیقہؓ دروازہ کی دراڑ میں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ فرماتی ہیں کہ آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے، چہرہ پر رنج و غم کے آثار پائے جاتے تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے حضرت جعفرؓ (کے خاندان) کی عورتوں کے نوحہ کرنے کا ذکر آپؐ سے

---

[1] صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ الخوف عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب زیدؓ عن ابنِ عمرؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ مُوتہ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الجہاد، استحباب القتال... عن عوفؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب تمنی الشہادۃ وباب من تامّر فی الحرب وباب مناقب خالدؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ مُوتہ عن انسؓ

[5] مُوتہ شام کے ایک قصبہ کا نام ہے۔

کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے حکم دیا کہ جاکر اُنہیں منع کرے۔ وہ شخص گیا (اُس نے اُنہیں منع کیا لیکن وہ باز نہ آئیں) وہ شخص واپس آیا اور کہنے لگا "(اے اللہ کے رسُولؐ) اُن عورتوں نے میرا کہنا نہیں مانا" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پھر جاکر منع کرو"۔ وہ شخص گیا (اُس نے منع کیا لیکن وہ نہ مانیں تو) واپس آکر عرض کیا کہ "اے اللہ کے رسُولؐ وہ ہم پر غالب آگئی ہیں" (ہماری بات ہی نہیں سُنتیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے منہ میں خاک ڈالدو"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے اُس شخص کو مخاطب کرکے فرمایا "اللہ تمہاری ناک خاک آلودہ کرے نہ تو تم وہ کام کرتے ہو جس کا حکم تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیا اور نہ آپؐ کو پریشان کرنے سے باز آتے ہو"[1]۔

حضرت خالدؓ مردانہ وار جنگ کرتے رہے۔ اُس دن اُن کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں، صرف ایک یمنی تلوار باقی بچی[2] (جس سے وہ آخر تک جنگ کرتے رہے)

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مدینہ منوّرہ میں خبر دی کہ اللہ نے خالدؓ کے ہاتھ پر فتح دی[3]۔

فتح کے بعد (شُہداء کی لاشوں کو تلاش کیا گیا) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں "ہمیں جعفر بن ابی طالبؓ کی لاش مقتولین میں ملی، ہم نے دیکھا کہ اُن کے جسم پر نوّے سے زیادہ زخم تھے جن میں سے پچاس صرف آگے کی طرف تھے"[4]۔

(حضرت خالدؓ نے مالِ غنیمت تقسیم کیا) قبیلہ مُزَیْنہ کے ایک شخص نے ایک کافر کو قتل کیا تھا، اُس نے مقتول کا سامان لینا چاہا۔ حضرت خالدؓ نے دینے سے انکار کردیا۔ حضرت عوف بن مالکؓ نے کہا "اے خالدؓ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قاتل کو (مقتول کا) سامان دلوایا ہے"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "بے شک (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایسا کیا ہے) مگر مجھے یہ سامان بہت معلوم ہوتا ہے"۔ تقسیم کے بعد لشکرِ اسلام فاتحانہ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب یہ لوگ مدینہ منوّرہ پہنچے تو حضرت عوفؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خبر دی کہ حضرت خالدؓ نے قاتل کو مقتول کا سامان دینے سے انکار کردیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ سے فرمایا "تم نے (قاتل کو مقتول کا) سامان کیوں نہ دیا؟" حضرت خالدؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے اس سامان کو بہت زیادہ سمجھا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دیدو"۔ جب خالدؓ (حکم کی تعمیل کیلئے روانہ ہوئے تو) حضرت عوفؓ کے سامنے سے گذرے۔ حضرت عوفؓ نے اُن کی چادر کھینچ کر کہا "جو میں نے کہا تھا وہی ہوا" (تمہاری نہ چلی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عوفؓ کی یہ بات سُن لی، آپؐ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا "اے خالدؓ اسے نہ دو، اے خالدؓ اسے نہ دو"۔ پھر فرمایا "کیا تم میرے اُمراء کو نہیں چھوڑتے (کیوں انہیں اشتعال دلاتے ہو، کیوں ان کی توہین کرتے ہو) تمہاری اور ان کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے اونٹ اور بکریاں چَرانے کیلئے لیں، پھر ان کی پیاس کا وقت دیکھکر حَوض پر آیا۔ اُنہوں نے پینا شروع کیا تو صاف صاف پانی پی لیا اور تلچھٹ چھوڑ دی تو (کیا) صاف اور اچھی اچھی چیزیں تمہارے لئے ہیں اور بُری سرداروں کیلئے ہیں[5]"۔

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مقتول کے سامان پر قاتل کا کوئی حق نہیں۔ امیر کے اختیار میں ہے خواہ دے یا نہ دے۔ یہی وجہ ہے کہ عوفؓ کی غلطی پر آپؐ نے قاتل کو اس سامان سے محروم کردیا۔ اگر وہ سامان قاتل کا

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب من جلس عند المصیبۃ عن عائشہؓ و باب ما ینہٰی عن النوح و صحیح مسلم کتابُ الجنائز بابُ التشدید فی النیاحۃ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ موتۃ عن خالدؓ۔ [3] صحیح بخاری باب مناقبِ خالدؓ و کتابُ الجہاد و کتابُ المغازی عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی عن ابن عمرؓ [5] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن عوفؓ

حق ہوتا تو آپؐ حضرت عوفؓ کی غلطی پر قاتل کو سامان سے محروم نہ کرتے)

جنگ ذات السلاسل ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر ذات السّلاسل کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر پر آپؐ نے حضرت عمرو ابن العاصؓ کو سپہ سالار مقرر کیا۔ جب حضرت عمرو بن العاصؓ (فتح کے بعد وہاں سے) واپس آئے تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا "آپؐ کو سب سے زیادہ محبّت کس سے ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عائشہؓ سے"۔ اُنہوں نے پوچھا "پھر کس سے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن کے باپ سے"۔ انہوں نے پوچھا پھر کِس سے؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "عمرؓ سے"۔ پھر حضرت عمرو بن العاصؓ اسی طرح پوچھتے رہے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے محبوبین کے نام بتاتے رہے (جن میں حضرت عمرو بن العاصؓ کا نام نہیں تھا) پھر اس ڈر سے کہ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُنہیں بالکل آخر میں نہ کر دیں اُنہوں نے پُوچھنا بند کر دیا[1]۔

جیش الخبَط تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر تیّار کیا اور اُس کو ساحل کی طرف روانہ کیا۔ اس لشکر میں تین سو آدمی تھے جن میں حضرت جابرؓ بھی شامل تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس لشکر پر حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو سپہ سالار مقرر کیا اور ایک بوری کھجوریں بطور زادِ راہ ان کے ساتھ کر دیں۔ یہ لشکر قریش کے قافلہ کے انتظار میں پندرہ دن سمندر کے ساحل پر پڑاؤ ڈالے رہا۔ حضرت ابوعبیدہؓ پہلے ایک ایک مٹھی کھجوریں ہر ایک کو دیتے رہے۔ پھر ایک ایک کھجور دینے لگے، یہاں تک کہ کھجوریں ختم ہو گئیں۔ کھجوریں ختم ہونے کے بعد ایک شخص نے تین اُونٹ نحر کئے، پھر تین اُونٹ نحر کئے، پھر تین اُونٹ نحر کئے۔ اس کے بعد حضرت ابوعبیدہؓ نے اونٹ نحر کرنے کی ممانعت کر دی۔ پھر اُنہوں نے حکم دیا کہ لشکر کے بچے ہوئے کھانے جمع کرو۔ بچے ہوئے کھانے جمع کئے گئے۔ یہ کھانا کھجور کی دو ڈھیریاں تھیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ اس میں سے تھوڑی تھوڑی کھجوریں روزانہ سب کو دیدیا کرتے تھے۔ جب وہ کھجوریں ختم ہونے لگیں تو ایک ایک کھجور دینے لگے۔ کسی نے حضرت جابرؓ سے پُوچھا کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا۔ کہنے لگے جب وہ بھی ختم ہو گئی تو اُس کی قدر معلوم ہوئی۔ جب کھجوریں ختم ہو گئیں اور سخت بھوک لگی تو مجاہدین نے درخت کے پتّے کھائے۔ اسی وجہ سے اس لشکر کا نام جیش الخبَط (پتّوں کا لشکر) ہو گیا۔ کچھ دن بعد یہ لوگ سمندر کے ساحل کے بالکل قریب جا کر فروکش ہو گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ پہاڑی کے برابر ایک مُردہ مچھلی جسے عنبر کہتے ہیں (ساحل کے قریب) پڑی ہوئی ہے۔ پہلے تو حضرت ابوعبیدہؓ کو اس کے مُردار ہونے کی وجہ سے کھانے میں پس و پیش ہوا، پھر کہنے لگے ہم اللہ کے راستہ میں ہیں اور بھوکے بھی ہیں لہٰذا کھاؤ۔ اہل لشکر اُسے اٹھارہ[18] دن تک کھاتے رہے۔ صحابۂ کرامؓ بیل کے برابر ٹکڑے اس میں سے کاٹا کرتے تھے (اُس کی آنکھیں اتنی بڑی تھیں کہ) تیرہ آدمی اُس کی آنکھ کے حلقے میں بیٹھ گئے۔ مشکیں بھر بھر کر اُس کی آنکھ میں سے چربی نکالتے رہے۔ چربی کو بدن پر ملتے رہے، حتّٰی کہ ان کے جسم (جو دُبلے ہو گئے تھے) پھر اپنی اصلی حالت پر آ گئے۔ ایک دن حضرت ابوعبیدہؓ کے حکم سے اس کی دو پسلیاں نصب کی گئیں پھر اُنہوں نے ایک اُونٹنی کو کسنے کا حکم دیا۔ اُونٹنی کسی گئی پھر اُس کے اوپر ایک لمبے آدمی کو بٹھا کر پسلیوں کے نیچے سے نکالا گیا تو وہ پسلیاں اُس کے نہ لگیں (الغرض قریش کے قافلہ کا کافی انتظار کرنے کے بعد) یہ لوگ واپس مدینہ منوّرہ چلے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات السلاسل عن عمرو بن العاصؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضیلۃ ابی بکرؓ۔

اُس مچھلی کا ذکر کیا گیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا، اگر تمہارے پاس موجود ہو تو کھاؤ اور ہمیں بھی کھلاؤ"۔ (بچا ہوا موجود تھا) آپؐ کو لا کر دیا گیا، آپؐ نے بھی تناول فرمایا[1]۔

نجد کی طرف لشکر کشی ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک لشکر نجد کی طرف روانہ کیا، جنگ ہوئی، فتح کے بعد مالِ غنیمت میں بہت اُونٹ ہاتھ آئے۔ ہر ایک مجاہد کے حصّہ میں بارہ بارہ اُونٹ آئے اور ایک ایک اُونٹ (خمس میں سے) اور زائد دیا گیا[2]۔

(جنگ کے بعد) اسلامی لشکر کے سواروں نے ایک شخص کو گرفتار کیا جو قبیلۂ بنی حَنیفہ کا ایک فرد تھا اور جسے ثُمامہ بن اُثال کہتے تھے۔ وہ اہلِ یمامہ کا سردار تھا۔ مسلمین نے ثمامہ کو مدینہ لا کر مسجدِ نبویؐ کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ثمامہ کے پاس گئے اور پُوچھا "اے ثمامہ کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "خیریت ہے، اگر آپؐ مجھے قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جو خونریزی کی وجہ سے قتل کا مستحق ہے اگر آپؐ مجھے چھوڑ دیں گے تو ایک احسان ماننے والے شخص پر احسان کریں گے اور اگر آپؐ کو مال چاہیئے تو آپؐ جتنا مال چاہیں طلب فرمائیں"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس سے چلے آئے۔ دوسرے دن پھر آپؐ نے پُوچھا "اے ثمامہ تمہارا کیا حال ہے؟" اُس نے کہا "خیریت ہے"۔ اور پھر وہی باتیں کہیں جو پہلے دن کہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تیسرے دن پھر اُس کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا "ثمامہ کیا حال ہے؟" اُس نے کہا وہی جو میں آپؐ سے کہہ چکا ہوں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ثمامہ کو چھوڑ دو"۔ صحابہؓ نے اس کو چھوڑ دیا۔ مسجد سے نکل کر وہ ایک باغ میں پہنچا جو مسجد کے قریب تھا اور نہا کر پھر مسجد میں آیا۔ مسجد میں آتے ہی اُس نے کہا "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اے محمدؐ، اللہ کی قسم رُوئے زمین پر مجھے آپؐ کے چہرہ سے زیادہ کسی چہرہ سے دشمنی نہیں تھی اور اب میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب آپؐ کا چہرہ ہے۔ اللہ کی قسم مجھے کوئی دین آپؐ کے دین سے زیادہ بُرا نہیں معلوم ہوتا تھا اور اب آپؐ کا دین سب سے بہتر معلوم ہوتا ہے اور اللہ کی قسم میرے نزدیک آپؐ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر بُرا نہیں تھا اور اب میرے نزدیک آپؐ کا شہر تمام شہروں سے بہتر ہو گیا۔ آپؐ کے سواروں نے مجھے گرفتار کیا جبکہ میں عُمرہ کرنے کا ارادہ کر رہا تھا، اب آپؐ کیا فرماتے ہیں، عُمرہ کروں یا نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ثمامہؓ کو خوش خبری دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔ جب حضرت ثمامہؓ مکّہ معظّمہ پہنچے تو کسی نے اُن سے کہا تم بے دین ہو گئے اُنہوں نے کہا نہیں بلکہ میں محمّد رسُولُ اللہؐ کے دین کو قبول کر کے مُسلم ہو گیا ہوں اور اب اس سے رُجُوع نہیں کر سکتا۔ اللہ کی قسم اب یمامہ سے تمہارے پاس گیہوں کا ایک دانہ بھی بغیر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اجازت کے نہیں آئے گا[3]۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الشرکۃ باب فی الطّعام عن جابرؓ وکتاب الجہاد باب حمل الزاد علی الرّقاب وکتاب المغازی باب غزوۃ سیف البحر وکتابُ الذبائح والصّید وصحیح مسلم کتابُ الصّید باب اباحۃ میتۃ البحر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من الدلیل علیٰ ان الخمس لنوائب المسلمین عن ابنِ عمرؓ وکتابُ المغازی باب السریۃ قبل نجد وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب الانفال۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب وفد بنی حنیفۃ عن ابی ہریرۃؓ وصحیح مسلم کتابُ الجہاد باب ربط الاسیر (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

فتح مکّہ

جہاد کی ترغیب اور مکّہ معظّمہ پر حملہ کا پس منظر صلح حُدیبیہ کے بعد بھی کُفّارِ مکّہ کے مظالم کم نہیں ہوئے تھے وہ اُن کمزور مسلمین پر جو مکّہ میں قید تھے ظلم کرتے رہتے تھے۔ ان مسلمین کی رہائی کے لئے جہاد ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جہاد پر اُبھارتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ۝ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِيْدًا ۝ وَلَئِنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَيَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ مَوَدَّةٌ يّٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ۭ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۚ وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا ۝ {۴، نساء: ۷۱ تا ۷۵}

اے ایمان والو! جہاد کے لئے ہتھیار لے لیا کرو، پھر خواہ مختلف لشکروں میں کُوچ کرو یا سب اکٹھے کُوچ کرو۔ تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو روانہ ہونے میں دیر لگاتے ہیں۔ پھر اگر تم پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے تو کہتے ہیں کہ اللہ نے ہم پر بڑی مہربانی کی کہ ہم ان میں موجود نہیں تھے اور اگر اللہ فضل کرے تو (یہ منافق) اِس طرح کہتے ہیں کہ کاش ہم بھی ان کے ساتھ ہوتے اور مقصدِ عظیم حاصِل کرتے گویا اس سے پہلے تم میں اور ان میں کوئی دوستی ہی نہ تھی (کہ جس کی بناء پر تمہارا ساتھ دیتے) جو لوگ دُنیا کی زندگی کو بیچ کر آخرت خریدنا چاہتے ہیں اُنہیں اللہ کے راستہ میں جنگ کرنی چاہیئے۔ اور جو شخص ایسا کرے پھر وہ شہید ہو جائے یا غالب آجائے ہر صورت میں ہم اس کو بڑا ثواب دیں گے۔ اور (اے ایمان والو!) آخر تم اللہ کے راستہ میں کیوں نہ لڑو جبکہ بے بس مَرد و عورت اور بچّے اِس طرح دُعائیں کر رہے ہیں کہ اے ہمارے ربّ ہم کو اس شہر (مکّہ) سے جس کے باشندے ظالم ہیں نجات دے اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا دے اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا دے۔

صلح حدیبیہ کے بعد ہی کُفّارِ مکّہ نے صلح نامہ کی خلاف ورزیاں شروع کر دی تھیں، ان کا ذکر صلح حُدیبیہ کے عنوان کے تحت گذر چکا ہے۔ ان بدعہدیوں کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو جنگ پر اُبھارتے ہوئے فرمایا (اے اہلِ ایمان!)

اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ

بھلا تم ایسے لوگوں سے کیوں نہ لڑو جنہوں نے اپنے عہد کو توڑ ڈالا، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے رسولؐ کو مکّہ سے نکالنے کا ارادہ کیا تھا (ان سے لڑنے کیلئے ان کا یہی جُرم کافی تھا)

تَخْشَوْنَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ قٰتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ {۱۳ تا ۱۵}

اور اب تو اُنہوں نے عہد شکنی میں ابتداء بھی کی ہے (لہٰذا اب عہد کی پابندی تم پر لازم نہیں رہی، اب تم ان سے لڑ سکتے ہو۔ لہٰذا لڑو اور ڈرو نہیں) کیا تم ان سے ڈرو گے حالانکہ اگر تم مؤمن ہو تو تمہارے لئے ڈرنے کے لائق صرف اللہ ہی ہے۔ اے مؤمنو، ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھ سے ان کو سزا دے گا، ان کو ذلیل کرے گا اور تم کو ان پر غلبہ دے گا اور مؤمنوں کے دلوں کو شفاء عطاء فرمائے گا، ان کے دلوں سے غصّہ کو دور کریگا اور جس پر چاہے گا رحمت کرے گا، اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مندرجہ بالا احکامات کی روشنی میں بے بس مؤمنین کو ظالموں کے پنجے سے نجات دلانے کیلئے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کی غلطی حضرت حاطبؓ کے اہل وعیال کافروں کے رحم وکرم پہ مکّہ معظّمہ میں مقیم تھے۔ اُنہوں نے سوچا کہ مہاجرین کے رشتہ دار مکّہ میں موجود ہیں، رشتہ کی وجہ سے کُفّار اُنکے اقارب اور اُن کے اموال کی حفاظت کرتے ہیں، میرا کوئی رشتہ دار مکّہ میں نہیں ہے لہٰذا میں ان پر کوئی احسان کروں تاکہ اس احسان کے بدلہ میں وہ میرے اقارب کی حفاظت کریں۔ لہٰذا اُنہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حملہ کرنے کی خبر کُفّارِ مکّہ کو لکھکر روانہ کی (تاکہ کُفّارِ مکّہ اِس خبر کی وجہ سے ان کے احسانمند ہوں) حضرت حاطبؓ کے غلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات سے مطّلع کیا، غلام نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، حاطبؓ ضرور دوزخ میں جائے گا"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ دوزخ میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ وہ بدر اور حدیبیہ میں شریک تھا"۔ (غلام نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پوری کیفیت بتائی) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فوراً حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت ابو مرثد غنویؓ سے فرمایا "تم (مکّہ معظّمہ کی طرف) جاؤ (راستہ میں) جب تم روضۂ خاخ مقام پر پہنچو گے تو تمہیں وہاں ایک بڑھیا ملیگی اُس کے پاس ایک خط ہے وہ خط تم اُس سے لے لینا"۔ اس حکم کی تعمیل میں وہ لوگ روانہ ہوگئے، گھوڑوں کو تیزی سے دوڑاتے ہوئے وہ لوگ روضۂ خاخ پہنچ گئے، انہیں وہ بُڑھیا اُسی جگہ ملی جس جگہ کے متعلّق رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں خبر دی تھی۔ اُنہوں نے بُڑھیا سے کہا وہ خط نکال۔ اُس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ اُنہوں نے اُسے سواری پر سے اُتارا اور اُس کے پالان کی تلاشی لی لیکن اُنہیں کچھ نہ ملا۔ حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا "خط تو نہیں ملا (اب کیا کریں)" حضرت علیؓ نے فرمایا "مجھے یقین ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو غلط بات کہہ ہی نہیں سکتے (لہٰذا خط ضرور اس کے پاس ہوگا)" یہ کہہ کر حضرت علیؓ نے اُس بُڑھیا سے کہا "قسم اُس ذات کی جس کی قسم کھائی جاتی ہے تو وہ خط نکال ورنہ ہم تیرے کپڑے اُتار کر تلاشی لینگے"۔ جب بڑھیا نے یہ سختی دیکھی تو وہ خط اپنے بالوں کے جُوڑے میں سے نکال کر اُنہیں دیدیا۔ وہ لوگ اس خط کو لیکر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ اس میں لکھا تھا کہ "یہ خط حاطِب بن ابی بلتعہؓ کی طرف سے مشرکینِ مکّہ کے نام (بھیجا جارہا ہے)" خط کے متن میں حضرت حاطِبؓ نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارادوں کی انہیں خبر دی تھی۔ حضرت عمرؓ (اُس وقت وہاں موجود تھے) کہنے لگے "اے اللہ کے رسولؐ، اس نے اللہ، اس کے رسولؐ اور مؤمنین کی خیانت کی ہے، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑادوں"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطبؓ سے فرمایا "اے حاطب یہ کیا بات ہے؟" انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ جلدی نہ کیجئے (ذرا میری گذارشات سُن لیجئے) میں قریش کا حلیف تو ضرور ہوں لیکن ان سے میری کوئی رشتہ داری نہیں۔ دوسرے مہاجرین کے رشتہ دار مکّہ میں موجود ہیں، رشتہ کی وجہ سے وہ ان مہاجرین کے اقارب و اموال کی نگہداشت کرتے ہیں، میں نے چاہا کہ میری رشتہ داری نہیں ہے تو کوئی احسان ان پر ایسا کروں جس کے بدلہ میں وہ میرے اقارب کی حفاظت و نگہداشت کریں۔ میں نے یہ بات نہ کُفر کی وجہ سے کی ہے نہ اِرتداد کی وجہ سے کی ہے، نہ اسلام لانے کے بعد کُفر سے راضی ہوکر کی ہے"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حاطبؓ نے سچ سچ بیان کر دیا اب ان سے کچھ نہ کہو" (اس حکم کی تعمیل میں ان سے کسی نے کچھ نہ کہا) حضرت عمرؓ نے (بھی اُن سے کچھ نہ کہا البتہ) ان الفاظ میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر اجازت طلب کی "اے اللہ کے رسولؐ، اس نے اللہ، اس کے رسولؐ اور مؤمنین کی خیانت کی ہے لہٰذا اجازت دے ہی دیجئے کہ میں اِس مُنافق کی گردن اُڑادوں"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ بدر میں شریک ہو چکے ہیں اور کیا خبر اللہ نے اہلِ بدر سے کہہ دیا ہو کہ تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخشدیا (یعنی جس نے بدر جیسے نازک موقع پر مؤمنین کا ساتھ دیا ہو اُس پر غدّاری کا شبہ کرنا صحیح نہیں، شاید اللہ بھی بدر میں شرکت کی وجہ سے انکی اس غلطی کو نظر انداز کر دے، لہٰذا ہمیں اس سلسلہ میں فی الحال کچھ نہ کرنا بہتر ہے)" یہ سُن کر حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہنے لگے "اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"[1]۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت حاطبؓ کو معاف تو کر دیا لیکن سخت تنبیہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ؕ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۚ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَآ اَخْفَيْتُمْ وَمَآ اَعْلَنْتُمْ ؕ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ○ {ممتحنہ}

اے ایمان والو! اگر تم جہاد کیلئے نکلو اور اللہ کی رضاء تلاش کرو تو پھر میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ نہ اُن کو دوستی کا پیغام بھیجو، وہ تو اس دینِ حق کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے اور محض اللہ پر ایمان لانے کی وجہ سے رسولؐ کو اور تم کو جلاوطن کر چکے ہیں (کیا اس حالت میں بھی وہ تمہاری خیر خواہی کے مستحق ہیں) تم اُن کو خفیہ طور پر دوستی کا پیغام بھیجتے ہو، مجھے اس چیز کا بھی علم ہے جو تم چھپاتے ہو اور اُس چیز کا بھی علم ہے جو تم ظاہر کرتے ہو (تمہاری خفیہ دوستی مجھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی، آئندہ) جو شخص ایسا کریگا وہ راہِ راست سے بھٹک جائیگا[2]۔

پھر فرمایا:-

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب الجاسوس عن علیؓ وباب فضل من شہد بدرًا وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب المغازی باب غزوۃ الفتح وکتاب التفسیر (سورۃ الممتحنۃ) وکتاب الاستئذان باب من نظر فی کتاب وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر عن علیؓ وجابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں البتہ حضرت عمرؓ کا رونا اور اللہ ورسولہ اعلم کہنا صرف صحیح بخاری میں ہے)

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الفتح عن علیؓ وکتاب التفسیر وصحیح مسلم باب فضائل اہل بدر۔

اِنْ یَّثْقَفُوْکُمْ یَکُوْنُوْا لَکُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْٓا اِلَیْکُمْ اَیْدِیَھُمْ وَاَلْسِنَتَھُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَکْفُرُوْنَ ○ لَنْ تَنْفَعَکُمْ اَرْحَامُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَفْصِلُ بَیْنَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ○ {ممتحنہ ۲ و ۳}

ان کافروں کا تو یہ حال ہے کہ اگر تم پر قُدرت پالیں تو تمہارے ساتھ دشمنی کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں۔ تمہیں نقصان پہنچانے کیلئے ہاتھ بھی استعمال کریں اور زبانیں بھی۔ ان کی تو بس یہ خواہش ہے کہ تمہیں کسی نہ کسی طرح پھر کافر بنادیں (اے مؤمنو!) قیامت کے دن تمہارے نہ رشتے کام آئیں گے، نہ اولاد کام آئے گی (تو پھر بھلا یہ کافر کیا کام آسکتے ہیں) وہاں اللہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا (اس کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے اور) جو کچھ تم کر رہے ہو وہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

پھر فرمایا (اے مؤمنو!)

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَهٗٓ {ممتحنہ ۴}

تمہارے لئے ابراہیمؑ اور اُن کے رفقاء میں بہترین نمونہ ہے جبکہ اُنہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ ہم تم سے اور اللہ کے علاوہ تمہارے تمام معبودوں سے بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقیدوں کا) انکار کرتے ہیں اور جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہیں لاؤ گے ہم میں اور تم میں کھلی عداوت اور دشمنی قائم رہے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور اُن کے رفقاء کی پیروی پر پھر زور دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْھِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ○ عَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْھُمْ مَّوَدَّةً وَاللّٰہُ قَدِیْرٌ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

تم میں سے جو شخص اللہ اور یومِ آخرت سے اچھّی اُمّیدیں وابستہ رکھتا ہے اس کے لئے ابراہیمؑ اور ان کے رفقاء میں بہترین نمونہ ہے اور جو شخص (اس نمونہ سے) مُنہ موڑے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز اور لائقِ حمد و ثنا ہے (اس کو تمہارے مُنہ موڑنے کی کوئی پرواہ نہیں) ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تم میں اور اُن لوگوں میں جن سے تمہاری دشمنی ہے محبّت پیدا کر دے (اللہ سب کچھ کر سکتا ہے) وہ قادر ہے اور بخشنے والا مہربان بھی ہے (کہ اس مرتبہ غلطی کو معاف کر دیا)

غرض یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو تنبیہ کر دی کہ اپنے ذاتی اغراض کیلئے کُفّار سے دوستی نہ پیدا کی جائے نہ اُن کی خیر خواہی کی جائے، اپنے ذاتی نقصان کو برداشت کر لیا جائے لیکن اسلام اور اسلامی ریاست کا نقصان کسی حالت میں برداشت نہ کیا جائے۔

اسلامی فوج کا مکّہ معظّمہ کی طرف کوچ رمضان کے مہینہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مع دس ہزار صحابہؓ کے مدینہ منوّرہ سے مکّہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور بعض صحابہؓ روزہ رکھ رہے تھے اور بعض صحابہؓ روزہ نہیں رکھ رہے تھے۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کَدِید کے چشمہ پر جو قُدَید اور عُسفان کے درمیان ہے پہنچے تو آپؐ نے عصر کے بعد دودھ یا پانی کا ایک گلاس منگایا اور اپنی سواری پر بیٹھے

بیٹھے روزہ افطار کرلیا، سواری پر بیٹھے بیٹھے روزہ افطار کرنے کا مقصد یہ تھا کہ لوگ دیکھ لیں کہ آپؐ نے افطار کرلیا ہے (تاکہ آپؐ کی پیروی میں وہ بھی افطار کرلیں) جب لوگوں نے آپؐ کو افطار کرتے دیکھا تو جن کا روزہ نہیں تھا انہوں نے روزے داروں سے کہا "افطار کرلو" سوائے چند کے سب نے افطار کرلیا جن لوگوں نے افطار نہیں کیا تھا ان کے متعلق آپؐ نے فرمایا "یہ گنہگار ہیں" (اس لئے کہ انہوں نے سُنّت کی پیروی نہیں کی) پھر آخر رمضان تک آپؐ نے روزہ نہیں رکھا۔[1]

اسلامی فوج مکّہ معظّمہ کے قریب جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ کے قریب پہنچے تو کسی نے آپؐ سے سوال کیا کہ مکّہ میں آپؐ کہاں قیام فرمائیں گے؟ کیا آپؐ اپنے مکان میں اُتریں گے؟ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا عقیل نے کوئی مکان چھوڑا ہے (جس میں ہم قیام کریں، اُس نے تو سب مکان بیچ ڈالے) عقیل اور طالب بس یہی دونوں ابوطالب کے وارث ہوئے تھے، حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ مُسلم ہوجانے کی وجہ سے ابوطالب کے وارث نہیں ہوئے (لہٰذا ان کا کوئی مکان باقی نہیں رہا) پھر آپؐ نے فرمایا" (مزید برآں) نہ مؤمن کافر کا وارث ہوتا ہے اور نہ کافر مؤمن کا"[2] (اس لحاظ سے بھی ہم ان مکانوں کے وارث نہیں ہوسکتے تھے)

پھر آپؐ نے فرمایا "کل جب اللہ ہمیں فتح دے گا تو انشاء اللہ ہماری منزل خَیف بنی کنانہ نامی مقام میں ہوگی جہاں کافروں نے مسلمین سے مقاطعہ (بائیکاٹ) کرنے کی قسم کھائی تھی"[3]

اسلامی فوج مَرّ الظّہران میں مکّہ معظّمہ کی طرف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ کا سفر جاری تھا جب آپؐ مرّ الظّہران پہنچے تو وہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ اسی مقام پر لوگوں نے ایک خرگوش کو (جھاڑی وغیرہ سے) باہر نکالا، پھر اُس کے پیچھے دَوڑے لیکن تھک گئے (اور اُس کو پکڑ نہ سکے) حضرت انسؓ نے بھی اس کا پیچھا کیا اور بالآخر اُسے پکڑ لائے۔ انہوں نے اسے حضرت ابوطلحہؓ کے حوالہ کیا۔ حضرت ابوطلحہؓ نے اُسے ذبح کیا اور اُس کی رانیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بھیجدیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں قبول فرمایا اور اُن میں سے کھایا۔[4]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آمد کی خبر قریش کو پہنچی تو ابوسفیان، حکیم بن حزام[عہ] اور بُدَیل بن وَرقاء آپؐ کی خبر معلوم کرنے کیلئے مکّہ معظّمہ کے باہر نکلے۔ جب مرّ الظّہران پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جگہ جگہ آگ بکثرت روشن ہے جیسی کہ عرفہ (کے دن عرفات) میں ہوتی ہے۔ ابوسُفیان نے کہا "یہ آگ کیسی ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے گویا عرفہ کی آگ ہے"۔ بُدَیل نے کہا قبیلۂ بنوعمرو نے مختلف مقامات پر آگ جلائی ہوگی۔ ابوسفیان نے کہا بنوعمرو کے قبیلہ میں اتنے آدمی نہیں ہیں۔ وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے چوکیداروں نے اُنہیں دیکھ لیا اور پکڑ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الفتح فی رمضان عن ابنِ عباسؓ و صحیح مسلم کتابُ الصّوم باب جواز الصّوم والفِطر فی رمضان عن جابرؓ نحوہٗ مختصراً (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب توریث دور مکّۃ عن اُسامۃؓ۔
[3] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب نزول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّۃ عن ابی ہُریرۃؓ وکتابُ المغازی۔ [4] صحیح بخاری کتاب الھبۃ باب قبول ھدیۃ الصّید عن انسؓ۔
عہ حکیم بن حزام کعبہ کے اندر پیدا ہوئے تھے (صحیح مسلم کتابُ البیوع باب الصّدق فی البیع)

علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچ کر ابوسفیانؓ مسلم ہو گئے۔[1]

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ کی طرف کُوچ کیا تو حضرت عبّاسؓ سے فرمایا کہ ابوسفیانؓ کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجاؤ تاکہ وہ مُسلمین کی شوکت کا نظّارہ کریں۔ حضرت عبّاسؓ نے حضرت ابوسفیانؓ کو پہاڑ کی چوٹی پر لیجا کر کھڑا کر دیا۔ پھر ان کے سامنے سے ایک ایک قبیلہ گذرنا شروع ہوا، جب یہ دستے ان کے سامنے سے گذرے تو ایک دستہ کے متعلق اُنہوں نے پوچھا "اے عبّاسؓ یہ کون ہیں؟" حضرت عبّاسؓ نے کہا یہ قبیلۂ غفار ہے۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا میری اور قبیلۂ غفار کی تو لڑائی نہ تھی (پھر یہ کیوں مجھ پر چڑھ کر آئے ہیں) پھر اُن کے سامنے سے قبیلۂ جہینہ کا دستہ گذرا، حضرت ابوسفیان نے پھر وہی گفتگو کی۔ پھر قبیلۂ سعد بن ہُذیم اور سُلَیم کے دستے گذرے، حضرت ابوسفیانؓ نے پھر وہی بات کہی۔ پھر ایک اور قبیلہ گذرا، اس جیسا لشکر حضرت ابوسفیانؓ نے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ پوچھا یہ کون ہیں، حضرت عبّاسؓ نے جواب دیا "یہ انصار ہیں، انکے امیر سعد بن عبادہؓ ہیں، انہی کے پاس جھنڈا ہے۔" حضرت سعدؓ جب حضرت ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرے تو کہنے لگے "اے ابوسفیانؓ، آج ہلاکت کا دن ہے، آج کعبہ حلال ہو جائے گا (یعنی آج اس کی حرمت کا لحاظ نہیں ہوگا)" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "اے عبّاسؓ، یومِ ہلاکت بھی خوب ہے!" پھر ایک پیدل دستہ آیا۔ یہ دستہ سب دستوں سے چھوٹا تھا، اسی دستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کے اصحابؓ تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جھنڈا حضرت زبیر بن العوامؓ کے پاس تھا۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرے تو حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کیا "آپؐ کو نہیں معلوم کہ سعد بن عبادہؓ نے کیا کہا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "اُنہوں نے کیا کہا ہے؟" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا، اُنہوں نے اِس اِس طرح کہا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سعدؓ نے غلط کہا، یہ دن تو وہ ہے کہ اس دن اللہ کعبہ کو بزرگی عطا فرمائے گا۔ اور یہ وہ دن ہے کہ اس میں کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔"[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت زبیرؓ کو میسرہ (یعنی بائیں دستہ) پر امیر مقرر کر کے ایک طرف روانہ کیا۔ دوسری جانب حضرت خالدؓ کو میمنہ (یعنی داہنے دستہ) پر امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو آپؐ نے ایسے صحابہؓ پر امیر مقرر کیا جن کے پاس زرہیں اور سواریاں نہیں تھیں اور ان کو مقام بطنِ وادی کی طرف روانہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی لشکر کے ایک دستہ میں شامل تھے (غرضکہ کئی طرف سے بہ یک وقت مکّہ معظّمہ پر حملہ کیا گیا)

اِسی اثناء میں قریش نے بھی اپنے اَوباش اور تابع لوگ جمع کر لئے اور کہا ہم انہیں آگے کرتے ہیں، اگر کچھ (مال) ملا تو ہم بھی ان کے ساتھ ہیں اور اگر یہ پکڑے گئے تو (ان کو چھڑانے کیلئے) جو ہم سے مانگا جائیگا ہم دیدینگے۔

مقابلہ کے لئے قریش کے اوباشوں کا اجتماع دیکھنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوہریرہؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا "اے ابوہریرہؓ" اُنہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں حاضر ہوں"۔ رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرّایۃ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب این رکز النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الرّایۃ یوم الفتح۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انصار کو بُلاؤ" (حضرت ابوہُریرہؓ نے انصار کو بُلایا) تمام انصار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گِرد جمع ہو گئے۔ آپؐ نے انصار سے فرمایا "تم قریش کے اوباشوں اور اُن کے تابع لوگوں کو دیکھ رہے ہو (یہ مقابلہ کیلئے جمع ہوئے ہیں)" پھر آپؐ نے اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر اشارہ کیا اور فرمایا "کل جب ان سے مقابلہ ہو تو ان کو کھیتی کی طرح کاٹ دینا اور پھر مجھ سے کوہِ صفا پر آکر ملنا"۔ انصارؓ یہ حکم سُن کر روانہ ہوئے، پھر جو انصاری جس شخص کو قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا۔ قریش کے اوباشوں میں سے کوئی بھی انصار سے مقابلہ کی جرأت نہ کر سکا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کوہِ صفا پر پہنچ گئے۔ اتنے میں حضرت ابوسفیانؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ قریش کی جماعت ختم ہو جائے گی، آج کے بعد قریش میں سے کوئی باقی نہ رہے گا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو شخص ابوسفیانؓ کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے، جو ہتھیار ڈال دے وہ امن میں ہے، جو اپنا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے"۔ یہ سُن کر کچھ لوگ حضرت ابوسفیانؓ کے مکان میں داخل ہو گئے اور کچھ لوگوں نے اپنے مکانوں کے دروازے بند کر لئے۔

(اعلانِ امن کے بعد) انصار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور صفا پہاڑ کے چاروں طرف جمع ہو گئے (امن کے اعلان سے انصار کو غلط فہمی ہوئی) کہنے لگے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے وطن کی محبّت غالب آگئی اور اپنے خاندان پر ترس آگیا۔ ان کا یہ کہنا تھا کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہونا شروع ہو گئی۔ اور جب وحی نازل ہوتی تھی تو صحابہؓ پہچان لیتے تھے اور جب تک وحی نازل ہوتی رہتی کوئی آپؐ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھ نہ سکتا تھا۔ جب وحی ختم ہو گئی (اور وہ کیفیت جاتی رہی) تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے گروہِ انصار" اُنہوں نے کہا "لبّیک یا رسُولَ اللہ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ اس شخص کو اپنے وطن کی الفت اور عزیزوں کی محبّت غالب آگئی"۔ اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، بے شک (ہم نے یہ بات کہی تھی)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہی بات ہے تو بتاؤ میرا کیا نام ہے؟" تین مرتبہ آپؐ نے یہ الفاظ کہے، پھر فرمایا "ہرگز ایسا نہیں ہے (جیسا تم سمجھتے ہو) میں محمدؐ، اللہ کا بندہ اور اس کا رسُولؐ ہوں (رسُول کی حیثیت سے ہی میرے اقوال و افعال صادر ہوتے ہیں نہ کہ مکّی یا قرشی ہونے کی حیثیت سے) میں نے اللہ کی طرف اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے، اب میری زندگی بھی تمہارے ساتھ ہے اور مرنا بھی تمہارے ساتھ ہے"۔ (یعنی وطن و خاندان کوئی چیز نہیں) یہ سُنتے ہی انصار روتے ہوئے آگے بڑھے اور عرض کیا "اللہ کی قسم ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اللہ اور اُس کے رسُولؐ کی حرص اور محبّت میں کہا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ اور رسُولؐ تمہاری تصدیق کرتے ہیں اور تمہارا عُذر قبول کرتے ہیں"[۱]۔

مکّہ معظّمہ میں فاتحانہ داخلہ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قصواء اُونٹنی پر سوار ہو کر کَدا یعنی مکّہ معظّمہ کی بلندی کی طرف سے شہر میں داخل ہوئے۔ اُس وقت حضرت اُسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھینچ کھینچ کر سُورۂ فتح تلاوت فرما رہے تھے[۲]۔

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکۃ عن ابی ہریرۃ رض۔ [۲] صحیح بخاری کتاب المناسک عن عائشۃ صدیقۃ رض وکتاب الجہاد باب الردف علی الحمار عن ابن عمر رض وکتاب المغازی عن عبداللہ بن مغفلؓ وابنِ عمر رض وابنِ عباس رض باب این رکز الرایۃ وصحیح مسلم کتاب الحج مختصرًا۔

حضرت خالدؓ بھی اپنے دستہ کے ساتھ مکّہ معظّمہ کی بلندی کی طرف سے شہر میں داخِل ہوئے۔ اس دستہ کے دو آدمی حُبَیش ابن الاشعرؓ اور کُرز بن جابر الفہریؓ کُفّار سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔[1]

شہر میں داخلہ کے وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سر مبارک پر خَود تھا۔ پھر آپؐ نے خود اُتار کر سیاہ عمامہ باندھ لیا، اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا "ابنِ خَطَل کعبہ کے پردوں سے لٹکا ہوا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُسے قتل کر دو"۔[2]

مکّہ معظّمہ میں داخل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے مقام حجون میں آپؐ کا جھنڈا نصب کیا گیا۔[3]

یومِ فتح مکّہ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کعبہ کے پاس پہنچے تو عثمان بن طلحہؓ کو بُلایا اور اُن کو کعبہ کی کُنجی لانے کا حکم دیا، وہ اپنی والدہ کے پاس گئے (اور اُن سے کنجی مانگی) والدہ نے کنجی دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے کہا "کنجی تو بہرحال تمہیں ضرور دینی ہوگی ورنہ یہ تلوار میری پیٹھ سے پار ہو جائے گی"۔[4] یہ سُن کر اُن کی والدہ نے کنجی دیدی۔ وہ کنجی لے کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں پہنچے اور کنجی آپؐ کو دیدی۔ حضرت عثمان بن طلحہؓ نے دروازہ کھولا، کعبہ کے اندر چاروں طرف ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ اس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی مورتیں بھی تھیں، اُن کے ہاتھوں میں فال نکالنے کے تیر تھے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (بتوں کی موجودگی میں) کعبہ کے اندر جانے سے انکار کر دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی مورتیں دیکھکر فرمایا "اللہ کفّار کو غارت کرے، اللہ کی قسم انہیں بھی معلوم ہے کہ اُن دونوں نے کبھی تیروں سے فال نہیں نکالی"۔ (باہر ہی سے) آپؐ بتوں کو لکڑی مارتے اور فرماتے

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ — حق آگیا اور باطِل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کے لئے ہے۔

جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ۔ — حق آگیا، باطل (معبود) نہ پہلی بار پیدا کر سکتا ہے نہ دوسری بار۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بتوں کو نکالنے کا حکم دیا۔ تمام بُت باہر نکال دئے گئے۔ پھر آپؐ اور حضرت بلالؓ، حضرت اُسامہؓ اور حضرت عثمانؓ بن طلحہؓ کعبہ کے اندر داخِل ہوئے۔ اِن لوگوں کے داخِل ہونے کے بعد دروازہ بند کر دیا گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی دیر تک اندر رہے۔ کعبہ کے کونوں میں آپؐ نے تکبیر کہی اور دُعاء مانگی۔ پھر آپؐ نے دو رکعت نماز پڑھی، نماز کے وقت دو ستون آپؐ کی داہنی جانب تھے ایک بائیں جانب تھا اور تین پیچھے تھے۔ کعبہ کا دروازہ آپؐ کی پُشت پر تھا۔ آپؐ کے اور سامنے کی دیوار میں تقریباً تین ہاتھ کا فاصلہ تھا۔ نماز کے بعد آپؐ باہر تشریف لائے۔[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب دخول الحرم بغیر احرام وکتابُ المغازی عن انسؓ وصحیح مسلم کتابُ الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام [2] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب دخول الحرم بغیر احرام وکتابُ المغازی عن انسؓ وصحیح مسلم کتابُ الحج باب جواز دخول مکۃ بغیر احرام (ابنِ خَطَل کا جُرم یہ تھا کہ مسلم ہو کر مرتد ہو گیا تھا اور اس کے بعد ایک مسلم کو قتل کر ڈالا تھا۔ خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلّم الرایۃ یوم الفتح۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ ابوابُ المساجد باب الابواب عن ابنِ عمرؓ وباب الصّلوٰۃ بین السواری فی غیر جماعۃ وابواب القبلۃ وکتابُ المناسک باب من کبّر فی نواحی الکعبۃ عن ابن عباسؓ وکتابُ المظالم باب ہل تکسر الدنان وکتابُ الجہاد باب الرّدف علی الحمار عن ابن عمرؓ وکتابُ المغازی عن ابنِ مسعودؓ وابنِ عباسؓ وابواب حجۃ الوداع وکتابُ التفسیر سُورۃ بنی اسرائیل عن ابنِ مسعودؓ وصحیح مسلم کتابُ الحج باب استحباب دخول الکعبۃ عن ابنِ عمرؓ وکتابُ الجہاد باب فتحِ مکّۃ عن ابنِ عمرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

کعبہ سے باہر آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرِ اسود کے پاس آئے اور اُس کو بوسہ دیا۔ پھر بیت اللہ کا طواف شروع کیا۔ دورانِ طواف آپؐ ایک بُت کے پاس آئے جو کعبہ کے پہلو میں رکھا ہوا تھا، ایامِ جاہلیّت میں اس کی پرستش ہوتی تھی، اُس وقت آپؐ کے ہاتھ میں ایک کمان تھی، آپؐ اُس کا ایک کونا پکڑے ہوئے تھے۔ آپؐ نے (کمان) اس کی آنکھوں پر ماری اور فرمایا جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (حق آیا اور باطل گیا) جب آپؐ طواف سے فارغ ہوئے تو کعبہ کی طرف مُنہ کر کے دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا "یہ قبلہ ہے"۔ پھر کوہِ صفا پر تشریف لیگئے پھر کعبہ کو دیکھا اور دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی، پھر جو دُعا آپؐ مانگنا چاہتے تھے مانگی۔[1]

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے بعد قیامت تک کوئی قرشی شخص باندھ کر قتل نہیں کیا جائے گا۔"

فتح کے بعد بہت سے لوگ مُسلم ہو گئے۔ البتہ جن لوگوں کے نام عاص تھے اُن میں سے کوئی مُسلم نہیں ہوا سوائے ایک شخص کے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا نام بدل کر مطیع رکھ دیا۔[2]

ہند بنت عتبہؓ کا اسلام | حضرت ابوسفیانؓ کی زوجہ حضرت ہند بھی اسلام لائیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، ایک وہ وقت تھا کہ روئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں تھے جن کا ذلیل ہونا مجھے آپؐ کے خیمے والوں کے ذلیل ہونے سے زیادہ محبوب ہو اور اب آج یہ حالت ہے کہ رُوئے زمین پر کوئی اہلِ خیمہ ایسے نہیں جن کا باعزّت ہونا مجھے آپؐ کے خیمہ والوں کے باعزّت ہونے سے زیادہ محبوب ہو۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری بھی یہی حالت ہے۔" پھر حضرت ہندؓ نے عرض کیا "ابوسفیانؓ ذرا بخیل آدمی ہیں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہوگا اگر میں ان کے مال میں سے اپنے بچّوں کے لئے (بغیر اجازت) کچھ لے لوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(گناہ) نہیں (ہوگا) مگر دستور کے مُطابق[3] (لینا)"

ایک وضو سے کئی نمازیں | فتح مکّہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وضو سے کئی نمازیں ادا کیں اور موزوں پر مسح کیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "آج آپؐ نے ایسا کام کیا ہے جو پہلے کبھی نہیں کیا تھا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عمرؓ میں نے قصداً ایسا کیا ہے[4]" (یعنی اگر میں ہمیشہ ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرتا تو ایسا کرنا سُنّت ہو جاتا اور اُمّت مشقّت میں پڑ جاتی، اگر وہ اس سُنّت کو ترک کرتی تو گناہگار ہوتی)

صحابہؓ سے تجدیدِ بیعت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں طرف صحابۂ کرامؓ کا جمِّ غفیر تھا۔ آپؐ نے فرمایا "مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، کسی پر بہتان نہ لگاؤ گے، معروف کاموں میں میری نافرمانی نہ کرو گے، پھر جس نے اس بیعت کو پُورا کیا تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے اس میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کیا اور اُس کو دُنیا میں سزا مل گئی تو وہ اُس کیلئے کفّارہ ہو جائے گی اور جس نے کوئی گناہ کیا اور اللہ نے اس کو پوشیدہ رکھا تو

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) [1] غالباً حضرت عثمان بن طلحہؓ اُس وقت تک مسلم نہیں ہوئے تھے اس لئے اُنہوں نے کہا میں خودکشی کر لوں گا یا اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر میں کنجی نہیں دوں گا تو مسلم اسی تلوار سے مجھے قتل کر دینگے۔ [1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّہ و صحیح بخاری ابواب القبلۃ [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب فتح مکّہ عن مطیعؓ۔ [3] صحیح بخاری ابوابُ المناقب ذکر ہندؓ بنت عتبہ و کتابُ الایمان والنذور باب کیف کانت یمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتابُ الاقضیۃ باب قضیۃ ہندؓ۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب جواز الصّلوات کلّہا بوضوءٍ واحدٍ عن بریدۃ رضؓ۔

پھر اللہ کے اختیار میں ہے خواہ اُسے معاف کرے خواہ اُسے سزا دے"۔ تمام صحابۂ کرامؓ نے ان باتوں پر بیعت کی۔[1]

خطبہ قبیلۂ خزاعہ نے بنولیث کے ایک آدمی کو اپنے ایک آدمی کے بدلہ میں جس کو بنولیث نے قتل کیا تھا قتل کر دیا۔ اس قتل کی خبر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دی گئی۔ خبر سُنتے ہی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی سواری پر سوار ہوئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے ارشاد فرمایا "اب ہجرت نہیں رہی، لیکن جہاد باقی رہ گیا ہے اور نیت باقی رہ گئی ہے (نیّت یہ رکھے کہ جب کبھی ہجرت کی ضرورت ہوگی ہجرت کروں گا) جب تم کو جہاد کیلئے بُلایا جائے تو نکل کھڑے ہوا کرو۔ بے شک اللہ نے اِس شہر کو اُس دن سے حُرمت دی ہے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ اللہ کی دی ہوئی حُرمت کی وجہ سے قیامت تک کیلئے حَرَم ہے۔ بیشک اللہ نے مکّہ سے ہاتھی (والوں) کو روک دیا تھا لیکن اللہ نے اپنے رسُولؐ اور مسلمین کو اہلِ مکّہ پر تسلّط دے دیا۔ خبردار ہو جاؤ، نہ مجھ سے پہلے کبھی کسی کیلئے یہاں خونریزی حَلال ہوئی اور نہ میرے بعد کسی کیلئے حَلال ہوگی، خبردار ہو جاؤ، میرے لئے بھی کچھ دیر کیلئے حلال ہوئی تھی۔ خبردار ہو جاؤ اب اِس گھڑی وہ بدستور قیامت تک کیلئے حرام ہے۔ نہ یہاں کا کانٹا توڑا جائے، نہ درخت کاٹا جائے، نہ شکار بھگایا جائے (یعنی یہاں کے شکار کو بھگا کر حدودِ حرم کے باہر نہ لیجائے تاکہ وہاں اس کا شکار کر لے) اور نہ یہاں کی گری پڑی چیز اُٹھائی جائے البتّہ اس کا اعلان کرنے والا اُٹھا سکتا ہے۔ جس شخص کا کوئی عزیز قتل ہو جائے تو اُسے دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے خواہ بدلہ لے لے یا فِدیہ لے لے"۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ اِذخر گھاس کو مستثنٰی کر دیجئے کیونکہ وہ ہمارے گھروں میں کام آتی ہے، لوہاروں کے اور قبروں کے کام آتی ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے، کچھ دیر بعد آپؐ نے فرمایا "مگر اِذخر، مگر اِذخر" (یعنی اِذخر مستثنٰی ہے، اُسے کاٹا جا سکتا ہے)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خطبہ سے فارغ ہوئے تو یمن کا ایک شخص جس کو ابو شاہ کہتے تھے آگے آیا، اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ یہ خطبہ مجھے لکھوا دیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(یہ خطبہ) ابو شاہ کو لکھ کر دیدو"۔[2]

فتح کا دوسرا دن فتح کے دوسرے دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر خطبہ دیا۔ اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا "یقیناً مکّہ کو اللہ نے حرمت دی ہے نہ کہ انسانوں نے، جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُس کیلئے حلال نہیں کہ یہاں خونریزی کرے یا یہاں کا درخت کاٹے۔ اگر کوئی شخص اللہ کے رسُولؐ کے قتال کی بنیاد پر (یہاں قتال کرنا) جائز سمجھے تو اُس سے کہو کہ یقیناً اللہ نے اپنے رسُولؐ کو اجازت دی تھی، تم کو اجازت نہیں دی اور یقیناً مجھے بھی ایک گھڑی کیلئے اجازت ملی تھی، اب پھر اس کی حُرمت بدستور اسی طرح لوٹ آئی جس طرح کل (میرے قتال سے پہلے) تھی۔ حاضر کو چاہئے کہ غائب کو یہ حدیث پہنچا دے"۔[3]

حضرت اُمِّ ہانیؓ کہتی ہیں کہ میں چاشت کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئی، میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غسل کرتے ہوئے پایا۔ حضرت فاطمہؓ پردہ کئے ہوئے تھیں۔ میں نے سلام کیا۔ رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان عن عبادۃؓ و صحیح مسلم کتاب الحدود والکفارات۔ [2] صحیح بخاری کتاب العلم باب کتابۃ العلم عن ابی ہریرہؓ و کتاب الجنائز و کتاب المناسک باب لا یحل القتال بمکّۃ و کتاب اللقطۃ باب کیف تعرف لقطۃ اہل مکّۃ و کتاب المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ و صحیح مسلم کتاب الحج باب تحریم مکّۃ عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العلم باب لیبلّغ الشاہد الغائب عن ابی شریحؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (سلام کا جواب دینے کے بعد) فرمایا "یہ کون ہے؟" میں نے کہا "میں اُمِّ ہانیؓ ہوں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُمِّ ہانی کو مرحبا" جب آپؐ غسل سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے کھڑے ہو کر اور ایک کپڑا اوڑھ کر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ جب آپؐ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری ماں کے لڑکے (علیؓ) یہ کہتے ہیں کہ وہ فلاں بن ہُبَیرہ کو قتل کریں گے حالانکہ میں اُسے پناہ دے چکی ہوں"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اُمِّ ہانی جس کو تم نے پناہ دی اسکو ہم نے بھی پناہ دی"۔[1]

ایک مقدّمہ | اُسی دن حضرت سعدؓ اور عبد بن زمعہ میں، زمعہ کی ایک لونڈی کے بچّہ کے معاملہ میں اختلاف ہوا۔ دونوں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے۔ حضرت سعدؓ نے کہا یہ میرے بھائی عتبہ کا لڑکا ہے، اس نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ میں اس بچّہ کو اپنے قبضہ میں لے لوں۔ عبد نے کہا یہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لونڈی کا بچّہ ہے اور میرے باپ کے بستر پر پیدا ہوا ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عبد بن زمعہ، یہ تمہارا ہے، بچّہ بستر (والے) کا ہوتا ہے، زانی کیلئے پتّھر ہوتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ اُس بچّہ میں عتبہ کی مشابہت پائی جاتی ہے تو اپنی زوجہ مطہّرہ حضرت سودہ بنت زمعہؓ سے فرمایا "اے سودہؓ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو" (کیونکہ یہ تمہارے والد کا لڑکا نہیں معلوم ہوتا) حضرت سودہؓ نے حکم کی تعمیل کی اور اُس کے سامنے نہ آئیں یہاں تک کہ اُس کی وفات ہوئی۔[2]

شراب وغیرہ کی بیع کی حُرمت کا اعلان | اسی دوران میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اعلان فرمایا کہ بے شک اللہ اور اس کے رسُولؐ نے شراب، مُردار، سور اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام کر دیا ہے۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، مُردار کی چربی کے متعلّق آپؐ کیا فرماتے ہیں اس لئے کہ وہ کشتیوں پر اور کھالوں پر لگائی جاتی ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں وہ بھی حرام ہے، اللہ یہود کو غارت کرے جب اللہ نے ان پر چربی حرام کی تو اُنہوں نے اُسے پگھلا کر بیچا اور اُس کی قیمت کھائی"۔[3]

متفرّق واقعات بعد فتح مکّہ

کعبہ کی از سرِ نو تعمیر کی خواہش | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہؓ تمہاری قوم ابھی کفر سے نئی نئی نکلی ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ ان کو کعبہ کا گرانا بہت بُرا معلوم ہوگا (ایسا نہ ہو کہ وہ پھر کُفر کی طرف مائل ہو جائیں) اگر ایسا نہ ہوتا تو میں کعبہ کو گرا کر ابراہیم علیہ السّلام کی بنیادوں پر اس کو از سرِ نو تعمیر کرتا، اس کے فرش کو زمین سے ملا دیتا، اس کے دو دروازے بناتا، ایک مشرق کی طرف اور ایک مغرب کی طرف ایک داخل ہونے کیلئے اور ایک نکلنے کیلئے"۔[4] پھر فرمایا "اگر میرے بعد تمہاری قوم کا یہ ارادہ ہو کہ اس کو (اس طرح) تعمیر کرے (جس طرح میں چاہتا ہوں) تو آؤ میں تمہیں وہ جگہ دکھا دوں جو اُنہوں نے (یعنی قریش

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الصّلوٰۃ باب الصّلوٰۃ فی الثوب الواحد عن امّ ہانیؓ و کتاب فرض الخمس و صحیح مسلم باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ۔ [2] صحیح بخاری کتاب البیوع باب تفسیر المشبہات عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ البیوع باب بیع المیتۃ والاصنام عن جابرؓ و کتابُ المغازی باب غزوۃ فتح مکّۃ و صحیح مسلم کتابُ البیوع باب تحریم بیع الخمر۔
[4] صحیح بخاری کتابُ العلم باب من ترک بعض الاختیار عن عائشہ صدیقہؓ و کتابُ الحج باب فضل مکّۃ و بنیانہا و صحیح مسلم کتابُ الحج باب نقض الکعبۃ

نے) بوقت تعمیر چھوڑ دی تھی" پھر آپؐ نے وہ جگہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دکھائی۔ وہ جگہ تقریباً سات ہاتھ (چوڑی) تھی۔[1]

حضرت عبداللہ بن ہشامؓ کے لئے دعائے برکت حضرت عبداللہ بن ہشامؓ بچّے تھے۔ انکی والدہ زینب بنتِ حُمَید انہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس سے بیعت لے لیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ ابھی چھوٹے ہیں"۔ پھر آپؐ نے ان کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کیلئے دعا کی (اس دعا کی برکت سے انہیں تجارت میں بڑا نفع ہوتا تھا) جب وہ بازار میں غلّہ خریدتے اور اتفاق سے انہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ مل جاتے تو وہ دونوں اُن سے کہتے کہ ہمیں بھی (اپنی تجارت میں) شریک کرلو کیونکہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہارے لئے برکت کی دُعا کی ہے، وہ ان دونوں کو شریک کرلیا کرتے، اکثر ایسا ہوتا کہ پُورا پُورا اونٹ نفع میں آجاتا اور وہ اس (غلّہ) کو اپنے گھر بھیجدیتے۔[2]

ایک مقدّمہ اور نزول آیات قبیلۂ بنو سہم کا ایک شخص تمیم داری اور عدی بن بدّا کے ہمراہ سفر کے لئے نکلا اثنائے سفر میں اُس شخص کا انتقال ہوگیا، اُس وقت اُس کے پاس کوئی مُسلم نہیں تھا، تمیم اور عدی (جو غیر مسلم تھے) اُس کا ترکہ لیکر آئے۔ متروکہ سامان میں سے چاندی کا ایک جام جس پر سنہری نقوش تھے غائب تھا (مقدّمہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمیم اور عدی سے قسم لی (اُنہوں نے قسم کھاکر اپنی بریّت ثابت کردی) اس کے بعد وہ جام مکّہ معظّمہ میں ایک شخص کے پاس ملا (جب اُس سے پوچھا گیا تو) اُس نے بتایا کہ میں نے اسے تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ پھر دو شخص میّت کے اقرباء میں سے کھڑے ہوئے اور اُنہوں نے قسم کھائی کہ ہماری شہادت بہ نسبت ان دونوں کی شہادت کے زیادہ قابلِ قبول ہے، ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ پیالہ ہمارے عزیز کا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ؕ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ۝ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا

اے ایمان والو جب تم میں سے کسی کو مَوت آئے تو وصیّت کرتے وقت دو عادل مُسلم مَردوں کو گواہ کرلیا کرو اور اگر تم سفر میں ہو اور مَوت آئے (اور مُسلم موجود نہ ہوں) تو دو غیر مسلم گواہ بنالو، اگر تم کو اُن گواہوں کے متعلّق (نا انصافی کا) شبہ ہو تو نماز کے بعد انہیں روک لو اور اُن سے قسم لو کہ وہ اس شہادت کے ذریعہ کسی قسم کا فائدہ اُٹھانا نہیں چاہتے (سچّی گواہی دیں گے) خواہ وہ گواہی اُن کے رشتہ دار کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، اور اس بات کی بھی قسم کھائیں کہ وہ اللہ کی (مطلوبہ) شہادت کو نہیں چھپائیں گے اگر وہ ایسا کرینگے تو گناہگار ہوں گے۔ پھر اگر معلوم ہوجائے کہ ان دونوں نے جھوٹ بول کر گناہ کما ہی لیا ہے تو جن لوگوں کی وہ حق تلفی کرنا چاہتے ہیں اُن میں سے اِن گواہوں کی جگہ دو اور گواہ کھڑے ہوں جو میّت سے قرابتِ قریبہ رکھتے ہوں۔ پھر وہ اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب نقض الکعبۃ عن عائشۃ صدیقۃ رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ۔

اَنْ تُرَدَّ اَیْمَانٌ بَعْدَ اَیْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ کی قسم کھاکر کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی کے
وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ مقابلہ میں بالکل سچّی ہے اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی
ہے، اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالموں میں سے ہوں گے، اِس طرح یہ فائدہ ہوگا کہ گواہی سچّی دیجائے گی، گواہوں کو یہ
خوف ہوگا کہ ہماری قسمیں ان کی قسموں کے بعد رَدّ کردی جائیں گی (اور ہم جھوٹے تصوّر کئے جائیں گے۔ اے لوگو!)
اللہ سے ڈرو اور اُس کے احکام سُنتے رہو، اللہ فاسقوں کو ہدایت پر نہیں چلاتا[1] (جو باغی ہوتا ہے وہ فطرتاً غلط
راستہ پر جاتا ہے)

چوری کا مقدّمہ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قیامِ مکّہ کے دوران ایک مخزومی عورت نے چوری کی، پھر اُس نے حضرت اُمِّ سلمہؓ سے پناہ دینے کی درخواست کی۔ قریش کو بڑا فکر ہوا (کہ کس طرح اُس کو سزا سے بچایا جائے) کون اس کی معافی کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سفارش کرے۔ کہنے لگے یہ جرأت سوائے اُسامہ بن زیدؓ کے اور کون کرسکتا ہے، وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے محبوب ہیں (اُنہوں نے حضرت اُسامہؓ سے کہا) حضرت اُسامہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سفارش کی۔ سفارش سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک متغیّر ہوگیا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اسامہؓ سے فرمایا "تم اللہ کی حدوں میں سے ایک حدّ میں سفارش کرتے ہو"۔ حضرت اسامہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے لئے دُعائے مغفرت کیجئے (مجھ سے غلطی ہوگئی)" اُسی دن شام کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کھڑے ہوکر ایک خطبہ دیا۔ حمد وثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "بنی اسرائیل اور دیگر قومیں جو تم سے پہلے گذری ہیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اُس پر حدّ قائم کرتے، اللہ کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی تو محمدؐ اُس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔" خطبہ کے بعد آپؐ نے اُس عورت کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اُس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا، پھر اُس نے بڑی اچّھی توبہ کی اور نکاح کرلیا۔ وہ حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے پاس آیا کرتی تھی اور وہ اس کی بات کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچا دیا کرتی تھیں[2]۔

حضرت ابو معبدؓ کا قبولِ اسلام | حضرت ابو معبدؓ اور مجاشعؓ دونوں بھائی تھے۔ فتحِ مکّہ کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت مجاشعؓ نے کہا میں اپنے بھائی کو آپؐ کے ہاتھ پر ہجرت کی بیعت کرانے کیلئے لایا ہوں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہجرت کا ثواب تو اہلِ ہجرت لُوٹ چکے"۔ حضرت مجاشعؓ نے کہا "پھر آپؐ کس چیز کی بیعت لیں گے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ان سے اسلام، ایمان اور جہاد کی بیعت لوں گا"[3]

سریّہ حضرت خالد بن ولیدؓ | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر بنو جذیمہ کی طرف روانہ کیا، حضرت خالدؓ نے پہلے اُنہیں اسلام کی دعوت دی۔ اُنہوں نے جواب میں بجائے اَسْلَمْنَا (ہم نے اسلام قبول کیا) کے صَبَأْنَا صَبَأْنَا (ہم بے دین ہوگئے یا ہم نے دین بدل دیا) کہنا شروع کردیا۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ عزّ وجلّ یا ایّھا الذین آمنوا شھادۃ..... عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری باب المناقب عن عائشہؓ (باب مناقب اسامہؓ) وکتاب المغازی ابواب غزوۃ فتح مکّۃ وکتاب الحدود باب کراھیۃ الشفاعۃ فی الحدّ وصحیح مسلم کتاب الحدود باب قطع السّارق الشریف عن عائشۃ صدیقہؓ وجابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [3] صحیح بخاری کتاب المغازی ابواب فتح مکّۃ عن مجاشعؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکّۃ۔

خالدؓ نے غلط فہمی سے انہیں کافر سمجھا، کچھ کو قتل کر دیا اور کچھ کو گرفتار کر لیا اور ایک ایک قیدی ہر مجاہد کے حوالہ کر دیا۔ پھر ایک دن اُنہوں نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہنے لگے "اللہ کی قسم نہ میں اپنے قیدی کو قتل کروں گا اور نہ میرے ساتھی"۔ (کیونکہ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ یہ لوگ ایمان لے آئے ہیں اور مؤمن کو قتل کرنا حرام اور معصیتِ الٰہی ہے اور معصیتِ الٰہی میں امیر کی اطاعت حرام ہے) جب یہ لشکر واپس آیا تو اس بات کا ذکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا گیا، آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اے اللہ میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذّمّہ ہوں، اے اللہ میں اس کام سے جو خالدؓ نے کیا بری الذّمّہ ہوں"۔[1]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ خلافِ شرع کام میں امیر کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے)

حضرت اُمِّ حبیبہؓ سے نکاح اور حضرت معاویہؓ کو کاتب بنانا فتحِ مکّہ سے پہلے حضرت ابوسفیانؓ مسلم ہو گئے تھے لیکن مسلمین ان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور نہ ان کے ساتھ نشست و برخاست کرتے تھے۔ انہوں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میری تین درخواستیں قبول فرمائیے" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے عرض کیا "میری بیٹی اُمِّ حبیبہؓ عرب کی تمام عورتوں سے زیادہ حسین و جمیل ہے، میں اُس کا نکاح آپؐ سے کرتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا" حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "معاویہؓ کو کاتب بنا لیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کہا "مجھے سپہ سالار بنا دیجئے تاکہ جس طرح میں مسلمین سے لڑتا تھا اب کافروں سے لڑوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔[2]

زوجہ مطہّرہ حضرت اُمِّ حبیبہؓ کی دُعا ایک دن حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے دُعا کی کہ اے اللہ مجھے میرے شوہر نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم، میرے باپ ابوسفیانؓ اور میرے بھائی معاویہؓ سے (دُنیوی) فائدہ اُٹھانے (کا موقع) دینا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا تو فرمایا "تم نے اللہ سے ایسی باتوں کا سوال کیا جن کی میعادیں مقرر ہیں۔ قدم تک لکھے ہوئے ہیں، روزیاں مقسوم ہو چکی ہیں، ان میں سے اللہ کسی چیز کو مقدّم یا مؤخّر نہیں کریگا، اگر تم اللہ سے یہ مانگتیں کہ اے اللہ جہنّم اور قبر کے عذاب سے مجھے عافیت دے تو بہتر ہوتا"۔ اُسی موقع پر کسی نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا بندر اور سور ان ہی لوگوں کی اولاد ہیں جنہیں مسخ کیا گیا تھا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ جس قوم پر عذاب نازل (کر کے مسخ) کرتا ہے اس کی نسل کو باقی نہیں رکھتا اور بندر اور سور تو (ان قوموں کے مسخ ہونے سے) پہلے بھی تھے"۔[3]

مکّہ معظّمہ میں مدّتِ قیام رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ میں اُنّیس[19] دن قیام فرمایا۔ اس عرصہ میں آپؐ (چار کے بجائے) دو رکعت نماز پڑھتے رہے۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم خالدًا عن ابن عمرؓ۔ [2] صحیح مسلم باب فضائل ابی سفیانؓ عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب القدر عن عبداللہ بن مسعودؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مقام النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بمکّۃ عن ابن عباسؓ۔

[2] اس حدیث کی تشریح حضرت اُمِّ حبیبہؓ کے حالات میں بیان کر دی گئی ہے۔ ص۶۳۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

جنگِ حُنین

فتحِ مکّہ کے بعد قبیلۂ ہوازن نے ایک آخری اور فیصلہ کُن جنگ کی تیّاری کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جب اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فوراً ان کے مقابلہ کیلئے مکّہ معظّمہ سے کوچ کا حکم دیا۔

مکّہ معظّمہ سے روانگی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نشیبی علاقہ یعنی کُدا کی طرف سے مکّہ معظّمہ سے نکلے[1]۔ اور مقام حُنین کی طرف روانہ ہوگئے[2]۔ دس ہزار سے زیادہ مجاہدین آپؐ کے ساتھ تھے[3]۔

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ {توبہ ۲۵} کیونکہ اسلامی فوج بڑی کثیر تعداد میں تھی اس لئے بعض مسلمین کو اپنی کثرتِ تعداد پر ناز بھی ہوا (کہ اب ہمیں کون شکست دے سکتا ہے)

اسلامی فوج میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر حنین کے مقام پر پہنچ گیا، حضرت اُمِّ سُلَیمؓ بھی ایک خنجر لے کر میدانِ جنگ میں پہنچیں (ان کے شوہر) حضرت ابو طلحہؓ نے انہیں دیکھا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ اُمِّ سُلَیمؓ بھی آگئیں، دیکھئے ان کے پاس ایک خنجر ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا "یہ خنجر کیسا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "اگر کوئی مشرک میرے پاس آئے گا تو اس خنجر سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی"۔ یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے[4]۔

جنگ کی ابتداء اور حالاتِ جنگ حنین کے مقام پر مُسلمین کا مقابلہ قبیلۂ ہوازن سے ہوا۔ اس قبیلہ کے ساتھ غطفان، بنو نصر اور دیگر قبائل بھی شریکِ جنگ تھے۔ یہ سب لوگ اُونٹوں، بکریوں اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ آئے تھے۔ اُنہوں نے بڑی خوبی سے صف آرائی کی، پہلے گھوڑوں کی صَف، پھر پیدل لڑنے والوں کی صَف، پھر عورتوں کی صف، پھر بکریوں اور اُن کے پیچھے اُونٹوں کی صف تھی۔ مُسلمین کی فوج میں ایک جانب کے شہ سواروں پر حضرت خالد بن ولیدؓ امیر تھے۔

مسلمین نے کُفّار پر حملہ کیا، (حملہ کی تاب نہ لاکر) وہ سب لوگ شکست کھا کر بھاگے۔

مسلمین فتحیاب ہوئے اور مالِ غنیمت لوٹنے میں مشغول ہوگئے۔ اسی اثناء میں حضرت سلمہ بن اکوعؓ ایک گھاٹی پر چڑھے، ایک دشمن اُن کے سامنے آیا، اُنہوں نے اس کو تیر مارا، وہ چھُپ گیا، پھر معلوم نہیں اس کا کیا ہوا۔ اتنے میں دشمن دوسری گھاٹی سے نمودار ہوئے۔ اُنہوں نے مسلمین کو غافل دیکھکر تیروں پر رکھ لیا کُفّار کی فوج میں سے بنو ہوازن اور بنو نَصر بڑے زبردست تیرانداز تھے، ان کا نشانہ خطا نہیں کرتا تھا، انہوں نے تیروں کی ایسی بوچھاڑ کی جیسے ٹڈّی دَل (آسمان پر چھا جائے۔ تیروں کی بوچھاڑ سے) مسلمین کے گھوڑوں نے (اس تیزی سے) مُنہ موڑا کہ سوار اپنے گھوڑوں کی پُشت پر ٹھہر نہ سکے (اُتر گئے یا گر گئے) گھوڑوں کی پیٹھیں خالی

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الحج باب من این یخرج من مکّۃ عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج نحوہٗ۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم عن انسؓ۔
[3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف عن انسؓ و صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم۔ [4] صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔

ہوگئیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ دس ہزار صحابۂ کرامؓ کے علاوہ (کافی تعداد میں) طلقاءؔ بھی تھے۔ (یعنی وہ لوگ جن کو فتح مکّہ کے موقع پر معافی دی گئی تھی اور وہ نئے نئے مُسلم ہوئے تھے) اور دیہاتی بھی تھے۔ ان طلقاء میں سے نوجوان، جلد باز لوگ جن کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے بھاگے (ان کے ساتھ) دیہاتی بھی بھاگے، ان لوگوں کے بھاگنے سے مسلمین میں افراتفری پھیل گئی (آگے والوں کے پیچھے مڑکر بھاگنے سے پیچھے والے بھی جم نہ سکے) اور اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں اکیلے رہ گئے۔

حضرت ابو قتادہؓ نے ایک مُسلم کو دیکھا کہ وہ ایک مشرک سے لڑ رہا ہے اور وہ مشرک اُس مسلم پر غالب آگیا ہے، وہ گھوم کر جلدی سے اس کے پیچھے آئے اور اس کے شانہ پر تلوار ماری۔ اِس ضرب سے اُس کی زرہ کٹ گئی وہ حضرت ابو قتادہؓ کے مقابل ہوگیا اور اُس نے حضرت ابو قتادہؓ کو پکڑ کر اس زور سے بھینچا کہ وہ مرنے کے قریب ہوگئے لیکن (حضرت ابو قتادہؓ کی ضرب کاری تھی، وہ اُس کی تاب نہ لاسکا اور) اُس کی موت پہلے واقع ہوگئی، اس کے مرتے ہی حضرت ابو قتادہؓ چھوٹ گئے۔ اتنے میں ان کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی، اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے پوچھا "لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یہ کیوں بھاگ رہے ہیں)" حضرت عمرؓ نے کہا "اللہ کا حکم اسی طرح ہے"[1]۔

حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی بھاگتے ہوئے لَوٹے، اُن کے پاس دو چادریں تھیں، ایک باندھ رکھی تھی اور دوسری اوڑھ رکھی تھی۔ اتنے میں اُن کا تہ بند کھلنے لگا تو اُنہوں نے دونوں چادروں کو اکھٹا کرکے (تہ بند) باندھ لیا۔ حضرت سلمہؓ لَوٹتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سے گذرے۔ اُن کو دیکھکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اکوع کا بیٹا گھبرا کر لَوٹا ہے"[2]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیرت انگیز بہادری غرض یہ کہ کچھ لوگ بھاگ رہے تھے، کچھ اِدھر اُدھر منتشر ہوگئے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اکیلے میدانِ جنگ میں ڈٹے ہوئے تھے۔ کُفّار (نے آپؐ کو اکیلا دیکھا تو وہ) آپؐ کی طرف بڑھے (اتنے میں) حضرت عباسؓ اور ابوسفیانؓ بن حارث (آپؐ کے پاس پہنچ گئے اور پھر) برابر آپؐ کے ساتھ رہے، ایک لمحہ کیلئے بھی آپؐ کو تنہا نہ چھوڑا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم شہباء نامی خچّر پر سوار تھے جو فَرْوہ بن نُفاثہ جذامی نے آپؐ کو تحفتہً بھیجا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خچّر کو کُفّار کی طرف بھگا رہے تھے، حضرت عباسؓ نے لگام پکڑ لی اور خچّر کو تیز بھاگنے سے روکنے لگے۔ حضرت ابوسفیانؓ (بن حارث) نے آپؐ کی رکاب پکڑ لی اور کبھی وہ لگام پکڑ لیتے تھے۔ حضرت براءؓ فرماتے ہیں اُس دن آپؐ سے زیادہ بہادر اور جنگجو کوئی دیکھنے میں نہ آیا۔ غرض یہ کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کُفّار کی طرف بڑھ رہے تھے اور یہ فرماتے جارہے تھے:-

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ — میں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ — میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں

گویا آپؐ اسلامی فوج کی افراتفری سے ہمّت نہیں ہارے۔ اپنے اُس دعوے کو دُہراتے رہے جس دعوے کی وجہ سے یہ جنگیں پیش آرہی تھیں۔ نہ اس دعوے سے دست بردار ہوئے نہ گھبرائے بلکہ نبوّت کے اعتبار سے بھی اور خاندانی

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب یُخمس الاسلاب و کتاب المغازی باب غزوۃ حنین و باب غزوۃ الطّائف و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم و کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل و باب غزوۃ حنین عن براءؓ و سلمہ بن اکوعؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ حُنین عن سلمۃ بن اکوعؓ۔ [3] انہوں نے جہاد کا شوق ظاہر کیا لہٰذا انہیں شرکت کی اجازت دیدی گئی۔

اعتبار سے بھی اپنا تعارف کراتے رہے۔ اپنا تعارف کرانا اور تنِ تنہا کُفّار کی جانب خچّر کو بھگانا شجاعت کی بہترین مثال ہے۔

(جب حضرت عبّاسؓ اور حضرت ابوسفیانؓ بن حارث نے آپؐ کی تیز رفتاری کو روک دیا تو) آپؐ نے حضرت عبّاسؓ سے فرمایا "اصحابِ سمرہ (یعنی بیعتِ رضوان کرنے والوں) کو پکارو"۔ حضرت عبّاسؓ بلند آواز تھے انہوں نے بلند آواز سے پکارا "اصحاب سمرہ کہاں ہیں؟" پھر انصار کو آواز دی، پھر بنو حارث بن خزرج کو آواز دی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی خود بنفسِ نفیس آواز دے رہے تھے، آپؐ نے دا ہنی طرف آواز دی "اے مہاجرین اے مہاجرین، اے انصار کی جماعت"۔ آواز کا سُننا تھا کہ سب نے جواب دیا "ہم حاضر ہیں اور سعادت حاصل کرتے ہیں، ہم آپؐ کے سامنے ہی موجود ہیں، آپؐ خوش ہو جائیں (ہم بھاگے نہیں ہیں)" پھر آپؐ نے بائیں طرف آواز دی (اے مہاجرین)، اے انصار کی جماعت۔ آواز سُن کر سب نے کہا اے اللہ کے رسُولؐ، ہم حاضر ہیں (اور سعادت حاصل کرتے ہیں) آپؐ خوش ہو جائیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں (بھاگے نہیں ہیں)

غرض یہ کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت عبّاسؓ کی آواز پر لبّیک کہتے ہوئے وہ اِس طرح آئے جس طرح گائے اپنے بچّوں کی طرف آتی ہے۔ آپؐ نے سب کو صف بستہ کیا اور فرمایا "میں اللہ کا بندہ اور اُس کا رسُولؐ ہوں"۔ لڑائی دوبارہ شروع ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خچّر پر سوار تھے، آپؐ اپنی گردن کو بلند کرتے اور لڑائی کا منظر دیکھتے، آپؐ نے فرمایا "یہ تنّور (یعنی لڑائی) کے جوش مارنے کا وقت ہے" حضرت عبّاسؓ نے بھی لڑائی کا منظر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑائی بڑی شدّت سے جاری ہے۔ حضرت براءؓ (جو اس زمانہ میں بالکل نوجوان تھے) فرماتے ہیں جب لڑائی بہت شدّت اختیار کرتی اور خونخوار ہو جاتی تو ہم اپنے آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آڑ میں بچاتے (یعنی آپؐ کے پیچھے ہو جاتے اور پھر آگے بڑھ کر حملہ کرتے) اور ہم میں سے بہادر وہ تھے جو میدانِ جنگ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب تھے (کیونکہ لڑائی کی سب سے زیادہ شدّت وہیں تھی اور کُفّار کا پُورا زور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو قتل کرنے کی کوشش میں صَرف ہو رہا تھا) کُفّار نے چاروں طرف سے آپؐ کو گھیر لیا تھا (لڑائی جاری تھی کہ اسی اثناء میں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے خچّر سے اُترے اور نُصرت کی دُعاء مانگی، آپؐ نے فرمایا "اے اللہ اپنی مدد نازل فرما"۔ آپؐ یہ بھی فرماتے جا رہے تھے:۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ — میں نبی ہوں، اس میں کچھ جھوٹ نہیں

اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ — میں عبدُ المطّلب کا بیٹا ہوں

(چاروں طرف سے آپؐ کُفّار کے نرغہ میں تھے لیکن اس عالم میں بھی آپؐ اپنے دعوے کو دوہرا رہے تھے اور اپنا تعارف کرا رہے تھے) پھر آپؐ نے زمین سے ایک مُٹھی خاک اُٹھائی اور کُفّار کے مُنہ پر پھینکی۔ پھر فرمایا "دشمنوں کے مُنہ رُسوا ہو گئے"۔ کوئی آدمی ایسا نہ بچا جس کی آنکھ میں اس مٹھی خاک کی مٹّی نہ بھر گئی ہو، اسی اثناء میں اللہ تعالےٰ کی طرف

لَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ فِیْ مَوَاطِنَ کَثِیْرَۃٍ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ { توبہ ۲۵ } — سے بھی مدد آگئی

ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَ — اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولؐ اور مؤمنین پر تسکین نازل فرمائی

عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا[2] اور ایسے لشکروں کو بھیجدیا جو نظر نہ آتے تھے، پھر (انکے ذریعہ
وَعَذَّبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَذٰلِكَ جَزَاۗءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ اللہ تعالیٰ نے) کافروں کو سخت سزا دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جنگ کا نقشہ ملاحظہ کیا پھر) فرمایا "کعبہ کے ربّ کی قسم کفّار کو شکست ہوگئی، کعبہ کے ربّ کی قسم کفّار کو شکست ہوگئی، محمدؐ کے ربّ کی قسم کفّار کو شکست ہوگئی۔" کفّار کا زور ٹوٹنے لگا، وہ پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے خچّر کو تیز دوڑاتے ہوئے ان کا تعاقب کیا۔

الغرض کافر بھاگ گئے، اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دی اور بہت سا مالِ غنیمت مسلمین کے ہاتھ آیا۔[1]

فتح کے بعد حضرت اُمِّ سُلَیمؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، یہ طلقاء جو ہمارے ساتھ ہیں جو آپؐ کی معیت کے باوجود بھاگے انہیں قتل کر دیجئے" (اس لئے کہ ان کا ایمان صحیح نہیں معلوم ہوتا، اگر وہ صحیح معنوں میں مسلم ہوتے تو آپؐ کو چھوڑ کر نہ بھاگتے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے اُمِّ سُلَیم، اللہ کافی ہوگیا اور اس نے بڑا احسان کیا"[2] (کہ باوجود ان کے بھاگ جانے کے شاندار فتح عنایت فرمائی، اب کیا ضرورت ہے کہ انہیں سزا دی جائے)

جنگ حنین پر تبصرہ مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل بھاگنے والے مکّہ معظّمہ کے نومسلم تھے اور جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ یہ لوگ جلد باز تھے جن میں استقامت پیدا نہیں ہوئی تھی۔ مزید برآں نوجوان اور غیر مسلّح بھی تھے ان نومسلموں میں بعض دیہاتی بھی تھے جنہیں جنگ سے واسطہ نہیں پڑا تھا۔ جب یہ لوگ بھاگے تو افراتفری سی پھیل گئی، کوئی کدھر ہوگیا اور کوئی کدھر، بھاگنے والوں کے ریلے میں نہ بھاگنے والے بھی کبھی آگے ہوگئے اور کبھی پیچھے۔ حضرت ابو قتادہؓ کی روایت کردہ حدیث[3] کے لفظ "جَوْلَةٌ" (جولانی کرنا) کی یہ بالکل صحیح ترجمانی ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اکابر صحابہؓ نے میدان نہیں چھوڑا، بلکہ وہ میدانِ جنگ ہی میں جولانی کرتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس ہی رہے اور یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی پکار پر انہوں نے فوراً جواب دیا ہم حاضر ہیں، ہم آپؐ کے پاس ہی ہیں، آپؐ خوش ہوجائیں (ہم بھاگے نہیں) اور پھر فوراً جمع ہوگئے۔ بہرحال یہ جو کچھ بھی ہوا یہ اُسی فخر و ناز کا خمیازہ تھا جو بعض مسلمین کو اپنی کثرتِ تعداد پر ہوگیا تھا۔ گویا اس عارضی گھبراہٹ اور افراتفری کا اصل سبب اللہ تعالیٰ کی ناراضگی تھی اور مسلمین کو آئندہ کیلئے سبق دینا تھا کہ کبھی مادّی طاقت پر بھروسہ نہ کریں بلکہ اللہ اکیلے پر بھروسہ کریں اس لئے کہ فتح و نُصرت اُس کے ہاتھ میں ہے۔ مادّی وسائل اور قوّتیں سب اس کی رضاء اور مشیّت کے تابع ہیں، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بیان فرمایا ہے:-

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْـــًٔا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ۝ {توبہ ۲۵}	اور (اے مؤمنو!) جنگِ حنین کے دن تم کو اپنی کثرت پر ناز ہوگیا تھا تو وہ کثرت تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین باوجود فراخی کے تم پر تنگ ہوگئی اور تم نے پیٹھ پھیر لی۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من قاد دابۃ غیرہ فی الحرب باب البغلۃ البیضاء وباب من صف اصحابہ عند الہزیمۃ وباب من قال خذھا وانا ابن فلان عن براءؓ وکتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب عن ابی قتادہؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ حنین عن براءؓ فی ابوابٍ باب غزوۃ الطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم وکتاب الجہاد والسیر باب غزوۃ حنین عن براءؓ وعباسؓ وسلمہؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ حضرت براءؓ کے الفاظ "اس دن آپؐ سے زیادہ بہادر و جنگجو کوئی دیکھنے میں نہیں آیا" صرف صحیح بخاری میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب غزوۃ النساء مع الرجال عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حنین۔

جنگِ اُحُد اور جنگِ حنین کا موازنہ | جنگِ اُحُد اور جنگِ حنین میں بہت سی باتیں ملتی جلتی ہیں۔ جنگِ اُحُد میں مسلمین کو فوراً فتح حاصل ہوگئی تھی اور کُفّار بھاگ گئے تھے۔ جنگِ حنین میں بھی مُسلمین کو فوری فتح حاصل ہوئی اور کُفّار بھاگ گئے۔ جنگِ اُحُد میں مسلمین فوراً مالِ غنیمت پر ٹوٹ پڑے تھے، جنگِ حنین میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جنگِ اُحُد میں جو نقصان پہنچا اُس کی اصلی وجہ مالِ غنیمت کی طرف رغبت اور دشمن سے غفلت تھی اور یہی چیز جنگِ حنین میں بھی نقصان کا سبب بنی۔ جنگِ اُحُد میں بھی بالآخر مسلمین ہی کی فتح ہوئی اور اُنہوں نے کافروں کا تعاقب کیا۔ جنگِ حنین میں بھی ایسا ہی ہوا۔ جنگِ اُحُد میں ایک نافرمانی کی وجہ سے مصیبت نازل ہوئی۔ جنگِ حنین میں ایک غلط قسم کے فخر و ناز کی وجہ سے نقصان اُٹھانا پڑا۔ جنگِ اُحُد میں مادّی چیز کی محبت مصیبت کا باعث بن گئی اور جنگِ حنین میں مادّی چیز پر بھروسہ نقصان کا باعث بنا۔

کافروں کا جاسُوس | ابھی مُومنین حنین ہی میں تھے کہ ایک دن جبکہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ صبح کا کھانا کھا رہے تھے ایک شخص لال اُونٹ پر سوار ہو کر آیا۔ اُس نے اونٹ کو بٹھایا، ایک تسمہ اُس کی کمر سے نکالا اور اُسے باندھ دیا۔ اس کے بعد آگے بڑھا اور صحابہؓ کے ساتھ کھانا کھانے لگا، کھانا کھاتے وقت وہ اِدھر اُدھر دیکھتا جاتا تھا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ وہ شخص تیزی کے ساتھ دوڑا۔ اپنے اُونٹ کے پاس آیا، اُس کا تسمہ کھولا، پھر اُسے بٹھایا، پھر اُس پر سوار ہو کر اُسے کھڑا کیا پھر اُسے تیزی کے ساتھ دَوڑایا۔ ایک مسلم نے ایک خاکی رنگ کی اونٹنی پر اس کا تعاقب کیا۔ مُسلمین میں سے ہر ایک کے پاس سواری نہیں تھی بہت سے پیادہ بھی تھے اور سازوسامان کے لحاظ سے کمزور بھی تھے۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ بھی ان ہی لوگوں میں سے تھے۔ حضرت سلمہؓ نے پیدل ہی اُس شخص کا تعاقب کیا وہ اُس کے پیچھے بھاگتے رہے۔ بھاگتے بھاگتے وہ اونٹنی کے سرین کے پاس پہنچ گئے۔ پھر اور تیز دوڑ کر وہ اونٹ کے سرین کے پاس پہنچ گئے، پھر وہ دوڑ کر اور آگے بڑھے اور اُونٹ کی نکیل کو پکڑ لیا، پھر اُنہوں نے اونٹ کو بٹھایا۔ جیسے ہی اونٹ نے اپنا گھٹنا زمین پر رکھا انہوں نے تلوار کھینچی اور اس شخص کے سر پر ایک وار کیا، وہ گر پڑا (اور مر گیا) حضرت سلمہؓ اونٹ کو مع پالان اور ہتھیار کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ نے ان کا استقبال کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دریافت کیا کہ اس شخص کو کس نے قتل کیا۔ سب نے کہا سلمہ بن اکوعؓ نے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس کا سارا سامان اِن کا ہے"[1]۔

تقسیم انعام | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک جگہ آکر بیٹھ گئے اور فرمایا "جس شخص نے جس کافر کو قتل کیا ہے اور اس کے پاس اس کا ثبوت ہے تو اُس کافر کا سامان اُسے ملیگا"۔ حضرت ابو قتادہؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کون میرے لئے گواہی دے گا! کسی نے گواہی نہیں دی تو وہ بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی اعلان کیا، حضرت ابو قتادہؓ پھر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میرے لئے کون گواہی دیگا! کسی نے گواہی نہیں دی تو وہ پھر بیٹھ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیسری مرتبہ پھر وہی اعلان کیا۔ حضرت ابو قتادہؓ پھر کھڑے ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابو قتادہؓ، کیا معاملہ ہے؟" حضرت ابو قتادہؓ نے واقعہ بیان کیا۔ ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ سچ کہتے ہیں، اُس کافر کا اسباب (جس کو انہوں نے قتل کیا ہے)

---

[1] صحیح مسلم کتاب الجہاد باب استحقاق القاتل سلب القتیل عن سلمۃ بن اکوع رض۔

میرے پاس ہے، آپؐ ان کو راضی کر دیجئے کہ وہ اسباب میں لے لوں"۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا "اللہ کی قسم آپؐ اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کے ساتھ جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے لڑتا ہے ایسا نہیں کریں گے کہ اُس کا اسباب تمہیں دیدیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ سچ کہتے ہیں"۔ اُس شخص نے وہ اسباب حضرت ابوقتادہؓ کو دیدیا، اُنہوں نے زرہ کو بیچ کر بنی سلمہ میں ایک باغ مول لیا۔ اور یہ سب سے پہلا مال تھا جو زمانۂ اسلام میں انہوں نے حاصل کیا[1]۔

(نوٹ:۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوبکرؓ کی تصدیق کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوقتادہؓ آپؐ کی نگاہ میں اسداللہ (اللہ کے شیر) تھے۔

جنگِ اَوطاس

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ حنین سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے حضرت ابوعامرؓ کو ایک لشکر کا سپہ سالار بنا کر اَوطاس کی طرف روانہ کیا۔ حضرت ابوعامرؓ کا مقابلہ دُرَید بن صمّہ اور اُس کے ساتھیوں سے ہوا۔ دُرَید قتل ہو گیا اور اُس کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ نے شکست دی، حضرت ابوعامرؓ ایک تیر کے لگنے سے جو ایک جشمی شخص نے پھینکا تھا زخمی ہو گئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ابوعامرؓ کے پاس جا کر پوچھا "اے چچا، تمہیں کس نے تیر مارا ہے"۔ اُنہوں نے اشارہ سے بتایا کہ فلاں شخص میرا قاتل ہے۔ حضرت ابوموسیٰؓ اس کے پاس پہنچے۔ اُن کو دیکھکر وہ بھاگا، اُنہوں نے اس کا تعاقب کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ یہ کہتے جا رہے تھے کہ تجھے شرم نہیں آتی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ تو ٹھہرتا کیوں نہیں؟ بالآخر وہ ٹھہر گیا، ان کے اور اس کے مابین تلوار کے دو دو وار ہوئے۔ پھر حضرت ابوموسیٰؓ نے اُسے قتل کر دیا۔ اس کو قتل کرنے کے بعد وہ حضرت ابوعامرؓ کے پاس آئے اور کہا "اللہ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا"۔ اُنہوں نے کہا اچھا تو یہ تیر نکالو، حضرت ابوموسیٰؓ نے تیر نکالا (تیر نکالتے ہی) زخم سے پانی بہنے لگا۔ حضرت ابوعامرؓ نے کہا "اے بھتیجے تم آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کو میرا سلام کہنا اور اُن سے عرض کرنا کہ ابوعامرؓ کے واسطے استغفار کریں۔ یہ کہہ کر حضرت ابوعامرؓ نے حضرت ابوموسیٰؓ کو لوگوں پر اپنا خلیفہ بنا دیا اور تھوڑی دیر بعد فوت ہو گئے، حضرت ابوموسیٰؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک پلنگ پر جو رسّیوں سے بُنا ہوا تھا لیٹے ہوئے تھے۔ پلنگ پر بچھونا ہونے کے باوجود رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پُشت اور پہلو میں رسّیوں کے نشانات پڑ گئے تھے۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے اپنا اور حضرت ابوعامرؓ کا حال سُنایا۔ پھر کہا کہ ابوعامرؓ نے آپؐ سے دُعائے مغفرت کرنے کی درخواست کی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی منگا کر وضو کیا۔ پھر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کی۔ ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی، آپؐ نے فرمایا "اے اللہ، عبید ابوعامرؓ کو بخشدے۔ اے اللہ قیامت کے روز ابوعامرؓ کا درجہ بہت سے انسانوں سے زیادہ بلند فرما"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے لئے بھی دُعا فرمائیے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دُعا کی

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب من لم یخمس الاسلاب، کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ ویوم حُنین.....

"اے اللہ عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰؓ) کے گناہ بخشدے اور اِسے قیامت کے دن اچھی جگہ داخِل کر"۔[1]

جنگِ اَوطاس کا نتیجہ اس جنگ میں بہت سے قیدی ہاتھ آئے. بعض مُسلمین کے حصّہ میں لونڈیاں بھی آئیں. مُسلمین نے اِس خیال سے کہ ان کے مشرک شوہر موجود تھے ان سے خلوت کرنے کو بُرا سمجھا، اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ { نساء ۲۴ }

شوہر والی عورتیں بے شک تم پر حرام ہیں لیکن وہ لونڈیاں اس حکم سے مستثنےٰ ہیں جو (جنگ کے نتیجہ میں) تمہارے قبضہ میں آجائیں، اس سلسلہ میں تمہارے لئے اللہ نے یہی فیصلہ فرمادیا ہے[2]

جنگِ طائف

جنگِ حُنین (واَوطاس) کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے طائف کا محاصرہ کرلیا حضرت اُمِّ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ (دورانِ محاصرہ ایک دن) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے پاس تشریف لائے۔ اُس وقت میرے پاس ایک مخنّث بیٹھا ہوا تھا (دورانِ گفتگو) اُس نے (میرے بھائی) عبداللہ بن ابی اُمیّہ سے کہا کہ اے عبداللہ اگر کل اللہ طائف فتح کرادے تو تم غیلان کی بیٹی کو لے لینا کیونکہ جب وہ سامنے سے آتی ہے تو اُس کے پیٹ میں چار شِکن پڑتے ہیں اور جب پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو آٹھ شِکن پڑتے ہیں (یعنی خوب فربہ ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مخنّث آئندہ کبھی تمہارے پاس نہ آئیں"۔[3]

دورانِ محاصرہ حضرت ابوبکرہؓ مع چند لوگوں کے فصیل پر چڑھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے[4] (اور مُسلم ہوگئے)

محاصرہ جاری تھا لیکن محاصرہ سے کوئی فائدہ حاصِل نہ ہوا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا. "ہم انشاءاللہ اب واپس چلے جائیں گے"۔ صحابۂ کرامؓ پر یہ بات بہت گراں گذری۔ اُنہوں نے عرض کیا "کیا بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں گے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا تو کل جنگ کرنا" دوسرے دن صبح کو پھر جنگ ہوئی اور صحابہؓ کافی زخمی ہوگئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کل انشاءاللہ ہم واپس چلے جائیں گے"۔ اب یہ بات صحابہؓ کو بھی پسند آئی اور خاموش رہے. صحابہؓ کی خاموشی کو دیکھکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے[5] الغرض چالیس دن محاصرہ کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس چلے آئے[6]

تقسیمِ غنیمت واپسی میں جب مسلمین ذوالحلیفہ[7] پہنچے تو اُنہیں شدّت کی بھوک لگی۔ مالِ غنیمت میں اُنہیں کچھ اُونٹ اور بکریاں ہاتھ آئی تھیں. اُنہوں نے ان میں سے چند اونٹوں یا بکریوں (کو ذبح کرکے اُن) کا گوشت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ اوطاس عن ابی موسیٰؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ ابی موسیٰؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم کتابُ الرّضاع باب جواز وَطءِ المسبیّۃ بعد الاستبراء عن ابی سعیدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف عن اُمِّ سلمہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف۔ [5] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف عن ابنِ عمرؓ و کتابُ الادب بابُ التبسّم و صحیح مسلم کتابُ الجہاد باب غزوۃ الطائف۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم عن انسؓ۔ [7] یہ وہ ذوالحلیفہ نہیں ہے جو مدینہ منورہ کے قریب ہے۔

پتیلیوں میں ڈال کر پکانا شروع کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو آپؐ نے حکم دیا کہ پتیلیاں اوندھا دی جائیں (کیونکہ تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت میں تصرّف ناجائز ہے) پتیلیاں اَوندھا دی گئیں۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مُسلمین میں اُونٹ اور بکریاں تقسیم کیں، ایک اُونٹ کو دس بکریوں کے برابر قرار دیا۔ ان اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھاگا، کیونکہ مجاہدین کے پاس گھوڑے بہت کم تھے لہٰذا اُسے گھیر کر نہ پکڑ سکے، بھاگتے بھاگتے تھک گئے۔ اتنے میں ایک شخص نے اُسے تیر مارا (تیر مارتے ہی) اللہ نے اُسے روک دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ان جانوروں میں کبھی وحشی جانوروں کی طرح وحشت ہو جایا کرتی ہے لہٰذا اگر ان میں سے کوئی جانور تم پر غالب آجائے تو ایسا ہی کیا کرو۔"[1]

مقام جِعرانہ میں اقامت اور تقسیم مالِ غنیمت ذوالحلیفہ سے روانہ ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جِعرانہ میں قیام فرمایا اور اسی مقام پر آپؐ نے جنگِ حنین میں حاصِل کیا ہوا مالِ غنیمت تقسیم کیا (مالِ خمس میں سے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ لوگوں کو مال دیا اور کچھ لوگوں کو نہیں دیا۔ جن کو نہیں دیا وہ خفا ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ایسے لوگوں کو دیتا ہوں جن کی کجی اور بے صبری کا مجھے اندیشہ ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کو اُس خیر اور غنیٰ کے حوالہ کر دیتا ہوں جو خیر و غنیٰ اللہ نے اُن کے دلوں میں پیدا کر دی ہے، ان ہی لوگوں میں عمرو بن تغلِبؓ بھی ہیں"۔ حضرت عمرو بن تغلِبؓ کہتے ہیں کہ میں نہیں چاہتا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس بات کے عوض مجھے سُرخ اونٹ ملیں۔[2]

حضرت صفوان بن اُمیّہؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سَو اونٹ دئے۔ پھر سَو اونٹ دئے۔ پھر سَو اونٹ دئے۔ وہ کہتے ہیں اللہ کی قسم آپؐ نے مجھے جو کچھ دیا وہ (خوب) دیا، مجھے آپؐ سے سب سے زیادہ بغض تھا، اس کے بعد مجھے آپؐ سب سے زیادہ محبوب ہو گئے۔[3]

غرض یہ کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قریش کے آدمیوں میں سے ہر ایک کو سَو سَو اُونٹ دئے۔ ایک منافق نے کہا واللہ اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور نہ اللہ کی رضا طلب کی گئی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس بات کی خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔ آپؐ نے فرمایا "اگر اللہ اور رسُولؐ انصاف نہیں کریں گے تو پھر کون کرے گا۔ اللہ موسیٰؑ پر رحم فرمائے ان کو اس سے زیادہ تکلیف پہنچائی گئی پھر بھی انہوں نے صبر کیا۔"[4]

انصار میں سے بعض کم عقل نوعمر لڑکوں نے کہا اللہ، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معاف فرمائے آپؐ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں، اللہ کی قسم یہ تو عجیب بات ہے، ہماری تلواروں سے قریش کا خون ٹپک رہا ہے اور ہماری غنیمتیں ان کو لوٹائی جا رہی ہیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس بات کی خبر پہنچی۔ آپؐ نے انصار کو بُلایا اور اُن کو چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔ جب وہ سب جمع ہو گئے تو آپؐ تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارے علاوہ اور کوئی تو (یہاں) نہیں ہے؟" انصار نے کہا "ہمارا ایک بھانجہ ہے اور کوئی نہیں ہے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصید باب التسمیۃ عن رافع بن خدیجؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلفۃ قلوبہم عن عمرو بن تغلبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ما سئل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قط فقال لا عن صفوان رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الطائف و کتاب فرض الخمس باب کان النبیؐ یعطی المؤلفۃ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلفۃ قلوبہم عن ابن مسعودؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بھانجہ قوم ہی میں شمار ہوتا ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟" انصار میں جو بڑے بڑے سمجھدار لوگ تھے اُنہوں نے کہا اور وہ جھوٹ نہیں بولتے تھے کہ ہم میں سے اہلِ عقل لوگوں نے یہ بات نہیں کہی ہے۔ ہاں چند نوعمر (ناسمجھ) لڑکوں نے یہ بات کہی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا، پھر اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں ہدایت دی۔ تم متفرق تھے، اللہ نے میرے ذریعہ تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی۔ تم مفلس تھے، اللہ نے میرے ذریعہ تمہیں غنی کر دیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ہر بات پر انصارؓ یہ جواب دے رہے تھے "اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا بہت بڑا احسان ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہیں کونسی چیز روکتی ہے کہ تم اللہ کے رسُولؐ کو جواب دو" لیکن وہ ہر بات کے جواب میں یہی کہتے رہے "اللہ اور اُس کے رسُولؐ کا بہت بڑا احسان ہے"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اگر تم چاہو تو تم بھی کہہ سکتے ہو" (کہ ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ احسان کیا، انصار نے پھر بھی کوئی جواب نہیں دیا تو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ایسے لوگوں کو (مال وغیرہ) دیتا ہوں جن کا کفر کا زمانہ قریب ہوتا ہے۔ یہ لوگ مصیبت میں ہوتے ہیں، میں ان کی حالت کی اصلاح چاہتا ہوں اور اُن کی تالیفِ قلوب کرتا ہوں، کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ مال و دولت، بکریاں، اونٹ اور دُنیا لیکر جائیں اور تم اللہ کے رسُولؐ کو اپنے گھر لے کر جاؤ، اللہ کی قسم جو چیز تم لیکر جا رہے ہو وہ اُس سے بہتر ہے جو وہ لیکر جا رہے ہیں۔ اور اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ہوتا، اگر انصار ایک وادی میں چلیں اور باقی تمام دُنیا دوسری وادی میں چلے تو میں انصار کی وادی میں چلوں گا۔ انصار استر ہیں اور باقی لوگ ابرا ہیں یعنی استر کی طرح میرے جسم سے قریب تر انصار ہی ہیں" (ظاہری شان کے لحاظ سے ابرا اگرچہ اچھا معلوم ہوتا ہے لیکن قُربِ استر ہی کو حاصِل ہوتا ہے) انصار نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم راضی ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی تو تم صبر کرنا یہاں تک کہ حوض (کوثر) پر اللہ اور رسُولؐ سے مُلاقات کرو"۔[1]

حضرت عمرؓ کی نذر ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام جعرانہ ہی میں تھے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں نے اَیامِ جاہلیّت میں ایک دن اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی، وہ مجھ پر باقی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے پُورا کرو"۔[2]

حضرت بلالؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کو بشارت اسی مقام پر ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا "جو وعدہ آپؐ نے کیا تھا اُسے پُورا کیوں نہیں کرتے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بشارت قبول کرو"۔ اُس نے کہا "بشارت تو آپؐ دے چکے (کچھ مال دلوائیے)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو غصّہ آگیا، آپ حضرت ابو موسیٰؓ اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجّہ ہوئے اور ان دونوں سے فرمایا "اس شخص نے بشارت کو قبول نہیں کیا، تم اسے قبول کرلو"۔ ان دونوں نے کہا "ہم نے قبول کی"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی کا

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلّفۃ قلوبہم عن النسؓ وکتاب المناقب باب مناقبِ انصارؓ وکتاب المغازی باب غزوۃ الطائف وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اعطاء المؤلّفۃ قلوبہم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما کان النبیؐ یعطی المؤلّفۃ قلوبہم وصحیح مسلم کتاب الایمان باب نذر الکافر عن ابن عمرؓ۔

ایک پیالہ منگایا۔ پھر آپؐ نے اس میں اپنے دونوں ہاتھ دھوئے، کُلّی کی اور مُنہ دھویا۔ اس کے بعد فرمایا "تم دونوں اسے پی لو، اپنے چہروں اور ہنسلیوں پر مَل لو اور خوش خبری حاصِل کرو۔" اُن دونوں نے وہ قدح لے لیا اور آپؐ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ حضرت اُمِّ سلمہؓ نے پردہ کے پیچھے سے کہا "اپنی والدہ کیلئے بھی بچا دو۔" یہ سُن کر انہوں نے حضرت اُمِّ سلمہؓ زوجۂ مطہرہ کیلئے کچھ پانی اس میں چھوڑ دیا[1]

قبیلۂ ہوازِن کا قبولِ اسلام | اسی اثناء میں قبیلۂ ہوازن کے لوگ مُسلم ہو گئے۔ مقام جعرانہ ہی میں وہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ جب وہ آئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے اپنے مال اور قیدی واپس کرنے کی درخواست کی (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مال اور قیدی سب کچھ تقسیم کر چکے تھے اور اب وہ لوگوں کی ملکیت تھے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اِس سلسلہ میں مسلمین سے گفتگو کی۔ مسلمین اس بات پر راضی ہو گئے کہ قیدی یا مال دونوں میں سے ایک کو واپس کر دیں گے۔ اس کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلۂ ہوازن کے لوگوں سے فرمایا "میرے ساتھ جو لوگ ہیں اُن کو تم دیکھ رہے ہو (مال اور قیدی ان کی ملکیت میں جا چکے ہیں) طائف سے آنے کے بعد میں نے تمہارا کئی دن انتظار کیا (جب تم نے مُسلم ہو کر آنے میں دیر کی تو میں نے مال اور قیدی تقسیم کر دئے) بہرحال میرے ساتھی مال یا قیدی دونوں میں سے ایک چیز کو واپس کرنے پر راضی ہو گئے ہیں۔" (اب تم بھی ایک چیز کو پسند کر لو، مال یا قیدی) جب انہوں نے دیکھا کہ آپؐ صرف ایک ہی چیز واپس کریں گے تو اُنہوں نے کہا "ہم اپنے قیدی واپس لینا چاہتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین میں کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا اللہ کی ایسی تعریف کی جو اس کی شان کے لائق ہے، پھر فرمایا "امّا بعد، یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے (یعنی اسلام قبول کر کے) تمہارے پاس آئے ہیں، میری رائے ہے کہ میں ان کے قیدی ان کو واپس کر دوں، پس جو شخص خوشی سے (بغیر معاوضہ) اپنا قیدی چھوڑ دے وہ ایسا کرے اور جو شخص اُس مالِ فَے میں سے جو سب سے پہلے اللہ ہمیں عطاء فرمائے اس کا بدلہ لینا چاہے تو وہ اس شرط پر اپنا قیدی چھوڑ دے۔" سب نے کہا "ہم بخوشی (بغیر معاوضہ کے) قیدی چھوڑتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی، لہٰذا تم لوگ چلے جاؤ، پھر تمہارے سردار تمہاری مرضی سے مجھے مطلع کریں۔" لوگ چلے گئے، پھر ان کے سرداروں نے ان سے گفتگو کی، انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ سرداروں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ سب بطیبِ خاطر اپنے قیدی چھوڑنے پر رضامند ہیں[2] (یہ سُن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام قیدی چھوڑ دئے)

حضرت عمرؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اجازت لیکر مسجدِ حرام میں اعتکاف کرنے کیلئے چلے گئے تھے، اُنہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خُمس میں سے ایک لڑکی دی تھی، جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام قیدی آزاد کر دئے تو وہ (خوشی میں چلّا چلّا کر) یہ کہہ رہے تھے "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہمیں آزاد کر دیا" یہ آوازیں حضرت عمرؓ کے کان تک پہنچیں، اُنہوں نے پوچھا "یہ کیسا شور و غل ہے؟" لوگوں نے کہا "رسُولُ اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ الطّائف عن ابی موسیٰؓ و صحیح مسلم باب فضائل ابی موسیٰؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوکالۃ باب اذا وہب شیئًا لوکیل عن مسورؓ و مروان وکتاب العتق وکتابُ الہبۃ وکتاب فرض الخمس وکتاب المغازی باب غزوۃ حنین۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام قیدی آزاد کر دئے (یہ وہی قیدی ہیں جو خوشی میں چلّا رہے ہیں) "حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے سے کہا "اے عبداللہ جاؤ اور اُس لڑکی کو آزاد کر دو[1] (جو مجھے خمس میں سے ملی تھی)"

عمرہ کے متعلّق سوال | ابھی آپؐ جعرانہ ہی میں مقیم تھے (دھوپ کی وجہ سے) آپؐ پر کپڑے کا سایہ کر دیا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا، اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اُس شخص کے متعلّق آپؐ کیا فرماتے ہیں جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور اُس سے خوشبو مہک رہی ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے۔ آپؐ پر وحی نازل ہونی شروع ہو گئی، آپؐ کا چہرہ سُرخ ہو گیا، سانس تیزی سے آنے لگا، کچھ دیر بعد یہ کیفیت جاتی رہی۔ آپؐ نے فرمایا "عمرہ کے متعلّق سوال کرنے والا شخص کہاں ہے؟" لوگوں نے اُسے آپؐ کے سامنے پیش کیا، آپؐ نے فرمایا جو خوشبو تمہارے بدن میں لگی ہوئی ہو اُسے تین مرتبہ دھو ڈالو اور وہ (خوشبودار) جُبّہ اتار دو اور پھر وہی کرو جو حج میں کرتے ہو[2]۔

عمرہ کے لئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی روانگی | کافی دن تک مقام جعرانہ میں قیام کرنے کے بعد ذوالقعدہ کے مہینہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کرنے کیلئے (مکّہ معظّمہ) روانہ ہو گئے[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حِلم | راستہ میں کچھ دیہاتیوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو گھیر لیا اور آپؐ سے کچھ مانگنے لگے۔ مانگتے مانگتے وہ آپؐ کو ببول کے ایک درخت کے نیچے لے گئے۔ ببول (کے کانٹوں) میں آپؐ کی چادر اُلجھ گئی، رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے اور فرمایا میری چادر مجھے دیدو۔ اگر ان درختوں (کی تعداد) کے برابر بھی بکریاں میرے پاس ہوتیں تو میں اُن کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا، تم مجھے بخیل نہ پاؤ گے، نہ جھوٹا، نہ بزدل[4]۔

(فاتح اور حکمراں ہوتے ہوئے یہ حِلم اپنی نظیر آپ ہے۔ صلّی اللہ علیہ وسلّم)

مدینہ منوّرہ واپسی | عمرہ کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس مدینہ منوّرہ تشریف لے آئے۔

متفرّق واقعات

حضرت عمرو بن سلمہؓ کا قبولِ اسلام | حضرت عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں "ہم لوگوں کی گذرگاہ پر رہا کرتے تھے۔ ہماری بستی کے پاس سے مسافروں کے قافلے گذرا کرتے تھے، ہم ان سے پوچھتے رہتے تھے کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ اُس شخص کا (جس نے نبوّت کا دعوٰی کیا ہے) کیا حال ہے؟ مسافر ہم سے بیان کرتے کہ وہ شخص یہ دعوٰی کرتا ہے کہ اُس کو اللہ نے رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے، اُس کی طرف وحی آتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ کلام اللہ نے اُس کی طرف بذریعہ وحی نازل فرمایا ہے۔ عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ میں وحی کے کلمات اُن سے سُن کر حفظ کر لیا کرتا تھا اور وہ میرے سینہ میں محفوظ ہو جاتے تھے۔ عرب کے تمام لوگ اپنے اسلام کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس و صحیح مسلم کتابُ الایمان باب نذر الکافر عن عبداللہ بن عمرؓ (صحیح مسلم میں ایک لڑکی کا ذکر ہے) [2] صحیح بخاری کتابُ الحج باب غسل الخلوق عن یعلیٰؓ و کتابُ المغازی باب غزوۃ الطائف و صحیح مسلم باب ما یباح للمحرم۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الحج ابواب العمرۃ عن انسؓ و براءؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان عدد عمر عن انسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الشجاعۃ فی الحرب عن جبیرؓ۔

کی فتح کے منتظر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ اس کو اور اس کی قوم کو چھوڑ دو، اگر وہ اپنی قوم پر غالب آگیا تو وہ سچّا نبی ہے الغرض جب مکّہ فتح ہوگیا تو پھر تمام قومیں جلدی جلدی اسلام قبول کرنے لگیں۔ حضرت عمرو بن سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہماری قوم میں سب سے پہلے میرے والد اسلام لائے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد جب وہ اپنی قوم کے پاس آئے تو کہنے لگے "اللہ کی قسم میں سچّے نبیؐ کے پاس سے آیا ہوں۔ اُس نے کہا ہے کہ فلاں وقت اس طریقہ سے اتنی (رکعت) نماز پڑھو، جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور جس کو تم میں سب سے زیادہ قرآن یاد ہو وہ امامت کرے" (وہ سب مسلم ہوگئے) اُنہوں نے دیکھا تو پوری قوم میں مجھ سے زیادہ قرآن جاننے والا انہیں کوئی نہیں ملا کیونکہ میں قافلہ والوں سے قرآن سیکھتا رہتا تھا اِس لئے اُنہوں نے مجھے ہی آگے کر دیا (یعنی امام بنالیا) حالانکہ میں اُس وقت چھ سات سال کا بچّہ ہی تھا۔ میرے پاس صرف ایک (چھوٹی سی) چادر تھی، جب میں سجدہ کرتا تو ستر کھُل جاتا۔ قبیلہ کی ایک عورت نے کہا کہ تم اپنے قاری کا ستر کیوں نہیں ڈھانکتے، اُنہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لئے ایک قمیص بنائی۔ مجھے اس قمیص سے زیادہ خوشی کسی بات سے نہیں ہوئی۔[1]

یمن پر فوج کشی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت خالدؓ کی امارت میں ایک لشکر (یمن کی طرف) روانہ کیا، کچھ عرصہ بعد آپؐ نے حضرت علیؓ کو روانہ کیا (تاکہ حضرت خالدؓ اور اُن کے ساتھی جو کافی عرصہ سے جہاد میں تھے اپنے گھر آسکیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو روانہ کرتے وقت ہدایت کی کہ خالدؓ کے ساتھیوں میں سے جو تمہارے ساتھ جانا چاہے چلا جائے اور جو مدینہ واپس آنا چاہے واپس آجائے، حضرت براءؓ کہتے ہیں "میں علیؓ کے ساتھ چلا گیا اور کئی اوقیہ (چاندی) میرے حصّہ میں آئی"۔[2]

(نوٹ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجاہدین باری باری جہاد میں جایا کرتے تھے)

حضرت خالدؓ ایک اور جہاد میں ان ہی ایّام میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر روانہ کیا۔ اور اس پر حضرت خالدؓ کو سپہ سالار مقرر کیا (مؤمنین کی فتح ہوئی اور) بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو بھیجا کہ جاکر خمس کو اپنی تحویل میں لے لیں (اور تقسیم کر دیں) حضرت بریدہؓ کہتے ہیں "مجھے علیؓ سے بغض تھا (جب اُنہوں نے خمس میں سے ایک لونڈی لے لی پھر) وہ نہا کر آئے تو میں نے خالدؓ سے کہا آپ نے ان کو دیکھا (انہوں نے اپنے حصّہ سے زائد لے لیا)" حضرت بریدہؓ کہتے ہیں پھر جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے تو میں نے اس کا ذکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بُریدہؓ کیا تم علیؓ سے بغض رکھتے ہو؟" میں نے کہا "ہاں" آپؐ نے فرمایا "اُن سے بغض مت رکھو کیونکہ خمس میں ان کا اس سے بھی زیادہ حصّہ ہے"۔[3]

تہجّد کا ایک واقعہ حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ کہتے ہیں "ایک رات کو میں اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے ہاں رہا۔ مَیں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور آپؐ کی زوجہ مطہّرہؓ اس کے طول میں لیٹ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سو گئے، پھر تقریباً نصف شب کے بعد آپؐ جاگے۔ آپؐ نے نیند دور کرنے کیلئے اپنے دونوں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ فتح مکۃ عن عمرو بن سلمہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن براءؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علیؓ عن بریدہؓ (اس واقعہ کے بعد حضرت بریدہؓ حضرت علیؓ سے محبت کرنے لگے۔ مسند احمد)

ہاتھوں کو چہرہ پر ملا پھر سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں۔ پھر ایک مشک سے جو لٹکی ہوئی تھی آپؐ نے وضو کیا اور بہت اچھا وضو کیا، پھر آپؐ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے، میں نے بھی وہی کیا جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کیا تھا۔ پھر میں آپؐ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا، آپؐ نے میرے سر پر اپنا سیدھا ہاتھ رکھا اور میرے سیدھے کان کو ملتے ہوئے مجھے اپنی داہنی جانب کر لیا، پھر آپؐ نے دو[۲] رکعتیں[۱] پڑھیں، پھر دو[۲] رکعتیں پڑھیں، پھر دو[۲] رکعتیں[۳] پڑھیں، پھر دو[۲] رکعتیں[۴] پڑھیں، پھر دو[۲] رکعتیں[۵] پڑھیں، پھر دو[۲] رکعتیں[۶] پڑھیں، پھر وتر پڑھا، پھر آپؐ لیٹ گئے۔ پھر جب مؤذن نے اذان دی تو اذان کے بعد دو ہلکی رکعتیں پڑھیں، پھر آپؐ باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھائی"[۱]

نیک کام میں سفارش ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا "مؤمن مؤمن کے لئے عمارت کے مانند ہے کہ اس کا ایک حصّہ دوسرے حصّہ کو مضبوط رکھتا ہے"۔ پھر آپؐ نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں (یعنی جس طرح انگلیاں ایک دوسرے کی قوّت کا باعث ہیں اسی طرح مؤمن ایک دوسرے کی قوّت کا باعث ہیں) اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے کچھ سوال کیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہؓ کی طرف رُخ کر کے فرمایا "سفارش کرو تمہیں بھی اجر ملیگا اور اللہ تو اپنے نبیؐ کی زبان پر جو چاہے گا جاری کر ہی دے گا"۔[۲]

خندہ پیشانی سے ملنا ایک دن ایک شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے حاضر ہونے کی اجازت مانگی آپؐ نے اس کو اجازت دی اور (حضرت عائشہؓ سے) فرمایا "یہ شخص اپنے قبیلہ میں بدترین آدمی ہے"۔ پھر وہ شخص آیا اور بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس سے خندہ پیشانی اور بڑے تپاک سے ملے۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت عائشہ صدّیقہ مطہّرہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، جب آپؐ نے اس شخص کو دیکھا تھا تو ایسا ایسا فرمایا اور جب وہ آیا تو آپؐ اُس کے ساتھ خندہ پیشانی اور کشادہ روئی سے ملے"۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عائشہؓ تم نے مجھے بدکلامی کرتے کب دیکھا ہے؟ (یعنی میں تو ہمیشہ سب سے خندہ پیشانی ہی سے ملتا ہوں) اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بدتر وہ شخص ہوگا جس کے شر سے بچنے کیلئے لوگ اس سے ملنا ترک کر دیں"[۳] (یعنی بُرے شخص سے بھی بدخُلقی سے پیش نہ آئے۔ بدخُلقی سے پیش آنے والا بدترین انسان ہے اور اسی لئے آپؐ نے پہلے اس کی برائی بیان کی تاکہ لوگ جان لیں کہ آپؐ شریر انسان سے بھی خوش خُلقی سے پیش آتے تھے اور آپؐ کی اتّباع میں وہ بھی ایسا ہی کریں)

غصّہ دور کرنے کی دُعا ایک دن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دیکھا کہ دو آدمی لڑ رہے ہیں۔ اُن میں سے ایک شخص کو بہت غصّہ آگیا حتّٰی کہ اُس کے چہرہ کی حالت بدل گئی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ اُسے کہہ لے تو اس کا غصّہ ٹھنڈا ہو جائے" (یعنی اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم) ایک شخص اُس کے پاس گیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اس بات کی خبر اسے دیکر کہا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم پڑھ لو۔ اُس نے کہا "کیا تم مجھ میں کوئی خرابی دیکھتے ہو؟ کیا میں دیوانہ ہوں؟ یہاں سے چلے جاؤ"[۴] (غالباً یہ شخص منافق تھا)

---

[۱] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورۃ آلِ عمران عن ابنِ عبّاسؓ و صحیح مسلم باب الدّعاء فی صلوٰۃ اللیل وقیامہ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب الادب باب تعاون المؤمنین عن ابی موسیٰؓ۔ [۳] صحیح بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فاحشا عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب مداراۃ من یتقٰی فحشہ۔
[۴] صحیح بخاری کتاب الادب ما ینہٰی من السّباب عن سلیمان بن صُرَدؓ و صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب فضل من یملک نفسہ۔

وقار کی ہدایت ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں آپؐ کو دوڑنے بھاگنے کی آواز آئی۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "یہ تمہاری کیا حالت تھی؟" لوگوں نے کہا ہم نماز کے لئے جلدی جلدی دوڑتے ہوئے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا نہ کیا کرو۔ جب نماز کی اقامت ہو جائے تو دوڑتے ہوئے نہ آیا کرو بلکہ (آہستہ) چلتے ہوئے آیا کرو۔ سکون و اطمینان اور وقار کو اپنے اوپر لازم کر لو جتنی نماز ملے پڑھ لو اور جو رہ جائے اُسے (بعد میں) پورا کر لو"[1]

غلام کو طمانچہ مارو تو آزاد کر دو حضرت سُوَید بن مُقَرِّنؓ کہتے ہیں ہم سات بھائی تھے۔ ہم میں سے سب سے چھوٹے بھائی نے اپنے غلام کو ایک طمانچہ مار دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا "اسے آزاد کر دو" انہوں نے عرض کیا "ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی غلام نہیں ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اچھا فی الحال اس سے خدمت لیتے رہو، جب اس کی ضرورت نہ رہے تو آزاد کر دو"[2]

(اس کے کچھ عرصہ بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قانوناً اس حکم کو نافذ کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا "جو شخص اپنے غلام کو طمانچہ مارے یا کسی اور طرح مارے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اُسے آزاد کر دے"[3]

ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت ابو مسعودؓ انصاری اپنے غلام کو کوڑے مار رہے تھے، اتنے میں اُنہوں نے پیچھے سے ایک آواز سُنی "اے ابو مسعودؓ جان لو"۔ حضرت ابو مسعودؓ غصّہ میں تھے اس لئے آواز کو پہچان نہ سکے پھر ان کے قریب سے آواز آئی کہ "اے ابو مسعودؓ اس بات کو جان لو کہ اللہ تم پر زیادہ قدرت رکھتا ہے بہ نسبت اس قدرت کے جو تم اس غلام پر رکھتے ہو"۔ انہوں نے مُڑ کر دیکھا تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں، آپؐ کی ہیبت سے کوڑا اُن کے ہاتھ سے گر پڑا، انہوں نے عرض کیا "میں اب کسی غلام کو نہیں ماروں گا۔ اے اللہ کے رسولؐ، یہ غلام اللہ کے لئے آزاد ہے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنّم کی آگ تمہیں جلا دیتی"۔[4]

ہجرت مشکل چیز ہے ایک دن ایک دیہاتی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے متعلّق دریافت کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم پر افسوس ہے، ہجرت تو بہت مشکل کام ہے، کیا تمہارے پاس اُونٹ ہیں؟" اُس نے کہا "ہاں (میرے پاس اونٹ ہیں)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم انکی زکوٰۃ دیتے ہو؟" اس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اُن کا دودھ بھی خیرات کرتے ہو؟" اُس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم پانی پلانے کے دن دودھ دوہتے ہو (اور فقراء کو پلاتے ہو)" اُس نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر سمندر پار رہ کر عمل کرتے رہو، اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی ضائع نہیں کرے گا"۔[5]

حضرت مقدادؓ کی بھوک کا ایک واقعہ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں "میں اور میرے دو ساتھی (مدینہ منوّرہ) آئے (بھوک کی) تکلیف سے ہمارے کانوں اور آنکھوں کی قوّت جاتی رہی۔ ہم نے اپنے کو بعض اصحاب پر پیش کیا

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب اتیان الصلاۃ بوقار عن ابی قتادہؓ و ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک عن سویدؓ
[3] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک عن ابن عمرؓ [4] صحیح مسلم کتاب الایمان باب صحبۃ المماليک عن ابی مسعودؓ۔
[5] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب المبایعۃ بعد فتح مکۃ عن ابی سعیدؓ و صحیح بخاری باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)

لیکن کسی نے ہمیں قبول نہیں کیا (یعنی کسی کے پاس کچھ نہ تھا) بالآخر ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ ہمیں اپنے گھر لے گئے، وہاں تین بکریاں بندھی ہوئی تھیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا" ان کا دودھ نکالو ہم تم سب ہی پئیں گے "حضرت مقدادؓ اور اُن کے ساتھیوں نے ایسا ہی کیا، پھر وہ روزانہ ان کا دودھ نکالتے، اپنا حصّہ پی لیتے اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حصّہ اُٹھا کر رکھ دیتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کافی رات گذرنے کے بعد تشریف لاتے اور ایسی آواز سے سَلام کرتے جس سے سونے والا نہ جاگے اور جاگنے والا سُن لے، پھر آپؐ مسجد میں تشریف لاتے اور نماز پڑھتے، پھر اپنے دودھ کے پاس آتے اور اُسے پی لیا کرتے۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں" ایک رات کو شیطان میرے پاس آیا، میں اپنا حصّہ پی چکا تھا، شیطان نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو انصار کے پاس جاتے ہیں، وہ آپؐ کو تحفے دیتے ہیں (اور جس چیز کی آپؐ کو ضرورت ہوتی ہے وہ آپؐ کو مل جاتی ہے) آپؐ کو اس ایک گھونٹ (دودھ) کی کیا ضرورت ہے۔" حضرت مقدادؓ کہتے ہیں "میں دودھ کے پاس آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حصّہ کا دودھ پی گیا۔ جب وہ دودھ پیٹ میں چلا گیا اور دودھ کے دستیاب ہونے کا کہیں سے کوئی امکان باقی نہ رہا تو شیطان نے مجھے ندامت دلائی اور کہا تیری خرابی ہو تو نے یہ کیا کام کیا، تو نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حصّہ پی لیا۔ جب وہ آئیں گے اور اُنہیں دودھ نہیں ملیگا تو تجھے بددُعا دیں گے، تیری دُنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔" حضرت مقدادؓ کہتے ہیں اُس وقت میں ایک چادر اُوڑھے ہوئے تھا، جب اُسے پیروں پر ڈالتا تو سر کھُل جاتا اور جب سر ڈھانکتا تو پیر کھُل جاتے میرے ساتھیوں نے وہ کام نہیں کیا تھا جو میں نے کیا تھا لہٰذا وہ (تو بے فکری کی وجہ سے بڑے آرام سے) سو گئے۔ مجھے (فکر و ندامت کی وجہ سے) نیند نہ آئی۔ کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے، معمول کے مطابق آپؐ نے سَلام کیا پھر مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی، اس کے بعد دودھ کے پاس آئے اور برتن کھولا۔ برتن میں کچھ نہیں تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا۔ حضرت مقدادؓ کہتے ہیں میں سمجھا کہ بددُعا کریں گے اور میں تباہ ہو جاؤں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "الٰہی جو مجھے کھلائے تُو اُسے کھلا اور جو مجھے پلائے تُو اُسے پلا۔" حضرت مقدادؓ نے یہ سُن کر اپنی چادر کو مضبوطی سے باندھا، پھر چُھری لیکر بکریوں کی طرف گئے تاکہ جو اُن میں موٹی تازی ہو اُسے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے لئے ذبح کریں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے تھن میں دودھ بھرا ہوا ہے بلکہ تمام بکریوں کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا تھا، اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گھر والوں کا ایک برتن لیا جس میں دودھ نہیں دوہا جاتا تھا، اُنہوں نے اُس برتن میں دودھ دوہا یہاں تک کہ جھاگ اُوپر تک آگئے۔ وہ دودھ دوہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے رات کو اپنے حصّہ کا دودھ نہیں پیا؟" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ پیجئے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دودھ پی کر باقی دودھ حضرت مقدادؓ کو دیا۔ حضرت مقدادؓ نے عرض کیا "اور پیجئے" آپؐ نے اور پیا، پھر حضرت مقدادؓ کو دیا۔ جب حضرت مقدادؓ کو یقین ہو گیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سیر ہو گئے اور وہ آپؐ کی دُعا کے حقدار ہو گئے تو اُنہیں ہنسی آئی یہاں تک کہ ہنسی کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے مقدادؓ تم نے کوئی بُری بات کی ہے"۔ حضرت مقدادؓ نے جو واقعہ گذرا تھا وہ آپؐ کو سُنایا اور پھر عرض کیا "یہ میرا قصور ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ دودھ تو اللہ کی رحمت تھی، تم نے

مجھے پہلے کیوں نہ بتایا، ہم اپنے ساتھیوں کو جگاتے وہ بھی پی لیتے۔" حضرت مقدادؓ نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے جب آپؐ نے اور میں نے رحمت حاصل کر لی تو اب مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ دوسرا اسے حاصل کرے یا نہ کرے۔"[1]

رشتہ داروں کی بدسلوکی کی شکایت ایک دن ایک شخص نے آکر کہا "اے اللہ کے رسولؐ میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے ساتھ میں صلۂ رحمی کرتا ہوں لیکن وہ قطع رحمی کرتے ہیں۔ میں اُن کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں، وہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں بُردباری سے کام لیتا ہوں، وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر واقعی تم ایسا کر رہے ہو جیسا کہ تم نے بیان کیا تو تم اُن کے مُنہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو (ایک نہ ایک دن اُن کی بدزبانی اور بدسلوکی بند ہو جائے گی) اور جب تک تم یہ کام کرتے رہو گے اللہ کی طرف سے تمہارے ساتھ ان کے مقابلہ کیلئے ایک مددگار رہے گا۔"[2]

سفر کا ایک واقعہ ایک سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کہیں تشریف لیجا رہے تھے۔ راستہ میں آپؐ نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، بعض لوگ اپنا خیمہ درست کرنے لگے، بعض تیر مارنے لگے اور بعض اپنے جانوروں کے پاس بیٹھے رہے۔ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے منادی نے آواز دی کہ نماز تیار ہے (یعنی اذان دی گئی)۔ سب آپؐ کے پاس جمع ہو گئے، آپؐ نے فرمایا "مجھ سے پہلے جو نبی بھی گذرا ہے اُس پر لازم تھا کہ اپنی اُمّت کو اپنے علم کے مطابق خیر کی تعلیم دے اور جو چیز اس کی نظر میں اُن کے لئے بُری ہے اُس سے ڈرائے۔ تمہاری اُمّت کی عافیت اس کے ابتدائی حصّہ میں ہے اور اس کے اخیر میں مصائب ہیں۔ ایسے امور پیش آئیں گے جو تمہیں ناگوار گذریں گے اور ایسا فتنہ پیدا ہوگا کہ اُمّت کا ایک گروہ دوسرے کو کمزور کر دے گا۔ جب کوئی فتنہ آئے گا تو مؤمن یہ کہے گا کہ یہ ضرور میری تباہی لیکر آیا ہے، پھر وہ فتنہ جاتا رہے گا، پھر اس کے بعد کوئی مصیبت آئیگی تو مؤمن کہیگا یہ ضرور میری ہلاکت لیکر آئی ہے۔ جو شخص آگ سے دور رہنا اور جنّت میں داخل ہونا چاہے تو اُس کو اس حالت میں موت آنی چاہیئے کہ وہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کیلئے وہی پسند کرتا ہو جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اگر کسی نے امام کی بیعت کر لی ہو اور اُسکے ہاتھ میں اپنا ہاتھ اور اُس کو اپنے دل کا ثمرہ دے چکا ہو تو بقدر امکان اس کی اطاعت کرے اور (اے مؤمنو!) اگر کوئی دوسرا امام اس کے مقابل کھڑا ہو تو اُس کی گردن مار دو۔"[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خطبہ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خطبہ دیا خطبہ میں آپؐ نے سُنّتوں کا بیان کیا اور نماز کا طریقہ سکھایا، آپؐ نے فرمایا "جب تم نماز پڑھو تو صفیں سیدھی کیا کرو۔ پھر تم میں سے ایک شخص تمہاری امامت کرے، جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو تم آمین کہو، جب وہ قرأت کرے تو خاموش رہو، اللہ تم سے محبّت کرے گا۔ جب وہ اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہہ کر رکوع کرو۔ امام تم سے پہلے رکوع میں جائے اور تم سے پہلے سر اُٹھائے، پہلے سر اُٹھانا پہلے رکوع میں جانے کا بدلہ ہو جائے گا (یعنی تم اگر بعد میں رکوع میں جاؤ گے تو سر بھی بعد میں اُٹھاؤ گے، لہٰذا امام کا اور تمہارا رکوع برابر ہو جائے گا) پھر جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن مقدادؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب البرّ والصّلۃ والآداب باب صلۃ الرحم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء الاوّل فالاوّل عن عبد اللہ بن عمرو رضؓ۔

کہے تو تم اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو، اللہ تمہاری حمد سُنے گا، کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کی زبان سے یہ کہلوایا ہے کہ جو شخص اللہ کی حمد کرتا ہے اللہ اُس کی حمد کو سُن لیتا ہے۔ اور جب وہ اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہکر سجدہ کرو۔ امام تم سے پہلے سجدہ کرے گا پھر تم سے پہلے سر اٹھالیگا یہ برابر سرابر ہوجائے گا۔ پھر جب تم میں کوئی بیٹھے تو سب سے پہلے یہ پڑھے اَلتَّحِیَّاتُ الطَّیِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ط اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ"[1]

حدیث جبریلؑ ایک دن کا ذکر ہے کہ صحابۂ کرامؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نمودار ہوا، اس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے، بال بہت زیادہ کالے تھے، سفر کا اس پر کوئی نشان نہیں تھا۔ صحابۂ کرامؓ میں سے کوئی اُسے نہ پہچانتا تھا، وہ آیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زانوؤں سے اپنے زانو مِلا کر بیٹھ گیا۔ اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ لئے اور عرض کیا "اے محمدؐ، مجھے بتائیے اسلام کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسلام یہ ہے کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسُولؐ ہیں، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو۔" اُس نے کہا "آپؐ سچ فرماتے ہیں۔" صحابہؓ کو تعجّب ہوا کہ خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی تصدیق کرتا ہے۔ اس کے بعد اُس نے کہا "مجھے بتلائیے کہ ایمان کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کا، اُس کے فرشتوں کا، اُس کی کتابوں کا، اُس کے رسُولوں کا اور قیامت کا یقین رکھو، تقدیر کی بُرائی بھلائی پر یقین رکھو۔" اُس نے کہا "آپؐ سچ فرماتے ہیں۔" پھر اُس نے پوچھا "احسان کیا ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اِس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہوسکے تو یہ سمجھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔" اُس نے کہا "قیامت کب آئے گی؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ اس بات کو نہیں جانتا" (سائل اور مسئول دونوں برابر ہیں) اُس نے کہا "اچھا قیامت کی علامات ہی بتادیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "علاماتِ قیامت یہ ہیں کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے (یعنی اولاد اپنی ماں کو لونڈی بنالے یا اپنے باپ کی لونڈی کو جو اگرچہ اُن کی ماں ہو اپنی لونڈی سمجھے یا یہ کہ لونڈی زادے مُلک پر قابض ہوجائیں) اور جب برہنہ پا، ننگے بدن والے، بہرے، گونگے (یعنی نااہل لوگ جو نہ بات سمجھ سکیں اور نہ بات سمجھا سکیں) بادشاہ (اور سربراہِ مملکت) بن جائیں، اور جب مویشی چَرانے والے کنگال اُونچی عمارتوں پر فخر کریں، بس یہ اسکی (کچھ) علامتیں ہیں، رہا اس کے آنے کا علم تو یہ ان پانچ باتوں میں سے ہے جن کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے۔" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ج وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ج وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا ط وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ

بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کو ہے، وہی بارش نازل کرتا ہے (اور وہی اس کے وقت کو جانتا ہے) وہی جانتا ہے کہ رحمِ مادر میں کیا ہے، کسی کو نہیں معلوم کہ کل وہ کیا

---

[1] صحیح مسلم باب التشہد فی الصلوٰۃ عن ابی موسیٰ رضؓ۔

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ (لقمٰن ۳۴) کرے گا اور کسی کو نہیں معلوم کہ کس زمین پر اُس کو موت آئے گی، بے شک اللہ ہی جاننے والا، خبر رکھنے والا ہے۔

اس کے بعد وہ آدمی پیٹھ پھیر کر چلا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس کو واپس بلا کر لاؤ، لوگ اس کو بُلانے کیلئے روانہ ہوئے لیکن اُنہیں کچھ دکھائی نہ دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے عمرؓ، تم جانتے ہو یہ کون شخص تھا؟" حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اللہ اور اُس کے رسُولؐ کو زیادہ علم ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ جبریلؑ تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے"۔ [1]

اسلام کے ارکانِ خمسہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی امّت کو تعلیم دی کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ کی توحید یعنی اس بات کی شہادت کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و کارساز نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسُولؐ ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔ [2]

فتحِ مکّہ سے پہلے ایمان لانے والوں کی فضیلت اور انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب جنگوں کا سلسلہ برابر جاری تھا جنگوں کیلئے روپیہ کی ایک مستقل ضرورت تھی، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو!)

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ { حدید ۱۰ }

تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کے راستہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ زمین و آسمان کی وراثت اللہ ہی کیلئے ہے (تم سب کچھ چھوڑ کر جانے والے ہو، چھوڑا ہوا مال تمہارے کچھ کام نہ آئے گا)

لیکن (اے مؤمنو، یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ)

لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ۝ { حدید ۱۰ }

تم میں سے جس شخص نے فتح (مکّہ) سے پہلے خرچ کیا اور جنگ کی اور جس نے یہ کام (فتحِ مکّہ کے) بعد کئے دونوں برابر نہیں ہو سکتے، فتح (مکّہ) سے پہلے لڑنے والوں اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والوں کا بڑا درجہ ہے، ویسے اللہ کا (ان سے اور بعد والوں سے یعنی) سب سے، اچھے اجر کا وعدہ ہے، اور اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ وَلَهٗۤ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝ { حدید ۱۱ }

کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے، اللہ اس کے بدلہ میں اُس کو کئی گنا دیگا اور اُس کو آخرت میں عزّت والا اجر دیگا۔

صدقات کی مزید ترغیب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِنَّ الْمُصَّدِّقِیْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَ اَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا یُّضٰعَفُ لَهُمْ وَ لَهُمْ اَجْرٌ كَرِیْمٌ ۝ { حدید ۱۸ }

بیشک صدقہ دینے والے مَرد اور صدقہ دینے والی عورتیں یعنی وہ لوگ جو اللہ کو قرضِ حسنہ دیتے ہیں ان کیلئے (اللہ کے ہاں) کئی گنا ثواب اور عزّت والا اجر ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابی ہریرہؓ و کتاب الایمان و صحیح مسلم کتاب الایمان عن عمرؓ و ابی ہریرہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الایمان باب دعاءکم ایمانکم و باب سؤالِ جبریلؑ و صحیح مسلم کتاب الایمان عن ابنِ عمرؓ۔

پھر فی سبیل اللہ خرچ نہ کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اُعِدَّتْ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۭ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ {حدید ۲۰ و ۲۱}

جان لو کہ دُنیا کی زندگی محض کھیل، تماشہ، زینت و آرائش، آپس میں فخر و مباہات اور مال اور اولاد میں کثرت کی خواہش ہے، (لیکن ناپائیدار ہے) اس کی مثال ایسی ہے جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اُگتی ہے، پھر وہ کسانوں کو بھلی معلوم ہوتی ہے، پھر وہ زور پر آتی ہے پھر زرد ہو جاتی ہے، پھر چورا چورا ہو جاتی ہے (یعنی ابتدا میں اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن آخر میں تباہ ہو جاتی ہے اور کسان کے کچھ کام نہیں آتی، اِسی طرح دُنیا کی فراوانی اور اس کی حرص اچھی معلوم ہوتی ہے لیکن آخرت میں کچھ کام نہیں آتی) اور (اے مؤمنو!) آخرت میں عذابِ شدید بھی ہے اور اللہ کی مغفرت اور اس کی رضاء بھی ہے (اور مغفرت اور رضاء جب ہی مِل سکتی ہے جب تم آخرت کا فکر کرو اور اس کیلئے نیکیاں کرو) دُنیا کی زندگی تو محض متاعِ فریب ہے، لہٰذا اپنے رب کی مغفرت اور اُس جنّت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی چوڑائی کے مثل ہے، وہ جنّت اللہ اور اسکے رسولوں پر ایمان لانے والوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ وہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا، فرمائے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

حج کے متعلّق آیاتِ ربّانی کا نزول مکّہ فتح ہو چکا تھا، اب مؤمنین کیلئے وہ وقت آگیا تھا کہ بے خوف و خطر حج کر سکیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے حج کے متعلّق مختلف قسم کی ہدایات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَاۗءَۨ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ ۭ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ {ع ۲۵}

ہم نے مسجدِ حرام کو وہاں کے رہنے والوں کیلئے بھی اور باہر سے آنے والوں کیلئے بھی یکساں عبادت گاہ بنایا ہے۔ جو شخص یہاں ظلم کے ساتھ کج روی کریگا تو ہم اُس کو دردناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔

حج کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اور وہ وقت یاد کرو)

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـــًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْقَاۗىِٕمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝ {ع ۲۶ و ۲۷}

جب ہم نے ابراہیمؑ کیلئے کعبہ کو عبادت گاہ مقرر کیا تھا اور اُن سے کہا تھا کہ میرے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ کرنا میرے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کیلئے صاف ستھرا رکھنا اور (وہ وقت بھی یاد کرو جب ہم نے ابراہیمؑ سے کہا تھا کہ) لوگوں میں حج کا اعلان کرو، لوگ دور دراز علاقوں سے پیدل اور دُبلے دُبلے اُونٹوں پر بیٹھ کر تمہارے پاس جمع ہو جائیں گے۔

پھر حج کے فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ

(حج کے موقع پر جمع ہونے کا مقصد یہ ہے کہ) حج کرنے

اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ {حج ۲۸}

والے (دینی ودُنیوی) فائدے حاصِل کریں اور جو مویشی اللہ نے ان کو دئے ہیں ان کو ایامِ مقررہ میں ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیں (تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ ہر چیز اللہ ہی کی ہے اور اللہ ہی کے راستہ میں قربان ہونے کے لئے ہے اور اس طرح وہ توحید پہ بھی قائم رہیں اور اپنی جان کی قربانی پیش کرنے کیلئے بھی تیار رہیں)

پھر ان قربانی کے جانوروں کے گوشت کے مصرف کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۝ {حج ۲۸}

(اے مؤمنو!) قربانی کے جانوروں کا گوشت تم بھی کھاؤ اور فقیر درماندہ کو بھی کھلاؤ۔

پھر حج کے بعض مسائل کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ {حج ۲۹}

قربانی کے بعد لوگوں کو چاہیئے کہ اپنا میل کچیل دور کریں، اپنی نذریں پوری کریں اور خانۂ قدیم یعنی کعبہ کا طواف کریں

شرک کی تردید اور تقوے کی ہدایت پھر شرک کے متعلق تنبیہ کرتے ہوئے اور شعائر اللہ کے آداب کے سلسلہ میں ہدایت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۗ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ۗ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ {حج ۳۰ تا ۳۲}

یہ (ہمارا حکم ہے، اس کے سُننے کے بعد اب یہ بھی سمجھ لو کہ) جو شخص بھی اللہ کی حُرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو یہ اُس کے حق میں اُس کے ربّ کے نزدیک بہتر ہے۔ تمہارے لئے تمام مویشیوں کو حلال کر دیا گیا ہے سوائے ان مویشیوں کے جن کی حُرمت کا ذکر کیا جا چکا ہے، بتوں کی گندگی (ان کی نذر و نیاز) سے دور رہو اور جھوٹ بولنے سے احتراز کرو (جو کام بھی کرو) صرف ایک اللہ کی طرف رجوع ہو کر خالِص اسی کیلئے کرو نہ یہ کہ اُس کے ساتھ شرک (کرکے کوئی نیک کام انجام دو) اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرے تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا پھر اُسے پرندے اُچک کر لیجائیں یا ہوا کسی دور دراز مقام میں اُڑا کر اُسے پھینک دے (یعنی مشرک کی تباہی یقینی ہے) یہ (ہمارا حکم ہے) اور جو لوگ اللہ کے شعائر کا احترام کریں گے تو اُن کا یہ احترام اُن کے دلوں کے تقوے کا مُظہر ہے (یعنی متقی لوگ ہی اللہ کے شعائر کا احترام کرتے ہیں)

پھر قربانی کے جانوروں سے فائدہ اُٹھانے کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ {حج ۳۳}

قربانی کے جانوروں میں تمہارے لئے ایک وقتِ مقررہ تک کیلئے کچھ فائدے ہیں (فائدے حاصِل کرنے کے بعد) بالآخر ان کو خانۂ قدیم تک پہنچنا ہے (اور پھر ذبح ہونا ہے)

اُونٹوں کو نحر کرنے کا طریقہ پھر اُونٹوں کو نحر کرنے کے طریقہ پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ

قربانی کے اونٹوں کو بھی ہم نے تمہارے لئے شعائر مقرر کیا ہے

لَكُمْ فِيهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ {حج ۳۶}

ان میں تمہارے لئے فائدے ہیں (جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے) اُن کو قطار در قطار کھڑا کر کے (نحر کری اور نحر کرتے وقت اللہ کا نام لو، جب وہ پہلو کے بل گر جائیں تو تم خود بھی ان میں سے کھاؤ اور قانع اور سائل کو بھی کھلاؤ، ان کو ہم نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم ہمارا شکر ادا کرو۔

پھر قربانی کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۭ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ ۭ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○ {حج ۳۷}

اللہ کے ہاں اِن کے گوشت اور خون نہیں پہنچتے بلکہ اُس کے ہاں تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے (یعنی ریاء و نمائش کوئی چیز نہیں بلکہ خلوصِ نیت پیدا کرو) اللہ تعالیٰ نے ان کو تمہارے لیے مسخر کر دیا ہے تاکہ جو ہدایت اللہ نے تمہیں دی ہے اُس کا شکر ادا کرنے کیلئے (قربانی کرتے وقت بلکہ ہمہ اوقات) اللہ کی بزرگی بیان کرتے رہو اور (اے رسولؐ) آپؐ نیکی کرنے والوں کو خوش خبری سُنا دیجئے (کہ نیکی کا بدلہ اللہ کے ہاں لازوال نعمتیں ہیں)

حج میں عرفات کی حیثیت ایامِ جاہلیت میں قریش مقام جمع (مزدلفہ) میں قیام کرتے تھے اور وہیں سے آگے روانہ ہو جایا کرتے تھے۔ قریش کے علاوہ تمام لوگ عرفات میں قیام کرتے تھے اور وہیں سے اگلے مقام کیلئے روانہ ہو جاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس تخصیص کو مسترد کرتے ہوئے فرمایا:۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ {بقرہ ۱۹۹}

(اے مؤمنو!) تم وہیں سے روانہ ہوا کرو جہاں سے تمام لوگ روانہ ہوتے ہیں[1]

سُنّہ ۹

متفرّق واقعات

جھوٹ کی بُرائی ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا میں تمہیں وہ گناہ نہ بتاؤں جو کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑے ہیں"۔ صحابہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ضرور بتائیے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا"۔ آپؐ تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے، اِتنا کہنے کے بعد آپؐ سیدھے بیٹھ گئے، پھر فرمایا "جھوٹ بولنا"۔ پھر برابر آپؐ اس کو دوہراتے رہے، یہاں تک کہ صحابہؓ یہ تمنا کرنے لگے کاش آپؐ خاموش ہو جائیں[2]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حق و باطِل میں تمیز کرنے والے ہیں ایک دن ایسا ہوا کہ رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج باب الوقوف بعرفۃ عن عائشۃ رضؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الشہادات عن ابی بکرۃ رضؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم سو رہے تھے، کچھ فرشتے آپؐ کے پاس آئے۔ ان میں سے ایک فرشتہ نے کہا یہ سو رہے ہیں، دوسرے نے کہا (ان کی) آنکھ سوتی ہے دل جاگتا رہتا ہے، پھر انہوں نے کہا ان کی کوئی مثال بیان کرو، ان میں سے کسی فرشتہ نے اُسی بات کو دوہرایا کہ یہ سو رہے ہیں (مثال بیان کرنے سے کیا فائدہ) دوسرے فرشتہ نے کہا "آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا رہتا ہے"۔ پھر وہ فرشتے کہنے لگے اِن کی مثال اُس شخص جیسی ہے جس نے کوئی مکان تعمیر کیا، پھر اُس میں دعوت کا انتظام کیا اور ایک بُلانے والے کو بھیجدیا (کہ وہ لوگوں کو بُلا کر لائے) پھر جس نے اس بُلانے والے کا کہنا مان لیا تو وہ اس مکان میں پہنچ جائے گا اور وہاں کے کھانے بھی کھائے گا۔ اور جس نے بُلانے والے کا کہنا نہ مانا تو وہ نہ مکان میں داخِل ہوگا اور نہ وہاں کے کھانے کھا سکے گا، پھر ان فرشتوں نے کہا اس تمثیل کی تشریح کرو تاکہ یہ بھی سمجھ لیں۔ ان میں سے کسی نے پھر کہا یہ سو رہے ہیں۔ دوسرے فرشتہ نے کہا اِنکی آنکھ سوتی ہے، دل جاگتا رہتا ہے (لہٰذا یہ سب کچھ سُن رہے ہیں) پھر انہوں نے اس تمثیل کی تشریح کی اور کہا وہ مکان تو جنّت ہے اور بُلانے والے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں، تو جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اطاعت کی اُس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی اور جس نے محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی اُس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی۔ محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم (مسلم و کافر) لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں[1] (جو اِن پر ایمان لاتا ہے وہ مسلم ہے اور جو ان پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے)

حضرت سائبؓ کے لئے دُعاء حضرت سائب بن یزیدؓ بچّے تھے۔ ایک دن اُن کی خالہ اُن کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں لے گئیں اور عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ میرا بھانجہ درد میں مُبتلا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُن کیلئے برکت کی دُعاء کی، پھر آپؐ نے وضو کیا، حضرت سائبؓ نے وضو کا بچا ہوا پانی پیا پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پُشتِ مبارک کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور آپؐ کی مُہرِ نبوّت کو دیکھنے لگے جو آپؐ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔[2]

حضرت ابوہریرہؓ کا فاقہ ایک دن حضرت ابوہریرہؓ کو سخت بھوک لگی، وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور اُنہیں قرآن مجید کی ایک آیت سُنائی۔ حضرت عمرؓ گھر کے اندر گئے اور اُن کے آنے کیلئے دروازہ کھول دیا، حضرت ابوہریرہؓ (اندر داخِل ہونے کیلئے) آگے بڑھے تو بھوک کی وجہ سے مُنہ کے بل گر پڑے (حضرت عمرؓ دروازہ کھولکر اندر چلے گئے، انہیں حضرت ابوہریرہؓ کے گرنے کی خبر نہیں ہوئی) کچھ دیر بعد حضرت ابوہریرہؓ لیا دیکھتے ہیں کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُن کے سرہانے کھڑے ہیں۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوہریرہؓ"۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ میں حاضر ہوں اور سعادت حاصِل کرتا ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا کیا اور اُن کی حالت کو پہچان لیا۔ آپؐ اُنہیں اپنے گھر لے گئے اور دودھ کا ایک پیالہ اُنہیں دیکر پینے کا حکم دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ نے دودھ پیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور پیو، اُنہوں نے اور پیا، رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اور پیو، اُنہوں نے اور پیا۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں میرا پیٹ بھر کر پیالا سا ہو گیا، اس کے بعد حضرت ابوہریرہؓ پھر حضرت عمرؓ سے ملے اور اپنی بھوک اور اُن کے پاس آنے کا

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب والسنّۃ باب الاقتداء بسُنن رسُولِ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبوّۃ عن سائبؓ۔

قصّہ بیان کیا، اس کے بعد اُنہوں نے کہا "اے عمرؓ، پھر میری بھوک کے دور کرنے کے والی وہ بن گئے جو تم سے زیادہ اس کے حق دار ہیں، اور میں نے تمہیں وہ آیت سُنائی تھی حالانکہ تم سے زیادہ میں اُس آیت کو پڑھتا رہتا ہوں (اور خوب سمجھتا ہوں، سُنانا مقصد تھا نہ سمجھنا مقصد تھا بلکہ اپنا فاقہ جتانا مقصد تھا)" حضرت عمرؓ نے کہا "اگر مجھے تمہاری ضیافت نصیب ہوتی تو یہ مجھے سُرخ اُونٹوں سے زیادہ پسندیدہ ہوتی"[1]

سانڈھے کا گوشت ایک دن حضرت خالدؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہمراہ اپنی خالہ اُمّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کے ہاں گئے، اُن کیلئے اُن کی بہن حفیدہ نجد سے سانڈھے کا بھُنا ہوا گوشت لائی تھیں۔ حضرت میمونہؓ نے وہ گوشت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے لاکر رکھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عموماً یہ دستور تھا کہ کھانے کی چیز کے متعلّق دریافت فرمالیا کرتے تھے لیکن اِس مرتبہ آپؐ نے (بغیر دریافت کئے) کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ ایک عورت نے کہا "آپؐ سے کہہ تو دو کہ یہ سانڈھے کا گوشت ہے۔" کسی نے آپؐ کو مطلع کیا، آپؐ نے ہاتھ روک لیا۔ حضرت خالدؓ نے پُوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا یہ حرام ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، ہمارے مُلک میں سانڈھا نہیں ہوتا اِس لئے مجھے کچھ کراہت سی محسُوس ہوتی ہے۔" حضرت خالدؓ نے وہ گوشت اپنی طرف کھینچ لیا، وہ کھاتے رہے اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دیکھتے رہے[2]

دنیا سے بے رغبتی ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عصر کی نماز پڑھائی، سلام پھیرتے ہی آپؐ بڑی تیزی کے ساتھ اپنی کسی بیوی کے حجرہ میں داخل ہوگئے۔ آپؐ کے اس تیزی کے ساتھ جانے سے لوگ گھبرا گئے، کچھ دیر بعد آپؐ باہر تشریف لائے، آپؐ نے دیکھا کہ لوگوں کو آپؐ کے تیزی کے ساتھ جانے پر تعجّب ہو رہا ہے تو فرمایا "صدقہ میں آیا ہوا سونے کا ایک ٹکڑا مجھے یاد آگیا جو ہمارے پاس رہ گیا تھا، مجھے یہ بات بُری معلوم ہوئی کہ وہ رات کو میرے پاس رہے اور مجھے اپنی طرف متوجّہ کرے، لہٰذا میں نے اُس کو تقسیم کرنیکا حکم دیدیا"[3]

صاحبزادی کا انتقال تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی (حضرت اُم کلثومؓ) کا انتقال ہوگیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم (دفن کرتے وقت) ان کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپؐ نے فرمایا "کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جس نے آج رات کو کمائی نہ کی ہو؟" حضرت ابو طلحہؓ نے عرض کیا "میں ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم قبر میں اُترو"۔ وہ قبر میں اُترے اور اُن کو دفن کیا[4]

(نوٹ:۔ کاروبار میں عموماً جھوٹ سچ کا امکان ہوتا ہے لیکن جو کاروبار نہ کرے وہ اس سے محفوظ ہوتا ہے لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ چاہا کہ قبر میں اُتر کر اُس کی درستی وغیرہ کرنے والا ایسا آدمی ہو جس نے کم از کم ایک رات تو بغیر لغزش کے گذاری ہو)

تحصیل زکوٰۃ کا ایک واقعہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لئے عامل بنایا، اُنہوں نے واپس آکر آپؐ کو اطلاع دی کہ تین آدمیوں نے زکوٰۃ نہیں دی۔ ایک ابنِ جمیل، دوسرے خالد

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الاطعمۃ باب قول اللہ تعالیٰ کُلوا من طیبات عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الاطعمۃ باب ماکان النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لایاکل حتّٰی یُسمّٰی عن خالد بن ولیدؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الصلوٰۃ باب صلی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بالناسِ فذکر حاجۃً عن عقبۃ بن حارث وکتابُ الزکوٰۃ۔
[4] صحیح بخاری کتابُ الجنائز باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم یعذب المیّت ببکاء اہلہ علیہ عن انسؓ وباب من یدخل قبر المرأۃ۔

بن ولید۔ تیسرے عباسؓ بن عبدالمطلب۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابن جمیلؓ اس لئے انکار کرتا ہے کہ وہ فقیر تھا اللہ نے اُسے غنی کر دیا۔ خالدؓ پر تو تم لوگ ظلم کرتے ہو اُنہوں نے اپنی زرہیں اور ہتھیار اللہ کے راستہ میں دے دئے ہیں۔ تیسرے عباسؓ تو وہ اللہ کے رسولؐ کے چچا ہیں اُن کا صدقہ میرے اُوپر ہے اور اس کے مثل اس کے ساتھ اور بھی ہے اور اے عمرؓ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ چچا مثل باپ کے ہوتا ہے۔"

بعض انصار کا مال طلب کرنا انصار میں سے بعض لوگوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کچھ مال طلب کیا، آپؐ نے انہیں کچھ مال دیدیا۔ اُنہوں نے پھر سوال کیا، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اور مال دے دیا اُنہوں نے اور مانگا، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جس قدر مال آپؐ کے پاس تھا سب دیدیا، پھر آپؐ نے فرمایا "اگر میرے پاس مال ہوگا تو میں اُسے تم لوگوں سے بچا بچا کر نہیں رکھوں گا، مگر جو شخص سوال سے بچے گا، اللہ اُسے (فقر و ذلت سے) بچائے گا اور جو شخص استغناء ظاہر کریگا اللہ اُسے غنی کر دے گا اور جو شخص صبر کریگا اللہ اُسے صابر بنا دے گا اور کسی کو کوئی چیز صبر سے عمدہ اور کشادہ نہیں دی گئی[3] (لہٰذا صبر اور قناعت سے کام لو)"

ابن صیّاد کا دعویٰ نبوّت صاف نے جو صیّاد کا بیٹا تھا اور ابھی لڑکا ہی تھا نبوّت کا دعویٰ کر دیا، ایک دن ایسا ہوا کہ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور کچھ اور لوگوں کے ہمراہ کہیں جا رہے تھے۔ اثنائے راہ میں آپؐ نے ابن صیّاد کو بنی مغالہ کے ٹیلوں کے پاس بچّوں کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا۔ اور بچّے تو بھاگ گئے لیکن ابن صیّاد وہیں بیٹھ گیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ ابن صیّاد اس زمانہ میں قریبُ البلوغ تھا۔ اُسے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آنے کی خبر نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپؐ نے اُس پر اپنا ہاتھ مارا۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا "تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں کیا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں؟" ابن صیّاد نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف دیکھا اور کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اُمّیوں کے رسولؐ ہیں۔" یہ کہکر اُس نے پُوچھا "آپؐ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس سے ہٹ گئے اور فرمایا "میں اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔" اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "تو کیا دیکھتا ہے؟" اُس نے کہا "میں پانی پر ایک تخت دیکھتا ہوں۔" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو سمندر میں ابلیس کا تخت دیکھتا ہے۔" پھر آپؐ نے پوچھا "اور کیا دیکھتا ہے؟" اُس نے کہا "میرے پاس سچّے اور جھوٹے دونوں آتے ہیں۔" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تجھ پر بات مشتبہ کر دی گئی ہے، میں اپنے دل میں ایک بات چھپاتا ہوں تو بتا وہ کیا چیز ہے؟" اُس نے کہا "وہ دُخ ہے" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "دور ہو، تو ہرگز اپنی حدّ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔" حضرت عمرؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، مجھے اجازت دیجئے کہ میں اسکی گردن اُڑا دوں۔" رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ وہی ہے (یعنی دجّال ہے) تو تم اس پر قابو نہیں پا سکتے اور اگر یہ وہ نہیں تو پھر اس کے قتل سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا (کیونکہ بچپن میں دعویٰ نبوّت کی کوئی اہمیّت نہیں)۔"

اس کے بعد ایک دن رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کھجور کے باغ میں گئے جہاں ابن صیّاد رہتا تھا۔ آپؐ

---

[1] ابن جمیل پہلے منافق تھے، بعد میں توبہ کر کے صحیح معنوں میں مؤمن ہو گئے۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الزکوٰۃ باب قول اللہ تعالیٰ و فی الرقاب عن ابی ہریرہؓ و صحیح مسلم کتابُ الزکوٰۃ باب تقدیم الزکوٰۃ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الاستعفاف عن ابی سعیدؓ۔

کا خیال تھا کہ اس کی کچھ باتیں سُنیں اور اُسے خبر نہ ہو، آپؐ نے دیکھا کہ وہ چادر اوڑھ کر لیٹا ہوا ہے اور کچھ آواز آرہی ہے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک کھجور کے تنے کے پیچھے چھپے ہوئے تھے لیکن اُس کی ماں نے آپؐ کو دیکھ لیا، اُس نے کہا "اے صاف، یہ محمدؐ آگئے ہیں"۔ ابنِ صیّاد اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر یہ عورت اس کو رہنے دیتی تو اس کی کیفیت معلوم ہو جاتی"۔ کچھ عرصہ بعد ابن صیّاد مُسلم ہو گیا۔[1]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک خطبہ دیا جس میں حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے دجّال کا ذکر کیا، آپؐ نے فرمایا "میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو، حتّٰی کہ نوح (علیہ السّلام) نے بھی اپنی قوم کو اس سے ڈرایا تھا۔ لیکن میں تم سے ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم سے نہیں کہی، تم جانتے ہو، وہ کانا ہوگا، اور بے شک اللہ کانا نہیں ہے[2] (کانا ہونے کے باوجود وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا، اُس کے کانا ہونے سے تم اُسے پہچان لوگے)"

زکوٰۃ کی وصولیابی پر دُعاء | تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:-

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ { توبہ ۱۰۳ }

(اے رسُولؐ) ان کے مالوں میں سے زکوٰۃ لیا کیجئے اور اس کے ذریعہ سے ان کو مُزکّی اور مصفّٰی بنا لیجئے اور ان کیلئے دُعائے رحمت کیا کیجئے، بے شک آپؐ کی دُعاء ان کے لئے باعثِ سکین ہے۔ اللہ سُننے والا، جاننے والا ہے۔

اس حکم کی تعمیل میں جب کبھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس کسی قوم کی زکوٰۃ آتی تو آپؐ اس طرح دُعا فرماتے تھے "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى فُلَانٍ"[3]

سرکاری اُونٹوں پر علامت | زکوٰۃ میں جو اُونٹ وصول ہوتے ان پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خود اپنے دستِ مبارک سے (امتیاز کے لئے) نشان لگا دیا کرتے تھے[4]

قیامت کے متعلّق ایک سوال | ایک دن ایک مجلس میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ وعظ و نصیحت فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک دیہاتی آیا اور اُس نے سوال کیا "قیامت کب آئے گی؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وعظ جاری رکھا، بعض لوگوں نے کہا "آپؐ نے سُن تو لیا لیکن آپؐ کو یہ سوال ناگوار گذرا"۔ بعض نے کہا "نہیں، آپؐ نے سُنا ہی نہیں"۔ جب آپؐ نے وعظ ختم کیا تو فرمایا "قیامت کے متعلّق سوال کرنے والا کہاں ہے؟" اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، میں یہاں موجود ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا"۔ اُس شخص نے پوچھا "امانت کا ضائع کرنا کیسے ہوگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب حکومت نااہل کے سپرد کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا"[5]

قیامت کے متعلّق ایک اور سوال | ایک دن ایک اور دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب اذا اسلم الصبی فمات عن ابنِ عمرؓ و کتاب الادب و صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر ابن صیّاد (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)
[2] صحیح بخاری کتاب الادب باب قول الرجل للرجل اخسأ عن ابنِ عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب صلوٰۃ الامام عن عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ۔ [4] صحیح بخاری باب وسم الامام ابل الصدقۃ عن انسؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

سایہ کرے، بیٹھ جائے اور پھر روزہ پورا کرے۔"[1]

شرابی کو سزا ایک شخص جس کا نام عبداللہ اور لقب حمار تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ شراب پینے کی سزا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوڑے مارنے کا حکم دیا، ایک شخص نے کہا "اے اللہ اس پر لعنت کر، یہ بار بار یہی حرکت کرتا ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس پر لعنت نہ بھیجو، اللہ کی قسم وہ اللہ اور رسولؐ سے محبت کرتا ہے۔"[2] (اس محبت سے اس کی بُری عادت چھوٹ جائیگی)

(نوٹ:۔ ایسے موقع پر لعنت کرنے سے نفسیاتی طور پر اشتعال پیدا ہوتا ہے اور بُری عادت چھوڑنے کا جو جذبہ اور ارادہ ہوتا ہے وہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف ایسے کلمات جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے نفسیاتی طور پر توبہ کی طرف مائل کرنے میں بہت ہی ممد و معاون بنتے ہیں۔ یہ حدیث اللہ اور رسولؐ کی محبت کی ترغیب دیتی ہے نہ کہ شراب پینے کی، گناہ تو انسان سے ہو ہی جاتے ہیں لیکن جب تک اللہ اور رسولؐ کی محبت باقی ہے توبہ کی اُمید باقی ہے۔ جب اللہ اور رسولؐ کی محبت نہ رہے تو پھر توبہ کا امکان ختم ہو جاتا ہے، پھر سوائے گمراہی اور لعنت کے اور کیا ہے۔)

ایمان نکل جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس حکمت سے توبہ کی طرف مائل کرتے تھے اُس کی ایک نظیر اوپر بیان ہوئی، لیکن بعض اوقات آپؐ بُرے کاموں سے ڈرایا بھی کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا "زانی اس حال میں زنا نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو۔ شرابی اس حال میں شراب نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو۔ چور اس حال میں چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو اور نہ لوگوں کی نظروں کے سامنے لُوٹنے والا اس حال میں لُوٹتا ہے کہ وہ مؤمن ہو۔"[3] (یعنی جب وہ یہ کام کرتا ہے ایمان اُس سے علیحدہ ہو جاتا ہے)

نمازِ کسوف کا ایک واقعہ سخت گرمی کا موسم تھا کہ سورج میں گرہن لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو نماز کسوف پڑھائی۔ آپؐ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ صحابہ گرنے کے قریب ہو گئے۔ پھر بڑا لمبا رکوع کیا، رکوع کے بعد پھر لمبا قیام کیا، پھر لمبا رکوع کیا، پھر دو سجدے کئے۔ پھر دوسری رکعت بھی آپؐ نے اسی طرح پڑھائی نماز کے بعد آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔[4]

کثرتِ عبادت کی ممانعت حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے ایک دن یہ کہا "اللہ کی قسم میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھوں گا اور ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا۔" اُن کے والد حضرت عمرو بن العاصؓ (کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو اُنہوں) نے اُن کی بیوی سے اُن کا حال دریافت کیا۔ بیوی نے کہا "بہت اچھے آدمی ہیں لیکن جب سے میری شادی ہوئی ہے نہ وہ میرے ساتھ سوئے اور نہ مجھ سے اُنہیں کوئی مطلب"۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت عبداللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا ایک گدا بچھایا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر ہی بیٹھ گئے اور گدا دونوں کے درمیان پڑا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم (دن) کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو اور

---

[1] صحیح بخاری کتاب الایمان والنذور باب النذر فیما لا یملک و فی معصیۃ عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الحدود باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر عن عمرؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الحدود باب ما یحذر من الحدود عن ابی ہریرۃؓ۔ [4] صحیح بخاری و صحیح مسلم کتاب الکسوف عن جابر وغیرہ۔

تم نے ہمیشہ روزہ رکھنے اور (رات بھر) قیام کرنے کی قسم کھائی ہے۔" حضرت عبداللہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان، بے شک میں نے قسم کھائی ہے اور میں ایسا کرتا بھی ہوں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایسا نہ کرو، تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ ایسا کرنے سے آنکھیں کمزور ہو جائیں گی نفس نڈھال ہو جائے گا، لہٰذا روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ نماز بھی پڑھو اور سو بھی، اس لئے کہ بیشک تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، بے شک تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے۔ بے شک تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔ تمہاری اولاد کا بھی تم پر حق ہے، اور بے شک تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور ہو سکتا ہے کہ تمہاری عمر زیادہ ہو (پھر ضعیفی میں یہ کام کیسے کرو گے، اتنی عبادت کرو جو ہمیشہ نبھ سکے) تمہارے لئے بس یہ کافی ہے کہ مہینہ میں تین روزے رکھ لو اور کیونکہ ہر نیکی کا دس گنا ثواب ملتا ہے لہٰذا یہ پورے سال کے روزوں کے برابر ہو جائیں گے۔" حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا "مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پانچ روزے رکھ لو۔" انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سات رکھ لو۔" انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نو روزے رکھ لو" حضرت عبداللہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میں اپنے میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور دو دن افطار کرو۔" انہوں نے عرض کیا "(یا رسول اللہ) مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "گیارہ روزے رکھ لو۔" انہوں نے پھر وہی بات کہی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پھر تم داؤد (علیہ السلام) کے طریقہ پر روزے رکھو اور اس سے زیادہ روزے نہ رکھو۔" انہوں نے پوچھا "داؤد علیہ السلام کے روزے رکھنے کا کیا طریقہ تھا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نصف سال، لہٰذا تم ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔" حضرت عبداللہؓ نے کہا "مجھ میں تو اس سے بھی زیادہ قوت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اس سے افضل روزہ رکھنے کا اور کوئی طریقہ نہیں اور جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں، جس نے ہمیشہ روزے رکھے اس نے روزے رکھے ہی نہیں۔" پھر فرمایا "ایک مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن پڑھو" (یعنی اتنی دیر قیام کرو کہ بس ایک سیپارہ اس میں پڑھا جائے، لمبا قیام نہ کرو) حضرت عبداللہؓ نے کہا "مجھ میں اس سے زیادہ قوت ہے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بیس دن میں ختم کرو۔" انہوں نے پھر وہی کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دس دن میں ختم کرو" انہوں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ پڑھنے کی قوت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سات دن میں ختم کر لیا کرو۔" انہوں نے کہا مجھ میں اس سے زیادہ کی قوت ہے، وہ برابر زیادتی کیلئے درخواست کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تین راتوں میں قرآن ختم کرو اور اس سے زیادہ ختم نہ کرو۔"[1]

پھر آپؐ نے فرمایا "سب سے بہتر نماز داؤد علیہ السلام کی نماز ہے، وہ آدھی رات تک سوتے تھے، پھر تہائی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصیام فی ابواب متفرقۃ وکتاب فضائل القرآن وکتاب الادب باب حق الضیف وصحیح مسلم کتاب الصیام عن عبداللہ بن عمروؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ تین دن میں قرآن شریف ختم کرنے کی اجازت صرف صحیح بخاری میں ہے)

رات نماز پڑھتے، پھر رات کا چھٹا حصّہ سوتے۔"[1]

حضرت ابوبکرؓ کے ہاں اصحابِ صُفّہ کی دعوت اصحابِ صفّہ کا ذکر پہلے گذر چکا ہے، یہ سب فقراء تھے۔ ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو بھی ساتھ لے جائے"۔ اس حکم کی تعمیل میں حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں کو اپنے ساتھ لائے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دس آدمیوں کو اپنے ساتھ لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ کے خاندان میں یہ افراد تھے: ایک وہ خود، ایک اُن کی بیوی، ایک اُن کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰنؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ کی بیوی اور ایک خادم۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ ان مہمانوں کو گھر پر چھوڑ کر شام کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں روانہ ہوئے۔ جاتے وقت اپنے لڑکے حضرت عبدالرحمٰنؓ سے کہہ گئے کہ مہمانوں کی خبر گیری (خاطر تواضع) کرنا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حسبِ ہدایت شام کو مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا، مہمانوں نے میزبان کے آنے تک کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے کہا "وہ (یعنی میرے والد) بہت سخت آدمی ہیں، وہ مجھ پر بہت خفا ہوں گے لہٰذا آپ کھائیے۔" اُنہوں نے پھر بھی کھانے سے انکار کر دیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رات کا کھانا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں کھایا۔ کھانا کھا کر وہ وہیں ٹھہر گئے پھر عشاء کی نماز پڑھی، نماز کے بعد پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس ٹھہر گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رات کا کھانا کھایا (حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس ہی بیٹھے رہے) پھر کافی رات گذرنے کے بعد اپنے گھر واپس تشریف لائے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیوی نے کہا "تم اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر کہاں رہ گئے تھے"۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا "کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھِلایا؟" بیوی نے کہا "کھانا اُن کو پیش کیا گیا تھا لیکن اُنہوں نے جب تک آپ نہ آئیں کھانے سے انکار کر دیا"۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کر کہیں چھپ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا "اے نالائق!" پھر خوب اُنہیں بُرا بھلا کہا۔ پھر کہا "میں تجھے قسم دیتا ہوں اگر تو میری آواز سُنتا ہے تو آجا"۔ یہ سُنکر وہ آگئے۔ انہوں نے کہا "اللہ کی قسم میرا کوئی قصور نہیں ہے، آپ ان مہمانوں سے پوچھ لیجئے"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ مہمانوں کی طرف متوجّہ ہو کر کہا "اللہ کی قسم میں ہرگز نہیں کھاؤں گا، آپ کھانا کھائیں، آپ کو (میرا نہ کھانا) گوارا (ہو یا) نہ ہو"۔ اُنہوں نے کہا "اگر آپ نہیں کھائیں گے تو اللہ کی قسم ہم بھی نہیں کھائیں گے"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کہا "ایسی بُری رات میں نے کبھی نہیں دیکھی، افسوس آپ مہمانی کیوں نہیں قبول کرتے" (انہوں نے پھر بھی نہیں کھایا تو) کچھ دیر بعد حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے فرمایا "لاؤ کھانا لاؤ۔ وہ قسم شیطانی تھی"۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے بسم اللہ کہہ کر کھانا شروع کر دیا، مہمانوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم ہم جب کوئی لقمہ لیتے تو اُس کے نیچے اُس سے زیادہ بڑھ جاتا"۔ مہمان سب سیر ہو گئے اور کھانا جس قدر تھا اُس سے زیادہ بچ گیا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے کھانے کی طرف دیکھا تو وہ اُسی قدر تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ دیکھکر اُنہوں نے اپنی بیوی سے کہا "اے بنی فراس کی بہن، یہ کیا ماجرا ہے"۔ وہ کہنے لگیں "میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ اِس وقت پہلے سے تِگنا ہے"۔ پھر وہ کھانا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لیجایا گیا، وہاں اُس کو آدمیوں کی کثیر تعداد نے کھایا۔[2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصّیام عن عبداللہ بن عمروؓ۔ [2] یہ قسم بے ساختہ مُنہ سے نکل گئی۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصّلوٰۃ ابواب مواقیت الصّلوٰۃ باب السّمر

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ مہمانوں کی قسم تو سچی ہوئی اور میری قسم جھوٹی ہوگئی (مجھے اپنی قسم توڑنی پڑی)" یہ کہکر حضرت ابوبکرؓ نے پورا واقعہ بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہاری قسم سب سے زیادہ پوری ہوئی اور تم سب سے بہتر ہو۔"[1] (یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے فرمائی کہ حضرت ابوبکرؓ جب کسی بہتر کام کی وجہ سے قسم توڑتے تھے تو کفارہ دیدیا کرتے تھے[2])

ذوالخلصہ کی تباہی ذوالخلصہ یمن میں قوم خثعم اور قوم بجیلہ کا ایک بت خانہ تھا جس کو کعبہ یمانیہ بھی کہا جاتا تھا۔ اس میں کئی بت رکھے ہوئے تھے جن کی پوجا ہوتی تھی۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریرؓ سے فرمایا "تم مجھے ذوالخلصہ کو تباہ کر کے خوشی کیوں نہیں پہنچاتے۔" حضرت جریرؓ کہتے ہیں "میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینہ پر (ہاتھ) مارا۔ آپؐ کی انگلیوں کے نشان مجھے اپنے سینہ پر نظر آئے۔" پھر آپؐ نے اس طرح دعا کی "اے اللہ ان کو ثابت رکھ اور ان کو ہادی اور مہدی (یعنی ہدایت دینے والا اور ہدایت یاب) بنادے۔" حضرت جریرؓ کہتے ہیں اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ الغرض حضرت جریرؓ قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ اس کام کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت جریرؓ نے وہاں پہنچکر ذوالخلصہ کو توڑ ڈالا اور پھر اس کو جلا دیا، اس کے اردگرد جو پجاری تھے (انہوں نے مزاحمت کی تو) حضرت جریرؓ نے انہیں قتل کر دیا۔ پھر ابوارطاتؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دینے کیلئے روانہ کیا۔ انہوں نے مدینہ منورہ پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "اس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں اس کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں گویا وہ خارشتی اونٹ ہے۔" یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے گھوڑوں اور سواروں کے لئے پانچ مرتبہ دعائے برکت کی[3]

یمن میں ایک شخص تھا جو تیروں سے فال نکالا کرتا تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد یہاں موجود ہے، اگر اس نے تجھ پر قدرت پائی تو تیری گردن اڑا دے گا۔ اتفاقاً ایک دن وہ تیروں سے فال نکال رہا تھا کہ حضرت جریرؓ وہاں پہنچ گئے۔ حضرت جریرؓ نے کہا ان تیروں کو توڑ کر کلمۂ شہادت پڑھ ورنہ میں تیری گردن اڑا دوں گا۔ یہ سن کر اس شخص نے تیروں کو توڑ دیا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلم ہوگیا[4]

(نوٹ:۔ حضرت جریرؓ نئے نئے ایمان لائے تھے اس لئے غالباً انہیں علم نہیں تھا کہ اسلام کے لئے جبر جائز نہیں، یا یہ کہ وہ شخص مسلم تو تھا لیکن فال نکالنے کی تحریم سے ناواقف تھا، کلمۂ شہادت پڑھوانا صرف تجدید ایمان (توبہ) اور تردید عقائد باطلہ کیلئے تھا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو قبرستان جانا حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں، ایک رات کو جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں لیٹے ہوئے تھے، آپؐ نے کروٹ لی (پھر بیٹھے) جوتے نکال کر قدموں کے سامنے رکھے۔ پھر اپنی چادر لی اور اس کا ایک سرا بستر پر بچھا کر لیٹ گئے، پھر تھوڑی دیر اس خیال

(حاشیہ بقیہ صفحہ گذشتہ) مع الاہل عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ وباب علامات النبوۃ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [1] صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف عن عبدالرحمٰنؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب لایؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب حرق الدور والنخیل وباب البشارۃ فی الفتوح ومناقب جریرؓ بن عبداللہ وکتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ وصحیح مسلم باب من فضائل جریرؓ عن جریرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلصۃ عن جریرؓ۔ [5] جس کو کھجلی کا مرض ہو۔

سے رُکے رہے کہ کہیں میں جاگ نہ جاؤں۔ پھر آپؐ نے آہستہ سے اپنی چادر لی، آہستہ سے جوتے پہنے، آہستہ سے دروازہ کھولا، آہستہ سے نکلے اور آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ میں نے بھی اپنی چادر لی، اُس کو سر پر اوڑھا اور جسم پر لپیٹ لیا، پھر میں بھی آپؐ کے پیچھے چلی۔ آپؐ بقیع کے قبرستان پہنچے اور وہاں بڑی دیر تک کھڑے رہے پھر دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ اُٹھایا، پھر آپؐ لَوٹے۔ مَیں بھی لَوٹی۔ آپؐ جلدی چلے تو میں بھی جلدی چلی، آپؐ گھر آگئے اور میں بھی گھر آگئی میں آپؐ سے پہلے گھر پہنچ گئی اور آتے ہی لیٹ گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھر میں داخِل ہوئے تو فرمایا "اے عائشہؓ کیا ہوا؟ سانس کیوں چڑھ رہا ہے؟ پیٹ کیوں پھول رہا ہے؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کیا "کچھ نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بتادو ورنہ لطیف و خبیر (اللہ) مجھے بتادے گا"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں" یہ کہکر سارا ماجرا سُنایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے آگے آگے جو سایہ[1] نظر آرہا تھا وہ تم ہی تھیں؟" حضرت عائشہؓ نے کہا "جی ہاں" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سینہ پر ہاتھ مارا جس سے اُنہیں کچھ تکلیف سی محسوس ہوئی۔ پھر فرمایا "کیا تم نے یہ خیال کیا تھا کہ اللہ اور اُس کا رسولؐ تمہاری حق تلفی کریں گے۔ میرے پاس جبریلؑ آئے تھے، اُنہوں نے مجھے آواز دی اور تم سے اُنہوں نے اس بات کو چھپایا۔ وہ تمہارے پاس آنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ تم نے اپنے کپڑے اُتار دئے تھے یعنی دوپٹّہ اور چادر اُتار دی تھی۔ میں نے تمہیں بیدار کرنا اچھا نہیں سمجھا اس لئے کہ تم (اکیلے) گھبراؤ گی۔ جبریلؑ نے کہا آپؐ کا ربّ آپؐ کو حکم دیتا ہے کہ آپؐ بقیع والوں کے پاس جائیں اور اُن کیلئے استغفار کریں[2] (اس لئے مَیں قبرستان گیا تھا)"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ (پھر) میری باری کی رات کو آپؐ یہی کرتے کہ آخر شب میں بقیع (کے قبرستان) تشریف لے جاتے اور اُن کیلئے دُعائے مغفرت کرتے۔

ہر جاندار پر رحم کرنا باعثِ اجر ہے ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایک شخص کہیں چلا جارہا تھا۔ راستہ میں اُسے سخت پیاس لگی، اُسے ایک کُنواں مِلا، وہ اس میں اُترا اور پانی پیا۔ جب وہ کُنویں کے باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کُتّا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے باعث کیچڑ چاٹ رہا ہے، اُس شخص نے سوچا کہ اِس کُتّے کو ویسی ہی پیاس لگ رہی ہے جیسی مجھ کو لگ رہی تھی۔ یہ خیال کرکے وہ پھر کُنویں میں اُترا اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اُسے مُنہ سے پکڑ کر باہر نکلا اور کُتّے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس فعل کی قدر دانی کی اور اُسے بخشدیا"۔ صحابۂ کرامؓ نے پوچھا "کیا جانوروں کے ساتھ احسان کرنے کا بھی ہمیں ثواب ملیگا؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہر تر جگر رکھنے والے یعنی جاندار کے ساتھ احسان کرنا باعثِ اجر ہے[3]"۔

درخت اُگانے کی ترغیب ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو مُسلم کوئی درخت لگائے پھر اُس درخت سے کوئی انسان یا جانور کچھ کھائے تو وہ کھانا درخت لگانے والے کیلئے باعثِ اجر ہوگا[4]"۔

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور۔ [2] صحیح مسلم کتابُ الجنائز باب ما یقال عند دخول القبور۔ [3] صحیح بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الناس والبہائم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ الناس والبہائم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

[1] دوری اور تاریکی کی وجہ سے حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا جسمِ اطہر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مثل سایہ کے نظر آرہا تھا۔

جنگِ تبوک[1]

رُومیوں سے ایک جنگ پہلے ہو چکی تھی جسے جنگِ مُوتہ کہتے ہیں، اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رُوم کی عیسائی حکومت سے پھر جنگ کا ارادہ کیا۔ یہ جنگ کیونکہ تبوک کے مقام پر لڑی جانے والی تھی اس لئے اس کا نام جنگِ تبوک ہو گیا۔

جنگ کیلئے ساز و سامان کی بڑی ضرورت تھی لہٰذا رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو صدقات دینے کا حکم دیا۔

منافقین کا استہزاء اس حکم کی تعمیل میں صحابہ کرامؓ نے صدقہ دینا شروع کیا، وہ (محنت مزدوری کرتے) بوجھ ڈھوتے (اور اس کی اُجرت میں سے صدقہ دیتے) حضرت ابوخیثمہ انصاریؓ نے ایک صاع کھجور اللہ کے راستہ میں دئے، منافقین نے اُن پر طعنہ زنی کی۔ ایک مرتبہ حضرت ابوعُقیلؓ نصف صاع لیکر آئے۔ ایک اور صحابیؓ نے ان سے بہت زیادہ صدقہ دیا، منافقین نے ان دونوں کو طعنہ دیا اور کہا "اللہ (ابوعُقیلؓ کے نصف صاع) صدقہ سے مستغنی ہے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنے سے صدقہ کی کیا قدر و قیمت ہے) اور دوسرے آدمی نے جو زیادہ صدقہ دیا ہے تو وہ محض ریاء کاری ہے (اللہ ایسا صدقہ قبول نہیں فرماتا)" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَیَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝ {۹/توبہ ۸۰}

جو مُومن دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اُن کو یہ منافق (ریاء کاری کا) طعنہ دیتے ہیں اور اُن لوگوں کو بھی طعنہ دیتے ہیں جو اپنی تھوڑی سی کمائی میں سے تھوڑا بہت لاکر دیدیتے ہیں پھر اُن لوگوں کا مذاق اُڑاتے ہیں (غرض یہ کہ دونوں کی ہمّت پست کرنے کی کوشش کرتے ہیں) اللہ انہیں اس کی سخت سزا دے گا، ان کیلئے دردناک عذاب (تیار) ہے، انکے لئے آپ بخشش کی دُعاء کریں یا نہ کریں، اگر ستّر مرتبہ بھی آپ ان کیلئے بخشش کی دُعاء کریں گے اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اللہ اور رسُولؐ کے ساتھ کفر کیا ہے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔[1]

جیسا کہ جنگِ مُوتہ کے آغاز میں بیان کیا جا چکا ہے رُومیوں سے جنگ کا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت [illegible] کے مطابق شروع کیا گیا، جنگِ تبوک بھی اسی سلسلہ کی ایک لڑی تھی، اللہ تعالیٰ نے اس [illegible] مسلمین کو اُبھارتے ہوئے اور منافقین کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:۔

[illegible] اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِیْلَ لَكُمُ — اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا

جنگ کیلئے مُؤ

یٰۤاَیُّهَا الَّ

---

[1] التفسیر (سُورۃ التّوبۃ) وصحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب الحمل اجرۃ یتصدق بہا عن ابی مسعودؓ وکتاب التّوبۃ باب حدیث توبۃ کعب

[1] صحیح بخاری کتاب [illegible] بن مالکؓ۔ عہ [illegible]

تبوک ملک شام کے ایک مقام کا نام ہے۔

انْفِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ ؕ
اَرَضِیْتُمْ بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا
مَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِیْلٌ ۝ اِلَّا
تَنْفِرُوْا یُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا وَّیَسْتَبْدِلْ
قَوْمًا غَیْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَیْـًٔا ؕ وَاللّٰهُ عَلٰی
كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ
اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ
اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ
وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰی ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ
وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّ
جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ
ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ { ۳۸ تا ۴۱ }

جاتا ہے کہ اللہ کے راستہ میں نکلو تو تم زمین پر گرے جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کی نعمتوں کے بدلہ میں دنیا کی زندگی پر مگن ہو گئے ہو حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دُنیا کے فوائد بہت ہی کم ہیں، اور (اے مؤمنو!) اگر تم جہاد کے لئے نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں سخت عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا۔ تم اللہ کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے، اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اگر تم رسولؐ کی مدد نہ کرو گے (تو کیا اللہ بھی اُس کی مدد نہ کریگا) اللہ تو اُس وقت بھی اُس کی مدد کر چکا ہے جب کافروں نے اُسے نکالا تھا، اُس وقت اُس کے ساتھ صرف ایک ہی ساتھی تھا (کوئی اور مددگار نہیں تھا) جبکہ وہ غار میں تھے اور رسولؐ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا کہ ڈرو نہیں یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے، اللہ نے اس پر تسکین نازل فرمائی اور اُس کو ایسے لشکروں سے مدد دی جو تم کو نظر نہ آتے تھے، اللہ نے کافروں کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ اور اللہ ہی کی بات بلند و بالا ہے، اللہ زبردست حکمت والا ہے (لہٰذا اے مؤمنو) تم سُبکبار ہو یا گراں بار (مسلح ہو یا غیر مسلح) ہر حالت میں گھر سے نکلو اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم سمجھو۔

جہاد بہت دور دراز مقام پر تھا لہٰذا منافقین نے پہلوتہی کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِیْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا
لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَیْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ
وَسَیَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا
مَعَكُمْ ۚ یُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ
اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ { توبہ ۴۲ }

اگر مالِ غنیمت آسانی سے ملنے کی امّید ہوتی اور سفر ہلکا ہوتا تو (اے رسولؐ) یہ بڑے شوق سے آپؐ کے ساتھ جاتے لیکن اُن کو مسافت دور دکھائی دی (تو ہمّت ہار گئے) اور (اے رسولؐ) یہ اللہ کی قسمیں کھا کر کہیں گے کہ اگر واقعی ہم میں استطاعت ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ جاتے (ایسے بہانوں سے) یہ اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹے ہیں۔

الغرض یہی ہوا کہ منافقین قسمیں کھا کر جھوٹے بہانے بنانے لگے اور جہاد پر نہ جانے کی اجازت چاہی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ ۚ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰی
یَتَبَیَّنَ لَكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ
الْكٰذِبِیْنَ ۝ لَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ
یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یُّجَاهِدُوْا

اللہ آپؐ کو معاف کرے، آپؐ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی (اگر آپؐ اجازت نہ دیتے تو) سچّوں اور جھوٹوں میں امتیاز ہو جاتا، جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں وہ آپؐ سے جہاد پر نہ جانے کی اجازت نہیں لیتے بلکہ وہ تو اپنے

بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْبُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ۝ {۴۳ تا ۴۵}

مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنا چاہتے ہیں، اللہ متقیوں سے خوب واقف ہے۔ جہاد پر نہ جانے کی اجازت تو وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں رکھتے جن کے دلوں میں شک ہے اور وہ اپنے شک شبہ میں ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں۔

مؤمنین جنگ کی تیاری میں مصروف تھے، لیکن منافقین نے کوئی تیاری نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ان کا جہاد پر جانے کا ارادہ ہی نہ تھا)

وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً {توبہ ۴۶}

اگر ارادہ ہوتا تو کچھ تیاری کرتے۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝ {۴۹ توبہ}

ان منافقین میں بعض (ایسے بھی صاف گو تھے جو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر گذارش کرتے کہ ہمیں تو اجازت ہی دیدیجئے، آفت میں نہ ڈالئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خبردار ہو جاؤ، یہ لوگ تو آفت میں پہلے ہی پڑ چکے ہیں (سب سے بڑی آفت تو کفر ہے جس میں یہ پہلے سے مبتلا ہیں اور کفر کی سزا دوزخ ہے) اور دوزخ تمام کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔

اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ۝ {۵۰ توبہ}

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اور مؤمنین) کو کوئی بھلائی پہنچتی تو ان کو بُری لگتی اور اگر کوئی مصیبت پیش آتی تو کہتے کہ ہم نے تو پہلے ہی سمجھ لیا تھا (اسی لئے ہم نہیں گئے) مؤمنین کی مصیبت پر بڑی خوشی مناتے، شاداں و فرحاں اپنے گھر لوٹتے۔

جنگِ تبوک کے موقع پر بھی وہ اپنے دلفریب بہانوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتے تھے اور آنے والی مصیبت کا خوف دلا کر مؤمنین کی ہمت شکنی کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَاۤ اِلَّاۤ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهٖۤ اَوْ بِاَيْدِيْنَا فَتَرَبَّصُوْۤا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝ {۵۱ و ۵۲ توبہ}

ان سے کہدیجئے کہ ہم کو ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر وہی جو اللہ نے لکھدی ہے وہی ہمارا کارساز ہے اور مؤمنین کو اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے اور (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ تم ہمارے حق میں دو بھلائیوں میں سے ایک کے منتظر رہو (فتح یا شہادت) اور ہم تمہارے لئے اس بات کے منتظر ہیں کہ اللہ تم پر کوئی عذاب اپنے پاس سے بھیجدے یا ہمارے ہاتھ سے تمہیں سزا دلوائے۔ بس تم انتظار کرتے رہو، ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہے ہیں۔

بعض منافقین نے جنگ سے جی چُراتے ہوئے اپنے نفاق کی پردہ پوشی کیلئے کچھ مال دینا چاہا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّاۤ اَنَّهُمْ كَفَرُوْا

ان سے کہدیجئے کہ تم اپنا مال خوشی سے دو یا ناخوشی سے تم سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، تم یقیناً نافرمان لوگ ہو (اور اے رسولؐ) ان کے مال قبول کرنے سے صرف یہ

بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ۝ فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ {۵۳ تا ۵۵}

امر مانع ہے کہ یہ اللہ اور رسولؐ کے ساتھ کفر کرتے ہیں، سُستی کے ساتھ نماز کو آتے ہیں اور جب خرچ کرتے ہیں تو ناخوشی ہی سے خرچ کرتے ہیں (اے رسولؐ) آپؐ انکے مال اور اولاد کو دیکھکر تعجب نہ کریں، اسی مال کے ذریعہ تو اللہ انہیں دنیا کی زندگی میں عذاب دینا چاہتا ہے اور جب ان کی جان نکلے گی تو اُس وقت بھی یہ کافر ہی ہوں گے (پھر جو عذاب کافروں کیلئے مخصوص ہے وہی ان کو بھی ہوگا بلکہ اس سے بھی زیادہ)

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ؕ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ۝ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ۝ {۵۶ و ۵۷}

ان منافقین کا یہ حال تھا کہ جب مُومنین سے ملتے تو اللہ کی قسمیں کھا کر کہتے کہ ہم یقیناً تم ہی میں سے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ قطعاً تم میں سے نہیں ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ بزدل ہیں (لہٰذا اپنے دل کی بات کہتے ہوئے ڈرتے ہیں) ان کا تو یہ حال ہے کہ اگر کوئی پناہ کی جگہ یا غار یا کوئی تہ خانہ مل جائے تو اس کی طرف رسّیاں تڑا کر بھاگ جائیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ۝ {۵۸ و ۵۹}

اور (اے رسولؐ) ان میں سے بعض وہ لوگ بھی ہیں جو تقسیمِ مال کے سلسلہ میں آپؐ پر اعتراض کرتے ہیں (جیسا کہ جنگِ حُنین کے مالِ غنیمت کی تقسیم کے وقت ان کا اعتراض گذر چکا ہے اور آگے بھی آرہا ہے، حالانکہ نبی پر اعتراض یا ناانصافی کا گمان ایمان بالرّسولؐ کے قطعاً منافی ہے۔ نبیؐ پر ناانصافی کا گمان وہی کرسکتا ہے جو کافر ہو) ان کا تو یہ حال ہے کہ ان کو دیا جائے تو خوش رہتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہوجاتے ہیں اور (کتنا اچھا ہوتا) اگر یہ اُس مال سے راضی ہو جاتے جو اُن کو اللہ اور رسولؐ نے دیا تھا اور یہ کہتے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے، وہ اپنے فضل سے پھر کبھی دے گا، اور اُس کا رسولؐ دیگا، ہمیں تو بس اللہ چاہیئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تقسیمِ مال پر اعتراض کرنے والے سُن لیں

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ {توبہ ۶۰}

کہ صدقات، فقراء، مساکین اور عاملین کے لئے ہیں اور اُن لوگوں کے لئے ہیں جن کی تالیفِ قلوب منظور ہو اور غلاموں کے آزاد کرانے، قرضداروں کے قرض کی ادائیگی، اللہ کے راستہ میں اور مسافروں پر بھی یہ صدقات خرچ ہوسکتے ہیں، یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے، اللہ علم والا اور حکمت والا ہے (لہٰذا اگر رسولؐ نے تالیفِ قلوب کے لئے دیدیا تو اس میں اعتراض کی کونسی بات ہے)

منافقین میں بعض ایسے بھی تھے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تکلیف پہنچاتے، آپؐ کے متعلق ناشائستہ

الفاظ استعمال کرتے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَمِنْهُمُ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ النَّبِيَّ وَيَقُوْلُوْنَ هُوَ اُذُنٌ ؕ قُلْ اُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ يُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ؕ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ { توبہ ۶۱ }

تو کان (کے کچے) ہیں (ہمارے خلاف باتیں سنتے ہیں تو اُن پر بھی یقین کر لیتے ہیں اور جب ہم قسمیں کھا کر اپنی بریت ثابت کرتے ہیں تو اس پر بھی یقین کر لیتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ انکا ایسا ہونا تمہارے لئے بہتر ہے (وہ سُن کر درگذر کرتے ہیں، تمہاری حرکتوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں اور تمہاری گرفت نہیں کرتے، اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ کچھ سمجھتے نہیں، وہ سب کچھ سمجھتے ہیں، انہیں تمہاری باتوں پر یقین نہیں آتا اور یقین آئے بھی کیسے جبکہ تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہاری باتوں پر یقین کیا جائے) وہ تو اللہ کی باتوں پر یقین کرتے ہیں یا ایمان والوں کی باتوں پر یقین کرتے ہیں۔ اور ایمان والوں کیلئے تو وہ رحمت مجسم ہیں (یہ اُن کا رحم وکرم ہی ہے کہ تمہارے ظاہری ایمان کی وجہ سے تم سے کچھ نہیں کہتے، تمہیں معاف کر دیتے ہیں بہرحال) جو لوگ (اِس قسم کے طعنے دیکر) اللہ کے رسولؐ کو تکلیف پہنچاتے ہیں اُنکے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہ لوگ اتنے بزدل واقع ہوئے تھے کہ مؤمنین کے سامنے اپنے دل کی بات نہ کہتے۔ جھوٹی

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ۝ { توبہ ۶۲ و ۶۳ }

قسمیں کھا کر انہیں راضی کرنے کی کوشش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر یہ مؤمن ہوتے تو ان کے نزدیک اللہ اور رسولؐ کو راضی کرنا زیادہ ضروری تھا (لیکن یہ ایسا نہیں کرتے) تو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو شخص اللہ اور رسولؐ سے مقابلہ کرتا ہے (اُن کو ناخوش کرتا ہے) اُس کیلئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے۔ اس آگ میں وہ ہمیشہ رہے گا اور بڑی ذلت اور رسوائی کے ساتھ اس میں (جلتا) رہیگا۔

یہ تو آخرت کا عذاب ہے۔ لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ وہ دُنیا میں چین واطمینان سے زندگی بسر کرتے تھے، دنیا میں بھی اُنہیں چین نصیب نہیں تھا۔

يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ؕ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ

ہر وقت ڈرتے رہتے کہ کہیں کوئی سورت ایسی نہ نازل ہو جائے جو ان کے دِلوں کے راز کو ظاہر کر دے (اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسولؐ) ان سے کہدیجئے کہ تم جتنا مذاق اُڑا سکتے ہو اُڑاؤ، اللہ (تعالیٰ) تمہارے دل کی باتوں کو جن کے ظاہر ہونے کا تمہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے ضرور ظاہر کر کے رہیگا اور (اے رسولؐ) اگر آپؐ ان سے پوچھیں (کہ تم نے یہ بات کیوں کہی تھی) تو یہ جواب دیں گے کہ ہم نے تو یونہی دل لگی میں ایک بات کہہ دی تھی (ہماری مخالفت کی نیت نہیں تھی) اے رسولؐ آپؐ ان سے پوچھئے کیا تم اللہ،

يَأْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ؕ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ؕ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝ {۶۴ تا ۶۸}

اس کی آیتوں اور اس کے رسولؐ سے مذاق کرتے ہو، بس اب تم بہانے نہ بناؤ (تمہاری حقیقت سے اللہ اچھی طرح واقف ہے) یقیناً تم ایمان کا اقرار کرنے کے بعد بھی کافر ہی ہو، اگر ہم تم میں سے بعض کو معاف بھی کر دیں تو بعض کو سزا بھی دیں گے کیونکہ وہ (یقیناً) مجرم ہیں (اور اے رسولؐ) ان لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ لوگوں کو برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیک کاموں سے روکتے ہیں۔ خرچ کرنے کے موقع پر ہاتھ روک لیتے ہیں۔ انہوں نے اللہ کو بھلا دیا ہے، اللہ نے بھی انہیں بھلا دیا (یعنی ان پر کبھی رحم نہیں کریگا) کیونکہ یہ لوگ یقیناً فاسق ہیں۔ ان کے اور (دوسرے) کافروں کیلئے دوزخ کی آگ (تیار) ہے جس میں یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے، وہی ان کیلئے کافی ہے، اللہ نے ان پر لعنت کر دی ہے اور ان کیلئے دائمی عذاب ہے (جس سے وہ چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتے)

دھمکی | پھر اللہ تعالیٰ نے منافقین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ؕ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ خَاضُوْا ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ؕ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝ {۶۹ تا ۷۰}

تم انہی لوگوں کی طرح ہو جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں، البتہ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ مال اور اولاد میں بھی وہ تم سے کہیں زیادہ تھے، انہوں نے دنیا میں چند دن خوب مزے اڑا لئے۔ تم بھی ان کی طرح مزے اڑا چکے ہو (اور کچھ دن اڑا لو) اور جس طرح انہوں نے باتیں بنائی تھیں تم بھی باتیں بنا رہے ہو۔ ایسے لوگوں کے اعمال دنیا میں بھی ضائع ہو گئے اور آخرت میں بھی یہ اعمال ان کے کام نہ آئیں گے یہی وہ لوگ ہیں جو نقصان اٹھانے والے ہیں (اور اے رسولؐ) کیا ان کو ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یعنی قوم نوحؑ، عاد، ثمود، قوم ابراہیمؑ، اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں والے۔ ان کے پاس ان کے رسولؑ نشانیاں لیکر آئے تھے (انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا، عذاب الٰہی نے ان کو نیست و نابود کر دیا) اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے (اور اپنے آپ کو عذاب کا مستحق بنا رہے تھے۔ اگر یہ منافق اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو ان کا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو ان قوموں کا ہوا)

اور اے رسولؐ یہ اپنے کو مؤمن کہتے ہیں حالانکہ مؤمن تو وہ ہوتے ہیں جو

يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ {۷۱ تا ۷۲}

اچھے کاموں کا حکم دیتے ہیں، بری باتوں سے منع کرتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (ہر معاملہ میں) اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں ایسے مؤمنین پر اللہ رحم کرتا ہے، یقیناً اللہ زبردست اور

حکمت والا ہے۔

منافقین کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنے میں حد گزر چکی تھی، لہٰذا اب اللہ تعالیٰ نے مزید نرمی سے روکتے ہوئے اپنے رسولؐ کو حکم دیا کہ:-

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ؕ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ {۹/۷۳، ۷۴}

اے نبیؐ! کفار اور منافقین سے جہاد کیجیے اور ان پر سختی کیجیے ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ ان منافقین کا تو یہ حال ہے کہ کفر کے کلمے زبان سے نکالتے ہیں اور پھر قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کہا، اسلام کا اقرار کرنے کے باوجود یہ لوگ کافر ہی ہیں، انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا تھا جس کو کر نہ سکے (اسلام کی بیخ کنی میں انہوں نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا لیکن ناکام رہے) آخر اسلام کی کونسی چیز ان کو بری لگتی ہے (کہ اس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں) سوائے اس بات کے کہ اللہ اور رسولؐ نے انہیں غنی کر دیا (کیا یہ اس احسان کا بدلہ اس طرح دے رہے ہیں) اگر یہ اب بھی توبہ کرلیں تو ان کیلئے اچھا ہے اور اگر یہ منہ موڑیں گے تو دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب میں مبتلا ہوں گے اور پھر روئے زمین پر نہ ان کا کوئی کارساز ہوگا نہ مددگار۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین جنگ کی تیاری میں مصروف تھے لیکن یہ منافقین

فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِي الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝ {۹/۸۱}

(بہانے بنا کر) جنگ میں شریک نہ ہونے سے بہت خوش تھے، انہیں یہ بات پسند نہیں تھی کہ اللہ کی راہ میں مال و جان سے جہاد کریں (یہی نہیں بلکہ) اوروں کو بھی یہ کہہ کر بہکا رہے تھے کہ گرمی بہت ہے، جہاد کے لئے نہ جانا (ورنہ بڑی تکلیف میں مبتلا ہو جاؤ گے) اے رسولؐ ان سے کہہ دیجئے کہ دوزخ کی آگ اس سے کہیں زیادہ گرم ہے (اسے کیسے برداشت کرو گے) کاش یہ لوگ سمجھتے (کہ ان باتوں سے یہ اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنا رہے ہیں)

بعض دیہاتی بھی منافقین کی روش پر چل رہے تھے۔ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وَجَآءَ الْمُعَذِّرُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ سَيُصِيْبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ {۹/۹۰}

کے پاس آکر اپنے عذر بیان کرتے اور جنگ میں شریک نہ ہونے کی اجازت طلب کرتے تھے، الغرض یہ لوگ بھی جھوٹے بہانے کر کے گھر میں بیٹھے رہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان میں سے جن لوگوں نے کفر کیا ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

منافقین کے بالکل برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین کا یہ حال تھا کہ

لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ {۹/۸۸}

وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے لئے بخوشی تیار تھے۔

بہت سے مسلمین ایسے بھی تھے جن کے پاس سواری نہیں تھی۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس
إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ سواری مانگنے کے لئے آئے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم
أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا۟ وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ نے فرمایا میرے پاس سواری نہیں ہے۔ وہ مایوس ہو کر واپس
ٱلدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا۟ مَا يُنفِقُونَ ۝ {توبہ ۹۲} ہوئے، اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ انہیں اس
بات کا رنج تھا کہ ان کے پاس مال نہیں (جس کے ذریعہ وہ سامانِ جنگ فراہم کریں اور لڑائی میں شریک ہوں)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ بھی اُن لوگوں میں سے ہیں جو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سواری مانگنے آئے تھے، وہ کہتے ہیں مجھے میرے دوستوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سواریاں مانگنے کیلئے بھیجا میں جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا تو آپؐ غصّہ میں تھے، مجھے معلوم نہیں تھا کہ آپؐ غصّہ میں ہیں، میں نے سواریاں طلب کیں، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں انہیں کوئی سواری نہیں دے سکتا، میرے پاس سواریاں نہیں ہیں کہ ان میں سے انہیں سواریاں دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے یہ الفاظ سُن کر حضرت ابو موسیٰؓ غمزدہ حالت میں واپس چلے گئے۔ انہیں یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اُن پر تو غصّہ نہیں آیا۔ (آپؐ ان سے تو ناراض نہیں ہیں) اُنہوں نے واپس جا کر اپنے دوستوں سے یہ واقعہ بیان کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ حضرت بلالؓ نے انہیں آواز دی۔ حضرت ابو موسیٰؓ حضرت بلالؓ کے پاس گئے۔ حضرت بلالؓ نے اُن سے کہا تمہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بُلا رہے ہیں۔ حضرت ابو موسیٰؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ دو اُونٹ لے جاؤ۔ یہ دو اُونٹ لے جاؤ۔ یہ دو اُونٹ لے جاؤ"۔ یہ اُونٹ آپؐ نے اُسی وقت حضرت سعدؓ سے خریدے تھے۔ پھر آپؐ نے حضرت ابو موسیٰؓ سے فرمایا "اپنے دوستوں سے کہنا کہ یہ اُونٹ تمہیں اللہ نے سواری کیلئے دئے ہیں"۔ اُنہوں نے اپنے دوستوں سے جا کر یہ بات کہہ دی (پھر اُنہیں خیال آیا کہ وہ لوگ کہیں ان کو جھوٹا نہ سمجھیں اس لئے کہ ابھی تو انہوں نے یہ کہا تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس سواریاں نہیں ہیں اور اب یہ سواریاں لیجا کر انہیں دے رہے ہیں) انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا "اللہ کی قسم میں تم کو اُس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میں تمہیں اُن لوگوں کے پاس نہ لے چلوں جنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو انکار کرتے ہوئے سُنا تھا، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میری بات کو جھوٹ سمجھو"۔ دوستوں نے کہا "تم سچّے ہو اور اگر تم تصدیق کرانا بہتر سمجھتے ہو تو ہم ایسا بھی کر لیں گے"۔ الغرض حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ ان میں سے ایک آدمی کو لیکر اُن لوگوں کے پاس پہنچے جنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو انکار کرتے ہوئے سُنا تھا۔ ان لوگوں نے حضرت ابو موسیٰؓ کی تصدیق کی[1]

کچھ دیر بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس مالِ غنیمت کے کچھ اُونٹ اور آ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ ان میں سے پانچ اُونٹ ابو موسیٰؓ اور اُن کے ساتھیوں کو دے دئے جائیں، حکم کی تعمیل میں پانچ اُونٹ انہیں دیدئے گئے۔ جب وہ اُونٹ لیکر چلے گئے تو اُنہیں خیال آیا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُونٹ نہ دینے کی قسم کھائی تھی، ہم نے آپؐ کو قسم یاد نہ دلائی۔ ایسی صورت میں ہم کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں قسم یاد دلانے

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم کتابُ النذر عن ابی موسیٰ رضؓ۔

کے لئے روانہ کیا۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہو کر عرض کیا، "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے قسم کھائی تھی کہ آپؐ ہمیں سواری نہ دیں گے، پھر آپؐ نے ہمیں سواری دیدی۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہاں (میں نے قسم کھائی تھی) لیکن میں جب کسی بات پر قسم کھا لیتا ہوں اور پھر کسی دوسری بات کو اس سے زیادہ مناسب سمجھتا ہوں تو زیادہ مناسب بات کو اختیار کر لیتا ہوں اور قسم کا کفارہ دے دیتا ہوں"[1]

تبوک کو روانگی تمام تیاریاں مکمل کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمین تبوک کی طرف روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو مدینہ میں چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا "آپؐ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تسلی دیتے ہوئے) فرمایا "کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰؑ کے لئے ہارونؑ تھے (یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر کوہِ طور پر چلے گئے تھے اسی طرح میں بھی تمہیں اس عارضی غیر حاضری میں چھوڑ کر جا رہا ہوں) ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا"[2] (یعنی جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو نبوت دینے کے بعد ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت دی گئی تھی، تمہیں اس طرح میرے بعد نبوت نہیں مل سکتی، ہارون علیہ السلام سے تمہاری مماثلت عارضی طور پر نگراں ہونے میں ہے، نبی ہونے میں نہیں ہے)

(نوٹ :۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی بن جانے کے بعد اب کوئی اُمّتی بھی نبی نہیں بن سکتا)

حضرت کعب بن مالکؓ کا شریک نہ ہونا حضرت کعب بن مالکؓ اس جہاد میں شریک نہ ہو سکے، وہ خود بیان کرتے ہیں کہ اس جہاد سے پہلے میں کبھی اتنا قوی اور اتنا فارغ البال نہیں تھا۔ اللہ کی قسم اس سے پہلے کسی بھی لڑائی میں میں نے اپنے لئے دو سواریاں جمع نہیں کی تھیں۔ اس لڑائی کیلئے میں نے دو سواریاں تیار کر رکھی تھیں (اور شریکِ جہاد ہونے کا پختہ ارادہ تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عموماً یہ طریقہ تھا کہ جب آپؐ کسی جنگ کیلئے تشریف لیجاتے تو اُس کو صراحتاً ظاہر نہ فرماتے بلکہ دوسری لڑائی کے ضمن میں اس کا بھی ذکر فرما دیتے۔ لیکن اس لڑائی میں کیونکہ منزل بہت دور تھی، دور دراز کا سفر تھا، سخت گرمی کا موسم تھا اور کفّار کی تعداد بہت زیادہ تھی، مسلمین بھی سمجھ چکے تھے کہ ان کا مقابلہ کثیر تعداد فوجوں سے ہوگا، لہٰذا آپؐ نے بھی صاف بتا دیا کہ کس سے مقابلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمین بھی کثیر تعداد میں تھے، ان کی تعداد دس ہزار سے زائد تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاضری کا کوئی (باقاعدہ) رجسٹر نہیں ہوتا تھا اور نہ حاضری رجسٹر کی چنداں ضرورت ہی تھی کیونکہ ہر شخص سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر بات بذریعہ وحی معلوم ہو جاتی ہے لہٰذا کوشش کرتا تھا کہ غیر حاضر نہ رہے (ورنہ اس کی غیر حاضری کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی ہو جائے گا) حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "تمام مسلمین نے جنگ کی تیاری مکمل کر لی اور میں کاہلی سے کام لیتا رہا۔ میں یہ سمجھتا تھا کہ میں جب چاہوں گا تیاری کر لوں گا، میں اس پر قادر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشعریین وکتاب الأیمان وصحیح مسلم کتاب النذر وکتاب الأیمان عن ابی موسیٰ رضؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن سعدؓ وصحیح مسلم باب فضائل علیؓ۔

ہوں، میں آج کل، آج کل کرتا رہا یہاں تک کہ کافی وقت گذر گیا۔ درختوں پر بہار آرہی تھی، پھل پختہ ہو چکے تھے، یہی چیزیں میری توجّہ کا مرکز بنی ہوئی تھیں (اور مَیں انہی میں اُلجھ کر رہ گیا)"۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو کُفّار سے مقابلہ کی جلدی تھی، لہٰذا آپؐ مزید انتظار کئے بغیر جمعرات کے دن بوقت صبح مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوگئے۔ حضرت کعب بن مالکؓ نے ابھی تک کوئی سامان نہ کیا تھا۔ اُنہوں نے سوچا کہ سامان مہیّا کرکے ایک دن بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے راستہ میں جا مِلوں گا لہٰذا وہ آپؐ کے ساتھ روانہ نہ ہوئے، لیکن پھر وہ آج کل آج کل کرتے رہے حتّٰی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ بڑی تیزی کے ساتھ سفر کرتے ہوئے تبوک کے مقام پر پہنچ گئے۔ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں "میں نے قصد کیا کہ اب بھی روانہ ہوجاؤں اور کاش میں چلدیتا تو کتنا اچھا ہوتا لیکن (افسوس یہ جہاد) میری قسمت میں نہ تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جانے کے بعد جب میں مدینہ میں اپنے گھر سے نکلتا تو بس منافقوں اور معذوروں سے ملاقات ہوتی (اور کوئی نظر نہ آتا) مجھے اس بات سے سخت صدمہ ہوتا تھا[1] (کہ ہائے افسوس غیر معذورین مسلمین میں سے کوئی نظر نہیں آتا ہیں اکیلا رہ گیا)

دورانِ سفر نمازیں جمع کرنا | اس سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کرکے پڑھتے رہے[2]۔

مقامِ حجر میں ورودِ مسعود | دورانِ سفر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامِ حجر سے گذرے جہاں قومِ ثمود رہتی تھی۔ آپؐ وہاں اُترے، آپؐ نے حکم دیا کہ اس عذاب زدہ علاقہ کے کنویں کا پانی نہ بھریں اور نہ یہاں کا پانی پئیں۔ لوگوں نے کہا "ہم نے تو پانی بھر لیا اور اس سے آٹا بھی گوندھ لیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آٹا پھینکدو اور پانی بہادو اور صرف اُس کُنویں سے پانی بھرو جس کُنویں سے (حضرت صالح علیہ السّلام کی) اُونٹنی پانی پیتی تھی"۔ پھر آپؐ نے حکم دیا کہ عذاب سے ہلاک کردہ لوگوں کی بستی میں داخل نہ ہوں مگر اس حال میں کہ رو رہے ہوں اور اگر رونا نہ آئے تو داخل نہ ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ جو عذاب اُن پر نازل ہوا تھا ان پر بھی نازل ہوجائے (ایسے مقامات پر جو جائے عبرت ہوں ان میں جاکر بھی اگر انسان اللہ سے بے خوف رہے اور اس پر غفلت طاری رہے تو اندیشہ ہے کہ اس بے خوفی اور غفلت کی سزا میں وہ بھی گرفتارِ عذاب ہوجائے)

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی چادر سے اپنا سر ڈھانک لیا (اپنی سواری پر سوار ہوئے) اور اُس کو تیزی کے ساتھ چلاتے ہوئے اُس (معذّب) وادی سے جلدی سے گذر گئے[3]۔

وادی القُریٰ سے گذر | راستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وادی القُریٰ سے گذرے۔ وہاں آپؐ کو ایک عورت ملی جو اپنے باغ میں تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ سے کہا "اس باغ کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ"، صحابہؓ نے اندازہ لگایا (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بھی اندازہ لگایا) آپؐ کے اندازہ میں وہ پھل وزن میں دس وسق (تقریباً پچاس من) تھے، پھر آپؐ نے اُس عورت سے فرمایا "جب پھل اُتریں تو ان کی ناپ (تول)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب الجہاد باب غزوۃ غزاھا ووڑی بغیرھا و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے۔ روانگی کا دن جمعرات تھا یہ صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح مسلم باب الجمع بین الصلوٰتین فی الحضر عن معاذؓ و ابنِ عبّاسؓ و کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی مواضع الخسف عن ابن عمرؓ و کتاب احادیث الانبیاء، باب والیٰ ثمود اخاھم صالحًا و کتاب المغازی باب نزول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم الحجر و صحیح مسلم کتاب الزھد (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح بخاری میں ہے)

کر لینا۔" (یہ کہہ کر آپؐ وہاں سے روانہ ہو گئے)

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا چشمۂ تبوک پر پہنچنا | سفر جاری تھا، دَورانِ سفر ایک دن (رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مقام پر پڑاؤ کیا، آپؐ کے لئے خیمہ لگایا گیا، آپؐ اُس میں تشریف لے گئے) آپؐ نے ظہر کی نماز میں تاخیر کی، پھر آپؐ خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ظہر اور عصر کو ملا کر ادا کیا۔ پھر آپؐ خیمہ میں تشریف لے گئے، کچھ عرصہ بعد آپؐ باہر تشریف لائے اور مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھا۔ نماز کے بعد آپؐ نے فرمایا "کل تم انشاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے لیکن دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکتے (جب تم وہاں پہنچو تو) تم میں سے کوئی شخص بھی جو چشمہ کے پاس جائے تو اُس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے جب تک میں وہاں نہ پہنچ جاؤں"۔ الغرض دوسرے دن مسلمین اس چشمہ پر پہنچ گئے۔ ان میں سے دو آدمی باقی تمام لوگوں سے پہلے وہاں پہنچے، اُنہوں نے پانی کو ہاتھ لگا لیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن دو آدمیوں سے پوچھا "کیا تم نے چشمہ کے پانی کو ہاتھ لگایا ہے؟" انہوں نے کہا "جی ہاں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں ملامت کی اور جو کچھ اللہ نے چاہا آپؐ نے کہا۔ چشمہ میں جوتی کے تسمہ کے برابر پانی تھا جو بہت آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ لوگوں نے چُلّوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی لیکر ایک برتن میں جمع کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا چہرۂ مبارک اور ہاتھ اس میں دھوئے۔ پھر وہ پانی اُس چشمہ میں ڈالدیا گیا۔ پانی ڈالتے ہی چشمہ جوش مارنے لگا یہاں تک کہ لوگوں نے (آدمیوں اور جانوروں کو) پانی پلایا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے معاذؓ، اگر تمہاری زندگی رہی تو تم دیکھو گے کہ اس (چشمہ) کا پانی باغوں کو سیراب کریگا"۔[1]

سخت آندھی کی پیشین گوئی | تبوک کے مقام پر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قیام فرمایا (اور دشمن کا انتظار کرنے لگے) ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "آج رات کو سخت آندھی آئے گی لہٰذا تم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہو، جس کے پاس اُونٹ ہو اُسے چاہیئے کہ اُسے باندھ دے"۔ صحابۂ کرامؓ نے حکم کی تعمیل کی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیشین گوئی کے مطابق رات کو سخت آندھی آئی، ایک شخص (اتفاق سے) کھڑا ہو گیا، ہَوا نے اُسے اُڑا کر طَیّئ پہاڑ پر پھینک دیا۔[2]

سُترہ کے متعلق سوال | ابھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تبوک ہی میں قیام فرما تھے کہ آپؐ سے کسی نے پوچھا "سترہ کتنا اُونچا ہونا چاہیئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر"[3] (یعنی تقریباً ۲۶ سینٹی میٹر)

وعظ و نصیحت | ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي

(اے رسُولؐ) وہ اللہ ہی ہے جس نے آپؐ پر کتاب نازل فرمائی جس میں محکم آیتیں بھی ہیں اور متشابہ آیتیں بھی، جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ اُن کی تاویل کریں اور فتنہ برپا کریں۔ حالانکہ اُن کی حقیقت کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔ اور جو علم

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر عن ابی حمیدؓ و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات عن معاذؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی المعجزات عن ابی حمیدؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی عن عائشہ صدیقہؓ

الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○ {آل عمران}

میں رسوخ رکھتے ہیں وہ اس طرح کہتے ہیں کہ ہم ان پر ایمان لائے، یہ سب اللہ کی طرف سے ہیں، اور نصیحت سے تو صرف عقلمند لوگ ہی فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اس آیت کی تلاوت کے بعد رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑتے ہیں تو (سمجھ لو کہ) وہ وہی لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ (تعالیٰ) نے (اس آیت میں) کیا ہے۔ ایسے لوگوں سے بچتے رہنا[1]" (یہ لوگ اس قابل نہیں کہ ان کی صحبت میں رہا جائے)

(نوٹ:۔ قرآن مجید کی جن آیات میں اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا تمثیلی ذکر ہے اُن کے معانی کے پیچھے نہیں پڑنا چاہیئے، ان پر صرف ایمان لانا چاہیئے البتہ مُحکَم آیتیں جن میں اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہوئے ہیں اُن کو سمجھنا چاہیئے اور اُن پر عمل کرنا چاہیئے)

حضرت کعب بن مالکؓ کا تذکرہ راستہ میں کہیں بھی رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت کعبؓ کا ذکر نہیں کیا، البتہ تبوک کے قیام کے دوران ایک دن جبکہ آپؐ صحابۂ کرامؓ کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے آپؐ نے فرمایا "یہ کعب نے کیا کیا کہ (جہاد کے لئے) نہ آئے"۔ قبیلۂ بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، دولت اور تکبّر نے انہیں آنے سے باز رکھا"۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے کہا "اے شخص تم نے بہت بُری بات کہی"۔ پھر رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ کی قسم ہم اُن کے متعلق سوائے بہتری کے اور کچھ نہیں جانتے"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے[2] (اور مزید کچھ نہ فرمایا)

اتنے میں ایک سفید پوش آدمی دور سے ریگستان میں آتا ہوا نظر آیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ابو خیثمہؓ ہوں"۔ جب وہ آئے تو معلوم ہوا کہ واقعی وہ ابو خیثمہ انصاریؓ ہی ہیں[3]

زادِ راہ کا خاتمہ، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک معجزہ اثنائے قیام میں کچھ دن بعد زادِ راہ ختم ہو گیا، لوگ فاقہ کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے حتّٰی کہ کھجور کی گٹھلیاں چُوستے اور پانی پی لیتے۔ جب فاقہ کی تکلیف زیادہ ہوئی تو لوگوں نے رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں آکر عرض کیا کہ اگر آپؐ اجازت دیں تو ہم اپنے اونٹ نحر کر لیں۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اجازت دیدی۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو وہ خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، اگر ایسا کیا گیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ ایسا کیجئے کہ باقی بچا ہوا زادِ راہ منگا لیجئے اور برکت کی دُعا فرمایئے"۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ پھر آپؐ نے ایک دسترخوان منگوایا، پھر آپؐ نے اس کو بچھایا، پھر آپؐ نے حکم دیا کہ باقی ماندہ زادِ راہ لے آؤ۔ حکم کی تعمیل میں کوئی ایک مٹھی جوار لایا، کوئی ایک مُٹھی گیہوں، کوئی ایک مٹھی کھجور، کوئی روٹی کے ٹکڑے لایا یہاں تک کہ تھوڑا سا کھانا جمع ہو گیا۔ پھر رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے برکت کی دُعا کی، پھر فرمایا "اپنے اپنے برتن بھر لو"۔ لوگوں نے برتن بھرنے شروع کئے حتّٰی کہ پورے لشکر میں جتنے برتن تھے سب بھر لئے، پھر سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور کھانا پھر بھی باقی بچ گیا۔ رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب العلم باب النہی عن اتباع متشابہ القرآن عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ عن کعبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب بن مالک، عن کعبؓ۔

کوئی الٰہ (کارساز و مددگار ، حاکم و معبود ، برکت دینے والا اور تنگی کرنے والا) نہیں ، اور (میں گواہی دیتا ہوں) کہ بے شک میں اللہ کا رسولؐ ہوں . جو شخص بغیر شک کے ان دونوں کلمات کے ساتھ اللہ سے ملیگا تو وہ جنّت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔" [1]

ایک مقدّمہ | حضرت یعلیٰ بن اُمیّہؓ کا ایک مزدور بھی اس سفر میں شریک تھا۔ اُس کی ایک شخص سے لڑائی ہوگئی اُن میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص کی اُنگلی کو دانتوں سے کاٹا۔ اُس شخص نے اپنی انگلی کو کھینچ کر باہر نکالا تو (اُنگلی کاٹنے والے) شخص کے دانت گر پڑے ، وہ شخص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچا اور آپؐ سے شکایت کی (اور دانت کے قصاص کا مطالبہ کیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دانت کا قصاص نہ دلوایا۔ آپؐ نے فرمایا "کیا وہ اپنی اُنگلی تمہارے مُنہ میں رہنے دیتا کہ تم اُسے اُونٹ کی طرح چبا ڈالتے ۔" [2]

علاماتِ قیامت | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چمڑے کے ایک خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ اتنے میں حضرت عوف بن مالکؓ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے ۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "قیامت سے پہلے یہ سات باتیں ضرور ہوں گی ، اِنہیں شمار کرلو (سب سے پہلے) میری مَوت ، پھر بیت المقدس کی فتح ، پھر مُوتان کی بیماری تم لوگوں میں اس طرح پھیل جائے گی جس طرح بکریوں میں عقاص نامی بیماری پھیلتی ہے ، پھر مال کی کثرت اتنی ہوجائے گی کہ اگر کسی شخص کو سَو اشرفیاں دی جائیں گی جب بھی وہ ناخوش ہی رہے گا۔ پھر ایک فتنہ اُٹھے گا اور عرب کا کوئی گھر باقی نہ بچے گا جس میں وہ داخِل نہ ہو۔ پھر تمہارے اور رُومیوں کے درمیان ایک صلح ہوگی ، رومی بدعہدی کریں گے اور اَسّی جھنڈوں کے ساتھ تمہارے مقابلہ کو آئیں گے ، ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہوں گے ۔" [3]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی امامت | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قبل نمازِ فجر قضائے حاجت کیلئے تشریف لے گئے ، اُس وقت آپؐ موزے پہنے ہوئے تھے ۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ ایک لوٹا لیکر آپؐ کے ساتھ روانہ ہوئے (قضائے حاجت کے بعد) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا۔ حضرت مغیرہؓ پانی ڈالتے جارہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین دفعہ دونوں ہاتھوں کو دھویا۔ مُنہ دھونے کے بعد آپؐ نے کلائیاں دھونے کا ارادہ کیا تو معلوم ہوا کہ جُبّہ کی آستینیں بہت تنگ ہیں ، آپؐ نے ہاتھوں کو جُبّہ کے نیچے سے نکالا ، پھر اُن کو دھویا ، (پیروں کو دھونے کے بجائے) آپؐ نے موزوں پر مسح کیا۔ وضو کرنے کے بعد آپؐ واپس تشریف لائے۔ اس اثناء میں لوگوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو امام بناکر نماز شروع کردی تھی ۔ جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہاں پہنچے تو حضرت مغیرہؓ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو ۔" یہ کہکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز میں شامِل ہوگئے ۔ آپؐ کو جماعت کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی ۔ جب حضرت عبدالرحمٰنؓ نے سلام پھیرا تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کھڑے ہوگئے اور نماز پوری کرلی (نماز کے بعد جب لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو بحیثیت مقتدی نماز ادا کرتے دیکھا تو) بہت خوف زدہ ہوئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سلام پھیرا تو فرمایا "تم نے اچھا کیا ۔" [4]

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب من لقی اللہ بالایمان وہو غیر شاکٍ عن ابی ہریرۃؓ ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الاجارۃ بابُ الاجیر فی الغزو عن یعلیٰؓ وکتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتابُ القسامۃ باب الصّائل ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب مایحذر من الغدر عن عوف رضؓ ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتابُ الصّلوٰۃ باب تقدیم الجماعۃ من یصلی بہم عن مغیرہؓ (تین دفعہ ہاتھ دھونے کا ذکر اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کی امامت کا واقعہ صرف صحیح مسلم میں ہے)

شاہِ اَیلہ کا ہدیہ ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام تبوک ہی میں قیام فرما تھے کہ آپؐ کی خدمتِ اقدس میں ایلہ کے بادشاہ ابن علمار کا قاصد حاضر ہوا۔ یہ قاصد بادشاہِ ایلہ کی طرف سے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام ایک خط لے کر آیا تھا۔ اسی قاصد کے ہمراہ ایلہ کے بادشاہ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک سفید خچّر اور ایک چادر ہدیۃً بھیجی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کو خط کا جواب لکھا اور ایک چادر تحفہ میں روانہ کی اور اس کو اس کے مُلک پر برقرار رکھا۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی تبوک سے واپسی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے اس بات سے مدد دی گئی ہے کہ ایک مہینہ کی مسافت سے (دشمن پر) میرا رعب پڑتا ہے۔[2]" (الغرض دشمن مرعوب ہو کر مقابلہ کیلئے نہ آیا) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کچھ دن تبوک میں قیام فرمانے کے بعد مدینہ منوّرہ واپس ہوئے۔

واپسی پر جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وادی القُریٰ سے گذرے تو باغ والی عورت سے آپؐ نے پوچھا کہ تمہارے باغ میں کس قدر پھل نکلا، اُس نے کہا دس وسق (یعنی) اُسی قدر کہ جس قدر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اندازہ لگایا تھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا "میں مدینہ جلدی جانا چاہتا ہوں لہٰذا جو شخص میرے ساتھ جلدی جانا چاہے وہ جلدی کرے۔[3]" (پھر آپؐ تیزی کے ساتھ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوئے)

ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ کے راستہ ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حال سے آپؐ کو آگاہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے مؤمنو!)

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۖ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۝ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

جب تم منافقین کے پاس واپس پہنچو گے تو وہ تم سے طرح طرح کے عُذر کریں گے (اے رسُولؐ) آپؐ ان سے کہہ دیجئے کہ عُذر نہ بیان کرو، ہم تمہاری باتوں کا ہرگز یقین نہیں کریں گے اللہ نے ہمیں تمہارے حالات سے (پہلے ہی) مطلع کر دیا ہے اللہ اور اُس کا رسُولؐ تمہارے اعمال کی جانچ ابھی اور کریں گے، پھر بالآخر تم ظاہر و پوشیدہ چیزوں کا علم رکھنے والے کے پاس لوٹائے جاؤ گے، وہاں وہ تمہیں بتائے گا کہ تم کیا عمل کرتے تھے (اور کیسے کیسے جھوٹے بہانے کرتے تھے) اور (اے مؤمنو!) جب تم ان کے پاس لوٹ کر جاؤ گے تو وہ اللہ کی قسمیں کھائیں گے (اور اپنے عُذر بیان کریں گے) تاکہ تم ان سے درگذر کرو، لہٰذا تم ان سے درگذر ہی کرنا۔ وہ ناپاک ہیں، ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے (بس وہی سزا ان کے لئے کافی ہے) اور یہ سزا ان کے اعمال کے بدلہ ہی میں دی جائے گی (اے مؤمنو!) اگر تم ان کی قسموں کے باعث ان سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر وکتاب فرض الخمس باب اذا وادع الامام وصحیح مسلم باب فی المعجزات (کتاب الفضائل) عن ابی حمیدؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب التیمم عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر۔ [4] ایک شہر کا نام ہے جو مدینہ اور مصر کے درمیان ساحلِ قلزم پر واقع تھا۔

عَلِيْمٌ ○ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ
الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ
اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ ؕ
سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ○ {۹۴ تا ۹۹}

راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہیں ہوتا (محض تمہارے راضی ہونے سے انہیں کیا ملیگا، تمہارا راضی ہونا بے فائدہ ہے۔ فائدہ تو جب ہو سکتا ہے جب اللہ راضی ہو، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) دیہاتیوں میں بھی کچھ لوگ منافق ہیں اور یہ کفر اور نفاق میں اور بھی زیادہ سخت ہیں یہ اس قابل ہیں کہ انہیں وہ احکامِ شریعت جو اللہ نے اپنے رسولؐ پر نازل کئے ہیں معلوم ہی نہ ہوں (یہ اس کے اہل ہی نہیں۔ ان میں نفاق کے ساتھ کم فہمی بھی ہے) اللہ (ان سے اچھی طرح واقف ہے کیونکہ وہ) علیم ہے اور (انہیں فوراً سزا اس لئے نہیں دیتا کہ وہ) حکیم ہے (اس کے تمام کام حکمت کے ساتھ ہوتے ہیں) اور اے مؤمنو، یہ دیہاتی منافق اللہ کے راستہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے تاوان سمجھتے ہیں اور تمہارے حق میں مصیبتوں کے منتظر رہتے ہیں حالانکہ مصیبت میں وہی گرفتار ہوں گے۔ اللہ سُننے والا اور جاننے والا ہے (اللہ کو ان کی تمام باتوں کا علم ہے، وقتِ مقررہ پر اللہ ان کو سزا دیگا) ان کے برعکس بعض دیہاتی ایسے بھی ہیں جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُسے اللہ کی قُربت اور رسولؐ کی دُعائیں حاصل کرنیکا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یقیناً یہ خرچ کرنا ان کیلئے موجبِ قربت ہے عنقریب اللہ اُن کو اپنی رحمت میں داخل کریگا یقیناً اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔

پھر مؤمنین کو تسلی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (کہ اچھا ہی ہوا جو یہ تمہارے ساتھ جہاد کیلئے نہ گئے)

وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَ
قِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ○ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ
مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاۡ اَوْضَعُوْا خِلٰلَكُمْ
يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ○ لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ
مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوْا لَكَ الْاُمُوْرَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ
وَظَهَرَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ○ {۴۶ تا ۴۸}

اگر جاتے تو شرارت ہی کرتے اور تم میں فساد ڈلوانے کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے۔ لہٰذا اللہ ہی نے نہ چاہا کہ یہ (تمہارے ساتھ) جائیں۔ اللہ نے ان کو بوجھل بنا دیا اور ان سے کہدیا کہ جہاد پہ نہ جانے والوں کے ساتھ تم بھی بیٹھے رہو۔ اور (اے مؤمنو!) تم لوگوں میں ان کے جاسوس بھی رہتے ہیں (لہٰذا ان سے ہوشیار رہنا) اور اللہ تو ان ظالموں سے اچھی طرح واقف ہے۔ یہ لوگ پہلے بھی فساد ڈلوانے کیلئے کوشاں رہے ہیں (یہ اب بھی ایسا ہی کرتے) اور (اے رسولؐ) یہ لوگ آپؐ کے خلاف اپنی تدبیروں میں اُلٹ پھیر کرتے رہتے ہیں (لیکن کر کچھ نہیں سکتے، انہوں نے اب تک متعدد سازشیں کیں لیکن ناکام رہے) یہاں تک کہ حق (شباب پر) آگیا اور اللہ کا حکم غالب ہو گیا حالانکہ یہ چیز انہیں ناگوار تھی۔

منافقین کی ایک اور سازش اسی زمانہ میں منافقین نے ایک اور سازش کی وہ یہ کہ

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّ
كُفْرًا وَّتَفْرِيْقًۢا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا
لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ {۱۰۷}

انہوں نے مؤمنین کو ضرر پہنچانے اور ان میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے ایک مسجد تعمیر کی۔ اس کا یہ بھی مقصد تھا کہ وہ کفر کا مرکز قرار پائے اور اُن لوگوں کیلئے جو اللہ اور رسولؐ سے پہلے سے لڑتے چلے آئے ہیں پناہ گاہ کا کام دے (تاکہ اس میں بیٹھ کر وہ مؤمنین کی گھات میں رہیں)

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو اس سازش کی خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ

وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنٰى ط وَاللّٰهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ○ لَا تَقُمْ فِيْهِ أَبَدًا ط لَمَسْجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ط فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ أَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ○ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَمْ مَّنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ○ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○ {۹/۱۰۷ تا ۱۱۰}

یہ منافق قسمیں کھا کر کہیں گے کہ (اس مسجد کی تعمیر سے) ہمارا مقصد تو بھلائی تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں (اے رسولؐ) آپؐ کبھی بھی اس مسجد میں جا کر کھڑے نہ ہوں، البتہ جس مسجد کی بنیاد روزِ اوّل سے ہی تقوے پر رکھی گئی ہے بس وہی حقدار ہے کہ آپؐ اس میں کھڑے ہوں، اس میں ایسے لوگ (مصروفِ عبادت) رہتے ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں، اور اللہ پاکیزہ لوگوں ہی سے محبت کرتا ہے (پاکیزہ لوگ ہی اللہ کے ولی ہوتے ہیں) بھلا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے خوف اور اُس کی رضا پر رکھی ہے بہتر ہے یا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد گرِ جلنے والی کھائی کے کنارہ پر رکھی ہے کہ وہ اُس کو لیکر دوزخ کی آگ میں جا گرے۔ اللہ، ظالم لوگوں کو ہدایت پر نہیں چلاتا (فطری قوانین کے مطابق ہدایت پر وہی چلتے ہیں جو اللہ سے ڈرتے ہیں) یہ عمارت جو اُنہوں نے بنائی ہے ہمیشہ ان کے دلوں میں موجبِ خلجان رہیگی سوائے اس صورت کے کہ ان کے دل ہی پاش پاش ہو جائیں (اور انہیں اپنا ہی ہوش نہ رہے) اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (وہ خوب جانتا ہے کہ کب تک انہیں ڈھیل دی جائے، اس کی اس ڈھیل میں بھی حکمت ہی حکمت ہے)

حضرت کعب بن مالکؓ کی پریشانی حضرت کعبؓ کو جب یہ خبر ملی کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ تشریف لا رہے ہیں تو ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ کوئی ایسا حیلہ سوچنا چاہیئے جس سے وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خفگی سے بچ جائیں۔ انہوں نے اِس سلسلہ میں اپنے گھر کے ذی عقل لوگوں سے بھی مشورہ لیا (لیکن وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکے) پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منوّرہ کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں تو یہ خیالِ باطل اُن کے دل سے جاتا رہا (اُنہوں نے حیلہ و بہانہ بنانے کا خیال ترک کر دیا) انہیں یقین ہو گیا کہ جھوٹ بول کر وہ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصّہ سے نہیں بچ سکتے لہٰذا انہوں نے قطعی طور پر یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ سچ ہی بولیں گے[1] (خواہ اس کا انجام کچھ ہی ہو)۔

جب رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منوّرہ دکھائی دیا تو آپؐ نے فرمایا "یہ طابہ ہے" (یعنی پاکیزہ شہر ہے) پھر جب آپؐ کو اُحد پہاڑ دکھائی دیا تو آپؐ نے فرمایا "یہ پہاڑ ہم سے محبّت کرتا ہے اور ہم اس سے محبّت کرتے ہیں"۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا میں تم کو انصار کے بہترین خاندان نہ بتاؤں"۔ صحابہؓ نے عرض کیا "بتائیے" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بنو نجّار پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ اور ویسے تو انصار کے ہر خاندان میں خیر ہے[2]"۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ عن کعبؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب خرص التمر عن ابی حمیدؓ۔

خلوصِ نیّت کا ثواب | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا سفر جاری تھا، اب آپؐ مدینہ منوّرہ کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "مدینہ میں ایسے لوگ ہیں کہ جب تم کوئی سفر کرتے ہو یا کسی وادی کو پار کرتے ہو تو وہ تمہارے ساتھ ہوتے ہیں"۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا "باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، باوجود اس کے کہ وہ مدینہ میں ہوتے ہیں (وہ تمہارے برابر ثواب پاتے ہیں کیونکہ وہ خلوصِ دل سے چاہتے ہیں کہ جہاد کو جائیں لیکن) کسی نہ کسی عُذر کی وجہ سے (مجبوراً) اُنہیں رُکنا پڑتا ہے[1]"۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا استقبال | حضرت سائبؓ اور دوسرے بچے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے استقبال کیلئے مدینہ منوّرہ کے باہر گئے اور ثنیۃُ الوداع کی گھاٹی پر آپؐ سے ملاقات کی[2]۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مدینہ منوّرہ میں داخلہ | صبح کے وقت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منوّرہ میں داخِل ہوئے۔ سب سے پہلے آپؐ مسجد میں تشریف لے گئے اور دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر لوگوں سے ملنے کیلئے مسجدِ نبوی میں بیٹھ گئے۔ منافقین بھی آئے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا عدم شرکت کیلئے اپنے عُذر پیش کرنے لگے اور قسمیں کھا کھا کر اپنی مجبوری کا اظہار کیا۔ ان لوگوں کی تعداد اسّی سے کچھ زیادہ تھی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے عُذر قبول فرمائے۔ ان سے (از سرِ نو) بیعت لی اور (انکی ظاہری توبہ پر) ان کیلئے مغفرت کی دُعا، مانگی اور انکے دل کے بھیدوں کو اللہ کے سپرد کر دیا[3]۔

ان منافقین میں پندرہ آدمی عَقَبہ والے[4] کہلاتے ہیں۔ ان میں سے تین آدمیوں نے یہ عُذر کیا کہ ہم نے منادی کی آواز نہیں سُنی اور نہ ہمیں یہ معلوم ہو سکا کہ لوگوں کا کیا ارادہ ہے (یعنی ہمیں جنگ میں جانے کی کوئی اطلاع نہیں ملی لہٰذا ہمیں معذور سمجھا جائے)[5]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَ	ان سے کہدیجئے کہ تم عمل کرتے رہو، اللہ، اُس کا رسُولؐ اور مُومنین
رَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۚ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ	تمہارے عمل کو دیکھیں گے (اگر تمہارے ظاہری اعمال سے مُومنین
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (توبہ)	کو دھوکا بھی ہو جائے تو کیا ہوا ایک دن آنے والا ہے کہ) تم عالم الغیب
	والشہادہ کے پاس لوٹائے جاؤ گے (وہ دھوکا نہیں کھا سکتا) وہ تمہیں بتائے گا کہ تم نے کیسے کیسے عمل کئے تھے۔

حضرت کعب بن مالکؓ اور دو مسلم اور بھی غلطی سے جہاد میں شریک نہ ہو سکے تھے، اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ	ان کا فیصلہ اللہ کے حکم پر موقوف ہے (اور ابھی روک لیا گیا ہے)
وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (توبہ)	اللہ چاہے گا تو انہیں عذاب دے گا اور چاہے گا تو معاف کر دیگا
	اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے (ان کے متعلق فیصلہ کو روک لینا اللہ کی مصلحت پر مبنی ہے)

حضرت کعبؓ وغیرہ سے مقاطعہ | حضرت کعب بن مالکؓ بھی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور السّلام علیکم کہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مُسکرائے، آپؐ کے چہرہ سے خفگی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "یہاں آؤ" حضرت کعبؓ سامنے جا کر بیٹھ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم جنگ میں کیوں شریک نہیں ہوئے، کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟"

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من حبسہم العذر وکتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب ثواب من حبسہ عن الغزو عن انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک عن سائبؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک وصحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعب عن کعبؓ۔
[4] صحیح مسلم کتاب صفات المنافقین۔ [5] چند منافقین نے سازش کی تھی کہ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگِ تبوک سے واپس تشریف لائیں تو آپؐ کو دفعۃً حملہ کر کے شہید کر دیں۔ یہ منافقین عَقَبہ والے کہلاتے ہیں۔

حضرت کعبؓ نے عرض کیا "جی ہاں، میں نے سواری خرید لی تھی۔" پھر کہا "اے اللہ کے رسولؐ، اللہ کی قسم اگر میں دُنیا والوں میں سے آپؐ کے علاوہ کسی اور کے پاس (جو ابدہی کے لئے) بیٹھا ہوتا تو میں ضرور کسی نہ کسی بہانہ سے اُس کے غصّہ سے اپنے آپ کو بچا لیتا۔ اللہ کی قسم مجھے بحث کرنے کا بھی خوب ملکہ ہے لیکن اللہ کی قسم میں سمجھتا ہوں کہ اگر میں جھوٹ بول کر آج آپؐ کو راضی بھی کر لوں تو عنقریب اللہ آپؐ کو (پھر) مجھ سے ناراض کر دے گا اور اگر میں سچ سچ کہہ دوں تو آپؐ مجھ سے اِس وقت تو ناراض ہو جائیں گے (لیکن پھر عنقریب مجھ سے خوش ہو جائیں گے کیونکہ) میں اس معاملہ میں اللہ سے معافی کی اُمّید رکھتا ہوں۔ مَیں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے کوئی عُذر نہیں تھا۔ اللہ کی قسم میں ایسا قوی اور فارغ البال بھی کبھی نہیں تھا جتنا کہ اس موقع پر تھا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "انہوں نے بالکل سچ سچ کہہ دیا۔" پھر آپؐ نے حضرت کعبؓ سے فرمایا "تم جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تمہارے معاملہ میں کوئی فیصلہ کرے۔" حضرت کعبؓ اُٹھ کر چلے۔ قبیلہ بنو سلمہ کے چند آدمی بھی اُٹھ کر اُن کے ساتھ چلے۔ راستہ میں وہ حضرت کعبؓ سے کہنے لگے "اللہ کی قسم ہمیں تو علم نہیں کہ اس سے پہلے تم نے کبھی کوئی گناہ کیا ہے جس طرح منافقین نے عُذر پیش کیا اسی طرح عُذر پیش کرنے سے تم عاجز تھے؟ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ اس گناہ کیلئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دُعائے مغفرت تمہارے لئے کافی ہوگی۔" غرض یہ کہ وہ لوگ برابر انہیں ملامت کرتے رہے یہاں تک کہ اُنہوں نے یہ چاہا کہ واپس جا کر اپنی تکذیب کر دیں (یعنی یہ کہیں کہ جو پہلے کہا تھا وہ صحیح نہیں تھا۔ انہیں یہ وسوسہ آ ہی رہا تھا کہ اسی دوران) انہوں نے پُوچھا "کیا اِس حال میں کوئی اور بھی میرا شریک ہے؟" ان لوگوں نے کہا "ہاں، دو شخص اور ہیں جنہوں نے وہی کہا ہے جو تم نے کہا ہے اور ان سے بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وہی فرمایا ہے جو تم سے فرمایا ہے۔" حضرت کعبؓ نے پُوچھا "وہ دونوں کون ہیں؟" اُنہوں نے کہا "مُرارہ بن ربیع عمریؓ اور ہلال بن اُمیّہ واقفیؓ۔" یہ سُن کر حضرت کعبؓ نے سوچا کہ یہ دونوں تو بڑے صالح آدمی ہیں، جنگِ بدر میں شریک ہو چکے ہیں ان کے رویّہ میں میرے لئے بڑا اچھا نمونہ ہے (ان ہی کے طریقہ پر مجھے بھی سچائی پر قائم رہنا چاہیئے) اس کے بعد وہ اُن لوگوں سے آگے نکل گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مسلمین کو ان تینوں سے بات کرنے کی ممانعت کر دی۔ ممانعت کے بعد تمام مسلمین ان سے دُور رہنے لگے اور بالکل ایسے ہو گئے گویا ان سے شناسائی ہی نہیں تھی۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں "یہاں تک نوبت پہنچی کہ مجھے (اپنی) زمین بھی غیر معلوم ہونے لگی۔" حضرت مُرارہؓ اور حضرت ہلالؓ دونوں نے اپنے گھروں سے نکلنا بند کر دیا۔ اُنہوں نے (رات دن) رونا شروع کر دیا[1]۔ حضرت کعبؓ اپنی قوم کے ایک جوان اور طاقتور آدمی تھے لہٰذا وہ برابر مسلمین کے ساتھ نماز پڑھنے کیلئے (مسجد) آتے رہے اور بازار میں بھی آتے جاتے تھے لیکن اُن سے کوئی بات نہ کرتا تھا۔ وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں بھی حاضر ہوتے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نماز کے بعد اپنی (نماز کی) جگہ پر بیٹھے ہوتے۔ وہ آتے اور آپؐ کو سلام کرتے اور یہ دیکھتے رہتے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے یا نہیں۔ پھر وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے قریب ہی نماز پڑھنے لگتے اور کن انکھیوں سے آپؐ کی طرف دیکھتے (کہ آپؐ اُن کی طرف دیکھتے ہیں یا نہیں) حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ جب میں نماز میں ہوتا تو آپؐ میری طرف متوجّہ ہوتے اور جب نماز پڑھ کر میں آپؐ کی طرف دیکھتا تو آپؐ مُنہ پھیر لیتے۔" حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ جب لوگوں کی تُرش رُوئی

---

[1] ان دونوں کے مکان سے مسجد دور ہوگی، اذان کی آواز نہ آتی ہوگی اس لئے نماز گھر پر ہی پڑھتے ہوں گے۔

نے طُول کھینچا تو ایک دن میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہؓ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے میں نے اُن کو سلام کیا لیکن اللہ کی قسم اُنہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہؓ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ اور اُس کے رسُولؐ سے محبّت کرتا ہوں؟ وہ خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دیکر پوچھا، وہ پھر خاموش رہے۔ میں نے پھر قسم دے کر پوچھا تو کہا 'اللہ اور اُس کا رسُولؐ زیادہ جانتا ہے' یہ سُن کر میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور مَیں اُن کے پاس سے چلا آیا۔"

حضرت کعبؓ کی آزمائش ایک دن حضرت کعبؓ بازار میں آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ شام کا ایک نبطی نصرانی شخص جو غلّہ بیچنے آیا تھا اُنہیں ڈھونڈتا پھر رہا ہے لیکن کسی شخص نے ان کا نام لیکر نہیں بتایا جس کسی نے بھی بتایا اشارہ سے بتایا۔ آخرِ کار وہ شخص حضرت کعبؓ کے پاس پہنچا۔ وہ بادشاہ غسّان کا ایک خط لایا تھا۔ اس خط میں بادشاہ نے حضرت کعبؓ کو یہ لکھا تھا "ہم نے سُنا ہے کہ تمہارے دوست نے تم پر ظلم کیا ہے، اللہ نے تمہیں ذلّت کی جگہ اور حق تلفی کے مقام میں رہنے کیلئے پیدا نہیں کیا، تم ہمارے پاس چلے آؤ، ہم بڑی خاطر سے پیش آئینگے۔" خط پڑھ کر حضرت کعبؓ نے خیال کیا کہ یہ اللہ کی طرف سے امتحان ہے۔ انہوں نے فوراً اس خط کو جلا دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے سب سے بڑا غم اس بات کا تھا کہ کہیں میں اسی حال میں نہ مرجاؤں اور رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں یا کہیں ایسا نہ ہو کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا انتقال ہو جائے اور آپؐ لوگوں کو اسی حالت میں چھوڑ جائیں تو کوئی بھی میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھے۔

بیویوں کو علیٰحدہ کرنے کا حکم جب مقاطعہ کو چالیس دن گذر گئے تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت کعبؓ کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ اُس آدمی نے حضرت کعبؓ سے کہا کہ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیوی کو علیٰحدہ کر دو۔ حضرت کعبؓ نے پوچھا "کیا طلاق دیدوں اور اگر طلاق نہ دوں تو پھر کیا کروں؟" اُس آدمی نے کہا "بس خلط ملط اور تعلقاتِ زوجیت نہ رکھو۔" حضرت کعبؓ نے اپنی بیوی سے کہا "تم اپنے گھر چلی جاؤ اللہ کے رسُولؐ کا یہی حکم ہے اور وہیں رہو جب تک اللہ کی طرف سے کوئی دوسرا حکم نہ ملے۔"

یہی حکم حضرت مُرارہؓ اور حضرت ہلالؓ کو بھی دیا گیا۔ حضرت ہلالؓ کی بیوی رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "میرا شوہر نہایت ضعیف ہے، اُس کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، کیا میں اس کی خدمت کر سکتی ہوں، کیا آپؐ اس کو بُرا سمجھتے ہیں؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، بس تعلّقاتِ زوجیت نہ رکھو۔" اُنہوں نے کہا "اللہ کی قسم جس روز سے آپؐ کا عتاب ہوا ہے وہ سوائے رونے کے اور کچھ کرتے ہی نہیں۔"

حضرت کعبؓ سے اُن کے گھر والوں نے (کنایۃً) کہا کہ ان کی بیوی بھی اگر اسی طرح اجازت لے لیتیں تو اچھا ہوتا۔ حضرت کعبؓ نے کہا "اللہ کی قسم میں کبھی اجازت نہیں لونگا، اگر میں اجازت کیلئے عرض کروں تو معلوم نہیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیا فرمائیں، میں جوان آدمی ہوں (میرے لئے اجازت لینے کا کوئی معقول عُذر نہیں)۔"

تینوں کی توبہ قبول ہو گئی بیویوں سے علیٰحدہ رہنے کے حکم کے بعد دس راتیں اور اسی طرح گذر گئیں۔ پچاسویں رات دو تہائی گذر چکی تھی، ایک تہائی رات باقی تھی کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل ہوئی۔ اللہ

تعالےٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْۢ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۙ وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ {۹، التوبۃ ۱۱۷ و ۱۱۸}

بے شک اللہ نے نبیؐ پر اور اُن مہاجرین اور ان
فرمائی جنہوں نے تنگدستی کے موقع پر رسولؐ کا
اور وہ بھی ایسے وقت کہ اُن میں سے بعض لوگوں
پھر جانے کے قریب ہو چلے تھے (وہ جاتے ہوئے
تھے لیکن اللہ نے اُنہیں ثابت قدم رکھا) اور
مہربانی فرمائی (اور ان کے وسوسہ کو معاف کر
اللہ شفقت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے
تین آدمیوں پر بھی اللہ نے مہربانی فرمائی جن کا
ملتوی کر دیا گیا تھا (مقاطعہ کے دوران) ز
اپنی فراخی کے اُن پر تنگ ہو گئی تھی، انہیں اپنی جانیں بار معلوم ہونے لگی تھیں۔ انہیں یقین تھا کہ ا
والا اللہ کے سوا کوئی نہیں تو اللہ نے (اب) ان کی توبہ قبول فرمائی۔ بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا
والا ہے۔

جس رات کو یہ وحی نازل ہوئی اُس رات کو رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زوجۂ مطہّرہ حضرت اُمّ
ہاں تھے۔ حضرت اُمّ سلمہؓ حضرت کعبؓ کے حق میں بہت اچھی تھیں، وہ اکثر ان کی بڑی سفارش کیا
رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت اُمّ سلمہؓ سے فرمایا "کعبؓ کی توبہ قبول ہو گئی"۔ یہ سُنتے ہی حضرت
عرض کیا "کیا میں ان کے پاس کسی آدمی کو نہ بھیجدوں جو اُنہیں خوش خبری سُنائے؟" رسولؐ اللہ صلّی ا
نے فرمایا "لوگوں کا اژدحام ہو جائے گا اور پھر تمہیں کوئی سونے بھی نہ دیگا"۔

صبح کو نماز کے بعد رسولؐ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو اطّلاع دی کہ ان تینوں پر اللہ کی مہر
(ان کی توبہ قبول ہو گئی) یہ خوش خبری سُن کر لوگ جُوق در جُوق اُن تینوں کے ہاں بشارت دینے کیلئے رو
ایک شخص گھوڑے پر سوار ہو کر تیزی سے اُسے دوڑاتا ہوا روانہ ہوا۔ وہ بلند آواز سے بشارت دیتا چلا
قبیلۂ اسلم کا ایک شخص دوڑ کر کوہِ سَلع پر چڑھ گیا اور بلند آواز سے کہنے لگا "اے کعب بن مالکؓ تمہیں
اُس شخص کی آواز گھوڑے سے زیادہ تیز رفتار تھی۔ حضرت کعبؓ اُس وقت نمازِ فجر پڑھ کر اپنے گھر کی چ
ہوئے تھے، اُن کی وہی حالت تھی جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کی ہے۔ انہیں اپنی زندگی بار
تھی، زمین باوجود فراخی کے اُن پر تنگ ہو چکی تھی۔ حضرت کعبؓ نے کوہِ سلع سے آنے والی آواز سُنی تو
ان کی توبہ قبول ہو گئی اور تنگی دور ہو گئی، فوراً سجدہ میں گر پڑے (اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا)

(اتنے میں لوگ اُن کے پاس آنے شروع ہو گئے) جب وہ شخص جس نے کوہِ سلع پر چڑھ کر بشارت دی
پاس پہنچا تو اُنہوں نے اپنے کپڑے اُتار کر اُسے دیدئے۔ اُس روز اُن کے پاس ان کپڑوں کے علاوہ اور کپ

عہ حضرت کعبؓ کا مکان مسجدِ نبوی سے دور تھا۔ انہوں نے نمازِ فجر قریب ہی اپنے محلّہ کی مسجد میں ادا کی ہو گی اور پھر وہاں سے آ
چھت پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کا اپنا بیان پہلے گذر چکا ہے کہ وہ برابر مسلمین کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔

لہٰذا انہوں نے حضرت ابوقتادہؓ سے عاریۃً کپڑے مانگ کر پہنے۔ کپڑے پہن کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں فوج در فوج آدمی اُنہیں ملتے اور اُنہیں توبہ قبول ہونے پر مبارکباد دیتے۔ جب وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے چاروں طرف آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ نے حضرت کعبؓ کو آتے دیکھا تو فوراً اُن کی طرف بڑھے، مصافحہ کیا اور قبولیتِ توبہ کی مبارکباد دی۔ حضرت طلحہؓ کے علاوہ مہاجرین میں سے اور کوئی نہ اُٹھا۔ حضرت کعبؓ کہا کرتے تھے کہ میں ان کے احسان کو عمر بھر نہ بھولوں گا۔ الغرض حضرت کعبؓ سلام کر کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے بیٹھ گئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پُرسرور اور ہنس مُکھ چہرے سے فرمایا "تمہیں بشارت ہو کہ پیدائش سے لیکر اب تک اس سے بہتر دن تمہارے لئے کوئی نہیں گذرا"۔ حضرت کعبؓ نے کہا "یہ بشارت آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی طرف سے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بہت خوش معلوم ہوتے تھے، اور جب کبھی آپؐ خوش ہوتے تھے تو آپؐ کا چہرہ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔ صحابہ کرامؓ اس کیفیت کو پہچان لیا کرتے تھے۔ حضرت کعبؓ نے عرض کیا "میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کی قبولیت کے شکریہ میں اللہ اور اس کے رسُولؐ کی خدمت میں (اپنا مال) پیش کر دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ اپنے لئے بھی رہنے دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے"۔ حضرت کعبؓ نے کہا "جو حصّہ مجھے خیبر میں ملا تھا اُسے اپنے لئے رکھکر باقی خیرات کرتا ہوں"۔ اس کے بعد اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، میرے سچ کی ہی وجہ سے اللہ نے مجھے نجات دی لہٰذا آج سے میں عہد کرتا ہوں کہ کبھی جھوٹ نہیں بولوں گا اور اللہ کی قسم میں کسی ایسے مسلم کو نہیں جانتا کہ صدق کی وجہ سے اللہ نے اُس کی آزمائش میری آزمائش سے بہتر طریق پر کی ہو"۔ حضرت کعب بن مالکؓ (اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد) کہا کرتے تھے کہ "اُس وقت سے اب تک میں نے کبھی جھوٹ بولنے کا ارادہ نہیں کیا اور آئندہ بھی اللہ سے اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے جھوٹ سے بچائے گا۔ اللہ کی قسم جب سے اللہ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اُس وقت سے اب تک کبھی مجھے اُس صدق سے بہتر کوئی نعمت نہیں ملی (جس صدق سے میں نے جنگِ تبوک میں شریک نہ ہونے کے سلسلہ میں کام لیا اور) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے جھوٹ بول کر ہلاک نہیں ہوا جس طرح منافقین جھوٹ بول کر ہلاک ہوئے[1]"۔

جماعتِ مسلمین کو ہدایت اِس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے اہلِ اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ

اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور سچّوں کے ساتھ رہو۔ اہلِ مدینہ اور جو دیہاتی ان کے چاروں طرف آباد ہیں ان کے لئے یہ جائز نہیں کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو جنگ میں جائیں اور وہ بیٹھے رہیں اور نہ اُن کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ رسُولُ اللہؐ کی جان سے زیادہ اپنی جان کو عزیز رکھیں۔ اللہ کے راستہ میں جو تکلیف انہیں پہنچتی ہے (یا پہنچیگی) خواہ وہ پیاس کی تکلیف ہو یا کوئی اور محنتِ

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ تبوک و کتاب التفسیر سورۃ التوبۃ عن کعبؓ و صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب حدیث توبۃ کعبؓ۔

نَيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ {۱۱۹ تا ۱۲۱}

شاقہ ہو یا وہ کسی ایسی جگہ سے گذریں (کہ انہیں تکلیف تو نہ ہو لیکن اُنہیں دیکھکر) کافر غصہ میں تلملا اُٹھیں یا وہ دشمن سے کوئی چیز چھین رہے ہوں۔ ان تمام صورتوں میں ان کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں، یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کے عمل کو ضائع نہیں کرتا۔ اسی طرح جب وہ تھوڑا یا بہت خرچ کرتے ہیں یا کوئی میدان طے کرتے ہیں تو یہ بھی ان کے لئے لکھ لیا جاتا ہے تاکہ اللہ اُنکو اُن کے اِن اعمال کا اچھا بدلہ عنایت کرے۔

علمِ دین حاصل کرنا فرض ہے | علمِ دین کو فرض قرار دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَاۗفَّةً ۭ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَاۗىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۝ {توبہ ۱۲۲}

یہ تو ممکن نہیں کہ (علمِ دین حاصل کرنے کیلئے) تمام مسلمین نکل کھڑے ہوں، البتہ ہر ایک قبیلہ کے کچھ لوگ علمِ دین حاصل کرنے کیلئے نکلیں اور جب وہ اپنے قبیلہ کے پاس واپس آئیں تو گھر پر رہنے والوں کو ڈرائیں تاکہ وہ بھی (دینی معلومات کے ذریعہ اللہ کی نافرمانی سے بچ سکیں۔

جہاد کا حکم اور اس کی تاکید | جنگِ تبوک کے موقع پر اگرچہ کُفّار مقابلہ پر نہ آئے لیکن اُن کا زور نہ ٹوٹا تھا اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ کُفّار کا مکمّل استیصال ہو جائے تاکہ وہ پھر کسی موقع پر بھی قوانینِ الٰہیہ کے نفاذ میں رکاوٹ نہ بن سکیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ {توبہ ۱۲۳}

اے ایمان والو اپنے قُربِ جوار کے کافروں سے (یعنی اہلِ روم اور اہلِ فارس سے) جنگ کرو اور اس طرح لڑو کہ وہ سمجھ لیں کہ مسلمین بہت مضبوط اور قوی ہیں اور (اے ایمان والو) اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے (لہٰذا جنگ میں تقوٰے کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے)۔

منافقین کی ابتلاء و پریشانی | منافقین کے رویّہ پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ۝ وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ ۭ هَلْ يَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ۭ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ۝ {توبہ ۱۲۶ و ۱۲۷}

کہ یہ لوگ سال میں ایک دو مرتبہ ضرور کسی نہ کسی آفت میں مبتلا ہوتے ہیں پھر بھی توبہ نہیں کرتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ جب کوئی سُورت نازل ہوتی ہے تو ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں اور پُوچھتے ہیں کہ کوئی دیکھ تو نہیں رہا، پھر چپکے سے کھسک جاتے ہیں۔ اللہ نے (ان کی بداعمالی اور ہٹ دھرمی کے نتیجہ میں) ان کے دلوں کو پھیر دیا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ لوگ بالکل سمجھ سے کام نہیں لیتے۔

دعوت عامّہ | پھر تمام بنی نوع انسان کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ {۱۲۸-۱۲۹}

تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسولؐ آگئے ہیں (وہ ایسے شفیق ہیں کہ) ان کو تمہاری تکلیف گراں گذرتی ہے، وہ ہمیشہ تمہاری بھلائی کے خواہاں رہتے ہیں اور جو مؤمن ہیں ان کے لئے تو وہ نہایت ہی شفیق اور مہربان ہیں (اگر تم ایمان لے آؤ گے تو ایسے رسولؐ کے دامنِ رحمت میں تمہیں جگہ مل جائے گی) اور اے رسولؐ اگر یہ پھر بھی نہ مانیں تو آپؐ کہہ دیجئے کہ میرے لئے اللہ کافی ہے (مجھے کسی کی مدد کی ضرورت نہیں) اس کے سوا کوئی کارساز نہیں، میں اُسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا مالک ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ کی بے چینی تبوک سے واپسی کے وقت مدینہ منوّرہ کو دیکھکر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ انصار کے بہترین خاندان بنو نجّار پھر بنو عبدالاشہل پھر بنو حارث پھر بنو ساعدہ ہیں۔ حضرت ابو اسیدؓ جب اس حدیث کو بیان کرتے تو فرماتے کیا میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے غلط بیانی کروں گا۔ اگر میں جھوٹا ہوتا تو سب سے پہلے اپنے خاندان بنو ساعدہ کا نام لیتا۔ حضرت سعد بن عبادہؓ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انہیں جب یہ خبر پہنچی کہ ان کے خاندان کا نام رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کے آخر میں ذکر فرمایا تو اُنہیں بہت افسوس ہوا۔ کہنے لگے "ہم چاروں خاندانوں کے اخیر میں رہے"۔ یہ کہکر انہوں نے کہا "میرے لئے گدھے پر زین کسو، میں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا"۔ اُن کے بھتیجے حضرت سہلؓ نے کہا کیا تم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ردّ کرنے جارہے ہو! اُن کی قوم کے اور لوگوں نے بھی کہا بیٹھ جاؤ، کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے گھرانے کو چار بہترین گھرانوں میں شمار کیا اور جن گھرانوں کا نام آپؐ نے نہیں لیا وہ ان گھرانوں سے جن کا آپؐ نے نام لیا کہیں زیادہ ہیں۔ حضرت سہلؓ نے کہا "رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں (کہ کون کس مقام پر ہے) کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم چوتھے نمبر پر ہو"۔ یہ سُنکر حضرت سعدؓ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے سے رُک گئے، اور زین کھولنے کا حکم دیا اور کہا "اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ جانتے ہیں"[1]۔

پھر جب حضرت سعدؓ کی ملاقات رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ آپؐ نے انصار کے گھرانوں کی فضیلت بتائی تو ہمیں آپؐ نے سب کے آخر میں کر دیا"۔ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تم بہترین خاندانوں میں سے ہو"[2]۔

متفرّق واقعات

عبداللہ بن اُبیّ منافق کی موت اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عدیم النظیر عفو و کرم تقریباً اسی زمانہ میں (منافقین کے سرغنہ) عبداللہ بن اُبیّ کی وفات ہوئی۔ اس کا لڑکا عبداللہؓ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا "آپؐ اپنی قمیص مجھے عنایت فرمادیں تاکہ میں اپنے باپ کو اس قمیص کا کفن دوں"۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل الانصار عن ابی اسیدؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی اسیدؓ۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی قمیص اُس کو دیدی۔[1]

عبداللہ بن اُبیّ نے جنگِ بدر کے بعد حضرت عبّاس کیلئے اپنی قمیص رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو دی تھی لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے کفن کیلئے اپنی قمیص دے کر اُس کے احسان کا بدلہ اس طرح ادا کر دیا۔[2]

پھر اس کے لڑکے عبداللہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھانے اور مغفرت کی دُعا کرنے کی درخواست کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی درخواست کو منظور فرمایا اور نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے آپؐ کا دامن پکڑ کر عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ اس کی نمازِ جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ یہ کہا تھا" حضرت عمرؓ نے اس کی کئی ناشائستہ باتیں گِنائیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسکرائے اور فرمایا "اے عمرؓ ہٹ جاؤ"۔ اُنہوں نے پھر عرض کیا "(اے اللہ کے رسُولؐ) یہ تو منافق ہے اور آپؐ کے ربّ نے منافقین کیلئے دُعا کرنے سے منع فرمایا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے مجھے (دُعا کرنے یا نہ کرنے کا) اختیار دیا ہے (منع نہیں کیا) جیسا کہ اشادِ باری ہے:۔

اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ {توبہ ۸۰}	آپؐ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں، اگر آپؐ ستّر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ ان کو معاف نہیں کرے گا۔

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر میں یہ سمجھتا کہ اگر میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں تو یہ بخش دیا جائے گا تو میں ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا"۔ یہ فرما کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس کے جنازہ کی نماز پڑھائی (پھر اُس کو دفن کیا گیا) دفن کرنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر اُسے باہر نکلوایا، وہ آپؐ کے گھٹنوں پر رکھ دیا گیا، آپؐ نے اپنا لعابِ دھن اُس کے لگایا (اور پھر اُسے دفن کرا دیا) اُسی وقت اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور فرمایا:۔

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ○ {توبہ ۸۴}	(اے رسُولؐ) منافقین میں سے جب کوئی مر جائے تو آئندہ آپؐ کبھی اُس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہوں، انہوں نے اللہ اور اس کے رسُولؐ کے ساتھ کفر کیا اور نافرمانی کی حالت میں مر گئے۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھنی ترک کر دی، حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے اپنی جُرأت پر تعجّب ہوا حالانکہ اللہ اور اُس کا رسُولؐ ہی زیادہ جانتے ہیں۔[3]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ (۱) جانی دشمن کے ساتھ اس قسم کا برتاؤ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عفو و کرم اور اخلاقِ کریمانہ کی بہترین مثال ہے اور اپنی نظیر آپ ہے۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سورۃ التوبۃ) عن ابن عمرؓ و صحیح مسلم باب من فضائل عمرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الجہاد باب الکسوۃ للاسارٰی عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ التفسیر (سُورۃ التوبۃ) وکتابُ اللباس بات لُبس القمیص عن ابنِ عمرؓ وجابرؓ ورواہ مسلم مختصراً فی صحیحہ فی باب من فضائل عمرؓ عن ابنِ عمرؓ وفی کتاب صفات المنافقین عن ابن عمرؓ وجابرؓ۔

(۲) نمازِ جنازہ پڑھانے اور لعابِ دہن لگانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا حکمِ امتناعی نازل ہوا، حالانکہ ان کاموں سے پہلے بھی نازل ہو سکتا تھا اور ہونا چاہیئے تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ مصلحت تھی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کسی ایسے شخص کو جو مغفرت کا مستحق نہ ہو نہ تبرکات کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ دُعائے مغفرت اس کے کام آسکتی ہے۔

(۳) آیتِ مذکورۂ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منافقین کو اچھی طرح پہچانتے تھے ورنہ حکمِ امتناعی سے کوئی فائدہ نہیں۔

ایک سفر کا واقعہ ایک سفر میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ایک سو تیس[۱۳۰] آدمی تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم میں سے کسی کے پاس کھانا ہے؟" ایک شخص کے پاس ایک صاع آٹا نکلا۔ (اُس نے وہ آٹا لاکر دیا) آٹا گوندھا گیا (روٹیاں پکائی جارہی تھیں کہ) اسی اثناء میں ایک مشرک دراز قامت، پراگندہ مُو اپنی بکریاں ہنکاتا ہوا وہاں سے گذرا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے فرمایا "بکری بیچو گے یا ویسے ہی دیدو گے۔" اُس نے کہا "بیچوں گا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سے ایک بکری خریدی۔ پھر وہ بکری ذبح کی گئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کلیجی وغیرہ بھوننے کا حکم دیا۔ پھر آپؐ نے کلیجی کی بوٹیاں تقسیم کیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا جس کو آپؐ نے کلیجی کی بوٹیاں نہ دی ہوں، جو لوگ موجود تھے اُنہیں اُسی وقت دیدیں اور جو لوگ موجود نہیں تھے اُن کیلئے رکھ چھوڑیں"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سالن کے دو پیالے بھرے۔ سب لوگوں نے کھانا کھایا اور سیر ہو گئے۔ سب کے کھانا کھا چکنے کے بعد دونوں پیالے اُسی طرح بھرے ہوئے تھے۔ صحابۂ کرامؓ نے بچا ہوا کھانا اونٹ پر رکھ لیا۔[۱]

تقسیمِ مال کا ایک واقعہ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ لوگوں کو مال عطا فرمایا لیکن ایک شخص کو کچھ نہ دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ وہاں بیٹھے ہوئے تھے۔ اُنہیں وہ شخص جسے کچھ نہیں ملا تھا بہت محبوب تھا لہٰذا اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے فلاں شخص کو کیوں نہیں دیا؟ اللہ کی قسم میں اُسے مؤمن سمجھتا ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(مؤمن سمجھتے ہو) یا مسلم"۔ حضرت سعدؓ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر اُس شخص کے (ایمان کے) متعلق جو اُن کو علم تھا اُس نے غلبہ کیا اور اُنہوں نے پھر وہی بات دُہرائی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی فرمایا۔ حضرت سعدؓ خاموش ہو گئے۔ کچھ دیر بعد اُس شخص کے (ایمان کے) متعلق جو اُن کو علم تھا اُس نے پھر غلبہ کیا، اُنہوں نے پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے وہی بات کہی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر وہی بات فرمائی، اس کے بعد فرمایا "اے سعدؓ میں ایک شخص کو (کچھ مال) دیتا ہوں حالانکہ دوسرا شخص مجھے اس سے زیادہ محبوب ہوتا ہے (لیکن اس کو کچھ نہیں دیتا) یہ اس لئے کہ مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اللہ اُس شخص کو اوندھے مُنہ دوزخ میں نہ ڈالدے[۲] (یعنی مفلسی اور ضعفِ ایمانی کی وجہ سے ایمان کو خطرہ ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص پختہ ایمان ہوتا ہے وہ مفلسی کی حالت میں بھی ایمان پر قائم رہتا ہے لہٰذا اگر اس

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الہبۃ باب قبول الہدیۃ من المشرکین عن عبدالرحمٰنؓ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب الایمان باب إذا لم یکن الاسلام علی الحقیقۃ و کتاب الزکوٰۃ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب تألف قلب من یخاف علی ایمانہ لضعفہ وکتاب الزکوٰۃ باب اعطاء من یخاف علی ایمانہ عن سعد رضؓ۔

کو نہ دیا جائے تو کوئی خطرہ نہیں ہوتا)"۔

حضرت ضمام بن ثعلبہؓ کی آمد ایک دن کا ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ مسجد میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ اتنے میں ایک شخص جو اونٹ پر سوار تھا مسجد میں داخل ہوا۔ اُس نے اپنے اونٹ کو مسجد میں بٹھایا اور باندھ دیا۔ پھر اُس نے پوچھا "تم لوگوں میں محمدؐ کون ہیں؟"۔ صحابہ کرامؓ نے کہا "وہ گورے آدمی جو تکیہ لگائے بیٹھے ہیں"۔ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا "اے عبدالمطلب کے بیٹے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جی"۔ اُس نے کہا "میں آپؐ سے کچھ سوال کروں گا اور سوال میں آپؐ پر سختی کروں گا، آپؐ مجھ سے ناراض نہ ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو چاہو پوچھو"۔ اُس نے کہا "میں آپؐ سے آپؐ کے رب اور آپؐ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو تمام انسانوں کیلئے رسولؐ بنا کر بھیجا ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اُس نے کہا "میں آپؐ سے اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ آپؐ دن اور رات میں پانچ نمازیں پڑھیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اُس نے کہا "میں اللہ کی قسم دیکر آپؐ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ سال میں ایک مہینہ کے روزے رکھیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اُس نے کہا "میں اللہ کی قسم دے کر آپؐ سے پوچھتا ہوں کیا اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ آپؐ ہمارے مالداروں سے زکوٰۃ لیکر ہمارے غریبوں میں تقسیم کر دیں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ کی قسم ہاں"۔ پھر اُس شخص نے کہا "جو چیز آپؐ لیکر آئے ہیں میں اُس پر ایمان لاتا ہوں میں اپنی قوم کے لوگوں کا جن کو میں چھوڑ کر آیا ہوں قاصد ہوں۔ میں ضِمام بن ثَعلبَہ ہوں اور بنو سعد بن بکر کے بھائیوں میں سے ایک فرد ہوں"[1]۔

سریہ[2] اُسامہؓ ان ہی ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کی امارت میں قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات سے جنگ کرنے کیلئے ایک لشکر روانہ کیا۔ صبح کے وقت جنگ کا آغاز ہوا۔ مشرکین میں سے ایک شخص تھا کہ جب کسی مسلم کو قتل کرنا چاہتا قتل کر دیتا۔ حضرت اُسامہؓ اور ایک انصاریؓ شخص نے موقع پاکر اُس پر حملہ کیا۔ جب وہ گھر گیا اور حضرت اُسامہؓ نے اُس پر تلوار اُٹھائی تو اُس نے کہا "لا الٰہ الا اللہ" انصاریؓ نے ہاتھ روک لیا لیکن حضرت اُسامہؓ نے اُس کے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد دل میں خطرہ لاحق ہوا (اور اس کے قتل کرنے پر نادم ہوئے) مشرکین کو شکست ہوئی (اور مسلمین فتحیاب ہوئے) ایک شخص فتح کی خوشخبری سُنانے کیلئے (مدینہ منوّرہ روانہ کیا گیا۔ جب وہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے اُس سے لڑائی کے حالات دریافت کئے، اُس شخص نے لڑائی کے حالات بتلائے اور حضرت اُسامہؓ کا واقعہ بھی سُنایا (جب اسلامی لشکر واپس مدینہ منوّرہ پہنچا تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہؓ کو بُلایا اور پُوچھا "اے اُسامہؓ تم نے اُسے کیوں قتل کیا؟" حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ اُس نے مسلمین کو بہت تکلیف پہنچائی فلاں کو اور فلاں کو اُس نے قتل کر دیا"۔ حضرت اُسامہؓ نے کئی مسلمین کے نام لئے جو اُس شخص کے ہاتھ سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب القراءۃ والعرض علی المحدث عن انسؓ۔

[2] سریہ لشکر کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں اُس لشکر کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل نہ ہوں۔

قتل ہوئے تھے۔ پھر حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا "جب میں نے اُس پر تلوار اُٹھائی تو اُس نے لاالٰہ الّا اللہ کہدیا (مگر میں نے پھر بھی اُسے قتل کر دیا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم نے اُسے لاالٰہ الّا اللہ کہنے کے بعد قتل کیا؟" حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اُس نے ہتھیار کے خوف سے اور اپنے کو بچانے کیلئے کلمہ پڑھا تھا (دل سے مسلم نہیں ہوا تھا)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے اُس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کلمہ پڑھا تھا یا نہیں؟" یہ فرما کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر سوال کیا "کیا تم نے اُسے لاالٰہ اِلّا اللہ پڑھنے کے بعد قتل کیا؟" پھر آپؐ نے فرمایا "قیامت کے دن جب وہ کلمہ (لیکر) آئے گا تو تم اس کلمہ کا کیا جواب دوگے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بار بار یہ الفاظ دہراتے رہے یہاں تک کہ حضرت اُسامہؓ نے یہ تمنّا کی کہ کاش وہ آج سے پہلے مُسلم نہ ہوئے ہوتے [1]

اہل کتاب کا شرک فی الذّات اور شرک فی الحکم | یہودی اور عیسائی اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک کرتے تھے۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّٰهِ — یہودی کہتے تھے کہ عُزیر (علیہ السّلام) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں
وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ — عیسائی کہتے تھے کہ عیسیٰ (علیہ السّلام) اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں
قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔونَ قَوْلَ الَّذِيْنَ — (اللہ تعالیٰ نے اُن کی تردید کرتے ہوئے فرمایا) یہ ان کے مُنہ
كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۭ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ — کی باتیں ہیں (جو چاہتے ہیں کہہ دیتے ہیں) ان سے پہلے بھی
کافر ایسی ہی باتیں کہا کرتے تھے، یہ ان ہی کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ اللہ ان کافروں کو ہلاک کرے
یہ کہاں بہکے ہوئے چلے جا رہے ہیں (اپنے بچنے کی فکر کیوں نہیں کرتے)

شرک فی الذّات کے ساتھ یہودی اور عیسائی دونوں شرک فی الحکم یعنی شرک فی التّشریع کے بھی مرتکب تھے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا — اُنہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کے علاوہ اپنا ربّ
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ — بنا رکھا تھا (یعنی ان کی تقلید کر کے اُن کے احکام اور
اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ — فتووں کو احکامِ الٰہی کا درجہ دیدیا تھا) اور حضرت عیسیٰ
اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ {توبہ ۳۱} — علیہ السّلام کو بھی اُنہوں نے ربّ بنا رکھا تھا (اللہ تعالیٰ
نے اُن کی تردید کرتے ہوئے فرمایا) ان کو تو یہ حکم دیا گیا تھا کہ بس ایک اِلٰہ کی عبادت کریں۔ ایک الٰہ کے علاوہ کوئی
اور اِلٰہ نہیں۔ اللہ ان کے اِس شرک سے پاک ہے جو یہ کر رہے ہیں۔

حضرت عدیؓ کی غلط فہمی | (تقریباً اسی زمانہ میں حضرت عدیؓ بن حاتم ایمان لائے) روزہ کا ابتدائی وقت معلوم کرنے کیلئے اُنہوں نے قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ — (کھاؤ اور پیو) یہاں تک کہ سفید ڈورا سیاہ ڈورے
الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ {بقرہ ۱۸۷} — سے ممتاز نظر آئے

کے ظاہری مفہوم کے مُطابق ایک سیاہ ڈورا لیا اور ایک سفید ڈورا لیا اور اُن کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھ لیا، پھر وہ انکو بار بار دیکھتے رہے (لیکن ان میں امتیاز نہ کر سکے یہاں تک کہ صبح ہو گئی) جب صبح ہوئی تو وہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد ان قال لاالٰہ الّا اللہ۔

علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات کا ذکر کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تم ڈورے دیکھتے رہے اور سیاہ اور سفید ڈورے تمہارے تکیہ کے نیچے آگئے تو پھر تو تمہارا تکیہ اور تمہاری گدّی بہت ہی وسیع وعریض ہے (کہ مشرق ومغرب ان کے نیچے آگئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں جو تم سمجھے ہو) ڈوروں سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی مُراد ہے[1]۔"

عرب میں مکمّل امن وامان کی پیشین گوئی ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس حضرت عدیؓ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں دو شخص آئے۔ ایک نے تنگیٔ معیشت کی شکایت کی۔ دوسرے نے چوری اور ڈاکہ زنی کی شکایت کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ڈاکہ زنی کا تو معاملہ یہ ہے کہ تھوڑے ہی دنوں میں ایسا امن ہو جائے گا کہ مکّہ سے مدینہ جانے والا قافلہ بغیر کسی محافظ کے جائیگا" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عدیؓ سے فرمایا "اے عدیؓ کیا تم نے حیرہ کو دیکھا ہے؟" حضرت عدیؓ نے کہا "دیکھا تو نہیں ہے، نام سُنا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک عورت حیرہ سے چلے گی (مکّہ معظّمہ پہنچ کر) کعبہ کا طواف کریگی (راستہ میں) اُسے سوائے اللہ کے کسی کا خوف نہ ہوگا۔ رہی تنگیٔ معیشت تو قیامت نہ آنے پائے گی یہاں تک کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا صدقہ لیکر پھرے گا لیکن کوئی صدقہ لینے والا نہیں ملے گا (سب خوش حال ہوں گے) اور اے عدیؓ اگر تمہاری زندگی زیادہ ہوئی تو یقیناً تم کِسریٰ کے خزانوں کو فتح کروگے"۔ حضرت عدیؓ نے تعجّب سے پوچھا "کیا کسریٰ بن ہرمز (کے خزانے؟)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "(ہاں) کِسریٰ بن ہرمز (کے خزانے)" پھر فرمایا "یقیناً تم میں سے ہر شخص (میدانِ محشر میں) اللہ کے سامنے کھڑا ہوگا، اس کے اور اللہ کے درمیان نہ کوئی حجاب ہوگا اور نہ کوئی ترجمان ہوگا جو اس کی گفتگو کی ترجمانی کرے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "کیا میں نے تجھے مال نہ دیا تھا؟" وہ عرض کرے گا "ہاں دیا تھا"۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا میں نے تیرے پاس رسُولؐ نہیں بھیجا تھا؟" وہ عرض کرے گا "ہاں بھیجا تھا"۔ پھر وہ شخص اپنی داہنی طرف نظر کریگا تو سوائے آگ کے کچھ نظر نہ آئے گا، پھر وہ اپنی بائیں جانب دیکھیگا تو سوائے آگ کے کچھ نظر نہ آئے گا"۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم میں سے ہر شخص کو چاہئے کہ آگ سے بچے اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دیکر سہی۔ اگر کھجور کا ٹکڑا بھی میسّر نہ ہو تو اچھّی بات کہہ کر" (ہی دوزخ سے بچے)

اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد حضرت عدیؓ فرمایا کرتے تھے میں نے عورت کو دیکھا کہ وہ حیرہ سے چل کر کعبہ کا طواف کرتی ہے اور اُسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا اور (دوسری بات بھی ہو چکی ہے یعنی کسریٰ کے خزانے فتح ہو چکے ہیں) اور میں خود اُن لوگوں میں تھا جنہوں نے کِسریٰ کے خزانے فتح کئے تھے اور (اے لوگو!) عنقریب تم تیسری بات بھی دیکھ لوگے (کہ پوری ہوگی یعنی صدقہ لینے والا کوئی نہ ملیگا)[2]

انصار کا ایثار تقریباً ان ہی ایّام میں (اسلامی لشکر نے بحرین پر حملہ کیا) اہلِ بحرین نے صلح کر لی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان پر حضرت علاء بن حضرمیؓ کو امیر مقرّر کیا۔ بحرین کی فتح کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارادہ کیا کہ اس کی زمینوں کو انصار میں تقسیم کر دیں۔ انصار نے کہا "(اے اللہ کے رسُولؐ) جب تک آپؐ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصّوم باب قول اللہ تعالیٰ وکلوا واشربوا حتّٰی یتبیّن لکم ..... وکتاب التفسیر (سورۃ البقرۃ) وصحیح مسلم کتاب الصّوم نحوہٗ عن عدیؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب الصّدقۃ قبل الرّدّ وباب علامات النّبوّۃ فی الاسلام۔

مہاجرین کو بھی ہماری طرح زمینیں نہ دیں ہم لینا نہیں چاہتے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی ایسے موقع پر تم صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو۔"[1]

اعتکاف | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ آپؐ کے لئے خیمہ لگایا جاتا تھا، اس میں آپؐ صبح کی نماز پڑھ کر داخل ہو جایا کرتے تھے۔ اسی دستور کے مُطابق آپؐ کے لئے خیمہ لگایا گیا، پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے لئے خیمہ لگایا گیا۔ حضرت حفصہؓ نے بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت لے کر اپنا خیمہ نصب کرالیا۔ حضرت زینبؓ نے بھی اپنے لئے ایک خیمہ نصب کرالیا۔ جب صبح ہوئی تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ خیمے دیکھے۔ آپؐ نے پوچھا "یہ کیا ہے؟" لوگوں نے آپؐ کو کیفیت بتائی۔ آپؐ نے فرمایا "کیا ان خیموں سے نیکی کا ارادہ کیا گیا ہے؟" پھر آپؐ نے اس رمضان میں اعتکاف ترک کر دیا اور[2] (اس کے بدلہ) شوّال کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔[2]

نماز عید الفطر | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عید الفطر کے دن دو رکعت نماز ادا کی۔ نہ اس سے پہلے آپؐ نے کوئی نماز پڑھی اور نہ اس کے بعد کوئی نماز پڑھی، پھر آپؐ نے ہاتھ کے اشارہ سے لوگوں کو بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر آپؐ نے خطبہ دیا، پھر عورتوں کی طرف آئے، حضرت بلالؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے (عورتوں کے قریب پہنچکر) یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

اے نبیؐ، جب مؤمن عورتیں آپؐ کے پاس بیعت کرنے کیلئے آئیں کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کریں گی، چوری نہ کرینگی بدکاری نہ کرینگی، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی، نہ کسی پر تہمت لگائیں گی اور نہ معروف کاموں میں آپؐ کی نافرمانی کرینگی تو ان سے بیعت لے لیا کیجئے، ان کیلئے بخشش کی دُعاء کیا کیجئے۔ یقیناً اللہ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم اس پر قائم ہو؟" ایک عورت نے جواب دیا "ہاں"۔ پھر آپؐ نے انہیں صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ اُنہوں نے صدقہ دینا شروع کیا۔ حضرت بلالؓ کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ عورتیں اپنے چھلّے اور انگوٹھیاں کپڑے میں ڈال رہی تھیں[3]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی وفات | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ایک صاحبزادہ تھے، جن کا نام ابراہیم تھا۔ ان کو ابوسیف نامی لوہار کی بیوی دودھ پلایا کرتی تھیں (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بچّہ کو دیکھنے کیلئے ابوسیف کے ہاں جایا کرتے تھے) ایک دن آپؐ ان کے ہاں تشریف لیگئے آپؐ نے حضرت ابراہیم کو اپنی گود میں لیا، انہیں پیار کیا اور سونگھا (پھر آپؐ واپس چلے آئے) کچھ دن بعد آپؐ پھر ابوسیف کے ہاں تشریف لے گئے۔ ابوسیف اپنی بھٹّی دھونک رہے تھے، مکان میں دھواں ہو رہا تھا

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن عمرو بن عوفؓ و صحیح مسلم کتاب الزہد و صحیح بخاری کتاب المزارعۃ باب القطائع و ابواب مناقب الانصار عن انسؓ
[2] صحیح بخاری کتاب الصوم باب اعتکاف النساء و باب الاعتکاف فی شوّال و صحیح مسلم کتاب الصّوم عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب العیدین فی بابین و صحیح مسلم کتاب العیدین عن ابن عباسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [4] اعتکاف دن رات مسجد میں رہنے کا نام ہے اعتکاف ترک کر دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتوں میں جاگنا بھی آپؐ نے چھوڑ دیا۔ ان راتوں میں بڑی مستعدی سے آپؐ جاگتے اور عبادت کرتے

حضرت انسؓ (آپؐ کے ساتھ تھے انہوں) نے آگے بڑھ کر ابو سیف سے کہا "دھونکنا بند کرو"۔ ابو سیف نے دھونکنا بند کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچہ کو منگوایا، پھر اُس کو اپنے گلے لگایا۔ اُس وقت حضرت ابراہیم کا سانس اُکھڑ چکا تھا (اور وہ قریب المرگ تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسول، آپؐ بھی روتے ہیں!" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تو رحمت ہے (یہ نوحہ نہیں ہے)" پھر آپؐ نے فرمایا "آنکھ رو رہی ہے، دل غمگین ہے، لیکن ہم سوائے اس بات کے جس سے اللہ راضی ہو کوئی اور بات منہ سے نہ نکالیں گے اور اے ابراہیم ہم تمہارے فراق میں غمگین ہیں[1]"۔

(حضرت ابراہیم کا شیر خوارگی کے زمانہ ہی میں انتقال ہو گیا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنّت میں ان کیلئے ایک دودھ پلانے والی مقرر کر دی گئی ہے[2]"۔

نمازِ کسوف جس دن حضرت ابراہیم کی وفات ہوئی (اتفاق سے اُس دن) سورج گرہن ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ مسجد پہنچے۔ تمام لوگ بھی جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں آپؐ نے بڑا لمبا قیام کیا۔ پھر اسی کے مثل بڑا لمبا رکوع کیا، پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہکر دوبارہ قرأت شروع کر دی اور لمبا قیام کیا لیکن یہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر اسی کے مثل لمبا رکوع کیا، یہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر قیام کیا، پھر قیام کے مثل رکوع کیا، پھر کھڑے ہوئے پھر دو سجدے کئے، پھر دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھی۔ اس طرح ہر رکعت میں آپؐ نے تین تین رکوع کئے۔ اسی اثناء میں سورج صاف ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، پھر آپؐ نے خطبہ دیا۔ حمد و ثناء کے بعد آپؐ نے فرمایا "بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، ان میں کسی کی موت و زیست سے گہن نہیں لگتا بلکہ اللہ (جب چاہتا ہے گرہن لگا دیتا ہے، اس سے اس کی مصلحت یہ ہوتی ہے کہ) ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔" (یعنی جو اللہ گرہن کی صورت میں عارضی طور پر بندوں کو کچھ روشنی سے محروم کر سکتا ہے وہ بندوں کو قیامت تک کیلئے سورج یا چاند کی روشنی سے کلّیتًا محروم کر سکتا ہے اور اس صورت میں وہ اپنے بندوں کو اپنے عذاب کا مزا چکھا سکتا ہے، اس عارضی محرومی کو دیکھکر انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈر جائیں) اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب گرہن لگا کرے تو نماز پڑھا کرو، دعاء کیا کرو، اللہ کے ذکر میں مشغول رہا کرو یہاں تک کہ گرہن ختم ہو جائے[3]"۔

پھر فرمایا "ایسی کوئی چیز جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے نہیں جو میں نے اپنی اس نماز میں نہ دیکھی ہو۔ میرے سامنے دوزخ لائی گئی اور تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا ہو گا وہ آگ کی لپٹ ہی کی وجہ سے تھا۔ میں نے حاجیوں کا سامان چرانے والے کو بھی دیکھا وہ اپنی انتڑیوں کو آگ میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے اُس عورت کو بھی دوزخ میں دیکھا جس نے بلّی کو باندھ رکھا تھا، نہ اُسے چھوڑتی تھی کہ وہ اپنا پیٹ بھرے، نہ خود اسے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا بک لمحزونون عن انسؓ وکتاب الادب باب من سمی باسماء الانبیاء عن ابن ابی اوفی وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبیان نحوہٗ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے) [2] صحیح بخاری کتاب بدء الخلق عن براءؓ [3] صحیح مسلم باب صلوٰۃ الکسوف عن عائشۃ صدیقہؓ وباب عرض علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ الکسوف عن جابرؓ وصحیح بخاری ابواب الکسوف (نماز کی کیفیت)

کھانے کو دیتی تھی یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ میرے سامنے جنّت بھی لائی گئی، تم نے دیکھا ہوگا کہ میں نے اس کا خوشہ توڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا تھا، پھر میں نے توڑنے کا اِرادہ ترک کر دیا۔"[1]

اچھی بات کہو ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دوزخ کا ذکر کیا، آپؐ کے چہرہ کی حالت عجیب ہوگئی۔ آپؐ نے اس سے پناہ مانگی (تھوڑی دیر بعد) پھر دوزخ کا ذکر کیا، پھر آپؐ کی وہی کیفیت ہوگئی، آپؐ نے پھر اس سے پناہ مانگی اور فرمایا دوزخ سے بچو خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا دے کر ہی سہی۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اچھی بات کے ذریعہ ہی[2] (دوزخ سے بچو)

شکار کے مسائل حضرت عدیؓ کہتے ہیں میں نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے تیر کے شکار کا مسئلہ دریافت کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر شکار کو اُس کی دھار لگے تو کھالو، اگر تیر شکار پر عرضًا لگے (یعنی دھار شکار پر نہ لگے) تو اُسے نہ کھاؤ اس لئے کہ پھر وہ چوٹ سے مرا ہے"۔ حضرت عدیؓ نے کہا "میں شکار کیلئے اپنا کُتّا چھوڑتا ہوں (تو کیا میں وہ شکار کھا سکتا ہوں؟)"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جب تم اپنا کُتّا چھوڑو اور چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لو تو پھر اُسے کھا سکتے ہو بشرطیکہ اس نے اُسے تمہارے لئے روک رکھا ہو (اس میں سے خود کچھ نہ کھایا ہو) اس کا پکڑ لینا اُس کے ذبح کرنے کے قائم مقام ہے۔ اگر وہ اس میں سے کچھ کھالے تو پھر تم نہ کھاؤ اس لئے کہ پھر اس نے اس شکار کو تمہارے لئے نہیں پکڑا بلکہ اپنے لئے پکڑا ہے"۔ حضرت عدیؓ نے کہا "کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ میرے کُتّے کے ساتھ دوسرا کُتّا بھی شریک ہو جاتا ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے نہ کھاؤ اس لئے کہ تم نے اپنے کُتّے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہی تھی دوسرے کُتّے پر بسم اللہ نہیں کہی تھی، اور تمہیں نہیں معلوم کہ کس کُتّے نے اُسے قتل کیا ہے۔ اگر شکار تمہیں ایک دو دن بعد ملے تو اگر اس پر سوائے تمہارے تیر کے اور کوئی نشان نہیں ہے تو اُسے کھا سکتے ہو۔ اگر شکار پانی میں گر کر مر جائے تو اُسے نہ کھاؤ"۔[3]

حلال و حرام کے سلسلہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مزید سوال کئے گئے تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

يَسْـَٔلُونَكَ مَاذَآ أُحِلَّ لَهُمْ ۖ قُلْ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَٰتُ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا مِمَّآ أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ {مائدہ ۴}

لوگ آپؐ سے پوچھتے ہیں کہ کونسی چیزیں ان کیلئے حلال ہیں آپؐ کہہ دیجئے کہ پاکیزہ چیزیں تمہارے لئے حلال ہیں اور وہ شکار بھی حلال ہے جو شکاری جانور تمہارے لئے پکڑیں، بشرطیکہ ان شکاری جانوروں کو تم نے اس طریقہ سے سدھا رکھا ہو جو طریقہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا ہے۔ اگر وہ شکار کو تمہارے لئے روکے رکھیں تو تم اس میں سے کھا سکتے ہو۔ شکاری جانور کو چھوڑتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو، یقینًا اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

سریّۂ انصار رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تقریبًا اسی زمانہ میں ایک اور لشکر روانہ کیا۔ آپؐ نے اس لشکر

---

[1] صحیح مسلم کتاب الکسوف باب ما عرض علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم فی صلوٰۃ الکسوف عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الادب باب طیّب الکلام عن عدی رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب الذبائح والصّید فی ابواب عن عدی رضؓ و صحیح مسلم کتاب الصّید باب الصّید۔

پر ایک انصاری شخص (عبداللہ بن حذافہؓ) کو سپہ سالار مقرر کیا اور اہلِ لشکر کو حکم دیا کہ اپنے سپہ سالار کی اطاعت کریں (لشکر روانہ ہوگیا۔ اثناءِ جہاد میں) سپہ سالار کو کسی بات پر غصّہ آگیا۔ اُس نے کہا "کیا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ میری اطاعت کرنا"۔ لوگوں نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "اچھا تو لکڑیاں جمع کرو"۔ لوگوں نے لکڑیاں جمع کیں۔ سپہ سالار نے کہا "آگ جلاؤ"۔ اُنہوں نے آگ جلائی۔ سپہ سالار نے کہا "اس آگ میں داخل ہو جاؤ"۔ بعض لوگوں نے حکم کی تعمیل کا ارادہ کیا اور بعض (نے تعمیل سے انکار کر دیا بلکہ وہ دوسروں کو بھی) تعمیل کرنے سے روکتے رہے۔ انہوں نے کہا ہم آگ ہی سے تو بھاگ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف آئے ہیں (اور اب خودکشی کر کے کیوں دوزخ کی آگ میں چلے جائیں) اس بحث و تمحیص میں آگ ٹھنڈی ہوگئی اور سپہ سالار کا غصّہ بھی ٹھنڈا ہوگیا۔ جب یہ خبر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی تو آپؐ نے فرمایا "اگر تم آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اُس میں سے نہ نکلتے"۔ پھر آپؐ نے اُن لوگوں کی تعریف کی جنہوں نے آگ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کے بعد فرمایا "اطاعت تو صرف معروف کاموں میں ہے، اللہ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں"۔[1]

اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝ {نسآء ۵۹}

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسُولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے اُمراء کی (اطاعت کرو) اگر (امراء سے تمہارا) اختلاف ہو جائے تو (اس معاملہ کو) اللہ اور رسُولؐ کی طرف لوٹاؤ۔ یہی بہتر ہے اور اس کا انجام بھی اچھا ہے۔[2]

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو گورنر بنانا حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ ایک دن اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوموسیٰؓ کے ساتھیوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے درخواست کی کہ انہیں کسی جگہ کا عامل بنا دیا جائے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے ابوموسیٰؓ (یہ کیا؟)"۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے کہا "اللہ کی قسم جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اِنہوں نے مجھے نہیں بتایا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے اور نہ مجھے یہ معلوم تھا کہ یہ عامل بننا چاہتے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہم اُس کو عامل نہیں بناتے جو عامل بننا چاہے۔ ہاں اے ابوموسیٰؓ تم یمن جاؤ"۔[3]

الغرض رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو یمن کے ایک علاقہ پر گورنر مقرر کیا، یمن کے دوسرے علاقہ پر آپؐ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کو گورنر مقرر کیا۔ روانگی سے قبل رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان دونوں کو نصیحت کی۔ آپؐ نے فرمایا "آسانی پیدا کرنا تنگی میں نہ ڈالنا۔ خوشخبریاں سُنانا نفرت نہ دلانا (یعنی ایسی مشکلات نہ پیدا کرنا کہ لوگ اسلام سے نفرت کرنے لگیں) آپس میں اتفاق رکھنا، اختلاف

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب سریۃ عبداللہ بن حذافہؓ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب طاعۃ الامراء عن علیؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب التفسیر (سورۃ النساء) عن ابن عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب استتابۃ المرتدین باب اثم من اشرک باللہ۔

نہ کرنا[1]۔"

حضرت معاذؓ کو مزید نصیحتیں حضرت معاذؓ کو مزید ہدایات دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اہل کتاب کی ایک قوم کے پاس جا رہے ہو (جب تم ان کے پاس پہنچو) تو سب سے پہلے انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود و حاکم نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں خبر دینا کہ اُن پر اللہ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ یہ بات بھی تسلیم کر لیں تو انہیں خبر دینا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائیگی اور ان کے فقراء کو دی جائے گی۔ اگر وہ یہ بات بھی قبول کر لیں تو خبردار ان کا اچھا اچھا مال چھانٹ کر نہ لینا۔ مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہنا اس لئے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا[2]۔"

حضرت ابو موسیٰؓ کا شراب کے متعلق سوال روانگی سے قبل حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ ہماری زمین میں جَو اور شہد کی شرابیں ہوتی ہیں (کیا وہ حلال ہیں؟)" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر نشہ کی چیز حرام ہے[3]۔"

حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ کا یمن پہنچنا (مختلف قسم کی ہدایات حاصل کرنے کے بعد) حضرت معاذؓ اور حضرت ابو موسیٰؓ اپنی اپنی ولایتوں کو روانہ ہو گئے (دورہ کرتے ہوئے) جب اُن میں سے کوئی ایک دوسرے کی ولایت کے قریب سے گذرتا تو اُس سے ملاقات کر کے اپنی محبت کو تازہ کرتا اور بوقت ملاقات اُس کو سلام کرتا۔

اتفاق سے ایک دن حضرت معاذؓ دورہ کرتے ہوئے حضرت ابو موسیٰؓ کے علاقہ کے قریب سے گذرے تو حضرت ابو موسیٰؓ سے ملنے کیلئے اُن کے علاقہ میں آئے۔ حضرت معاذؓ اپنے خچر پر سوار تھے۔ جب وہ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰؓ بیٹھے ہوئے ہیں اور اُن کے آس پاس بہت سے لوگ جمع ہیں، ان میں ایک شخص تھا جس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے حضرت معاذؓ کیلئے ایک گدّا بچھایا۔ حضرت معاذؓ نے اپنی سواری سے اُترنے سے پہلے یہ پوچھا کہ "یہ کیا معاملہ ہے؟ (اس شخص کے ہاتھ کیوں باندھے گئے ہیں؟)" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "یہ یہودی تھا، پھر (اس نے اسلام قبول کیا اور) مسلم ہو گیا اور اب پھر کافر ہو گیا ہے۔" حضرت معاذؓ نے کہا "میں اُس وقت تک نہیں اُتروں گا جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے۔" حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا "آپؓ اُتریں تو سہی، وہ تو اسی لئے گرفتار کر کے لایا گیا ہے (کہ قتل کر دیا جائے)" حضرت معاذؓ نے کہا "نہیں میں اُس وقت تک نہیں اُتروں گا جب تک یہ قتل نہ ہو جائے، اللہ اور اُس کے رسولؐ کا حکم پہلے نافذ کرو (پھر میں اُتروں گا)۔" الغرض حضرت ابو موسیٰؓ نے اُسے قتل کرا دیا۔ اس کے قتل کے بعد حضرت معاذؓ سواری سے اُترے۔ دورانِ گفتگو حضرت معاذؓ نے پوچھا "اے عبداللہؓ، تم قرآن کس طرح پڑھتے ہو؟" حضرت عبداللہ (یعنی ابو موسیٰؓ) نے جواب دیا "ٹھہر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی وکتاب استتابۃ المرتدین وکتاب الادب وکتاب الجہاد ۴/۷۹ وصحیح مسلم کتاب الجہاد باب الامر بالتیسیر عن ابی موسیٰؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ ومعاذؓ وکتاب الزکوٰۃ فی ابواب عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بالایمان باللہ ورسولہ۔

[3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ عن ابی موسیٰؓ وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب بیان ان کل مسکر خمر۔

ٹھہر کر تھوڑا تھوڑا پڑھتا رہتا ہوں"۔ پھر حضرت ابو موسیٰؓ نے پوچھا "اے معاذؓ تم کس طرح پڑھتے ہو؟" حضرت معاذؓ نے کہا "میں اوّل رات سو جاتا ہوں پھر نیند کا حصّہ پُورا کرنے کے بعد (نماز کیلئے) کھڑا ہو جاتا ہوں اور جتنا اللہ نے (تقدیر میں) لکھدیا ہے پڑھ لیتا ہوں۔ میں اپنی نیند کو بھی اسی طرح باعثِ ثواب سمجھتا ہوں جس طرح اپنے قیام کو (یعنی سوتا اِس لئے ہوں کہ قیام آسان ہو اور نماز میں اطمینان و نشاط حاصل ہو لہٰذا میرا سونا بھی نیکی ہے)"۔[1]

حضرت اُمّ خالدؓ کا مہرِ نبوّت سے کھیلنا حضرت خالد بن سعیدؓ کی بیٹی اُمّ خالدؓ کہتی ہیں کہ بچپن میں مَیں اپنے والد کے ساتھ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس گئی، اُس وقت میں زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ آپؐ نے مجھے ایک سیاہ چادر اُڑھائی پھر فرمایا "(یہ قمیص) بہت اچھی ہے، (یہ قمیص) بہت اچھی ہے"۔ پھر میں (پیچھے جاکر) آپؐ کی مہرِ نبوّت سے کھیلنے لگی۔ میرے والد نے مجھے دھمکایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے چھوڑ دو"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "پہنو اور پُرانا کرو، پھر پہنو اور پُرانا کرو، پھر پہنو اور پُرانا کرو"۔ اُمّ خالدؓ کہتی ہیں کہ وہ قمیص اتنے عرصہ تک باقی رہی کہ اس کا چرچا ہونے لگا۔[2]

اللہ کے بندوں پر مہربانی تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے چند قیدی لائے گئے ان قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کی چھاتیاں دودھ سے لبریز تھیں۔ جب کوئی بچّہ اس کے پاس آتا تو اُس کو اپنے پیٹ سے لگا کر دودھ پلاتی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچّہ کو آگ میں ڈالدیگی"۔ صحابہ کرامؓ نے کہا "نہیں، اگر اس کو اس بات کی قُدرت ہو کہ اس کو نہ ڈالے تو نہیں ڈالیگی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جتنی یہ عورت اپنے بچّہ پر مہربان ہے اس سے زیادہ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے"۔[3]

حضرت مالک بن حویرثؓ کی آمد حضرت مالک بن حویرثؓ مع چند نوجوانوں کے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور بیسؔ دن آپؐ کی خدمت میں رہے۔ بیسؔ دن کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خیال کیا کہ انہیں اپنے اہل و عیال سے ملنے کا اشتیاق ہوگا۔ آپؐ نے اُن سے پوچھا "تم کس کس کو چھوڑ کر آئے ہو؟" اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو (اپنے اہل و عیال کے متعلق) خبر دی۔ حضرت مالکؓ کہتے ہیں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بڑے ہی مشفق اور مہربان تھے (لہٰذا از راہِ شفقت) آپؐ نے فرمایا "اب تم اپنے اہل و عیال کے پاس جا سکتے ہو۔ گھر پہنچ کر ان کو بھی تعلیم دو اور انہیں حکم دو (کہ احکامِ الٰہی کی تعمیل کریں) اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اُسی طرح نماز پڑھتے رہنا۔ جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک آدمی اذان دے اور تم میں جو سب سے بڑا ہو وہ امام بنے"۔[4]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا صحابہؓ کی تفریحات میں شریک ہونا اور نماز عصر کے وقت کی تعیین حضرت رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں "ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ نماز عصر پڑھتے، اکثر ایسا ہوتا کہ (واپس جاکر) ہم اُونٹ نحر کرتے، پھر اس کے (گوشت کے) دس حصّے کرتے، پھر اُسے پکاتے اور پختہ گوشت کو غروبِ آفتاب

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب بعث ابی موسیٰؓ و معاذؓ عن ابی موسیٰؓ و کتاب استتابۃ المرتدّین و صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب النہی عن طلب الامارۃ و نحوہ۔

[2] صحیح بخاری کتابُ الادب باب من ترک صبیۃ غیرہ کتاب اللباس۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ الولد عن عمرؓ۔

[4] صحیح بخاری کتابُ الادب باب رحمۃ النّاس و صحیح مسلم باب من احق بالامامۃ عن مالکؓ۔

سے پہلے کھالیتے[1]۔"

اسی دستور کے مطابق ایک دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نمازِ عصر پڑھائی۔ پھر آپؐ نے (مقتدیوں کی طرف) مُنہ پھیرا۔ اتنے میں قبیلۂ بنو سَلِمہ کا ایک آدمی حاضرِ خدمت ہوا۔ اس نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ ہم ایک اونٹ نحر کرنا چاہتے ہیں اور ہماری یہ خواہش ہے کہ آپؐ بھی ہمارے ساتھ شریک ہوں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اچھا"۔ یہ کہکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روانہ ہوئے۔ صحابۂ کرامؓ بھی آپؐ کے ساتھ چلے۔ جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اونٹ ابھی نحر نہیں ہوا ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وہاں پہنچنے کے بعد اس اونٹ کو نحر کیا گیا۔ پھر اس کی بوٹیاں کاٹی گئیں۔ پھر اس میں سے کچھ بوٹیاں پکائی گئیں۔ پھر سب نے پختہ بوٹیاں کھائیں اور سورج غروب ہونے سے پہلے کھا کر فارغ ہو گئے[2]۔

مذکورہ بالا احادیث کے مطابق ابتدائے عصر سے مغرب تک کے وقت کو چھ[6] حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:-

(۱) عصر کا وقت شروع ہونے سے اذان تک۔

(۲) اذان سے اقامت تک۔

(۳) ادائیگیِ نماز کا وقت۔

(۴) نماز کے بعد مسجدِ نبوی سے بنو سلمہ کے محلّہ تک جانا جو مسجدِ نبوی سے تقریباً سوا میل کے فاصلہ پر تھا۔

(۵) بنو سلمہ کے محلّہ میں پہنچکر اونٹ کو نحر کرنا، گوشت بنانا، گوشت پکانا، پکا ہوا گوشت کھانا۔

(۶) کھانے سے فارغ ہونے کے بعد غروبِ آفتاب تک۔

مندرجہ بالا اجزائے وقت سے عصر کے ابتدائے وقت کا اندازہ لگا لینا کچھ مشکل نہیں۔ یعنی عصر کا وقت غروبِ آفتاب سے بہت پہلے شروع ہوتا ہے۔

بحرین کا جزیہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو عبیدہؓ کو جزیہ لانے کیلئے بحرین روانہ کیا۔ وہ بحرین سے بہت سا مال لیکر آئے۔ انصار نے ان کے آنے کی خبر سُنی تو سب نے صبح کی نماز (اپنے محلّہ کی مسجد کے بجائے) مسجدِ نبوی میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ادا کی۔ نماز کے بعد جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقتدیوں کی طرف مُنہ کیا تو انصار سامنے آ گئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا "میں سمجھتا ہوں کہ تم کو ابو عبیدہؓ کے مال لانے کی خبر ہو گئی"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں یا رسُولَ اللہؐ"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "خوش ہو جاؤ اور اُس چیز کی اُمید رکھو جو تمہیں اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے تمہارے متعلّق فقر کا خوف نہیں ہے بلکہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم پر دُنیا اسی طرح فراخ کر دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں ایک دوسرے سے جھگڑو گے جس طرح پہلے لوگ جھگڑے تھے اور پھر وہ تم کو اسی طرح ہلاک کر دے گی جس طرح ان کو ہلاک کیا تھا[3]"۔

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خواب ایک رات کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپؐ کو کنگن دیکھ کر رنج ہوا۔ پھر خواب میں آپؐ پر وحی نازل ہوئی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشرکۃ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر عن رافعؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب التبکیر بالعصر عن انس رضؓ۔
[3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب الجزیۃ عن عمرو بن عوفؓ و ابواب غزوۃ بدر و صحیح مسلم کتاب الزھد۔

کہ ان پر پھونک ماریئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھونک ماری (پھونک مارتے ہی) وہ کنگن اُڑ گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی تعبیر یہ بیان فرمائی کہ آپؐ کے بعد دو کذّاب ظاہر ہوں گے (جو نبوّت کا دعویٰ کریں گے) ایک صنعاء کا رہنے والا عَنسی اور دوسرا یمامہ کا رہنے والا مسیلمہ [1]

مسیلمہ کذّاب کی مدینہ منوّرہ میں آمد تقریباً اسی زمانہ میں مسیلمہ کذّاب (جس نے بعد میں نبوت کا دعوٰے کیا) اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کے ساتھ مدینہ منوّرہ آیا اور یہ کہا کہ اگر محمدؐ اپنے بعد مجھے خلافت دیدیں تو میں اُن کا تابع ہو جاؤں گا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس کے پاس تشریف لے گئے، آپؐ کے ساتھ آپؐ کے خطیب حضرت ثابت بن قیس بن شماسؓ بھی گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھ میں لکڑی کا ایک ٹکڑا تھا جب آپؐ وہاں پہنچے تو مسیلمہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا "اگر تو اس لکڑی کے ٹکڑے کو بھی مجھ سے مانگے تو میں تجھے نہیں دوں گا اور اللہ کا حکم جو تیرے متعلّق ہو چکا ہے تو اُس سے تجاوز نہیں کر سکتا اور اگر تو کچھ دنوں زندہ رہا تو اللہ تجھے ہلاک کر دے گا اور بیشک میں تجھے وہی شخص سمجھتا ہوں جس کی نسبت میں نے خواب میں دیکھا تھا۔" پھر آپؐ نے فرمایا "یہ ثابت بن قیسؓ ہیں جو میری طرف سے تجھے جواب دیں گے"۔ یہ کہکر آپؐ وہاں سے چلے آئے [2]

ختمِ نبوّت کی وضاحت قرآن مجید کی آیت "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ط {احزاب: ۴۰}" کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ محمدؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) تمام نبیوںؑ کے ختم کرنے والے ہیں۔ اب اس کی مزید وضاحت اور اس مسئلہ پر مزید تنبیہ کرتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ [3]

بنی اسرائیل کے حکمران انبیاء ہوتے تھے۔ جب کبھی کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کا جانشین نبی ہوتا تھا اور یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ لہٰذا میرے جانشین خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔

ختمِ نبوّت پر مزید زور دیتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ [4]

نبوّت میں سے کچھ بھی باقی نہیں رہا سوائے بشّرات کے صحابہؓ نے پوچھا "بشّرات کیا چیز ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نیک خواب"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مؤمنین کو نیک خواب تو نظر آسکتے ہیں لیکن نبوّت کسی کو نہیں مل سکتی۔ پھر نیک خواب کے متعلّق مزید وضاحت کرتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَفِي رِوَايَةٍ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ

نیک خواب جو مؤمن دیکھے وہ نبوّت کے چھیالیس اجزاء

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام وصحیح مسلم کتاب الرؤیا عن ابی ھریرۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری باب علامات النبوّۃ فی الاسلام عن ابن عباسؓ وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الرؤیا۔ [3] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب ما ذکر عن بنی اسرائیل عن ابی ہریرۃ وصحیح مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بالوفاء ببیعۃ الخلفاء۔ [4] صحیح بخاری کتاب التعبیر باب المبشّرات عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ [1] میں سے ایک جزء ہے۔

حدیثِ بالا سے ثابت ہوا کہ نیک خواب ہر مؤمن کو نظر آسکتا ہے۔ بلکہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہاں تک فرمایا:-

رُؤْيَا الْمُسْلِمِ يَرَاهَا اَوْ تُرَى لَهٗ [2] یہ نیک خواب خواہ مسلم خود دیکھے یا اس کے لئے کوئی دوسرا مسلم دیکھے (ہر حالت میں وہ ایک بشارت ہے)

احادیثِ بالا کا خلاصہ یہ ہوا کہ نبوّت ختم ہوگئی۔ اب اس میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشّرات یعنی نیک خوابوں کے اور یہ کہ نیک خواب نبوّت کا چھیالیسواں[46] حصّہ ہے۔ جس طرح جُزء کو کُل نہیں کہہ سکتے اسی طرح جس کو نیک خواب نظر آئیں اُس کو نبی نہیں کہہ سکتے۔ نبی وہ ہوسکتا ہے جس کو نبوّت کے پُورے چھیالیس اجزاء عطاء کئے جائیں۔ ان احادیث کی بناء پر کسی مسلم کو اگر خواب میں بشارت ہو تو اُسے اپنے آپ کو نبی نہ سمجھنا چاہئے اگر وہ نبوّت کا دعوٰی کرے تو اُس کا دعوٰی باطِل ہوگا اور اُس کو نبی ماننے والے گمراہ ہوں گے۔ آیت و احادیثِ بالا کی رُو سے امکانِ نبوّت کا عقیدہ کُفر ہے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صاف صاف فرمادیا:-

خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ [3] مجھ پر نبی ختم کر دئے گئے۔

اب نبوّت کسی کو نہیں مل سکتی کیونکہ

لَا نُبُوَّةَ بَعْدِيْ [4] میرے بعد نبوّت باقی نہیں رہی (جن کو ملنی تھی مل چکی)

ختمِ نبوّت کا مسئلہ اتنا اہم تھا کہ اس کے متعلّق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بار بار تنبیہ کی۔ ایک مرتبہ اپنے آخری نبیؐ ہونے کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھاتے ہوئے فرمایا:-

مَثَلِيْ وَمَثَلُ الْاَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَاَكْمَلَهَا وَاَحْسَنَهَا اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ [5] اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ يَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ [6] مَا رَاَيْنَا بُنْيَانًا اَحْسَنَ مِنْ هٰذَا اِلَّا هٰذِهِ اللَّبِنَةُ [7] اَلَا وَضَعْتَ هٰهُنَا لَبِنَةً فَيَتِمَّ بُنْيَانُكَ [8] فَاَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخُتِمَتِ الْاَنْبِيَاءُ [9]

میری اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان بنایا اور ہر طرح سے اس کو مکمّل بنایا۔ اسکی خوبصورتی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا، لیکن اس کے ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آتے ہیں، اس کے گرد چکّر لگاتے ہیں، اندر داخِل ہوتے ہیں۔ پھر آپس میں کہتے ہیں ہم نے اس سے بہتر مکان کبھی نہیں دیکھا غرض یہ کہ اس کی بڑی تعریف کرتے ہیں اور یہ کہتے جاتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی کاش یہ جگہ نہ چھوڑی جاتی پھر مالکِ مکان سے کہتے ہیں تم نے اِس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی، اگر تم یہاں بھی اینٹ رکھدیتے تو تمہارا مکان مکمّل ہوجاتا۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے

---

[1] صحیح بخاری کتاب التعبیر باب الرّؤیا الصالحۃ عن عبادہؓ وابی ہریرۃؓ وابی سعیدؓ وصحیح مسلم عن عبادہؓ وابی ہریرۃؓ وانسؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الرؤیا عن ابی ہریرۃؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب المساجد عن ابی ہریرۃؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فضائل علیؓ عن سعدؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبیین عن جابرؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ خاتم النبیین [6] صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء باب خاتم النبیین عن ابی ہریرۃؓ وصحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ خاتم النبیین عن ابی ہریرۃؓ وابی سعیدؓ۔ [7] و [8] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب ذکر کونہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیین عن ابی ہریرۃؓ۔ [9] صحیح مسلم کتاب الفضائل باب کونہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النبیین عن جابرؓ

ہیں اس جگہ کو میں نے پُر کر دیا، وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ مَیں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں، مَیں آیا نبی ختم کر دئے گئے (اب کوئی نیا نبی نہیں آسکتا نہ کوئی نبی بنایا جاسکتا ہے)

اس حدیث سے بالبداہت ثابت ہو گیا کہ جس طرح اُس عمارت میں اب کسی نئی اینٹ کی گنجائش نہیں اسی طرح اب کسی نئے نبی کے آنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ جو اینٹیں عمارت میں لگ چکیں بس وہی عمارت کی اینٹیں ہیں، اسی طرح جو نبی آچکے یا بن چکے بس وہی نبی ہو سکتے ہیں، ان کے علاوہ اب کوئی اور نبی نہیں ہو سکتا اسی لئے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزید تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا :-

لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلٰثِيْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ [1]

قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ تقریباً تیس دجّال کذّاب کھڑے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعوٰے کریگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اب قیامت تک کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور جو شخص بھی نبوّت کے ملنے کا دعوٰی کریگا وہ دجّال وکذّاب ہوگا۔

حضرت عمرؓ کا عامل بنایا جانا تقریباً اسی زمانہ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو کئی مرتبہ عامل بنا کر روانہ کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر مرتبہ انہیں کچھ معاوضہ دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ آپؐ نے حضرت عمرؓ کو کچھ مال دیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو اُسے دیدیجئے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسے لے لو، مالدار ہو جاؤ پھر صدقہ اور خیرات کرتے رہو"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "جو مال تمہیں بغیر حرص اور سوال کے ملے اُسے لیا کرو اور جو ایسا نہ ہو تو پھر اپنے نفس کو اُس کے پیچھے نہ لگاؤ"[3]

ایک مرتبہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت عمرؓ کو قبیلۂ طے کی طرف عامل بنا کر بھیجا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں سب سے پہلے جس صدقہ کے مال نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہؓ کے چہروں کو روشن کر دیا وہ بنو طے کے صدقہ کا مال تھا جسے لیکر میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آیا تھا[4]

عبدالمطّلبؓ اور فضلؓ کی درخواست ایک دن حضرت ربیعہ بن حارثؓ اور حضرت عبّاس بن عبدالمطلبؓ (کسی مقام پر) جمع ہوئے۔ دونوں نے آپس میں کہا "اللہ کی قسم، ہم (کیوں نہ) ان دونوں لڑکوں یعنی عبدالمطّلب بن ربیعہؓ اور فضل بن عباسؓ کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں بھیجیں، یہ دونوں جاکر آپؐ سے عرض کریں کہ آپؐ ان دونوں کو زکوٰۃ وصُول کرنے پر عامل بنا دیں۔ پھر یہ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو زکوٰۃ لاکر دیں جس طرح دوسرے زکوٰۃ لاکر آپؐ کو دیتے ہیں۔ پھر اَوروں کی طرح اِنہیں بھی کچھ مال ملجائے"۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ اتنے میں حضرت علیؓ وہاں آگئے۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ حضرت علیؓ نے کہا "انہیں نہ بھیجو، اللہ کی قسم رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انہیں عامل نہیں بنائیں گے"۔ حضرت ربیعہؓ نے حضرت علیؓ سے کہا "اللہ کی قسم تم یہ بات حسد کی بنا پر کہہ رہے ہو؟ اللہ کی قسم تمہیں جو رسُول اللہ

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام عن ابی ہریرۃؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الاحکام باب رزق الحکّام عن عمرؓ و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ
[3] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب اباحۃ الاخذ لمن اعطی من غیر مسئلۃ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل غفار عن عمرؓ۔

صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دامادی کا شرف ہے ہم نے تو کبھی اس پر تم سے حسد نہیں کیا"۔ حضرت علیؓ نے کہا "اچھا تو ان دونوں کو بھیجکر دیکھ لو"۔ یہ کہکر حضرت علیؓ نے اپنی چادر بچھائی اور لیٹ گئے (ان دونوں نے اپنے لڑکوں کو روانہ کر دیا) حضرت علیؓ نے کہا "میں ابوالحسن ہوں اور سیّد ہوں، اللہ کی قسم میں یہاں سے نہ جاؤں گا جب تک تمہارے بیٹے اُس بات کا جواب لیکر نہ لوٹیں جو تم نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہلوائی ہے"۔

جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے حجرہ کی طرف چلے تو وہ دونوں آپؐ سے پہلے حجرہ کے پاس جاکر کھڑے ہو گئے اور آپؐ کا انتظار کرنے لگے۔ جب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تشریف لائے تو آپؐ نے ان دونوں کے کان پکڑے اور فرمایا "جو کچھ تمہارے دل میں ہے اُسے ظاہر کرو"۔ یہ کہکر آپؐ حجرہ میں تشریف لے گئے، وہ دونوں بھی آپؐ کے ساتھ حجرہ میں چلے گئے۔ اُس دن رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زوجۂ مطہّرہ حضرت زینب بنت جحش رضؓ کے ہاں مقیم تھے۔ اندر جانے کے بعد ان دونوں نے ایک دوسرے سے بات کرنے کو کہا، کچھ دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ سب سے زیادہ احسان کرنے والے اور سب سے زیادہ صلۂ رحمی کرنے والے ہیں۔ ہم نکاح کے قابل ہو گئے ہیں (لیکن اس کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے) ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ آپؐ ہمیں صدقات وصول کرنے پر عامل بنائیں تاکہ ہم بھی مال وصول کر کے آپؐ کو لاکر دیں جیسا کہ اور لوگ لاکر دیتے ہیں اور جیسے اور لوگوں کو اُس مال میں سے کچھ مل جاتا ہے ہمیں بھی ملجایا کرے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی باتیں سُنیں لیکن ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔ آپؐ کو خاموش دیکھ کر انہوں نے دوبارہ عرض کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت زینبؓ پردہ کے پیچھے سے اُنہیں اشارہ کرتی رہیں کہ اب کچھ نہ کہنا۔ کچھ دیر بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "زکوٰۃ کا مال محمدؐ اور آلِ محمدؐ کے لئے جائز نہیں۔ یہ تو لوگوں کا مَیل ہے"۔ پھر آپؐ نے ان دونوں سے فرمایا "تم میرے پاس محمیہ بن جزءؓ اور نوفل بن حارث بن عبدالمطلبؓ کو بلا کر لاؤ"۔ محمیہؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے خُمس پر عامل تھے۔ جب حضرت محمیہؓ اور حضرت نوفلؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے تو آپؐ نے حضرت محمیہؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کا نکاح اِس لڑکے فضل بن عبّاسؓ سے کر دو"۔ اور حضرت نوفلؓ سے فرمایا "تم اپنی لڑکی کی شادی اس لڑکے (عبدالمطّلب) سے کر دو"۔ پھر آپؐ نے حضرت محمیہؓ سے فرمایا "ان کی طرف سے مہر مالِ خُمس میں سے ادا کر دو"۔ حضرت محمیہؓ اور حضرت نوفلؓ نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حکم کی تعمیل کی، اور اپنی لڑکیوں کی شادی کر دی[1]

حاجیوں کو پانی پلانا جہاد کا مقابلہ نہیں کر سکتا ان ہی ایّام میں ایک دن (تین آدمی مسجدِ نبوی میں جمع ہوئے) ایک شخص نے کہا "اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے حاجیوں کے پانی پلانے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (یہی نیکی کیا کم ہے)" دوسرے نے کہا "اگر میں اسلام لانے کے بعد کوئی عمل نہ کروں سوائے مسجدِ حرام کے آباد کرنے کے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں (یہی عمل کافی ہے، دوسرے عمل اس کا کیا مقابلہ کریں گے)" تیسرے آدمی نے کہا "جہاد فی سبیل اللہ ان دونوں کاموں سے افضل ہے"۔ (وہ لوگ زور زور سے یہ باتیں کر رہے تھے) حضرت عمرؓ نے اُنہیں دھمکایا اور کہا "منبرِ رسُولؐ کے پاس آواز بلند نہ کرو۔ جمعہ کی نماز کے بعد میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے متعلّق دریافت کروں گا"۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ترک استعمال آل النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم علی الصدقۃ عن عبدالمطلبؓ۔

تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجدِ حرام کو آباد کرنا اُس شخص کے اعمال کے برابر سمجھ لیا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ یہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ ظالموں کو ہدایت پر نہیں چلاتا جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور راہِ الٰہی میں اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد کرتے رہے اللہ کے ہاں اُن کے درجے بلند ہیں۔ یہی لوگ کامیاب ہیں۔ ان کا ربّ ان کو اپنی رحمت خوشنودی اور جنّت کی بشارت دیتا ہے۔ ان کیلئے جاودانی نعمتیں ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یقیناً ایسے لوگوں کیلئے اللہ کے ہاں بڑا ثواب ہے۔[1]

دجّال کے متعلق رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ایک خطبہ ایک دن صبح کو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دجّال کا ذکر فرمایا۔ کبھی اُس کو بہت حقیر ظاہر کیا (تاکہ مسلمین مایوس نہ ہو جائیں) اور کبھی اُس کے فتنہ کو بہت بڑا فتنہ بیان کیا (تاکہ مسلمین بے خوف نہ ہو جائیں) آپؐ کی تقریر سے صحابہ کرامؓ اتنے متاثر ہوئے کہ اُنہیں ایسا محسُوس ہونے لگا گویا دجّال نخلستان کے کسی حصّہ میں قریب ہی موجود ہے (صحابہ کرامؓ بہت خوف زدہ ہوئے اور یہ کیفیّت شام تک باقی رہی) شام کو جب صحابۂ کرامؓ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپؐ اُن کے چہروں سے پہچان گئے کہ وہ بہت خوف زدہ ہیں۔ آپؐ نے فرمایا "تمہارا کیا حال ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ نے دجّال کا کچھ اس طرح ذکر فرمایا کہ ہمیں ایسا محسُوس ہونے لگا کہ دجّال ہمیں کہیں نخلستان میں چھپا ہوا ہے۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے دجّال سے زیادہ تم پر اور باتوں کا خوف ہے، اگر دجّال نکلا اور میں موجود ہوا تو مَیں اُس سے جھگڑ لوں گا، تمہاری نوبت ہی نہیں آئے گی۔ اور اگر مَیں موجود نہ ہوا تو پھر ہر مُسلم اُس سے جھگڑ لیگا اور اللہ ہر مُسلم کیلئے میرا خلیفہ ہے (میرے بعد وہ براہِ راست مسلم کی مدد کریگا) دجّال جوان، گھونگریالے بال والا ہے، اُس کی ایک آنکھ پھُولی ہوئی ہے۔ میں اُس کو عبدالعزّٰی بن قطن سے مشابہت دے سکتا ہوں تم میں سے جو شخص دجّال کو پائے وہ سُورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں اس پر پڑھے۔ وہ یقیناً شام اور عراق کے درمیان سے نکلے گا اور اپنے دائیں بائیں فساد مچائے گا، اے اللہ کے بندو ایمان پر قائم رہنا۔" صحابۂ کرامؓ نے پوچھا "وہ زمین میں کتنے عرصہ رہیگا۔" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "چالیس دن۔ ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہوگا اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور بقیّہ دن ایسے ہی ہوں گے جیسے (آجکل) ہوتے ہیں۔" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، جو دن ایک سال کا ہوگا کیا اُس میں ایک ہی دن کی نماز کافی ہوگی؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، بلکہ تم اندازہ کر کے نماز پڑھتے رہنا۔"[2] صحابۂ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ عن نعمان بن بشیرؓ۔

[2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں کئی کئی مہینہ دن اور رات رہتے ہیں وہاں اندازہ کر کے نماز، روزہ ادا کرنا چاہیئے۔

کرامؓ نے پوچھا "اس کی رفتار کیا ہوگی؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُس بارش کی طرح جسے ہوا اُڑا رہی ہو۔ وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور اُسے (اپنے اوپر ایمان لانے کی) دعوت دے گا، وہ قوم اس پر ایمان لے آئے گی اور اُس کی بات مانے گی، پھر وہ آسمان کو (پانی برسانے کا) حکم دیگا۔ آسمان پانی برسائے گا۔ پھر وہ زمین کو (سبزہ وغیرہ اُگانے کا) حکم دیگا، زمین (سبزہ وغیرہ) اُگائے گی، اُس قوم کے چَرنے والے جانور جب شام کو واپس آئیں گے تو پہلے سے زیادہ اُن کے کوہان لمبے ہوں گے، تھن کشادہ ہوں گے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی۔ پھر وہ دوسری قوم کے پاس جائے گا، اُسے بھی (اپنے اوپر ایمان لانے کی) دعوت دے گا۔ قوم کے آدمی اس کی بات نہ مانیں گے تو وہ اُن کے پاس سے چلا جائے گا، اُن پر قحط سالی مسلّط ہو جائے گی، مال اُن کے ہاتھوں سے نکل جائیں گے۔ جب دجّال ویران زمین پر سے گذرے گا تو کہے گا 'اے زمین اپنے خزانے نکال'۔ خزانے نکل کر اُس کے پاس اس طرح جمع ہو جائیں گے جس طرح شہد کی مکھیاں اپنے سردار کے پاس جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر دجّال ایک جوان کو بلائے گا اور تلوار سے اُس کے دو ٹکڑے کر دے گا، پھر اُسے زندہ کریگا، پھر اُسے پکارے گا، وہ ہنستا ہوا آئے گا، اُس کا چہرہ دمکتا ہوگا۔ دجّال اسی حال میں ہوگا کہ ناگہاں اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام کو نازل فرمائے گا وہ شہر دمشق کے مشرق کی طرف زرد رنگ کا جوڑا پہنے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے بازوؤں پر رکھے ہوئے سفید منارہ کے پاس اُتریں گے۔ جب وہ سر جھکائیں گے تو (پانی یا پسینہ) قطروں کی شکل میں بہے گا اور جب سر اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے۔ جس کافر کو اُن کی خوشبو پہنچے گی وہ مر جائے گا۔ اُن کی خوشبو وہاں تک پہنچیگی جہاں تک اُن کی نظر جائے گی۔ پھر عیسیٰ علیہ السّلام دجّال کو تلاش کریں گے اور بابِ لُد پر اُسے قتل کر دینگے۔ پھر عیسیٰ علیہ السّلام ان لوگوں کے پاس آئیں گے جن (کے ایمان) کو اللہ نے دجّال سے محفوظ رکھا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اُن کے چہروں کو شفقت کے ساتھ صاف کریں گے اور جنّت میں جو درجات انہیں ملنے والے ہیں اُنہیں بیان کریں گے۔ وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے پاس وحی بھیجے گا کہ میں اپنے کچھ ایسے بندوں کو باہر چھوڑ رہا ہوں جن سے لڑنے کی کسی میں طاقت نہیں۔ تم میرے ان بندوں کو کوہِ طور کی طرف لیجاؤ۔ پھر اللہ یاجوج، ماجوج کو چھوڑ دیگا۔ وہ ہر بلندی سے (اُتر کر زمین پر) پھیلتے چلے جائیں گے، ان کی اگلی جماعتیں بحیرۂ طبرستان پر سے گذریں گی اور سب پانی پی جائیں گی، دوسری جماعتیں جب وہاں سے گذریں گی تو (آپس میں) کہیں گی یہاں کبھی پانی تھا۔ عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی محصور ہو جائیں گے (کھانے کی قلّت ہو جائے گی) یہاں تک کہ بَیل کی ایک سری ان کو اس سے زیادہ اچھّی معلوم ہوگی جتنے اچھّے آجکل تمہیں سَو دینار معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ کے نبی عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی دُعا کریں گے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یاجوج، ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا ہوگا، اُس کیڑے کی وجہ سے وہ صبح تک سب مر جائیں گے۔ پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی زمین پر اُتریں گے مگر زمین پر ایک بالشت جگہ بھی اُن کی گندگی سے خالی نہ پائیں گے۔ عیسیٰ علیہ السّلام اور اُن کے ساتھی پھر اللہ سے دُعا کریں گے (دُعا قبول ہوگی) اللہ تعالیٰ بُختی اُونٹوں کی گردنوں کے مانند کچھ پرندے بھیجے گا، یہ پرندے یاجوج، ماجوج کی لاشوں کو اُٹھا کر اُس مقام پر پھینک دیں گے جہاں پھینکنے کا اللہ حکم دے گا۔ پھر اللہ بارش برسائے گا جس

سے ہر مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا بالوں کا آئینہ کی طرح صاف ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ زمین کو دھو کر مثل ہوض کے صاف کر دے گا، پھر زمین کو حکم دیگا کہ وہ اپنی پیداوار نکالے اور اپنی برکت کو دوبارہ ظاہر کرے (زمین اس حکم کی تعمیل کرے گی. خوب پیداوار ہوگی) ایک انار پوری ایک جماعت کیلئے کافی ہوگا، اس کے چھلکے کا بنگلہ بنا کر لوگ اس کے سایہ میں بیٹھیں گے۔ دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ ایک دودھ والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کو کافی ہوگی، ایک دودھ والی گائے پورے خاندان کو کافی ہوگی اور ایک دودھ والی بکری پورے گھر کو کافی ہوگی۔ اسی حال میں ان کو ایک زمانہ گذرے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک نہایت پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو اُن کی بغلوں کے نیچے سے نکلے گی جس سے ہر مؤمن و مسلم کی رُوح قبض ہو جائے گی، صرف بدترین لوگ رہ جائیں گے جو علی الاعلان گدھوں کی طرح جماع کریں گے، ان ہی لوگوں پر قیامت قائم ہوگی"۔ [1]

اسی طرح مختلف مواقع پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمین کو دجّال سے خبردار کرتے رہے۔ ایکدن آپؐ نے فرمایا "مکّہ اور مدینہ کے علاوہ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں وہ نہ جائے۔ وہ (مدینہ کے قریب) ایک شور زمین میں آکر مقیم ہوگا۔ اُس وقت مدینہ کے تمام راستوں پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور مدینہ کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔ مدینہ میں تین زلزلے آئیں گے۔ تمام منافقین اور کافر مدینہ سے نکل کر دجّال کے پاس چلے جائیں گے"۔ [2]

حضرت تمیم داری کا قبولِ اسلام اور دجّال کا قصّہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن منادی کرائی "الصّلوٰۃ جامعۃ" (تمام لوگ جمع ہو گئے) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو (نفل) نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپؐ منبر پر بیٹھ گئے اور مسکراتے ہوئے فرمایا "ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے"۔ پھر فرمایا "تم جانتے ہو میں نے تمہیں کیوں روکا ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ اور اُس کا رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ کی قسم میں نے رغبت دلانے یا ڈرانے کیلئے تمہیں نہیں بُلایا ہے بلکہ اس لئے بُلایا ہے کہ (تمہیں تمیم داری کا قصّہ سُناؤں) تمیم داری عیسائی تھے لیکن اب وہ مشرف بہ اسلام ہو گئے ہیں اور اُنہوں نے (میرے ہاتھ پر) بیعت کر لی ہے۔ جس واقعہ کی وجہ سے وہ مسلم ہوئے یہ ہے کہ تمیم داری بنی لخم اور بنی جذام قبیلوں کے تیس آدمیوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے، ایک مہینہ تک موجیں ان سے کھیلتی رہیں۔ ایک دن غروبِ آفتاب کے وقت ان کی کشتی (سمندر میں) ایک جزیرہ پر جا کر رُک گئی۔ سب لوگ چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ میں پہنچے۔ وہاں اُنہیں ایک جانور ملا جس کے بال بہت موٹے اور بہت لمبے تھے۔ بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا اگلا اور پچھلا حصّہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ ان لوگوں نے اس سے کہا "تیری خرابی ہو، تو کون ہے؟" اس نے کہا میں جسّاسہ ہوں۔ لوگوں نے کہا "کیسا جسّاسہ؟" اس نے کہا "اس گرجا میں چلو، وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے"۔ جب اُس نے اُس شخص کا نام لیا تو یہ لوگ ڈرے کہ کہیں وہ جن نہ ہو۔ بہرحال یہ لوگ جلدی جلدی چل کر گرجا میں پہنچے، وہاں انہوں نے اتنا بڑا ایک آدمی دیکھا کہ اس سے پہلے اتنا بڑا آدمی کبھی نہ دیکھا تھا، اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے، اس کی ٹانگیں زانوؤں سے لے کر ٹخنوں تک بیڑیوں سے جکڑی ہوئی تھیں۔ ان لوگوں نے کہا "تیری

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفتن باب ذکر الدجّال عن نواس بن سمعان رض۔ [2] صحیح مسلم کتاب الفتن باب فی خبر الدجّال عن انس رض۔

خرابی ہو، تو کون ہے ؟" اُس نے کہا "میرا حال دریافت کرنے پر تم قادر ہو ہی گئے (پہلے) تم مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو ؟" انہوں نے کہا "ہم عرب کے لوگ ہیں۔ کشتی میں سوار ہوئے تھے اور اِس طرح ہم اس جزیرہ میں پہنچے پھر جسّاسہ کے کہنے سے ہم جلدی جلدی تیرے پاس آگئے"۔ اُس نے کہا "بَیسَان کے نخلستان کا حال بیان کرو"۔ انہوں نے کہا "تو کیا پوچھنا چاہتا ہے"۔ اُس نے کہا "میں اُس کی کھجوروں کی حالت دریافت کرنا چاہتا ہوں، کیا کھجور کے درختوں میں پھل آتے ہیں ؟" اُن لوگوں نے کہا "ہاں"۔ اُس نے کہا "سُنو عنقریب اُس میں پھل نہیں آئینگے"۔ پھر اُس نے کہا "مجھے بحیرہ طبریہ کی حالت بتاؤ"۔ اُنہوں نے کہا "تو کیا پوچھنا چاہتا ہے ؟" اُس نے کہا "کیا اُس میں پانی ہے ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں اس میں بہت پانی ہے"۔ اُس نے کہا "عنقریب اس کا پانی خشک ہو جائے گا"۔ پھر اس نے کہا "چشمۂ زُغَر کی کیفیت بیان کرو"۔ اُن لوگوں نے کہا "تو کیا معلوم کرنا چاہتا ہے ؟" اُس نے کہا "کیا اس میں پانی ہے ؟ کیا وہاں کے لوگ اس چشمہ کے پانی سے کاشت کرتے ہیں ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں اُس میں بہت پانی ہے اور لوگ اُس کے پانی سے کاشت کرتے ہیں"۔ پھر اُس نے کہا "مجھے اُمّیوں کے نبی کی خبر سُناؤ، اُن کی کیا حالت ہے ؟" اُنہوں نے کہا "وہ مکّہ سے نکل کر یثرب میں مقیم ہو گئے ہیں"۔ اُس نے کہا "کیا اہلِ عرب کی ان سے جنگ ہوئی ہے ؟" اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ اُس نے پوچھا "پھر کیا ہوا ؟" اُنہوں نے کہا "وہ عرب پر غالب آگئے ہیں اور اہلِ عرب نے ان کی اطاعت قبول کر لی ہے"۔ اُس نے کہا "کیا واقعی ایسا ہو گیا ہے ؟" اُن لوگوں نے کہا "ہاں واقعی ایسا ہو گیا ہے"۔ اُس نے کہا "سُنو، یہ بات اُن لوگوں کے حق میں بہتر ہے کہ وہ رسُولؐ کی اطاعت کریں"۔ پھر اُس نے کہا "اب میں تم سے اپنا حال بیان کرتا ہوں۔ میں مسیح دجّال ہوں، عنقریب مجھے (یہاں سے) نکلنے کی اجازت مِل جائے گی۔ مَیں زمین میں پھروں گا اور چالیس[۴۰] رات کے عرصہ میں مکّہ اور طَیبہ کے علاوہ ہر بستی میں جا کر قیام کروں گا، مکّہ اور طیبہ کے اندر داخِل ہونا میرے اوپر حرام ہے۔ اگر میں ان دونوں مقاموں میں سے کسی ایک مقام میں داخِل ہونا چاہوں گا تو ایک فرشتہ ننگی تلوار لیکر میرے سامنے آئے گا اور مجھے داخِل ہونے سے روک دیگا۔ اُس کی ہر گھاٹی پر فرشتے پہرہ دار ہوں گے"۔ یہ باتیں بیان کرنے کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے عصا کو منبر سے لگا کر فرمایا "یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ طیبہ ہے"۔ پھر فرمایا "کیا میں نے پہلے ہی یہ سب باتیں تم سے بیان نہیں کر دی تھیں"۔ صحابۂ کرامؓ نے کہا "بے شک آپؐ نے بیان کر دی تھیں"۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے تمیمؓ کا قصّہ پسند آیا۔ دجّال اور مکّہ و مدینہ کے متعلّق جو چیز میں نے بیان کی تھی یہ اس کے موافق ہے۔ خبردار ہو جاؤ، بے شک (میرا خیال تھا کہ) دجّال (اس وقت) بحرِ شام یا بحرِ یمن میں ہو گا لیکن نہیں وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے، وہ مشرق کی طرف ہے"۔ یہ فرماتے وقت آپؐ نے (ہاتھ سے) مشرق کی طرف اشارہ کیا[۱]

نوٹ مدینہ کے مشرق میں عراق و روس وغیرہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ جزیرہ جس میں دجّال قید ہے بحرِ اسود میں ہو یا بحرِ کاسپین میں۔ یہ جزیرہ ابھی تک دریافت نہیں ہوا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ جزیرہ نظروں سے پوشیدہ ہو یا یہ کہ جزیرہ تو دکھائی دیتا ہو، لوگ وہاں پہنچے بھی ہوں لیکن دجّال کو اللہ تعالیٰ نے اُن کی نظروں سے پوشیدہ کر دیا ہو۔ اِس سائنسی دور میں بھی کبھی کبھی یہ خبریں سُننے میں آتی رہتی ہیں کہ ایک نیا جزیرہ دریافت ہوا ہے یا

---

[۱] صحیح مسلم کتاب الفتن عن فاطمہ بنتِ قیس رضؓ۔

برآمد ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ دجّال کا جزیرہ بھی آئندہ کبھی دریافت ہو جائے یا برآمد ہو جائے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو نجران روانہ کرنا تقریباً اسی زمانہ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو نجران روانہ کیا۔ جب وہ وہاں پہنچے (اور تبلیغ شروع کی) تو لوگوں نے ان سے (بطور اعتراض کے) سوال کیا کہ تم قرآن مجید میں پڑھتے ہو "یٰاُخْتَ هٰرُوْنَ" (یعنی حضرت مریم کو حضرت ہارون علیہ السّلام کی بہن کہا گیا ہے حالانکہ حضرت ہارون علیہ السّلام اور) موسیٰ علیہ السّلام، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام (اور اُن کی والدہ محترمہ حضرت مریم) سے بہت پہلے گذرے ہیں (لہٰذا حضرت مریم، حضرت ہارون علیہ السّلام یا حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی بہن کیسے ہو سکتی ہیں) حضرت مغیرہؓ جب واپس رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے تو اُنہوں نے یہ سوال آپؐ سے کیا۔ آپؐ نے فرمایا "یہ لوگ اپنے نام انبیاء اور صلحاء کے نام پر رکھا کرتے تھے"[1] (لہٰذا حضرت مریم کے بھائی کا نام حضرت ہارون علیہ السّلام کے نام پر ہارون رکھا گیا تھا، اس لئے اُنہیں قرآن مجید میں ہارون کی بہن کہا گیا ہے)

عیسائیوں سے خطاب تقریباً اسی زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السّلام اللہ کے بیٹے تھے حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش کا ذکر فرمایا۔ سورۂ آلِ عمران کی کئی آیات اِس سلسلہ میں نازل فرمائیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تو خود کہا کرتے تھے

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝ {آل عمران ۵۱}

بے شک میرا اور تمہارا رب اللہ ہے۔ صرف اُسی کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسولؐ)

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ ۝ {آل عمران ۵۸}

ہم آپؐ کو آیاتِ ربّانی اور حکمت کی باتیں سُنا رہے ہیں (اب تو ان لوگوں کو عیسےٰ علیہ السّلام کے متعلق اپنے عقیدہ کی اصلاح کر لینی چاہیئے)

اور اگر اب بھی انہیں شک ہو کہ آخر عیسیٰ علیہ السّلام بغیر باپ کے کیسے پیدا ہو گئے تو ان سے کہئے

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ۝ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ ۝ فَمَنْ حَآجَّكَ فِیْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَی الْكٰذِبِیْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

بے شک عیسےٰ (علیہ السّلام) کی مثال ایسی ہی ہے جیسے آدم (علیہ السّلام) کی، اللہ نے آدم (علیہ السّلام) کو مٹّی سے پیدا کیا، پھر فرمایا کہ (زندہ انسان) بن جاؤ، تو وہ (زندہ انسان) بن گئے (جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا تو بغیر باپ کے عیسیٰ علیہ السّلام کا پیدا کرنا اللہ کے لئے کیا مشکل ہے، اللہ سب کچھ کر سکتا ہے) یہ جو کچھ کہا جا رہا ہے آپؐ کے ربّ کی طرف سے بالکل حق ہے لہٰذا آپؐ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا (اور اے رسولؐ) اگر یہ اب بھی نہ مانیں اور آپؐ سے بحث مباحثہ جاری رکھیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الآداب عن مغیرۃؓ۔

اللّٰہَ عَلِیْمٌۢ بِالْمُفْسِدِیْنَ ○ {آل عمران ۵۹ تا ۶۳} تو ان سے کہئے کہ ہم اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بُلائیں اور تم بھی اپنے بیٹوں اور اپنی عورتوں کو بُلاؤ، ہم خود بھی آجائیں اور تم خود بھی آجاؤ، پھر دونوں فریق اللہ سے دُعا کریں کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو، یہ تمام باتیں بالکل حق ہیں۔ اللہ کے علاوہ کوئی معبود و حاکم نہیں اور بے شک اللہ ہی غالب اور حکمت والا ہے۔ اگر اب بھی یہ نہ مانیں تو اللہ مفسدوں کو خوب جانتا ہے (وہ ضرور انہیں سزا دے گا)

مباہلہ جب دو فریق آپس میں ایک دوسرے پر لعنت کریں اور ایک دوسرے کے حق میں ہلاکت کی بددُعا کریں تو اس فعل کو مباہلہ کہتے ہیں۔ مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کو مُباہلہ کی دعوت دی۔ نجران کے کچھ عیسائی جن میں عاقب اور سید بھی شامل تھے اِس زمانہ میں مدینہ منوّرہ آئے ہوئے تھے اُنہوں نے اس چیلنج کو قبول کرکے مباہلہ کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بھی مباہلہ میں شرکت کیلئے بُلایا اور فرمایا "اے اللہ یہ بھی میرے اہلِ بیت ہیں"۔ (انہیں بھی مباہلہ میں شرکت کی اجازت دیدے۔ الغرض دونوں فریق مُباہلہ کیلئے تیّار ہوکر آگئے) عاقب اور سید نے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا (پھر کچھ سوچا اور) ایک نے دوسرے سے کہا ایسا نہ کرو، اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوئے اور ہم پر لعنت کردی تو ہم اور ہمارے بعد والے کبھی فلاح نہیں پاسکتے (یہ سوچ کر اُنہوں نے مباہلہ کا ارادہ ترک کر دیا اور) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اس شرط پر صلح کرلی کہ جو خراج آپؐ ان سے طلب فرمائیں وہ آپؐ کو ادا کرتے رہیں گے۔ اُنہوں نے یہ بھی درخواست کی کہ ان کے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجدیا جائے (تاکہ وہ خراج وصول کرکے آپؐ کو روانہ کرے) ایسا کوئی آدمی نہ بھیجا جائے جو امین نہ ہو۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں تمہارے ساتھ ایک امین آدمی کو بھیجوں گا، وہ واقعی امین ہے"۔ صحابۂ کرامؓ میں سے ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ یہ فضیلت اس کو مِل جائے (لیکن یہ فضیلت تو حضرت ابو عبیدہؓ کیلئے مقدر تھی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو عبیدہؓ سے فرمایا "اے ابو عبیدہؓ کھڑے ہوجاؤ"۔ جب حضرت ابو عبیدہؓ کھڑے ہوگئے تو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ اس اُمّت کے امین ہیں"۔ یہ کہکر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اُن عیسائیوں کے ساتھ نجران روانہ فرمایا[1]

اہلِ کتاب کی ہٹ دھرمی اہلِ کتاب کو برابر تبلیغ کی جارہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم دینِ ابراہیمی پر ہیں لہٰذا ہمارے حق پر ہونے میں کیا شک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

یٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِیْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ مَا كَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ

اے اہلِ کتاب، ابراہیمؑ کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو توریت اور انجیل دونوں ابراہیمؑ کے بعد نازل ہوئی ہیں (لہٰذا وہ یہودی یا عیسائی کیسے ہوسکتے ہیں) کیا تم میں اتنی بھی عقل نہیں ہے۔ جن چیزوں کا تمہیں علم ہو ان چیزوں میں تو خیر تم جھگڑ سکتے ہو لیکن ایسی باتوں میں کیوں جھگڑتے ہو جن کا تمہیں علم نہیں، اللہ جانتا ہے، تم نہیں جانتے۔ ابراہیم (علیہ السّلام) نہ یہودی تھے نہ عیسائی اور

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصّۃ اہلِ نجران عن حذیفہؓ و صحیح مسلم باب فضائل علیؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ {آل عمران ۶۵ تا ۶۸}

نہ مشرک، وہ تو ایک اللہ کے ماننے والے مسلم تھے (تمہارا ان سے تعلق کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں) اُن سے تعلق رکھنے والے تو دراصل وہ لوگ ہیں جو اُن کا اتباع کرتے رہے اور یہ نبی ہیں اور یہ ایمان والے ہیں (تمہارا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ اللہ ہمارا دوست ہے) اللہ تو مؤمنین کا دوست ہے۔

اور اے مؤمنو! (تم اِن اہلِ کتاب سے ہوشیار رہنا)

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ۭ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ○ {آل عمران ۶۹}

ان میں ایک گروہ ایسا ہے جو یہ چاہتا ہے کہ تمہیں (پھر) گمراہ کر دے لیکن وہ کسی کو گمراہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ وہ اپنے آپ کو گمراہ کر رہے ہیں لیکن انہیں شعور نہیں۔

اہلِ کتاب کو پھر جھنجھوڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ○ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ {آل عمران ۷۰، ۷۱}

اے اہلِ کتاب، کیوں اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہو حالانکہ تمہارا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ حق ہیں، اے اہلِ کتاب، کیوں سچ کو جھوٹ کے ساتھ خلط ملط کرتے ہو اور تم جانتے ہو (کہ تم ایسا کر رہے ہو)

پھر فرمایا (کہ تمہارا یہ عقیدہ غلط ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام یا کسی دوسرے نبی نے تمہیں یہ بات سکھائی ہے کہ تم انہیں رب مانو یا اللہ کا بیٹا مانو یا ان کی عبادت کرو)

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ○ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰۗىِٕكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۭ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ {آل عمران ۷۹، ۸۰}

کسی آدمی کے یہ شایانِ شان نہیں کہ اللہ اُسے کتاب، حکم اور نبوّت سے سرفراز فرمائے اور پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے علاوہ میرے بھی بندے بن کر رہو بلکہ وہ تو یہی کہتا ہے کہ تم بس اللہ والے بن جاؤ (صرف اُسی کی عبادت کرو) کتابِ الٰہی جس کی تم درس و تدریس کرتے رہتے ہو اس میں بھی یہی لکھا ہے، اور نہ کوئی نبی یہ کہہ سکتا ہے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنا لو، کیا تمہارے مسلم ہو جانے کے بعد وہ تمہیں کفر کا حکم دے سکتا ہے (ہرگز نہیں)

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا تَعْمَلُوْنَ ○ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَاۗءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ {آل عمران ۹۸، ۹۹}

(اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ اے اہلِ کتاب کیوں اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہو، اللہ کو تمہارے تمام اعمال کی خبر ہے اور (اے رسولؐ) ان سے یہ بھی کہئے کہ تم ایمان لانے والوں کو اللہ کے راستہ سے کیوں روکتے ہو اور جان بوجھ کر اس میں کیوں کجی نکالتے ہو (یاد رکھو) اللہ تمہارے اعمال سے غافل نہیں (تمہیں اس کی سزا مل کر رہے گی)

اہلِ کتاب مؤمنین کو ورغلایا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو ہوشیار کرتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ {آل عمران ۱۰۰ تا ۱۰۱}

اے ایمان والو، اگر تم اہلِ کتاب کے کسی بھی فریق کا کہنا مان لوگے تو یہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے اور تم کفر کیسے کرسکتے ہو جبکہ اللہ کی آیات تمہیں پڑھ پڑھ کر سنائی جارہی ہیں اور تم میں اللہ کے رسُولؐ موجود ہیں (ایسی حالت میں کفر اختیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور سُن لو کہ جس نے اللہ کو مضبوطی سے پکڑ لیا اس نے سیدھے راستہ کو پالیا۔

فرقہ بندی کی ممانعت اہلِ کتاب کئی فرقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔ ان میں سے کوئی فرقہ بھی اصل دین پر قائم نہ تھا۔ اہلِ کتاب کی اس غلط روش اور فرقہ بندی سے مؤمنین کو ہوشیار کرتے ہوئے بطور تنبیہ کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ {آل عمران ۱۰۲ تا ۱۰۵}

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے۔ تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو (تم فرقہ بندی کا شکار نہ ہونا بلکہ) سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا (یعنی اللہ کے نازل کردہ دین کو مضبوطی سے پکڑے رہنا، خود ساختہ دین اور مذہب بنا کر) فرقے فرقے نہ بن جانا (فرقہ بندی سے تمہاری آپس کی محبت جاتی رہے گی) اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم (ایک زمانہ میں) ایک دوسرے کے دشمن تھے، اللہ نے اپنی رحمت سے تم کو بھائی بھائی بنادیا۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑے تھے اللہ نے تم کو اس سے بچالیا (تو کیا آئندہ پھر تم ایک دوسرے کے دشمن بن کر دوزخ کے کنارے پر جا کھڑے ہوگے) اللہ بڑی وضاحت کے ساتھ تمہیں سمجھا رہا ہے تاکہ تم سیدھے راستہ پر چلتے رہو (اور خود ساختہ راستوں سے بچو) تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو خیر کی طرف بلائے (اگر لوگ غلط اور خود ساختہ راستوں پر چلنے لگیں تو انہیں واپس سیدھے راستہ پر آنے کی دعوت دے) اچھے کاموں کا حکم دے بُرے کاموں سے روکے اور ایسے ہی لوگ (جو خود اللہ کے راستہ پر چلتے ہوئے دوسروں کو اُس راستہ کی دعوت دیں) درحقیقت فلاح حاصل کرنے والے ہیں اور (اے مؤمنو، تمہیں پھر خبردار کیا جاتا ہے کہ) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے فرقے فرقے بنالئے اور کھُلے دلائل آنے کے بعد بھی اختلاف پر جمے رہے (اور اپنے فرقے قائم رکھے) ایسے لوگوں کیلئے بڑا عذاب ہے۔

فرقہ بندی ایک لعنت ہے۔ جو قوم فرقہ بندی کی لعنت میں گرفتار ہوجائے وہ دوسروں کی اصلاح نہیں کرسکتی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو اُن کے منصب اور ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا (اے مؤمنو)

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ {آل عمران ۱۱۰}

تم بہترین اُمت ہو، تمہارا مقصدِ زندگی یہ ہے کہ لوگوں کی اصلاح کرو، ان کو نیک کاموں کا حکم دیتے رہو، بری باتوں سے روکتے رہو اور تم خود بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھو (دوسروں کو بھی اسی کی دعوت دو) اگر اہلِ کتاب ایمان لے آئیں تو اُن کے حق میں اچھا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لے آئے ہیں لیکن اکثر لوگ (ابھی تک) فاسق ہیں۔

اہلِ کتاب میں سے بعض نیک بخت لوگ ایمان لے آئے تھے اُن کی دلجوئی اور تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ○ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ○ {آل عمران ۱۱۳ تا ۱۱۵}

اہلِ کتاب سب ایک جیسے نہیں ہیں، بعض ایسے بھی ہیں جو شریعت پر قائم ہیں۔ رات کے اوقات میں اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں اور (اللہ کے سامنے) سجدہ ریز ہوتے ہیں (درحقیقت) یہی لوگ اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، یہ لوگ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں بُری باتوں سے روکتے ہیں اور نیکیوں میں سبقت کرتے ہیں، یہ سب صالحین ہیں جو نیکی یہ کر رہے ہیں اس کی ناقدری نہیں ہوگی، اللہ متقیوں کو اچھی طرح جانتا ہے (وہ متقیوں کے اعمال کی ناقدری نہیں کرتا)

ان لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا:۔

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○ {آل عمران ۱۹۹}

بعض اہلِ کتاب ایسے بھی ہیں جو اللہ پر، اُس کتاب پر جو تم پر نازل کی گئی اور اُس کتاب پر جو اُن پر نازل کی گئی ایمان لاتے ہیں، جو اللہ کے سامنے عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، اللہ کی آیتوں کے بدلہ میں تھوڑا سا فائدہ حاصل نہیں کرتے۔ ایسے لوگوں کیلئے اُن کے رب کے ہاں (بڑا) اجر ہے (جو لوگ اب بھی ایمان نہیں لائیں گے تو وہ خبردار ہو جائیں کہ) بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

نبوّتِ عامّہ | پھر اہلِ کتاب اور اہلِ کتاب کے علاوہ تمام دنیا کے انسانوں کو خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ {نساء}

اے لوگو، تمہارے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ رسولؐ آگیا ہے، اس پر ایمان لے آؤ تو یہ تمہارے حق میں اچھا ہے۔ اور اگر تم اس رسولؐ کا انکار کرو گے تو (سمجھ لو) آسمانوں میں اور زمین میں سب کچھ اللہ ہی کا ہے (اس سے بھاگ کر کہاں جاؤ گے، اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے) بے شک وہ جاننے والا ہے (عذاب میں تاخیر اس لئے

کر رہا ہے کہ) وہ حکمت والا ہے (اس کے تمام کام حکمت کے ساتھ ہوتے ہیں، اس کی حکمت کا تقاضہ یہی ہے کہ ابھی تمہیں اور ڈھیل دی جائے)

پھر نصاریٰ کو خصوصی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ۭ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَآ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ ۡ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ۭ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ۭ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ سُبْحٰنَهٗٓ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (نساء)

اے اہلِ کتاب اپنے دین کی باتوں میں حد سے تجاوز نہ کرو (عیسیٰ علیہ السّلام کو بڑھا کر اللہ سے نہ جا ملاؤ) اللہ کے بارے میں حق کے علاوہ کچھ نہ کہو، بے شک عیسیٰ بن مریم اللہ کے رسُول اور اُس کا کلمہ تھے جس کو اُس نے مریم کی طرف بھیجا تھا اور وہ اللہ کی طرف سے ایک روح تھے (اس سے زیادہ کچھ نہیں) لہٰذا تم اللہ اور اس کے رسولوں پر (صحیح معنوں میں) ایمان لاؤ (رسولوں کو رسُول ہی سمجھو، ان کو اللہ سے نہ ملاؤ) یہ نہ کہو کہ الٰہ تین ہیں، اس سے باز آجاؤ، تمہارے حق میں یہی بہتر ہے، الٰہ تو صرف ایک اللہ ہے، وہ اس چیز سے منزّہ ہے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو، آسمانوں میں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اُسی کا ہے (کسی دوسرے کو اس میں کوئی اختیار نہیں) اللہ ہی اکیلا کارساز ہے (دوسرا کوئی کارساز نہیں)

نصاریٰ کو سمجھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا (کہ یہ نہ سمجھو کہ اللہ کا بندہ ہونا عیسیٰ علیہ السّلام کے لئے باعثِ عار ہے۔ نہیں بلکہ

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰۗىِٕكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ۭ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَاسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ وَّلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ (نساء)

عیسیٰ (علیہ السّلام) تو اللہ کا بندہ ہونے کو قطعاً باعثِ عار نہیں سمجھتے اور نہ مقرب فرشتے اِس بات کو اپنے لئے باعث عار سمجھتے ہیں۔ اور جو شخص اللہ کا بندہ ہونے کو اپنے لئے باعث عار سمجھے اور گھمنڈ کرے تو اللہ ان سب کو اپنے پاس جمع کریگا پھر جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اُن کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا بلکہ اللہ اپنے فضل سے کچھ زیادہ ہی دے گا۔ البتہ جن لوگوں نے اللہ کا بندہ ہونے کو باعث عار سمجھا اور گھمنڈ کیا تو اللہ اُن کو دردناک عذاب میں مبتلا کرے گا وہاں یہ لوگ اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا حامی اور مددگار نہ پائیں گے (یعنی اللہ ہی مدد کر سکتا ہے لیکن وہ ناراض ہوگا تو پھر مدد کون کر سکتا ہے)

دعوتِ عامّہ | اس کے بعد پھر دعوتِ عامّہ دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ۝ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس روشن دلیل آچکی ہے اور ہم نے تمہاری طرف چمکتا ہوا نور بھیج دیا ہے اب جو لوگ اللہ پر ایمان لے آئیں گے اور اس پر مضبوطی سے

فِیْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّیَهْدِیْهِمْ اِلَیْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ○ {۴/نسآء ۱۷۵} جمے رہیں گے تو اللہ ان کو اپنے فضل و رحمت میں داخل کریگا اور انہیں اپنی طرف پہنچنے والا سیدھا راستہ بتادے گا۔

ایک مقدمہ اسی زمانہ میں دو شخصوں میں کچھ جھگڑا ہوا۔ ایک اُن میں سے حضرمی تھا، اُس کا نام ربیعہ بن عبدان تھا۔ دوسرا شخص کِندی تھا، اُس کا نام امرؤ القیس بن عابس تھا۔ دونوں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس پہنچے۔ حضرمی نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ! اِس شخص نے میرے باپ کی زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے"۔ کِندی نے کہا "وہ میری ہی زمین ہے، میرے قبضہ میں ہے، مَیں اُس میں کھیتی باڑی کرتا ہوں، اِس کا اُس زمین میں کوئی حق نہیں ہے"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرمی سے فرمایا "کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟" اُس نے عرض کیا "نہیں"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تو پھر تمہارا فیصلہ اُس کی قسم پر ہوگا"۔ حضرمی نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، وہ تو فاجر آدمی ہے، وہ پرواہ ہی نہیں کرے گا کہ کس چیز پر قسم کھا رہا ہے، وہ کسی (بُری) چیز سے پرہیز ہی نہیں کرتا"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تمہارے لئے اِس کے سوا اور کچھ نہیں"۔ (حضرمی اس کی قسم پر فیصلہ کرانے پر رضامند ہوگیا) کِندی قسم کھانے چلا۔ جب اُس نے پیٹھ موڑی تو رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر اس نے اس کے مال کو ناجائز طریقہ سے حاصِل کرنے کیلئے قسم کھائی تو یہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اس سے (بہت) ناراض ہوگا اور جو شخص بھی ناجائز طریقہ سے کسی کی زمین پر قبضہ کرے گا تو وہ اللہ سے اس حال میں ملیگا کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا"۔ [1]

حضرت قبیصہؓ کا سوال حضرت قبیصہؓ قرضدار ہوگئے۔ قرضہ کی ادائیگی کے سلسلہ میں وہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئے اور کچھ روپیہ طلب کیا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کچھ دن ٹھہرو، جب ہمارے پاس زکوٰۃ کا مال آئے گا تو ہم اُس میں سے تمہیں قرضہ کی ادائیگی کیلئے کچھ مال دیدیں گے"۔ اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے قبیصہؓ، سوال کرنا کسی کے لئے حلال نہیں سوائے ان تین آدمیوں کے، ایک وہ شخص جس پر قرضہ (کا بار) ہو تو اُس کو اس حد تک سوال کرنا حلال ہے کہ اس کا قرضہ ادا ہو جائے۔ قرضہ ادا ہونے کے بعد سوال نہ کرے۔ دوسرا وہ شخص جس کا مال کسی ناگہانی آفت سے ضائع ہو جائے تو اُسے سوال کرنا حلال ہے حتّٰی کہ اُسے اتنی رقم مِل جائے کہ اس سے اس کی گذر اوقات ہو جائے۔ تیسرا وہ شخص کہ جو فاقہ کا شکار ہو اور اُس کی قوم کے تین ذی عقل آدمی اِس بات کی گواہی دیں کہ واقعی وہ آدمی فاقہ کی تکلیف سے دوچار ہے۔ پھر اُس کو بھی اتنا ہی سوال درست ہے کہ جس سے اُس کی گذر ہو جائے۔ اِن شخصوں کے علاوہ اے قبیصہؓ کسی اور کو سوال کرنا حرام ہے اور سوال کرنے والا حرام کھاتا ہے"۔ [2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم عن وائل رضؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب من تحل لہ المسئلۃ عن قبیصہ بن مخارق الھلالی رضؓ۔

حج ۹ھ

۹ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر بنا کر مکہ معظمہ روانہ کیا تاکہ اُن کی امارت میں لوگ حج ادا کریں[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ہمراہ چند قربانی کے جانور روانہ کئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اُن کیلئے پٹے بٹے۔ وہ پٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اُن جانوروں کو پہنا دئے۔ قربانی کے جانور روانہ کرنے کے بعد جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے لئے حلال کر دی تھیں اُن میں سے کوئی چیز آپؐ پر حرام نہیں ہوئی حتّٰی کہ قربانی کے جانور ذبح ہو گئے[2] (اور آپؐ بدستور اسی حال میں رہے۔ حالتِ احرام کی پابندیوں میں سے کوئی پابندی آپؐ نے اپنے اوپر عائد نہیں کی)

سُورۂ براءۃ کی متعدد آیات کا نزول اسی زمانہ میں سُورۂ توبہ کا کافی حصّہ نازل ہوا۔ اگرچہ مکّہ فتح ہو چکا تھا لیکن ابھی تک وہاں کافی تعداد میں مشرکین موجود تھے جو اپنی پُرانی ضد پر اَڑے ہوئے تھے۔ فتح مکّہ کے موقع پر عام معافی کے اعلان کو اُنہوں نے اپنے لئے کافی سمجھ رکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا تھا کہ اُس کے حرم میں مشرکین باقی رہیں اور وہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے رہیں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مندرجۂ ذیل آیات نازل فرما کر مشرکین کو الٹی میٹم دیدیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ۭ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ شَيْـــًٔا وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا عَلَيْكُمْ اَحَدًا فَاَتِمُّوْٓا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ

اب اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے اُن مشرکوں سے جن سے (اے مؤمنو) کبھی تمہارا عہد و پیمان تھا بیزاری کا اعلان کیا جاتا ہے (اے رسولؐ ان سے کہدیجئے کہ) اے مشرکو! تم اِس ارضِ (حرم) میں چار مہینہ اور چل پھر لو اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے، اللہ کافروں کو رسوا کر کے رہے گا۔ حجِ اکبر کے دن (یعنی یوم النحر) کو اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سے یہ اعلان سُن لو کہ اللہ اور اُس کا رسولؐ مشرکین سے بیزار ہے ہاں اگر تم توبہ کر لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر منہ موڑو گے تو اچھی طرح سمجھ لو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے۔ اور (اے رسولؐ) آپؐ ان کافروں کو دردناک عذاب کی خوشخبری بھی سُنا دیجئے۔ البتہ جن مشرکین سے تمہارے عہد کی مدّت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایستتر من العورۃ وکتاب الحج باب لایطوف بالبیت عریان وکتاب المغازی وصحیح مسلم کتاب الحج باب لا یحج البیت مشرک۔ [2] صحیح مسلم باب استحباب بعث الھدی الی الحرم عن عائشہ صدیقہ رضؓ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ ۝ {توبہ}

میں کسی کو مدد دے کر (عہدنامہ کی خلاف ورزی نہ کی ہو) تو اُن کے عہد کو اُس مُدّت تک پُورا کرو (اسی کا نام تقویٰ ہے) اور اللہ تقوے والوں ہی سے محبّت کرتا ہے۔ پھر جب حُرمت کے مہینے گذر جائیں (اور چار مہینہ کی مُدّت ختم ہو جائے) تو مشرکین کو جہاں پاؤ قتل کر دو، ان کو گرفتار کر لو ان کا محاصرہ کر لو اور ہر جگہ ان کی تاک میں لگے رہو (تاکہ یہ پھر کسی سازش کو ہوا نہ دے سکیں) البتہ اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو ان کی راہ چھوڑ دو (انہیں کچھ نہ کہو) بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔ اور اگر کوئی مُشرک تم سے پناہ طلب کرے تو اُس کو پناہ دیدو یہانتک کہ وہ اطمینان سے اللہ کا کلام سُن لے، پھر اُس کو اُس کی امن کی جگہ پہنچا دو (تاکہ وہ غور کر سکے، یہ مہلت دینا اِس لئے ضروری ہے کہ) یہ لوگ سب کے سب بے علم ہیں (ہدایت کے راستہ سے قطعًا نابلد ہیں)

پھر فرمایا کہ:-

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ۝ {توبہ}

اگر یہ لوگ عہد کرنے کے بعد عہد کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر اعتراض کریں تو پھر ان کفر کے سرغنوں سے جنگ کرو ایسے لوگوں کی قسموں کا اعتبار نہ کرو (بلکہ جنگ کرتے رہو) ممکن ہے اس طرح یہ لوگ (اپنی سرکشی سے باز آجائیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰۗىِٕكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ {توبہ}

مشرکین کو کوئی حق نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں باوجود اِس کے کہ وہ اپنے (کفر) پر خود گواہ ہوں، ان کے اعمال سب بے کار ہیں، یہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔ مسجدوں کو آباد کرنا تو اُن لوگوں کا حق ہے جو اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، نماز قائم کرتے ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرتے ہوں (یعنی خالص توحید کے ماننے والے ہوں) ایسے ہی لوگ ہدایت یافتہ ہو سکتے ہیں (اور ہدایت یافتہ لوگوں کو ہی مسجدیں آباد کرنے کا حق پہنچتا ہے)

پھر فرمایا:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ

اے ایمان والو! مشرک ناپاک ہیں لہٰذا اِس سال کے بعد وہ مسجدِ حرام کے قریب بھی نہ آنے پائیں اگر (تمہیں ان کے چلے جانے سے کاروبار کے معطّل ہونے کا خوف ہو اور اس کے

يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ { توبہ ۲۸ }

نتیجہ میں) مفلسی کا اندیشہ ہو تو اللہ اگر چاہے گا تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا، بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے (اس کا یہ حکم علم و حکمت پر مبنی ہے لہٰذا کسی قسم کا معاشی نقصان بھی نہیں ہوگا)

ایامِ جاہلیت میں سوائے قریش کے تمام لوگ برہنہ طواف کیا کرتے تھے۔ البتہ اگر قریش کسی کو طواف کیلئے کپڑا دیدیتے تو وہ اُس کو پہن کر طواف کر لیتا تھا[1] (اپنے کپڑے پہن کر طواف نہیں کر سکتا تھا) حتیٰ کہ عورتیں بھی برہنہ ہو کر ہی طواف کرتی تھیں۔ جب کوئی عورت برہنہ ہو کر طواف کرتی تو یہ کہتی جاتی تھی "کون ہے جو مجھے کپڑا دیدے تاکہ میں اُسے اپنی شرمگاہ پر ڈال لوں"۔ پھر وہ یہ کہتی :-

اَلْيَوْمَ يَبْدُوْ بَعْضُهٗٓ اَوْ كُلُّهٗ فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَآ اُحِلُّهٗ

آج شرمگاہ کا کچھ حصّہ کُھل جائیگا یا شرمگاہ پُوری کُھل جائیگی تو جو حصّہ شرمگاہ کا کُھل جائے گا میں اُس کو (کسی کے لئے) حلال نہیں کرونگی (کہ اُسے دیکھے)

اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیات نازل فرما کر اس قبیح رسم کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا[2]۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :-

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ { اعراف ۳۱ و ۳۲ }

اے بنی آدم، ہر مسجد کے قریب اور ہر نماز کے وقت اپنی زینت کی چیزیں پہن لیا کرو، کھاؤ اور پیو لیکن فضول خرچی نہ کرو، بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (اے رسولؐ) ان سے پوچھئے کہ زینت کی چیزیں اور کھانے پینے کی پاکیزہ اشیاء جو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے پیدا کی ہیں اُن کو کس نے حرام کیا ہے؟ (اے رسولؐ) ان سے کہئے کہ یہ چیزیں دُنیا کی زندگی میں تو ایمان والوں کو ملتی ہی ہیں قیامت کے دن یہ چیزیں خالص طور پر ایمان والوں کیلئے ہی ہوں گی۔ اس طرح اللہ علم والوں کے لئے اپنی آیات کو وضاحت کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔

سُورۂ توبہ (اور سُورۂ اعراف) کی مذکورۂ بالا آیات کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو مکّہ روانہ کیا اور اُنہیں حکم دیا کہ وہ ان آیات کے حکم کے مُطابق براءۃ (یعنی مُشرکین سے بیزاری) کا اعلان کر دیں[3]۔

حضرت ابو بکر صدّیقؓ نے بحیثیت امیر کے اس حکم پر عمل کرانے کیلئے بہت سے اعلان کرنے والے مقرر کئے جن میں حضرت ابو ہریرہؓ بھی شامل تھے اور حضرت علیؓ بھی۔ یہ لوگ قربانی کے دن (۱۰ ذوالحجہ کو) منیٰ میں یہ اعلان کر رہے تھے کہ اِس سال کے بعد کوئی مُشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کریگا[4]۔

قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا کیونکہ اس سال اکثر لوگ مفلس تھے لہٰذا رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الحج باب الوقوف بعرفۃ و صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ

[3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایستتر من العورۃ و کتاب الحج باب لایطوف بالبیت عریان و کتاب المغازی باب حج ابی بکرؓ بالناس عن ابی ہریرہؓ

[4] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایستتر من العورۃ و کتاب الحج باب لایطوف بالبیت عریان و کتاب المغازی و صحیح مسلم باب الحج عن ابی ہریرہؓ عن ابی بکرؓ

علیہ وسلم نے حکم دیدیا تھا کہ کسی شخص کے ہاں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت باقی نہ رہے[1] (آئندہ سال یہ حکم باقی نہ رہا)

حج سے واپسی | حج کے بعد مسلمین واپس ہوئے۔ انصار کا یہ دستور تھا کہ جب وہ حج کرکے آتے تو اپنے گھروں میں پیچھے سے (دیوار پر چڑھ کر) داخل ہوتے (دروازہ سے داخل نہ ہوتے) ایک انصاری جب حج کرکے واپس پہنچے تو اپنے گھر کے دروازہ سے داخل ہوگئے (اپنے قدیم دستور کا لحاظ نہیں کیا) لوگوں نے (بطور اعتراض) ان سے کہا "یہ تم نے کیا کیا!" اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ ۚ وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ ۱۸۹

یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ گھروں میں پیچھے سے داخل ہو بلکہ نیکی تو تقوٰے کا نام ہے۔ اب تم اپنے دروازوں سے داخل ہوا کرو۔ اللہ سے ڈرتے رہو (تقوٰی حاصل کرو) تاکہ تم فلاح پاؤ[2]

جنگِ بنو عبس | اسی زمانہ میں ایک شخص نے ایک انصاری عورت سے شادی کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "تم نے کیا مہر دیا؟" اس نے کہا "چار اوقیہ (یعنی ۱۶۰ درہم) چاندی"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چار اوقیہ! گویا تم اس پہاڑ سے چاندی تراشتے ہو، ہمارے پاس فی الحال تو کچھ نہیں ہے کہ ہم تمہیں کچھ دیدیں البتہ عنقریب ہم تمہیں کسی لشکر کے ساتھ روانہ کردیں گے تاکہ تمہیں کچھ مالِ غنیمت مل جائے"۔

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبس قبیلہ کی طرف ایک لشکر روانہ کیا اور اس لشکر میں اس شخص کو بھی شامل کردیا[3]

حضرت اُمِّ حبیبہؓ کی درخواست | ایک دن اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا آپؐ کو میری بہن عزّہ کی ضرورت ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تمہارا کیا مطلب ہے؟" انہوں نے کہا "آپؐ اس سے نکاح کرلیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تم اسے پسند کرتی ہو؟" انہوں نے کہا "میں اکیلی ہی تو آپؐ کی بیوی نہیں ہوں (جہاں اتنی ہیں وہاں ایک اور سہی) میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اس خیر میں میری بہن بھی شریک ہوجائے"۔ (آپؐ کی زوجہ بن کر وہ بھی فضیلت اور درجاتِ علیا حاصل کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہ میرے لئے حلال نہیں"۔ انہوں نے کہا "میں نے سنا ہے کہ آپؐ دُرّہ بنتِ ابی سلمہؓ سے نکاح کا ارادہ رکھتے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اُمِّ سلمہؓ کی بیٹی؟" انہوں نے کہا "ہاں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ ربیبہ (یعنی بیوی کی بیٹی) نہ بھی ہوتی تب بھی میرے لئے جائز نہ ہوتی کیونکہ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے، اس کے باپ کو اور مجھے ثویبہ نے دودھ پلایا تھا، تم اپنی بیٹیاں اور بہنیں مجھ پر پیش نہ کیا کرو"[4]

حضرت عوف بن مالکؓ اور ان کے ساتھیوں کی بیعت | حضرت عوف بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک دن

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاضاحی باب مایؤکل من لحم الاضاحی عن سلمہؓ۔ [2] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن براء بن عازبؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب النکاح باب تحریم النظر الی جمیع المرأۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [4] صحیح مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الربیبۃ عن اُمِّ حبیبہؓ۔

جبکہ ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے آپؐ نے فرمایا "تم رسُولُ اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے ؟" ہم کچھ عرصہ پہلے بیعت کر چکے تھے لہٰذا ہم نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پھر فرمایا "تم رسُولُ اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے ؟" ہم نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم تو بیعت کر چکے ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیسری مرتبہ فرمایا "تم رسُولُ اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کیوں نہیں کرتے ؟" ہم نے اپنے ہاتھ بڑھا دئے اور عرض کیا "ہم تو بیعت کر چکے ہیں اب کس بات پر بیعت کریں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِس بات پر کہ اللہ کی عبادت کرو گے، اس کے ساتھ کسی قسم کا شرک نہیں کرو گے، پانچوں نمازیں پڑھو گے اور اطاعت کرتے رہو گے"۔ اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے آہستہ آواز سے فرمایا "اور لوگوں سے کوئی چیز نہ مانگو گے" (تمام لوگوں نے بیعت کی) اس کے بعد ان کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اگر اُن کا کوڑا بھی گر جاتا تو وہ کسی سے یہ نہیں کہتے تھے کہ اسے اُٹھا دو[1] (بلکہ خود سواری سے اُتر کر اُٹھاتے اور پھر سوار ہو جاتے)

سنہ ۱۰ھ

متفرّق واقعات

ایک دیہاتی کے سوالات | ایک دن ایک دیہاتی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اُس نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا "اے محمدؐ، آپؐ کا قاصد ہمارے پاس آیا تھا، اُس نے ہم سے یہ کہا کہ آپؐ کا یہ دعویٰ ہے کہ آپؐ کو اللہ نے رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ پھر اُس نے کہا، "آسمان کو کس نے پیدا کیا ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ اُس نے پُوچھا "زمین کو کس نے پیدا کیا ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ اُس نے پوچھا "پہاڑوں کو کس نے نصب کیا اور کس نے ان پہاڑوں میں جو چیزیں پائی جاتی ہیں پیدا کیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ نے"۔ اُس نے کہا "تو آپؐ اُس ہستی کی قسم کھا کر جس نے آسمان کو پیدا کیا، زمین کو پیدا کیا اور ان پہاڑوں کو نصب کیا یہ فرمائیں کہ کیا واقعی اللہ نے آپؐ کو رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے بیان کیا کہ ہم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں ضروری ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپؐ کو اس کا حکم دیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے یہ بھی ہم سے کہا ہے کہ ہم پر ہمارے مالوں میں سے زکوٰۃ نکالنا ضروری ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو رسُولؐ بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپؐ کو اس بات کا حکم دیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہر سال ماہِ رمضان کے روزے ہم پر ضروری ہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ اُس نے کہا "اُس ذات کی قسم جس نے آپؐ کو

---

[1] صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب کراہۃ المسئلۃ للناس عن عوف رضؓ۔

رسولؐ بنا کر بھیجا ہے کیا اللہ نے آپؐ کو اس کا حکم دیا ہے ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ اُس نے کہا "آپؐ کے قاصد نے یہ بھی بیان کیا کہ ہم میں سے اُس شخص پر بیت اللہ کا حج لازمی ہے جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُس نے سچ کہا"۔ پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا اور یہ کہتا جا رہا تھا "قسم اُس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے نہ میں اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم کرونگا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر اس نے سچ کہا تو ضرور جنّت میں داخل ہوگا"۔[1]

میقات کے متعلّق سوال | ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا، اُس نے سوال کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، آپؐ ہمیں کہاں سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں ؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مدینہ والے ذُوالحُلَیفَہ سے احرام باندھیں، شام والے جحفہ سے احرام باندھیں نجد والے قَرن سے احرام باندھیں اور یمن والے یَلَملَم سے احرام باندھیں"۔[2]

اعتکاف | ہر سال ماہِ رمضان میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت جبریلؑ قرآن مجید کا ایک دفعہ دورہ کرتے تھے، اِس سال دو مرتبہ دورہ کیا۔ ہر سال رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم دس دن اعتکاف کرتے تھے، اس سال آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا۔[3]

حضرت علیؓ کا یمن سے کچھ سونا بھیجنا | تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو یمن روانہ کیا، اُنہوں نے وہاں پہنچ کر رنگے ہوئے چمڑے (کے ایک ٹکڑے) میں کچھ سونا جس میں سے مٹّی علیٰحدہ نہیں کی گئی تھی روانہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس سونے کو عُیَینَہ بن بَدرؓ، اَقرَع بن حابسؓ، زَیدُ الخَیلؓ اور علقمہؓ میں تقسیم کر دیا (بعض) قریش اور انصار نے چپکے سے (آپس میں) کہا "نجد کے سَرداروں کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیا"۔ آپؐ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا "میں ان کی تالیف کر رہا ہوں"۔ ایک شخص نے کہا، (اس سونے کے) ہم زیادہ حقدار تھے۔ اس شخص کی یہ بات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پہنچی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم مجھے امانت دار نہیں سمجھتے حالانکہ میں اس کا امین ہوں جو آسمان میں ہے۔ صبح و شام آسمان کی خبریں میرے پاس آتی ہیں (بھلا میں نبی ہو کر حق تلفی کر سکتا ہوں)" پھر قبیلۂ بنو تمیم کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن ذی الخویصرہ تھا کھڑا ہوا، اُس کی آنکھیں دھسی ہوئی تھیں، کَلّوں کی ہڈّیاں اُبھری ہوئی تھیں پیشانی باہر کو نکلی ہوئی تھی، ڈاڑھی گھنی تھی، سر مُنڈا ہوا تھا، تہ بند اُونچا تھا۔ اُس نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اللہ سے ڈرو اور انصاف کرو"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تجھ پر افسوس ! اگر میں انصاف نہ کرونگا تو پھر کون کرے گا، کیا میں تمام رُوئے زمین پر سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے کا حقدار نہیں ہوں"۔ پھر وہ شخص پیٹھ موڑ کر چلا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن اُڑا دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "رہنے دو"۔ پھر حضرت خالدؓ بن ولید نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ کیا میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہو سکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو"۔ حضرت خالدؓ نے کہا "کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسی بات کہتے ہیں جو اُن کے دل میں نہیں ہوتی (یعنی بہت سے نمازی منافق

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الایمان باب فی الایمان باللہ عن انسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ العلم باب ذکر العلم والفتیا فی المسجد عن ابنِ عمرؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج (صحیح مسلم میں سوال کرنیوالا ذکر نہیں ہے) [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کان جبریلؑ یعرض القرآن علی النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

بھی ہوتے ہیں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں میں نقب لگاؤں اور نہ یہ کہ ان کے پیٹوں کو چیروں"۔ پھر آپؐ نے اُس شخص کی طرف دیکھا اس حال میں کہ وہ پیٹھ پھیرے چلا جا رہا تھا اور فرمایا "اس کی اصل سے ایسے لوگ نکلیں گے کہ اُن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو حقیر سمجھو گے، اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں حقیر جانو گے، وہ مزے لے لے کر قرآن مجید کی تلاوت کریں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، وہ لوگ دینِ اسلام سے اِس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے نکل جائے اور اُس پر کہیں بھی خون کا نشان نہ ہو۔ وہ لوگ مسلمین کو قتل کریں گے اور بُت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اُن کی نشانی یہ ہے کہ اُن میں ایک سیاہ فام شخص ہوگا جس کا ایک بازو مثل عورت کے پستان کے ہوگا اور حرکت کرتا ہوگا، ان کی علامت یہ بھی ہوگی کہ وہ سر مُنڈاتے ہوں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو میں اُن کو اِس طرح ہلاک کر ڈالوں گا جس طرح عاد و ثمود ہلاک کر دئے گئے تھے"۔[1]

مندرجہ بالا واقعہ پر تبصرہ عبداللہ بن ذی الخویصرہ یا تو منافق تھا اور اگر منافق نہیں تھا تو بزعمِ خود اپنے آپ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے زیادہ متقی اور عادل سمجھتا تھا اور یہ بھی صریح کُفر ہے۔ کلمہ پڑھ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراض کرنا، آپؐ کو امین و عادل نہ سمجھنا ایمان بالرّسولؐ کے قطعاً منافی ہے۔ جو لوگ دین میں تشدّد اختیار کر لیتے ہیں اُن کا شیوہ ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی پر اعتراض کرنے سے نہیں چُوکتے خواہ اُن کے اعتراض کی زد میں کوئی بھی آجائے۔ یہ درحقیقت فریبِ نفس ہوتا ہے۔

اگر وہ شخص منافق تھا تو پھر یہ بات بالبداہت ثابت ہو جاتی ہے کہ اِس قسم کے لوگ اِسلامی معاشرہ میں رہ کر ایمان بالرسُولؐ کو متزلزل کرنے کے مواقع کی تلاش میں رہا کرتے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اللہ کا رسُول تسلیم کرنے کے باوجود جب یہ لوگ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر اعتراض کرنے سے نہیں چُوکتے تو پھر ان سے کیا بعید ہے کہ یہ صحابۂ کرامؓ پر اعتراض نہ کریں، صحابہؓ کے تقوے کے متعلق لوگوں میں شک نہ پیدا کریں۔ اور ہُوا بھی یہی کہ بعد میں بھی ایسے لوگ موجود رہے جو خلفاء اور صحابہؓ پر طعن کرتے رہے، ان پر بددیانتی وغیرہ کا الزام لگاتے رہے۔ مندرجہ بالا واقعہ اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو تباہ و برباد کرنے کیلئے ایک سازش برپا کی گئی، اِس سازش کی ابتداء عہدِ رسالت سے ہوئی۔ یہ سازش اگرچہ کامیاب تو نہ ہو سکی لیکن اس سے اتنا نقصان ضرور پہنچا کہ مسلمین میں کچھ عرصہ کیلئے انتشار کی سی کیفیت پیدا ہو گئی اور فتوحات کا سیل رواں کچھ عرصہ کیلئے رُک گیا۔ دوسرا نقصان اس سے یہ پہنچا کہ ہر سُنی سُنائی بات پر یقین کرنے والے اپنے اسلاف سے بدظن ہو گئے۔

بعض وجوہ کی بناء پر کچھ لوگ بظاہر مال کے زیادہ مستحق نظر آتے تھے لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نزدیک سب سے اہم چیز یہ تھی کہ جو شخص مسلم ہو چکا ہے وہ اسلام پر قائم رہے، مُرتد ہو کر دوزخ کا کُندہ نہ بن جائے۔ اسی جذبۂ ہمدردی اور جذبۂ دینی کی بنیاد پر آپؐ تالیفِ قلوب کو باقی تمام وجوہِ استحقاق پر ترجیح دیا کرتے تھے اور اسی تالیفِ قلوب کی خاطر نومسلموں اور کمزور ایمان والوں کو زیادہ مال دیا کرتے تھے۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ عن ابی سعیدؓ و ابواب علامات النبوّۃ فی الاسلام و کتاب التوحید و کتاب احادیث الانبیاء باب قصۃ عاد و کتاب استتابۃ المرتدین و صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ باب ذکر الخوارج وصفاتہم۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی یہ تقسیم وحی الٰہی کے ماتحت ہوا کرتی تھی۔ تقسیمِ مال کے ایک موقع پر آپؐ نے خود فرمایا تھا "نہ میں تمہیں دیتا ہوں نہ تم سے روکتا ہوں، میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہے۔ میں اُسی جگہ پر خرچ کرتا ہوں جہاں خرچ کرنے کا حکم مجھے (اللہ کی طرف سے) ملتا ہے[1]"۔

قیصر و کسریٰ سے جنگ کا حکم | جنگ مُوتہ کے عنوان کے تحت یہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور اسی حکم کی تعمیل میں مُوتہ کے مقام پر رومیوں سے ایک جنگ ہوئی۔ اس کے بعد جنگ تبوک بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اہلِ کتاب بلکہ آس پاس کے تمام کافروں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ {توبہ ۱۲۳}

اے ایمان والو، اپنے آس پاس کے کافروں سے جنگ کرتے رہو، کافر تم میں سختی اور قوت محسوس کریں اور یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔

اِس حکم کی تعمیل میں حجۃ الوداع سے آنے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اور لشکر ترتیب دیا جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔

کلالہ کی میراث | تقریباً اسی زمانہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کلالہ کی میراث کے متعلق سوال کیا گیا۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے رسُولؐ)

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ وَاِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۭ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ {نساء ۱۷۶}

لوگ آپؐ سے کلالہ کے ورثہ کے متعلق سوال کرتے ہیں، آپؐ کہہ دیجئے کہ اللہ تمہیں کلالہ (کی میراث) کے سلسلہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص مرجائے اور اُس کے کوئی اولاد نہ ہو (صرف حقیقی یا علاتی) بہن ہو تو بہن کو بھائی کے ترکہ کا نصف ملیگا، اسی طرح اگر بہن مرجائے اور اُس کے کوئی اولاد نہ ہو تو اُس کا وارث اُس کا (حقیقی یا علاتی) بھائی ہوگا، اگر مرنے والے کی دو بہنیں ہوں تو اُن دونوں کو دو تہائی ملے گا۔ اگر بھائی بہن دونوں ہوں تو بھائی کا حصّہ دو بہنوں کے حصّہ کے برابر ہوگا۔ اِس طرح اللہ اپنے احکام کی وضاحت کر رہا ہے تاکہ تم گمراہ نہ ہوجاؤ اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

(احکام کے سلسلہ میں) یہ آخری آیت ہے جو نازل ہوئی[2]۔ (اس آیت نے کلالہ کے متعلق جو آیت پہلے نازل ہوچکی تھی اُس کے حکم سے حقیقی اور علاتی بہنوں کو علیحدہ کر دیا، گویا وہ پہلی آیت اب صرف اخیافی بھائی اور بہنوں کے لئے مخصوص ہوگئی)

---

[1] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب قول اللہ تعالیٰ فان للہ خمسہ عن ابی ہریرۃؓ وکتاب فرض الخمس عن معاویہؓ۔

[2] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن براءؓ۔

حَجّۃ الوداع سنہ ۱۰ھ

ہجرت کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو مدینہ منوّرہ میں نو سال ہو چکے تھے لیکن اس زمانہ میں آپؐ نے کوئی حج نہیں کیا۔ دسویں سال آپؐ نے حج کا ارادہ کیا اور لوگوں میں اس کا اعلان کروا دیا۔ اعلان ہوتے ہی بڑی کثیر تعداد میں مسلمین مدینہ منوّرہ میں جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ہر شخص اس بات کا مشتاق تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی (میں حج ادا) کرے[1]

۲۵ یا ۲۶ ذوقعدہ کو ہفتہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں ظہر کی چار رکعت پڑھیں[2]۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ نے بالوں میں کنگھی کی اور تیل ڈالا، اس کے بعد مدینہ منوّرہ سے روانہ ہوئے[3]۔ ذوالحلیفہ پہنچ کر آپؐ نے قیام فرمایا اور دو رکعت نمازِ عصر ادا کی[4]۔ اسی مقام پر حضرت اسماء بنتِ عمیسؓ کے ہاں حضرت محمّد بن ابی بکرؓ پیدا ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت ابو بکرؓ کو حکم دیا کہ وہ اُنہیں نہلانے اور لنگوٹ باندھ کر احرام پہننے کا حکم دیں[5]۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خوشبو لگائی، پھر آپؐ نے احرام پہنا۔ آپؐ نے اور صحابۂ کرامؓ نے چادریں اوڑھ لیں اور تہ بند باندھ لئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی قسم کی چادر اور تہ بند سے منع نہ فرمایا البتہ آپؐ نے زعفران سے رنگے ہوئے کپڑے کو جس سے بدن پر زعفران جھڑے پہننے سے منع فرمایا۔ احرام پہننے کے بعد بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مانگ میں وہ خوشبو نظر آتی رہی جو حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے قبلِ احرام آپؐ کے لگائی تھی[6]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رات ذوالحلیفہ میں ہی گذاری۔ صبح کو آپؐ نے فرمایا "آج رات کو میرے ربّ کی طرف سے ایک آنے والا آیا، اُس نے کہا اس وادیِ مبارک یعنی وادیِ عقیق میں نماز پڑھا کیجئے اور یہ کہئے کہ میں حج اور عُمرہ دونوں کا احرام باندھتا ہوں[7]۔"

صبح کو مسجدِ ذوالحلیفہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دو رکعت نماز پڑھی۔ مسجد کے قریب ہی آپؐ قصواء اُونٹنی پر سوار ہو گئے، جب اُونٹنی آپؐ کو لیکر کھڑی ہو گئی تو آپؐ نے لبّیک کہنا شروع کر دیا، صحابہؓ نے بھی لبّیک کہنا شروع کر دیا۔ لبّیک کے الفاظ یہ تھے:-

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَاشَرِيْكَ لَكَ۔

"ہم حاضر ہیں، اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں، بے شک حمد اور نعمت تیری ہے اور بادشاہت تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں"[8]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک عن انسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب مایلبس المحرم من الثیاب عن ابن عباسؓ وباب ذبح الرجل البقر عن نسائہ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک عن انسؓ وصحیح مسلم نحوہٗ۔ [5] صحیح مسلم باب احرام النفساء عن عائشہؓ وجابرؓ وباب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الطیب عن عائشہ صدیقہؓ وصحیح مسلم نحوہٗ وصحیح بخاری باب مایلبس المحرم من الثیاب عن انسؓ وباب ذبح الرجل البقر۔ [7] صحیح بخاری کتاب المناسک عن انسؓ وصحیح مسلم نحوہٗ وصحیح بخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقیق واد مبارک عن ابن عمرؓ۔ [8] صحیح بخاری کتاب المناسک عن عائشہؓ وابن عمرؓ وصحیح مسلم کتاب الحج نحوہٗ وباب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم سے ہیں)

پھر آپؐ مقام بیداء پر پہنچے۔ لبّیک آپؐ کی زبان پر جاری تھی۔ یہیں آپؐ نے قربانی کے جانوروں کے گلے میں پٹّے ڈالے اور اپنے بالوں کو گوند سے جمالیا، پھر آپؐ نے اللہ کی حمد بیان کی، تسبیح پڑھی، تکبیر کہی اور حج اور عمرہ کے ساتھ لبّیک کہا، صحابۂ کرامؓ نے بھی حج اور عمرہ کے ساتھ لبّیک کہا۔[1]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس راستہ کو اختیار کیا جس راستہ پر شجرہ نامی مقام آتا ہے۔[2]

حضرت جابرؓ کہتے ہیں "آگے، پیچھے، دائیں بائیں جہاں نظر جاتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے، جن میں سوار بھی تھے، پیادے بھی تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہمارے درمیان میں تھے، آپؐ پر قرآن نازل ہوتا تھا اور آپؐ ہی اُس کے معانی کو خوب جانتے تھے لہٰذا جو کام آپؐ کرتے تھے ہم بھی کرتے جاتے تھے"۔[3]

راستہ میں جب مقام شجرہ آیا تو آپؐ نے مسجدِ شجرہ میں نماز پڑھی۔[4]

پیدل حج کی نذر راستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ اپنے دو بیٹوں کے درمیان ان دونوں پر سہارا کئے ہوئے چلا جارہا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کیا معاملہ ہے؟" انہوں نے کہا "اس نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے بوڑھے شخص، تم سوار ہوجاؤ کیونکہ اللہ تم سے اور اس مشقّت سے بے نیاز ہے"۔[5]

حضرت عقبہ بن عامرؓ کی بہن نے بھی ننگے پیر پیدل حج کرنے کی نذر مانی تھی۔ دورانِ سفر اُنہوں نے اپنے بھائی عقبہؓ سے کہا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کریں کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دریافت کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "پیدل بھی چلیں اور سوار بھی ہوجائیں"۔[6]

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کا احرامِ حج جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقام سرِف میں پہنچے تو حضرت عائشہ صدّیقہؓ کو اذیّتِ ماہانہ شروع ہوگئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے پاس تشریف لائے تو اُس وقت وہ رو رہی تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیوں رو رہی ہو؟" اُنہوں نے عرض کیا "اللہ کی قسم میں یہ چاہتی ہوں کہ میں اس سال حج نہ کرتی، اب میں عمرہ نہ کرسکوں گی"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "شاید تمہیں اذیّتِ ماہانہ شروع ہوگئی"۔ اُنہوں نے کہا "ہاں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ تو ایسی بات ہے کہ اللہ نے آدمؑ کی تمام بیٹیوں پر اسے ضروری قرار دیا ہے، لہٰذا تم وہ سب کام کرو جو حاجی کرتا ہے سوائے اس کے کہ جب تک تم پاک نہ ہوجاؤ کعبہ کا طواف نہ کرنا"۔[7]

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی آمد حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ یمن سے (جہاں وہ گورنر تھے) حج کیلئے روانہ ہوئے اور مقام بطحاء میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ملے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟" اُنہوں نے عرض کیا "جس چیز کا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باندھا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟" اُنہوں نے کہا "نہیں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب ما یلبس عن ابنِ عباسؓ وباب التحمید عن انسؓ وباب من لبّد راسہ عن حفصہؓ وصحیح مسلم باب تقلید الھدی۔ [2] صحیح بخاری باب خروج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابنِ عمرؓ۔ [3] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب خروج النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ابنِ عمرؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ النذر عن انسؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ النذر عن عقبہؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ الحیض عن عائشہؓ وکتابُ المناسک باب کیف تھلّ الحائض وباب قولہ الحج اشھر معلومات وصحیح مسلم کتابُ الحج۔

فرمایا "تو پھر تم عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول دینا۔" حضرت ابو موسیٰؓ نے ایسا ہی کیا۔[1]

مقامِ اَبْطَح میں قیام | جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مقامِ اَبْطَح میں پہنچے تو وہاں آپؐ نے قیام فرمایا آپؐ کے لئے چمڑے کا ایک سُرخ خیمہ لگایا گیا (آپؐ نے اُس خیمہ میں آرام فرمایا) خیمہ کے اندر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے وضو کیا۔ حضرت بِلالؓ وضو کا (بچا ہوا) پانی لے کر باہر نکلے، لوگ اس پانی کی طرف جھپٹے۔ کچھ لوگوں کو پانی مِل گیا، اُنہوں نے اس پانی کو اپنے چہروں پر مَل لیا، کچھ لوگوں کو پانی نہ مل سکا تو اُنہوں نے اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تَری ہی کو حاصِل کر لیا۔ پھر حضرت بلالؓ نے ایک نیزہ گاڑا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خیمہ سے باہر تشریف لائے، اُس وقت آپؐ سُرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے۔ آپؐ اپنا تہ بند اُونچا کئے ہوئے تھے۔ آپؐ کی پنڈلیاں نظر آرہی تھیں۔ پھر آپؐ نیزہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پہلے آپؐ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں، پھر عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں، آدمی اور جانور نیزہ کے اُس طرف سے گذر رہے تھے (نیزہ سُترہ کا کام کر رہا تھا)[2]

ذی طُوٰی میں اقامت | ابطح سے روانہ ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مکّہ معظّمہ کے قریب پہنچکر مقامِ ذی طوٰی میں قیام فرمایا۔ ایک رات وہاں گزاری، صبح کی نماز وہیں ادا کی، نماز کے بعد آپؐ نے غسل فرمایا[3]

مکّہ معظّمہ میں داخلہ | ذی طوی سے روانہ ہو کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ثنیّۃ العلیا کی طرف سے ۴ ذوالحجہ کو مکّہ معظّمہ میں داخِل ہوئے[4]۔ بنو عبدالمطلب کے بچّوں نے آپؐ کا استقبال کیا، آپؐ نے ایک بچّہ کو اپنے آگے اور ایک کو پیچھے بٹھا لیا[5]۔

مکّہ معظّمہ پہنچکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو اور قربانی کا جانور ساتھ نہ لایا ہو اُسے چاہیئے کہ (عمرہ کر کے) احرام کھولدے اور جس نے عمرہ کا احرام باندھا ہے اور قربانی کا جانور بھی ساتھ لایا ہے تو اُسے چاہیئے کہ جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے احرام نہ کھولے۔ اور جس نے صرف حج کا احرام باندھا ہے وہ اُس کو عُمرہ میں تبدیل کر دے۔"[6]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور دوسرے تمام ذی حیثیت صحابۂ کرامؓ اپنے ساتھ قربانی کے جانور لے گئے تھے (لہٰذا اُنہوں نے عمرہ کر کے احرام نہیں کھولا)[7]

قربانی کے سلسلہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ اُونٹ اور گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں[8]

عمرہ کرنے کا طریقہ | عمرہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ کعبہ کا طواف کریں، پھر صفا و مروہ کا طواف کریں (پھر جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور ہے وہ تو احرام نہ کھولیں لیکن) جن لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں ہیں وہ بال مُنڈوائیں[9] یا کتروائیں اور احرام کھول دیں۔ پھر ترویہ کے روز (یعنی ۸ ذوالحجہ کو)

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اھل فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن ابی موسیٰؓ وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع وصحیح مسلم کتاب الحج باب نسخ التحلل۔
[2] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ فی الثوب الاحمر عن ابی جحیفہؓ وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)
[3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الاغتسال عند دخول مکۃ وباب دخول مکۃ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من این یدخل مکۃ عن ابن عمرؓ وباب من این یخرج عن عائشہؓ وباب مایلبس المحرم عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم باب استحباب المبیت بذی طوی وباب جواز العمرۃ فی اشہر الحج۔ [5] صحیح بخاری ابواب العمرۃ باب استقبال الحاج عن ابن عباس رضؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الحیض عن عائشہؓ وکتاب المناسک باب من لبّی بالحج عن ابن عباسؓ وصحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام نحوہٗ۔ [7] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن عائشہ صدیقہؓ۔ [8] صحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن جابرؓ۔ [9] مُنڈوانے کا ذکر صرف صحیح بخاری باب تقصیر المتمتع میں ہے۔

حج کا احرام باندھیں (درمیانی وقفہ میں وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو کر اس آزادی اور آسانی سے متمتع ہوں) یعنی حج تمتع کریں[1]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کر کے حجرِ اسود کو بوسہ دیا۔ پھر کعبہ کا طواف کیا۔ تین چکر دوڑ کر لگائے اور چار چکر معمولی چال سے۔ پھر مقامِ ابراہیمؑ پر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھی:۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى {۲:۱۲۵} مقامِ ابراہیمؑ کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔

اس حکمِ الٰہی کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ابراہیمؑ پر دو رکعت نماز ادا کی۔ اِن رکعتوں میں آپؐ نے قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَد اور قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْن تلاوت فرمائیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ پھر حجرِ اسود کے پاس آئے اور اُس کو بوسہ دیا پھر اُس دروازہ سے آپؐ باہر نکلے جو صفا کی طرف ہے، پھر صفا پر پہنچے اور یہ آیت تلاوت کی:۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ[2] {۲:۱۵۸} بیشک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

پھر فرمایا ہم طواف کو اُسی (پہاڑی) سے شروع کرتے ہیں جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔ پھر آپؐ کوہِ صفا پر چڑھے اور بیت اللہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ نے اللہ کی توحید بیان کی، اللہ کی بڑائی بیان کی، پھر یہ ثناء پڑھی:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ — اللہ کے سوا کوئی حاکم و معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں،

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔ — بادشاہت اُسی کی ہے، سب تعریف اُسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حاکم و معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اُس نے اپنا وعدہ پُورا کر دیا، اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور اُس اکیلے نے تمام لشکروں کو شکست دے دی۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا مانگی اور اس طرح آپؐ نے تین دفعہ کیا۔ پھر آپؐ مروہ کی طرف چلے بطنِ وادی میں تیزی سے چلے اور چڑھائی پر آہستہ۔ پھر آپؐ نے مروہ پر بھی وہی کیا جو صفا پر کیا تھا۔ پھر جب آپؐ (ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سات دفعہ دوڑ چکے اور) آخری مرتبہ مروہ پر پہنچے تو فرمایا "اگر مجھے پہلے معلوم ہو جاتا جو بعد میں معلوم ہوا تو میں اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور اس احرام کو عمرہ میں تبدیل کر دیتا"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو اب وہ احرام کھول دے"۔ سراقہ بن جعشمؓ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ "یہ (حج تمتع) اِسی سال کیلئے ہے یا ہمیشہ کیلئے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہاتھ کی اُنگلیاں دوسرے ہاتھ کی اُنگلیوں میں داخل کیں اور دو مرتبہ فرمایا "عُمرہ ایامِ حج میں داخل ہو گیا اور ہمیشہ کیلئے اس کی اجازت ہے[2]"۔

پھر حج تمتع کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت کی کہ جن کو قربانی کا جانور میسّر نہ ہو وہ ایامِ حج

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من ساق البدن معہ عن ابنِ عمرؓ وابواب اخرٰی و صحیح مسلم کتاب الحج باب وجوب الدم علی المتمتع عن ابن عمرؓ وابواب اخرٰی۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من طاف بالبیت اذا قدم عن ابنِ عمرؓ وباب صلّی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسبوعہ وباب الطواف علی وضوء عن عائشۃ صدیقہؓ وباب النزول بذی طوی و صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابرؓ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے)۔

میں تین روزے رکھیں اور سات روزے اپنے گھر پہنچ کر رکھیں"۔ صحابہ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، ہم نے تو حج کا احرام باندھا تھا (اور آپؐ فرماتے ہیں کہ احرام کھول دو، یہ بات سمجھ میں نہیں آئی)"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو میں کہوں وہ کرو، اگر میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا تو میں بھی وہی کرتا جس کا تمہیں حکم دیا ہے، میں اُس وقت تک احرام نہیں کھول سکتا جب تک قربانی کا جانور اپنی جگہ پر پہنچ (کر ذبح) نہ (ہو) جائے"۔ بعض لوگوں کو احرام کھول کر تمام پابندیوں سے آزاد ہونا عجیب سا معلوم ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کی اس بات پر غصہ آگیا۔ آپؐ نے فرمایا "تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں، سب سے زیادہ سچا اور سب سے زیادہ نیکی کرنے والا ہوں، اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کر کے) احرام کھول دیتا اور جو بات مجھے اب معلوم ہوئی ہے اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا"۔

(پھر آپؐ ازواجِ مطہراتؓ کے پاس تشریف لے گئے) آپؐ نے ازواجِ مطہراتؓ کو بھی حکم دیا کہ وہ احرام کھولدیں۔ حضرت حفصہؓ نے پوچھا "آپؐ کو کیا چیز مانع ہے کہ آپؐ احرام نہیں کھولتے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے سر پر گوند لگایا ہے، قربانی کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالا ہے۔ میں احرام نہیں اُتار سکتا جب تک قربانی کا جانور ذبح نہ ہو جائے"۔

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک پر ابھی تک غصہ کے آثار پائے جاتے تھے لہٰذا) حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، آپؐ کو کس نے غصہ دلایا ہے، اللہ اُسے آگ میں داخل کرے"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بعض لوگوں کا یہ حال ہے (کہ انہیں احرام کھولنے پر تعجب ہو رہا ہے) مجھے جو بات اب معلوم ہوئی اگر پہلے معلوم ہو جاتی تو میں بھی اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا بلکہ یہیں سے خرید تا۔ الغرض صحابہ کرامؓ نے حکم کی تعمیل کی اور احرام اُتار دیا[1]۔

ایامِ جاہلیت میں لوگ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو بہت بڑا گناہ سمجھتے تھے۔ جب چاہتے محرم کو صفر قرار دے لیتے اور یہ کہتے کہ جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم اچھا ہو جائے (جو سفر میں اکثر ہو جاتا ہے) زخم کا نشان بالکل مٹ جائے اور صفر کا مہینہ گذر جائے تو جو شخص عمرہ کرنا چاہے اُس کیلئے عمرہ کرنا حلال ہو جاتا ہے (یعنی صفر کا مہینہ گذرنے سے پہلے عمرہ حلال نہیں ہوتا) اِس لحاظ سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴ ذوالحجہ کو عمرہ کرنے کا (اور اسکے بعد احرام کھولدینے کا) حکم دیا تو صحابہ کرامؓ کو یہ بات بڑی (عجیب) معلوم ہوئی۔ انہوں نے (تعجب سے) پوچھا "اے اللہ کے رسولؐ، اب ہم پر کون کونسی چیزیں حلال ہو گئیں؟"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب چیزیں حلال ہو گئیں (یعنی حالتِ احرام میں جن حلال چیزوں کے استعمال پر پابندی عائد کر دی گئی تھی وہ احرام کھولتے ہی ختم ہو گئی)"[2]

حضرت اُمِّ سلمہؓ کو سواری پر طواف کرنے کی اجازت

حضرت اُمِّ سلمہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیماری کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا "تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے سے

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب مایلبس المحرم عن ابنِ عباسؓ وباب التحمید عن انسؓ وباب التمتع وباب تقضی الحائض المناسک وباب من ساق البدن معہ عن ابنِ عمرؓ وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع وصحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام عن جابرؓ وغیرہ وباب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وباب وجوب الدم علی المتمتع عن ابنِ عباسؓ وابواب اُخریٰ (خط کشیدہ الفاظ صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التمتع عن ابنِ عباسؓ وصحیح مسلم باب جواز العمرۃ فی اشہر الحج وباب بیان وجوہ الاحرام۔

طواف کرلو۔" اُنہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ وہ طواف کر رہی تھیں اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس وقت کعبہ کے پہلو میں فجر کی نماز پڑھا رہے تھے اور سُورۂ طور کی تلاوت فرما رہے تھے[1]

ایک دن دورانِ طواف رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک شخص کو دیکھا جس نے طواف کیلئے اپنا ہاتھ دوسرے آدمی کے ہاتھ سے رسّی سے باندھ رکھا تھا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے رسّی کو کاٹ دیا اور فرمایا "اپنے ہاتھ سے پکڑو۔"[2]

ایّامِ حج میں تجارت ایّامِ جاہلیّت میں حج کے موسم میں عُکاظ، مَجنّہ اور ذوالمجاز نامی بازار لگا کرتے تھے۔ صحابۂ کرامؓ نے موسمِ حج میں تجارت کرنے کو (جاہلیّت کی رسم سمجھتے ہوئے) گناہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ {بقرہ ۱۹۸} (اگر تم موسمِ حج میں) اپنے ربّ کا فضل تلاش کرو (یعنی تجارت کرو) تو تم پر کوئی گناہ نہیں[3]

زادِ راہ کے متعلق حکمِ ربّانی یمن کے لوگ حج کرتے تھے لیکن زادِ راہ ساتھ لیکر نہیں آتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہم توکّل کرنے والے ہیں، پھر جب مکّہ میں پہنچتے تو لوگوں سے سوال کرتے، اللہ تعالیٰ نے بطور تنبیہ فرمایا:۔

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى {بقرہ ۱۹۷} زادِ راہ لے لیا کرو کیونکہ بہترین زادِ راہ تو تقویٰ ہے۔ (اور لوگوں سے سوال کرنا تقوے کے منافی ہے)[4]

حضرت علیؓ کی آمد جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور دوسرے لوگ عمرہ کر چکے اور جو لوگ قربانی ساتھ نہیں لائے تھے اُنہوں نے احرام اُتار دیا تو ایسے وقت میں حضرت علیؓ بھی یمن سے آگئے۔ حضرت علیؓ جب حضرت فاطمہؓ کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اُنہوں نے احرام کھول ڈالا ہے اور رنگین کپڑے پہن رکھے ہیں، سُرمہ لگائے ہوئی ہیں۔ حضرت علیؓ نے اسے بہت بُرا سمجھا۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا "میرے والد نے مجھے یہی حکم دیا ہے۔" حضرت علیؓ غصّہ کی حالت میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے سارا حال بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے یہ بھی کہا کہ میں نے اس فعل کو بہت بُرا سمجھا (اس لئے تحقیق کرنے آیا ہوں) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "فاطمہؓ نے سچ کہا۔ فاطمہؓ نے سچ کہا۔"[5] پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے پوچھا "تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا؟" حضرت علیؓ نے عرض کیا "میں نے تو یہ کہا تھا کہ اے اللہ جس چیز کا احرام نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم نے باندھا ہے میں بھی اُسی چیز کا احرام باندھتا ہوں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے (اور تمہارے ساتھ بھی) لہٰذا تم احرام نہ کھولو۔ اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ کرکے) احرام کھول دیتا۔"[6]

۸ ذوالحجہ کی مصروفیات یومِ ترویہ یعنی ۸ ذوالحجہ کو صحابۂ کرامؓ نے مقامِ اَبطح میں حج کا احرام باندھا۔[7] پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور صحابۂ کرامؓ مکّہ معظّمہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور لبّیک کہنا شروع کر دیا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف النّساء مع الرجال وابواب اُخریٰ وکتاب التفسیر سُورۃ الطور [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب الکلام فی الطواف عن ابنِ عباسؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب التفسیر عن ابنِ عباسؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قول اللہ عزّ وجلّ وَتَزَوَّدُوا۔ [5] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من اھلّ فی زمن النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن انسؓ وکتاب المغازی باب بعث علی ابن ابی طالبؓ وصحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں) [7] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التحمید عن لنسؓ وصحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام

مِنیٰ پہنچکر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) ادا کیں۔[1]

عرفہ کی رات | حضرت عائشہ صدّیقہؓ اُن لوگوں میں سے تھیں جو حجِ تمتّع کر رہے تھے۔ وہ عرفہ کی رات تک اذیّتِ ماہانہ سے پاک نہیں ہوئیں تو اُنہوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، یہ عرفہ کی رات ہے، میں نے عمرہ کے ساتھ تمتّع کیا تھا (لیکن میں ابھی تک پاک نہیں ہوئی کہ عمرہ کی تکمیل کر سکوں)" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم اپنا سر کھولدو، کنگھی کرو اور عمرہ کو چھوڑ دو، اب حج کرو، اللہ تمہیں عنقریب عمرہ بھی نصیب فرمائے گا۔" حضرت عائشہؓ نے حکم کی تعمیل کی (اور حج کا احرام باندھ لیا)۔[2]

۹ ذوالحجہ کی مصروفیات | عرفہ کی رات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مِنیٰ میں گذاری۔ پھر نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز بھی وہیں ادا کی، پھر طلوعِ آفتاب کے بعد آپؐ مِنیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔ آپؐ نے حکم دیا کہ مقام نَمِرَہ میں ایک خیمہ نصب کیا جائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی اور بالوں کا ایک خیمہ آپؐ کیلئے نَمِرَہ میں نصب کر دیا گیا۔ قریش کو یقین تھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مشعرِ حرام میں وقوف فرمائیں گے جہاں ایّامِ جاہلیّت میں قریش کے لوگ قیام کرتے تھے۔ لیکن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مشعرِ حرام کو چھوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ عرفات پہنچے۔ عرفات کے میدان میں نمرہ کے مقام پر جو خیمہ نصب کیا گیا تھا آپؐ نے اُس میں قیام فرمایا۔ زوالِ آفتاب تک آپؐ وہیں رہے۔ زوالِ آفتاب کے بعد آپؐ نے قصوٰی اونٹنی کو کَسنے کا حکم دیا۔ اونٹنی کَسی گئی (اس پر سوار ہوکر) آپؐ بطنِ وادی میں تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔[3]

عرفات کے میدان میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا تاریخی خطبہ | عرفات کے میدان میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اہم خطبہ ارشاد فرمایا، پہلے آپؐ نے اللہ کی حمد و ثنا، بیان کی، پھر دجّال کا ذکر کیا اور بڑی دیر تک آپؐ اُس کا ذکر کرتے رہے۔ آپؐ نے فرمایا "نوحؑ اور تمام نبیوںؑ نے اپنی اپنی اُمّتوں کو دجّال سے ڈرایا تھا۔ یقیناً وہ تم لوگوں میں نکلیگا، اگر تم پر اُس کا حال پوشیدہ ہے تو اللہ کا حال تو پوشیدہ نہیں۔" تین مرتبہ آپؐ نے اس جملہ کو دوہرایا، پھر فرمایا "تمہارا ربّ کانا نہیں ہے اور وہ کانا ہوگا، اُس کی سیدھی آنکھ انگور کی طرح پھولی ہوئی ہوگی۔"[4]

اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے لوگو، اللہ نے تم پر حج فرض کر دیا ہے، لہٰذا تم حج کرو۔" ایک شخص نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کیا ہر سال حج کیا کریں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خاموش ہو گئے۔ اُس نے تین مرتبہ یہی سوال کیا، آپؐ خاموش رہے پھر (تھوڑی دیر بعد) فرمایا "اگر میں کہدیتا 'ہاں' تو ہر سال حج کرنا فرض ہوجاتا اور پھر تم اسے ادا نہ کر سکتے۔ جب میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم بھی مجھے چھوڑ دیا کرو (سوال نہ کیا کرو) کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ اُنہوں نے اپنے انبیاء سے بکثرت سوال کئے اور (پھر) ان سے اختلاف کیا۔ لہٰذا جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو جہاں تک ہو سکے اُسے پُورا کرو، اور جب کسی چیز سے منع کروں تو اُس سے رُک جایا کرو۔"[5]

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب این یصلی الظہر یوم الترویۃ عن انسؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان وجوہ الاحرام و باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب التقصیر فی العمرۃ عن ابی سعیدؓ۔ [2] صحیح بخاری کتابُ الحیض فی ابواب عن عائشۃ صدیقہؓ و کتابُ المناسک باب قولہ الحج اشہرٌ معلومات و کتابُ المغازی باب حجّۃ الوداع و صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان وجوہ الاحرام۔ [3] صحیح مسلم کتابُ الحج باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المغازی باب حجّۃ الوداع عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [5] صحیح مسلم کتابُ الحج باب فرض الحج مرّۃً عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

پھر آپؐ نے فرمایا "تمہارے خون اور تمہارے مال ایک دوسرے پر اس طرح حرام ہیں جیسے کہ آج کے دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں حرام ہیں۔ جاہلیّت کے تمام اُمور میرے قدموں کے نیچے ہیں۔ جاہلیّت کے تمام خون میرے قدموں کے نیچے ہیں (یعنی میں جاہلیّت کے تمام امور اور تمام خون ختم کر رہا ہوں) سب سے پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں وہ ابنِ ربیعہ بن الحارث کا خون ہے جس کو قبیلۂ ہذیل نے اُس زمانہ میں قتل کیا تھا جبکہ وہ قبیلہ بنی سعد میں دودھ پیتا تھا، اسی طرح ایّامِ جاہلیّت کے تمام سود میرے قدموں کے نیچے ہیں اور سب سے پہلا سود جو ہم اپنے ہاں کے سُود سے چھوڑتے ہیں وہ عبّاس بن عبدالمطلبؓ کا سُود ہے، وہ پُورا کا پُورا معاف کر دیا گیا۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو، تم نے انہیں اللہ کی امان میں (اپنے عقد میں) لیا ہے۔ اور اللہ کے کلمہ کے ساتھ اُن کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے۔ تمہارا حق اُن پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ بیٹھنے دیں جس کا بیٹھنا تمہیں ناگوار ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اس طرح مارو کہ ان کے چوٹ نہ لگے۔ اُن کا حق تم پر یہ ہے کہ اُن کو روٹی، کپڑا دستور کے مطابق دیتے رہو۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اُسے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، یعنی اللہ کی کتاب، تم سے قیامت کے روز میرے متعلق سوال ہو گا، تم کیا جواب دو گے؟" سب نے عرض کیا "ہم گواہی دیں گے کہ بے شک آپؐ نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا، رسالت کا حق ادا کر دیا اور اُمّت کی خیر خواہی کی"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی شہادت کی اُنگلی کو آسمان کی طرف اُٹھا کر لوگوں کی طرف جھکایا اور فرمایا "اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ، اے اللہ گواہ رہ"۔[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ ختم ہوا۔ بعض لوگ لبّیک کہتے رہے، بعض لوگ اللہ اکبر کہتے رہے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی کو منع نہیں کیا (اسی طرح عرفہ کا تمام دن تکبیر اور تلبیہ کی صداؤں میں گذرا)[2]

ایک شخص نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال کیا "محرم کون سے کپڑے پہنے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "محرم نہ قمیص پہنے نہ عمامہ باندھے، نہ ٹوپی پہنے اور نہ موزے، اگر کسی کو جوتیاں میسّر نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن اُن کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر لے۔ اگر تہ بند میسّر نہ ہو تو پیجامہ پہن سکتا ہے، البتّہ ایسا کوئی کپڑا نہ پہنے جس کو زعفران یا ورس سے رنگا گیا ہو"۔[3]

حضرت اُمّ الفضلؓ کے پاس کچھ لوگوں میں اختلاف ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم روزے سے ہیں اور بعض کہتے تھے کہ روزے سے نہیں ہیں۔ اس بات کی تحقیق کرنے کیلئے حضرت میمونہؓ اور حضرت اُمّ الفضلؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ابھی تک اُونٹ پر سوار تھے، آپؐ نے اُونٹ پر بیٹھے بیٹھے دودھ پی لیا[4] (اب سب کو معلوم ہو گیا کہ آپؐ روزے سے نہیں ہیں) قبیلۂ جُہینہ کی ایک عورت نے پوچھا "(یا رسُولَ اللہ) میری والدہ نے حج کرنے کی نذر مانی تھی لیکن وہ حج کرنے سے پہلے مر گئیں، کیا میں اُن کی طرف سے حج کر سکتی ہوں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "تم ان کی

---

[1] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب التلبیۃ والتکبیر اذا غدا من منیٰ عن انسؓ و صحیح مسلم باب التلبیۃ والتکبیر عن ابن عمرؓ و انسؓ۔
[3] صحیح مسلم کتاب الحج عن ابنِ عمرؓ و ابنِ عبّاسؓ و صحیح بخاری کتاب المناسک نحوہٗ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الصّیام و کتاب المناسک باب الوقوف علی الدّابّۃ عن اُمِّ فضل بنت الحارث و صحیح مسلم کتاب الصّوم باب استحباب الفطر للحاج یوم عرفۃ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

طرف سے حج کرو۔ بتاؤ اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو تم اُس کو ادا نہ کرتیں ؟ اُن کی نذر پُوری کرو۔ اللہ اپنے حق کی ادائیگی کا زیادہ حقدار ہے[1]۔"

اسی موقع پر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے یہاں وقوف کیا ہے لیکن عرفات سارا وقوف کا مقام ہے[2]۔" (جو جہاں چاہے ٹھہر سکتا ہے)

ایک شخص کی وفات اسی اثناء میں ایک شخص عرفات کے میدان میں اپنے اونٹ سے گر پڑا، اُونٹ نے اُسے کچل دیا (اور اس طرح اُس کی مَوت واقع ہوگئی) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اِسے پانی اور بیری سے غسل دو (یعنی پانی میں بیری کے پتّے اُبال کر اس پانی سے غسل دو) اور اس کو ان ہی دونوں کپڑوں کا کفن دو (جو یہ بحالتِ احرام پہنے ہوئے تھا) اس کے خوشبو نہ لگاؤ، نہ اس کا سر ڈھانکو نہ مُنہ۔ بے شک اللہ اس کو قیامت کے دن لبّیک کہتا ہوا اُٹھائے گا۔"[3]

تکمیلِ دین کی بشارت ذوالحجہ کی نُو تاریخ تھی، جمعہ کا دن تھا، ابھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ عرفات ہی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی تکمیل کی خوش خبری سُنائی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:-

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ — آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی
عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا[4] — نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے میں نے اس بات کو
پسند کر لیا کہ تمہارا دین، اسلام ہو[5]۔

پھر اذان دی گئی۔ پھر اقامت ہوئی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر کی نماز ادا کی۔ پھر اقامت ہوئی اور آپؐ نے عصر کی نماز ادا کی۔ آپؐ نے ان دونوں نمازوں کے درمیان میں کوئی نماز نہ پڑھی[6]۔

نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر سواری پر سوار ہو گئے اور مَوقِف میں تشریف لائے۔ آپؐ نے اپنی اونٹنی کا پیٹ پتھروں کی طرف کر دیا، جبلِ مشاۃ کو اپنے سامنے کر لیا اور قبلہ کی طرف مُنہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپؐ اسی طرح کھڑے رہے یہاں تک کہ سُورج غروب ہو گیا[7]۔

عرفات سے روانگی پھر آپؐ نے حضرت اُسامہؓ کو اپنے پیچھے بٹھا لیا اور عرفات سے روانہ ہوئے۔ آپؐ نے قصواء اونٹنی کی لگام اس قدر کھینچ رکھی تھی کہ اس کا سر کجاوہ کے اگلے حصّہ سے لگ رہا تھا۔ راستہ میں آپؐ داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے جا رہے تھے کہ "اے لوگو، اطمینان سے چلو، اطمینان کے ساتھ چلو۔" جب آپؐ کسی ٹیلہ پر چڑھتے تو لگام ڈھیلی کر دیتے تاکہ اونٹنی آسانی سے چڑھ جائے[8]۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم گھاٹی میں پہنچے تو سواری پر سے اُترے، وہاں آپؐ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا لیکن کامل وضو نہ کیا۔ جب آپؐ وضو کر چکے تو حضرت اُسامہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، نماز پڑھ لیجئے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نماز آگے جا کر پڑھیں گے۔" یہ کہہ کر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم پھر سوار

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الحج والنذور عن المیّت عن ابنِ عبّاسؓ۔ [2] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ الجنائز ابواب الکفن عن ابن عباسؓ و صحیح مسلم کتابُ الحج باب ما یفعل بالمحرم اذا مات (منہ نہ ڈھانکنے کا حکم صرف صحیح مسلم میں ہے) [4] صحیح بخاری کتابُ الایمان باب زیادۃ الایمان عن عمرؓ و کتابُ المغازی باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم و کتابُ الاعتصام بالکتاب والسُنّۃ و صحیح مسلم کتابُ التفسیر (حالتِ حج میں نہ جمعہ کی نماز ہے نہ عید الاضحیٰ کی) [5] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ (سفر میں دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ عرفات اور مزدلفہ میں بحالتِ حج دو نمازوں کا جمع کرنا سُنّت ہے) [6] صحیح مسلم کتابُ الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [7] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔

ہوگئے۔ آپؐ کی سواری کی رفتار تیز تھی اور جب آپؐ میدان سے گذرتے تو رفتار کو اور تیز کر دیتے۔ راستہ میں آپؐ نے اپنے پیچھے شور وغُل اور اُونٹوں کے مارنے کی آواز سُنی تو آپؐ نے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا "اے لوگو! سکون اختیار کرو، سواری کو دَوڑانا نیکی نہیں ہے"۔ راستہ بھر آپؐ لبّیک کہتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ پہنچے۔ مزدلفہ پہنچکر آپؐ سواری سے اُترے۔ وضو کیا اور کامل وضو کیا۔ پھر اذان ہوئی، پھر اقامت ہوئی۔ اقامت کے بعد آپؐ نے مغرب کی تین رکعتیں پڑھائیں۔ پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنی منزل میں لیجا کر بٹھادیا۔ اس کے بعد عشاء کی اقامت ہوئی۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عشاء کی دو رکعت پڑھائیں۔ مغرب اور عشاء کے درمیان آپؐ نے کوئی نماز نہیں پڑھی۔[1]

۱۰ ذوالحجہ کی رات رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزدلفہ میں گذاری۔ زوجۂ مطہّرہ حضرت سودہؓ ذرا سُست اور بوجھل خاتون تھیں لہٰذا اُنہوں نے مزدلفہ سے رات ہی کے وقت منیٰ جانے کی اجازت طلب کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو اجازت دیدی۔ پھر آپؐ نے اہلِ بیت کے کمزور افراد کو رات ہی کے وقت منیٰ روانہ کردیا انہیں میں حضرت عبداللہ بن عبّاسؓ بھی شامل تھے۔[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میں نے یہاں وقوف کیا ہے (لیکن وقوف کرنا اسی جگہ پر موقوف نہیں) بلکہ جمع (یعنی مزدلفہ) پُورا وقوف کا مقام ہے"۔ (کہیں بھی قیام کیا جاسکتا ہے) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جب تک مزدلفہ میں رہے برابر لبّیک کہتے رہے[3] پھر آپؐ طلوعِ فجر تک لیٹے رہے۔

فجر کی نماز رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مزدلفہ ہی میں ادا کی[4]

مشعرِ حرام میں آمد | نماز کے بعد آپؐ قصواء اُونٹنی پر سوار ہوگئے اور مشعرِ حرام میں تشریف لائے۔ مشعرِ حرام میں آپؐ نے قبلہ کی طرف مُنہ کرلیا پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہے، اللہُ اکبر اور لا الٰہ الّا اللہ پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید بیان کرتے رہے، یہاں تک کہ خوب روشنی ہوگئی[5]

منیٰ کو روانگی | پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے ہی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مزدلفہ سے منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے۔ راستہ میں آپؐ نے حضرت فضل بن عبّاسؓ کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ بھی آپؐ کے ہمراہ تھیں۔ ہجوم بیحد تھا۔ ہجوم کو دیکھکر اُنہیں یہ خواہش ہوئی کاش وہ بھی حضرت سودہؓ کی طرح اجازت لیکر رات ہی کو منیٰ روانہ ہوجاتیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم لوگوں سے فرماتے جارہے تھے "سکون کو لازم پکڑو، سکون کو لازم پکڑو"۔ راستہ بھر آپؐ تلبیہ پڑھتے رہے[6] راستہ میں آپؐ کو عورتوں کی جماعتیں ملیں جو راستہ کے دونوں طرف چلی جارہی تھیں[7]

اِسی اثناء میں قبیلۂ خثعم کی ایک عورت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آئی۔ حضرت فضل بن عبّاسؓ اُس کو دیکھنے لگے اور وہ اُن کو دیکھنے لگی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت فضلؓ کا مُنہ دوسری طرف پھیر دیا۔ اُس عورت نے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب اسباغ الوضوء عن اُسامہؓ وکتاب المناسک باب الرکوب عن ابن عبّاسؓ وباب السیر اذا دفع من عرفۃ عن اُسامہؓ وباب امر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم بالسکینۃ عن ابن عبّاسؓ وباب من جمع بین الصلوٰتین بالمزدلفۃ وباب التلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر وصحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وباب استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ والواب اُخریٰ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدّم ضعفۃ اہلہ عن عائشۃ صدیقہؓ وابن عبّاسؓ وصحیح مسلم باب استحباب تقدیم دفع ..... الخ [3] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ وباب استحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ عن ابن مسعودؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب متی یصلی الفجر بجمع عن ابن مسعودؓ ومتی یدفع عن جمع عن عمرؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ [5] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ واستحباب ادامۃ الحاج التلبیۃ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من قدّم ضعفۃ اہلہ عن عائشۃ صدیقہؓ وابن عباسؓ وباب متی یصلی الفجر بجمع عن ابن مسعودؓ وباب متی یدفع عن جمع عن عمرؓ وباب الرکوب عن ابن عبّاسؓ وباب التلبیۃ والتکبیر غداۃ النحر وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ وباب استحباب تقدیم دفع ..... [7] صحیح مسلم کتاب الحج باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔

کہا "اے اللہ کے رسولؐ، میرے والد پر ایسے وقت میں حج فرض ہوا ہے کہ وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں، سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے، کیا میں اُن کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ [1]

راستہ میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بطنِ مُحَسِّر سے گذرے تو آپؐ نے فرمایا "جمرہ پر کنکریاں مارنے کیلئے یہاں سے کنکریاں اُٹھالو"۔ (لوگوں نے حکم کی تعمیل کی) پھر آپؐ نے اونٹنی کو تیزی سے چلانا شروع کر دیا اور درمیانی راستہ کو اختیار کیا جو جمرۂ کبریٰ پر جا کر نکلتا ہے۔ آپؐ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ آپؐ اس جمرہ کے قریب آئے جو درخت کے قریب ہے، (وہاں پہنچکر آپؐ رُک گئے) اُس وقت آپؐ وادی کے نشیب میں تھے۔ کعبہ آپؐ کی بائیں جانب اور منیٰ داہنی جانب تھا۔ پھر آپؐ نے جمرۂ کبریٰ پر سات کنکریاں ماریں۔ ہر کنکری مارتے وقت آپؐ اللہ اکبر کہتے جا رہے تھے۔

یہ چاشت کا وقت تھا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُونٹنی پر تشریف فرما تھے اور یہ فرما رہے تھے "مجھ سے اپنے مناسکِ حج سیکھ لو کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ اس حج کے بعد میں حج کر سکونگا"۔ پھر آپؐ وہاں سے روانہ ہوئے (منیٰ پہنچ کر آپؐ رُک گئے) حضرت بِلالؓ اور حضرت اُسامہؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ ان میں سے ایک آپؐ کی سواری کی لگام پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے آپؐ کو دھوپ سے بچانے کیلئے کپڑا تانے ہوئے تھے۔ [2]

۱۰ ذوالحجہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خطبہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابۂ کرامؓ کو مخاطب فرماتے ہوئے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، آپؐ نے فرمایا "زمانہ اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے جیسا کہ اُس دن تھا جس دن اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ ان میں چار مہینے حرمت والے ہیں۔ تین مہینے تو لگاتار آتے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرّم اور ایک مہینہ جمادی اور شعبان کے درمیان میں ہے یعنی رجب مضر"۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اے لوگو! آج کونسا دن ہے؟" صحابۂ کرامؓ خاموش رہے، بس اتنا کہہ دیا کہ "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ پھر آپؐ کچھ دیر خاموش رہے۔ صحابۂ کرامؓ نے خیال کیا کہ غالباً آپؐ اس دن کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟"۔ صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "جی ہاں، یہ یوم النحر ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کونسا مہینہ ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ یہ کہکر خاموش ہو گئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی کچھ دیر خاموش رہے۔ صحابۂ کرامؓ نے سمجھا کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اس مہینہ کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کیا یہ ذوالحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "جی ہاں یہ ذوالحجہ کا مہینہ ہے"۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کونسا شہر ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "اللہ اور رسُولؐ زیادہ جانتے ہیں"۔ صحابۂ کرامؓ نے یہ خیال کیا کہ غالباً آپؐ اس شہر کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا "کیا یہ حُرمت والا شہر نہیں ہے؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "بے شک"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "بے شک تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری آبروئیں اور تمہاری کھالیں تم میں آپس میں قیامت تک اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارے اِس مہینہ میں تمہارے اس شہر میں آج کے دن کی حرمت"۔ اس بات کو آپؐ نے کئی مرتبہ دُہرایا پھر فرمایا "عنقریب تم اپنے ربّ سے ملوگے، وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق باز پُرس کریگا، خبردار، میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اگر

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب وجوب الحج عن ابنِ عباسؓ وباب حج المرأۃ عن الرجل وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک فی ابواب عن ابنِ مسعودؓ وابنِ عمرؓ وصحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ وباب اداء متا الحاج التلبیۃ واستحباب رمی الجمرۃ العقبۃ عن ام الحصینؓ (خط کشیدہ عبارت ناقابلِ صحیح مسلم ہے)

تم پر کوئی کٹا حبشی بھی امیر بنا دیا جائے جو کتابُ اللہ کے مطابق تمہیں چلائے تو تم اُس کی بات سُننا اور اُس کی اطاعت کرنا۔" پھر آپؐ نے فرمایا "کیا میں نے پہنچا دیا؟" صحابۂ کرامؓ نے کہا "جی ہاں"۔ پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ گواہ رہ، اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچایا، اے اللہ کیا میں نے نہیں پہنچایا؟" پھر آپؐ نے فرمایا "حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو یہ بات پہنچا دے، اس لئے کہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پہنچانے والا کسی ایسے شخص کو پہنچا دیتا ہے جو اُس سے زیادہ اس کو محفوظ کرنے والا ہوتا ہے"۔ [1]

اس کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قربانی کے مقام پر تشریف لائے اور سو اُونٹ (اللہ کے نام پر) قربان کئے۔ آپؐ نے اُونٹوں کو کھڑا کیا اور ۶۳ اُونٹ اپنے دستِ مبارک سے نحر کئے، باقی اُونٹ حضرت علیؓ نے نحر کئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو بھی اپنی قربانی میں شریک کر لیا تھا۔ [2] پھر آپؐ نے دو چتکبرے مینڈھے ذبح کئے اور کچھ بکریاں صحابہؓ میں تقسیم کیں۔ [3]

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہر اُونٹ میں سے ایک ٹکڑا لینے کا حکم دیا۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ تمام ٹکڑے ایک دیگ میں ڈال کر پکانے کیلئے ایک چولہے پر رکھ دیئے گئے۔ [4]

۹ھ میں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ ذخیرہ کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ صحابۂ کرامؓ نے پوچھا کیا اِس سال بھی ہم وہی کریں جو گذشتہ سال کیا تھا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، گذشتہ سال تو قحط کی وجہ سے میں نے چاہا تھا کہ تم محتاج لوگوں کی مدد کرو (اس لئے ذخیرہ کرنے سے منع کر دیا تھا)"۔ [5]

پھر رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مقامِ نحر پر کھڑے ہو کر فرمایا "میں نے اِس جگہ نحر کیا ہے لیکن منیٰ سارا نحر کرنے کی جگہ ہے"۔ [6] پھر آپؐ نے حجّام کو بُلایا اور اس سے بال مونڈنے کیلئے کہا، آپؐ نے پہلے سیدھی طرف کے بال مُنڈوائے پھر اُلٹی طرف کے، پھر بالوں کو حضرت ابو طلحہؓ کے حوالہ کر کے لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ [7] پھر آپؐ نے احرام اُتار دیا۔ صحابۂ کرامؓ میں سے بعض نے سر منڈایا اور بعض نے بال چھوٹے کرا دئے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اللہ، سر مُنڈانے والوں پر رحم فرما"۔ لوگوں نے کہا "اور کتروانے والوں پر؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے اللہ سر مُنڈانے والوں پر رحم فرما"۔ لوگوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اور کتروانے والوں پر؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "سر منڈانے والوں پر رحم فرما"۔ لوگوں نے کہا "کتروانے والوں پر بھی"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اور کتروانے والوں پر بھی رحم فرما"۔ احرام اُتارنے کے بعد حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے آپؐ کے خوشبو لگائی۔ [8] رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ازواجِ مطہراتؓ کی طرف سے ایک گائے ذبح کی اور اُس میں سے کچھ گوشت ازواجِ مطہراتؓ کو بھی بھیجا۔ [9]

رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ وہ (نحر شدہ) قربانی کے جانوروں کی نگرانی کریں، گوشت

---

[1] صحیح بخاری کتابُ العلم باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم "رُبّ مبلغ عن ابی بکرہؓ وکتابُ المناسک باب الخطبۃ ایام منیٰ عن ابنِ عباسؓ و ابی بکرہؓ وابنِ عمرؓ وکتابُ التفسیر سورۃ التوبۃ عن ابی بکرہؓ وکتابُ الفتن باب قول النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم لاترجعوا بعدی کفارًا و صحیح مسلم باب استحباب رمی الجمرۃ عن ام الحصینؓ وکتابُ القسامۃ باب تغلیظ تحریم الدّمآءِ (خط کشیدہ عبارت صرف صحیح مسلم میں ہے البتہ "کھالوں کے حرام کہنے کا ذکر" صرف صحیح بخاری میں ہے) [2] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب بیان ان السنۃ یوم النحر..... عن ابن عباسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری کتابُ المناسک باب یتصدق بجلال البدن عن علیؓ اور باب التحمید عن انسؓ میں ہیں) [3] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ [4] صحیح بخاری کتابُ الاضاحی باب مایؤکل من لحم الاضاحی عن سلمۃ بن اکوعؓ۔ [5] صحیح مسلم باب حجۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ۔ [6] صحیح مسلم کتابُ الحج باب بیان ان السنۃ یوم النحر..... عن انسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب الطّیب عن عائشۃ صدیقہؓ وباب الحلق والتقصیر عن ابنِ عمرؓ وباب الطیب بعد رمی الجمار و صحیح مسلم کتابُ الحج۔ [8] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب ذبح الرجل البقر عن نسائہ عن عائشۃ صدیقہؓ و صحیح مسلم۔ [9] صحیح مسلم کتابُ القسامۃ باب تغلیظ تحریم الدماءِ۔

جھولوں اور کھالوں کو تقسیم کر دیں۔ آپؐ نے انہیں یہ بھی حکم دیا کہ قصّاب کو اُجرت میں کھال، گوشت وغیرہ نہ دیا جائے۔ حضرت علیؓ نے حکم کی تعمیل کی اور گوشت جھولوں اور کھالوں کو تقسیم کر دیا۔[1]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور حضرت علیؓ نے وہ گوشت کھایا جو تمام اونٹوں کے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کو ملا کر پکایا گیا تھا، پھر ان دونوں نے اس کا شوربا بھی پیا۔[2]

پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اونٹنی پر سوار ہو گئے تاکہ لوگ آپؐ کو دیکھتے رہیں (کہ آپؐ کیا کرتے ہیں اور کس طرح کرتے ہیں) اور آپؐ سے مسائل بھی پوچھتے رہیں، پھر آپؐ مکّہ معظّمہ تشریف لے گئے۔ کعبہ کا طواف کیا۔ حجرِ اسود کو آپؐ اپنی چھڑی سے چھُوتے اور چھڑی کو بوسہ دیتے، پھر آپؐ نے ظہر کی نماز پڑھائی۔[3]

منیٰ پہنچکر حضرت عائشہ صدیقہؓ اذیّتِ ماہانہ سے پاک ہو گئی تھیں، اُنہوں نے بھی مکہ معظمہ آکر کعبہ کا طواف کیا۔[4]

طواف کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سبیل پر تشریف لائے۔ حضرت اُسامہؓ آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پانی مانگا۔ حضرت عبّاسؓ نے کہا "اے فضل، اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور اُن کے پاس سے رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کیلئے پانی لے آؤ۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی میں سے پلا دو۔" اُنہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، اس میں لوگ ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی میں سے پلا دو۔" (انہوں نے پانی دیا) آپؐ نے پانی پیا۔ پھر حضرت عبّاسؓ نے آپؐ کو کھجور کا شربت بھی پلایا، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے شربت پیا اور باقی بچا ہوا شربت حضرت اُسامہؓ کو پلایا۔ پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چاہِ زمزم پر تشریف لائے۔ حضرت عبّاسؓ وغیرہ پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "یہ کام کئے جاؤ۔ تم اچھا کام کر رہے ہو۔ اگر تم مغلوب نہ ہو جاتے تو میں اُترتا اور رسّی کو اس پر رکھتا (یعنی رسّی کو کندھے پر رکھ کر میں بھی پانی کھینچتا لیکن میرے ایسا کرنے سے لوگ بھی ایسا کریں گے اور پھر تم کو مغلوب کر کے اس نیکی سے محروم کر دینگے)" پھر ان لوگوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ایک ڈول دیا، آپؐ نے اُس میں سے پانی پیا۔ پھر حضرت عبّاسؓ نے منیٰ کی راتوں (یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ کی راتوں) میں حاجیوں کو پانی پلانے کیلئے مکّہ معظّمہ میں رہنے کی اجازت طلب کی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُنہیں مکّہ معظّمہ میں یہ راتیں گذارنے کی اجازت دیدی۔[5]

اس کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم واپس منیٰ تشریف لے آئے اور (یہاں والوں کو بھی) نمازِ ظہر پڑھائی۔[6]

مناسکِ حج میں تقدیم و تاخیر | شام ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جمرہ کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ لوگ آتے تھے اور آپؐ سے مسائل پوچھتے تھے۔ ایک شخص آیا، اُس نے کہا "مجھے معلوم نہ تھا (کہ پہلے ذبح کرتے ہیں پھر سر مُنڈاتے ہیں) میں نے ذبح سے پہلے سر مُنڈا دیا۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا "کوئی حرج نہیں، اب ذبح کر لو۔" دوسرا آدمی آیا۔ اُس نے کہا مجھے معلوم نہ تھا (کہ کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرتے ہیں) میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے قربانی کے جانور کو نحر کر دیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہاتھ

---

[1] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب لا یعطی الجزار عن نسکہ شیئا و صحیح مسلم باب صدقۃ لحوم الھدی [2] صحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم۔
[3] صحیح بخاری باب قولہ الحج اشھرٌ معلومات عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ المناسک باب متعۃ الحاج عن ابنِ عمرؓ و ابنِ عباسؓ و صحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب وجوب المبیت بمنیٰ عن ابنِ عباسؓ (خط کشیدہ عبارتیں صرف صحیح مسلم میں ہیں البتہ سبیل پر کر پانی پینے کا ذکر صحیح مسلم میں نہیں ہے) [5] صحیح مسلم باب استحباب طواف الافاضۃ عن ابن عمرؓ۔ [6] صحیح مسلم باب حجّۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن جابرؓ و باب جواز الطواف علی بعیر۔

سے اشارہ کیا اور فرمایا "کوئی حرج نہیں، اب کنکریاں مار لو"۔ تیسرے آدمی نے کہا "میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے کعبہ کا طواف کر لیا"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی حرج نہیں"۔ چوتھے شخص نے کہا "میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماریں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی حرج نہیں"۔ غرض یہ کہ اُس دن جس چیز کے متعلق آپؐ سے پوچھا گیا خواہ وہ مقدم ہو گئی یا مؤخّر، آپؐ یہی فرماتے رہے "اب کر لو، کوئی حرج نہیں"۔[1]

۱۱ر و ۱۲ر ذوالحجہ کی مصروفیات ۱۱ر و ۱۲ر ذوالحجہ کو رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تینوں جمرات پر کنکریاں ماریں۔ زوال کے بعد آپؐ پہلے قریب والے جمرہ کے پاس آئے اور اس پر سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہا۔ اس کے بعد آپؐ آگے بڑھے یہاں تک کہ نرم ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رُو کھڑے ہو گئے اور وہاں بڑی دیر تک ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے رہے، پھر پہلے جمرہ کی طرح آپؐ نے درمیانی جمرہ پر بھی کنکریاں ماریں، اس کے بعد آپؐ بائیں جانب گئے اور نرم ہموار زمین پر پہنچکر قبلہ رُو کھڑے ہو گئے اور بڑی دیر تک ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگتے رہے۔ اس کے بعد آپؐ جمرۂ عقبہ کی طرف روانہ ہو گئے۔[2]

جمرۂ عقبہ پہنچکر آپؐ نے اس جمرہ پر بھی کنکریاں ماریں۔[3]

اس جمرہ پر آپؐ نے وقوف نہیں فرمایا اور واپس چلے آئے۔[4]

منیٰ میں بغیر سترہ کے نماز ان ہی ایّام میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عبداللہ ابنِ عبّاسؓ ایک گدھی پر سوار ہو کر وہاں پہنچے، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے دیوار وغیرہ کچھ نہیں تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اُس وقت قریب البلوغ تھے۔ اُنہوں نے اپنی گدھی کو وہیں چرنے کیلئے چھوڑ دیا اور وہ ایک صف کے کچھ حصّہ کے سامنے سے گذرتے ہوئے صف میں داخل ہو گئے، ان کے اس فعل پر کسی نے ملامت نہیں کی۔[5]

سُورۂ اذا جآء نصر اللہ کا نزول ان ہی ایّام میں سُورۂ اذا جآء نصر اللہ کا نزول ہوا، اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ {نصر}	(اے رسُولؐ) جب اللہ کی مدد اور فتح آگئی اور آپؐ نے دیکھ لیا کہ لوگ اللہ کے دین میں جُوق در جُوق داخل ہو رہے ہیں تو اب آپؐ اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کیجئے اس سے مغفرت طلب کیجئے بیشک اللہ معافی دینے والا ہے۔[6]

اس سُورۃ کے نازل ہونے کے بعد رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم رکوع و سجود میں اس طرح دُعا کیا کرتے تھے:-

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ	اے اللہ، اے ہمارے ربّ۔ تیری تعریف کے ساتھ میں تیری تسبیح پڑھتا ہوں، اے اللہ میری مغفرت فرما۔[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب العلم باب الفتیا عن عبداللہ بن عمروؓ و ابن عباسؓ و کتاب المناسک باب النحر قبل الحلق و باب اذا رمی بعد ما امسی و صحیح مسلم باب من حلق قبل النحر۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب رفع الیدین عند جمرۃ الدنیا عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب اذا رمی الجمرتین یقوم مستقبل القبلۃ عن عبداللہ بن عمرؓ [4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب اذا رمی الجمرتین یقوم مستقبل القبلۃ عن ابن عمرؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب العلم باب متی یصح سماع الصغیر عن ابن عباسؓ و کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی [6] صحیح مسلم کتاب التفسیر عن ابن عباسؓ۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء فی الرکوع و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب ما یقال فی الرکوع عن عائشہؓ۔

حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی بیماری ان ہی ایام میں حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات ہوگئی اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سخت بیمار ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی عیادت کیلئے تشریف لے گئے، حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ میری حالت نازک ہے اور میں مالدار آدمی ہوں میرا کوئی وارث نہیں سوائے ایک لڑکی کے تو کیا میں اپنا کل مال خیرات کردوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "دو تہائی مال خیرات کردوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ انہوں نے عرض کیا "نصف خیرات کردوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں"۔ انہوں نے عرض کیا "تہائی مال خیرات کردوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تہائی مال خیرات کردو لیکن تہائی بھی بہت ہے، تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑ جاؤ اور وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کریں۔ تم جو کچھ اللہ کی خوشنودی کیلئے خرچ کروگے اس پر تمہیں ثواب ملے گا۔ یہاں تک کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دوگے (اس پر بھی ثواب ملیگا)"۔ حضرت سعدؓ نے کہا "اے اللہ کے رسولؐ، کیا میں اپنے اصحاب کے بعد (مکہ میں) چھوڑ دیا جاؤں گا (اور مجھے یہاں موت آجائے گی حالانکہ میں یہاں سے ہجرت کرچکا ہوں) آپؐ میرے لئے دعاء کیجئے کہ اپنے شہر نہ لوٹا دیا جاؤں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم (مکہ میں بوجہ بیماری) چھوڑ دئے جاؤگے اور (اس حالت میں بھی) جو نیک کام تم کروگے اس سے تمہارا درجہ اور مرتبہ بلند ہوتا رہے گا، ویسے شاید ابھی تمہاری عمر دراز ہوگی یہاں تک کہ کچھ لوگوں کو تم سے فائدہ پہنچے گا اور کچھ لوگوں کو تم سے ضرر پہنچیگا"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء کی "اے اللہ، میرے اصحاب کی ہجرت کامل کردے اور انہیں الٹے پیر واپس نہ لوٹا"۔ پھر آپؐ نے حضرت سعد بن خولہؓ کی وفات پر اظہارِ تاسف کیا کہ ان بیچارے کی وفات مکہ میں (اس دعاء سے پہلے ہی) ہوگئی [1]

حضرت صفیہؓ اور طواف افاضہ ان ہی ایام میں زوجۂ مطہرہ حضرت صفیہؓ کو اذیتِ ماہانہ شروع ہوگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا "کیا وہ ہمیں روکینگی؟" (یعنی جب تک وہ پاک نہ ہوں طواف نہیں کرسکتیں، ان کے طواف کی وجہ سے ہمیں رکنا پڑے گا) حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ، انہوں نے طواف افاضہ تو کرلیا ہے (یعنی قربانی کے بعد طوافِ کعبہ کرچکی ہیں)"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو پھر (یہاں سے) کوچ کرو"۔ [2]

الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے روانہ ہوئے۔ تنعیم الوداع کی طرف سے آپؐ مکہ معظمہ سے نکلے [3]۔ واپسی میں آپؐ مقام محصّب میں ٹھہر گئے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی وہاں قیام فرمایا [4]۔ اسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں، پھر آپؐ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کو بلایا اور فرمایا "اپنی بہن (عائشہؓ) کو حرم کے باہر لیجاؤ، وہاں سے وہ عمرہ کا احرام باندھیں، پھر تم دونوں (اس کام سے) فارغ ہوکر یہیں آجانا، میں تمہارا انتظار کروں گا"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ تنعیم گئے۔ حضرت

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب رثاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن خولہؓ عن سعدؓ و کتاب الوصایا و کتاب احادیث الانبیاء ابواب الہجرۃ و کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم کتاب الوصیۃ باب الوصیۃ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک و کتاب المغازی باب حجۃ الوداع و صحیح مسلم باب وجوب طواف الوداع عن عائشہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من این یدخل مکۃ عن ابن عمرؓ و باب من این یخرج عن عائشہؓ۔
[4] صحیح بخاری کتاب المناسک باب طواف الوداع۔

عائشہ صدیقہؓ نے وہاں پہنچکر احرام باندھا، پھر عمرہ کیا۔ عمرہ کرنے کے بعد وہ صبح کے وقت واپس ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دیر محصّب میں سوئے، پھر آپؐ اپنی سواری پر بیت اللہ کے طواف کیلئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ واپس آتی ہوئی ملیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم لوگ فارغ ہوگئے؟" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا "جی ہاں"۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طواف کیلئے چلے گئے۔ آپؐ نے فرمایا "لوگوں کا آخری وقت کعبہ کے ساتھ ہونا چاہیئے" (یعنی مکہ معظمہ میں آخری کام طوافِ بیت اللہ ہو، طوافِ وداع کرکے مکہ معظمہ سے روانہ ہوں) البتہ حائضہ عورتوں کیلئے آپؐ نے اس طواف کو معاف کر دیا تھا۔ طواف کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کوچ کا حکم دیا لہٰذا صحابہ کرامؓ مدینہ منوّرہ کی طرف روانہ ہوگئے[1]

مقام اَبطح میں پہنچکر آپؐ نے عصر کی نماز ادا کی[2]۔ پھر آپؐ مقام ذی طوی میں اُترے، رات آپؐ نے وہیں گذاری۔ صبح کو آپؐ وہاں سے روانہ ہوئے[3]

خُم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خُم کے کنویں پر پہنچے تو آپؐ نے ایک خطبہ دیا۔ پہلے آپؐ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر وعظ و نصیحت کی، پھر فرمایا اما بعد، اے لوگو! میں بھی ایک آدمی ہوں، قریب ہے، کہ اللہ کا قاصد آئے اور میں دُنیا سے رخصت ہو جاؤں۔ میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ پہلی ان میں سے اللہ عزّ وجلّ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت ہے، نور ہے، وہ اللہ کی رسّی ہے۔ جس نے اس کی پیروی کی ہدایت پر رہے گا اور جس نے اُسے چھوڑ دیا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔ اللہ کی کتاب کو پکڑ لو اور اس پر سختی سے عمل کرو اور (دوسری بھاری چیز جو میں چھوڑ رہا ہوں) میرے اہلِ بیت (یعنی ازواجِ مطہرات رضؓ) ہیں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں، میں اپنے اہلِ بیت کے متعلق تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں[4] (یعنی اللہ سے ڈرنا، ان کے ساتھ کسی قسم کی بدسلوکی نہ کرنا)۔

مدینہ منوّرہ کے قریب پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معرّس نامی مقام کا راستہ اختیار فرمایا۔ پھر آپؐ ذوالحلیفہ پہنچے، وہاں میدان میں آپؐ نے قیام فرمایا، پھر آپؐ نے نماز پڑھی اور رات وہیں گذاری[5]۔

رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا، خواب میں کسی نے آپؐ سے کہا کہ آپؐ مبارک میدان میں ہیں[6]۔

واپسی میں پورے راستہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بلندی پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے۔ پھر پڑھتے:۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ۔

اللہ کے علاوہ کوئی معبود و کارساز نہیں، وہ اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اُسی کی ہے۔ ہر قسم کی تعریف کا وہی مستحق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے ربّ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ اللہ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا، اُس نے اپنے بندہ کی مدد کی اور اکیلے اُس نے تمام لشکروں کو شکست دی[7]

---

[1] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قول اللہ تعالیٰ الحج اشہر معلومات عن عائشہؓ وکتاب الحیض باب اذا حاضت المرأۃ بعد ما افاضت باب طواف الوداع وکتاب المغازی باب حجۃ الوداع وصحیح مسلم باب بیان وجوہ الاحرام نحوہٗ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح بخاری میں ہیں)۔ [2] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من صلی العصر یوم النفر عن انسؓ وصحیح مسلم باب طواف الافاضۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المناسک باب من نزل بذی طوی اذا رجع من مکۃ عن ابن عمرؓ۔ [4] صحیح مسلم باب من فضائل علیؓ۔ [5] صحیح بخاری کتاب المناسک باب خروج النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی طریق الشجرۃ عن ابن عمرؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب المناسک باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم العقیق واد مبارک عن ابن عمرؓ وصحیح مسلم باب التعریس بذی الحلیفۃ۔ [7] صحیح بخاری ابواب العمرۃ باب یقبل اذا قدم من سفر او غیرہ عن ابن عمرؓ وصحیح مسلم باب ما یقول اذا انقلب من سفر الحج و

۱۱ھ

عاشورۂ محرّم | یہ تو پہلے لکھا جا چکا ہے کہ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مکّہ معظّمہ میں ہی عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس روزہ کا حکم تاکید کے ساتھ دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو یہ روزہ ضروری نہ رہا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جو چاہے رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے"۔

خیبر کے یہودی اس دن روزہ رکھتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ اس دن کو عید کی طرح مناتے تھے اور اس کی بڑی تعظیم کرتے تھے۔ اس دن وہ اپنی عورتوں کو زیورات پہناتے اور ان کا بناؤ سنگھار کراتے تھے۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (یہودیوں کی مخالفت کی بنا پر) حکم دیا کہ تم اس دن روزہ رکھا کرو (کیونکہ مسلمین روزہ کی حالت میں عید نہیں مناتے اُن کی عید اُس دن ہوتی ہے جس دن روزہ رکھنا حرام ہے، لہٰذا اگر مُسلمین عاشورہ کا روزہ رکھ لیں گے تو اُس دن عید منانے کا سوال ہی پیدا نہ ہوگا اور وہ یہودیوں کی مشابہت سے بچ جائیں گے) صحابۂ کرامؓ نے کہا "اے اللہ کے رسُول، یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے ہیں (اور ایک روزہ بھی رکھتے ہیں تو ایک روزہ رکھ کر بھی ان کی کچھ نہ کچھ مشابہت ہو ہی جائیگی)" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم تو (پہلے ہی سے) نویں تاریخ کا روزہ بھی رکھتے تھے (یہ سُنکر) آپؐ نے فرمایا "آئندہ سال انشاء اللہ ہم (سب) نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھیں گے"۔ لیکن (محرّم آنے سے پہلے ہی) اُسی سال آپؐ کا انتقال ہو گیا۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کی طرف اشارہ | ایک دن ایک عورت رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے کچھ مانگا۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے کسی اور دن آنے کا حکم دیا۔ اُس عورت نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ، اگر میں آپؐ کو نہ پاؤں (تو کس کے پاس جاؤں؟)"۔ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اگر مجھے نہ پاؤ تو ابوبکرؓ کے پاس جانا"۔[2]

وحی کی کثرت | رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کا زمانہ قریب آتا جا رہا تھا۔ حجۃ الوداع کے موقع پر اگرچہ دین کی تکمیل ہو گئی تھی لیکن وحی کا سلسلہ بند نہ ہوا تھا، وحی برابر جاری تھی اور جیسے جیسے وفات کا وقت قریب آتا جا رہا تھا وحی کی کثرت ہوتی جا رہی تھی۔[3]

اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو تمام فرقوں سے علیٰحدہ ہو جاؤ | عموماً لوگ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے خیر کے متعلق سوالات کرتے تھے لیکن حضرت حذیفہ بن یمانؓ اس خوف سے کہ کہیں بُرائی میں نہ مبتلا ہو جائیں رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بُرائی کے متعلق سوال کرتے تھے۔ ایک دن اُنہوں نے پُوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ، ہم جاہلیّت میں تھے، بُرائیوں میں گھرے ہوئے تھے، اللہ نے اس خیر (یعنی اسلام) سے ہمیں مشرّف فرمایا تو کیا اِس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں"۔ انہوں نے کہا "کیا اس شر کے بعد پھر خیر آئے گی؟" رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

---

[1] صحیح مسلم کتابُ الصّوم و صحیح بخاری کتابُ الصّوم نحوہٗ عن ابی موسیٰؓ و ابنِ عباسؓ (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [2] صحیح مسلم باب فضائلِ ابی بکرؓ عن جبیرؓ بن مطعمؓ و صحیح بخاری ابواب الفضائل باب فضائل ابی بکرؓ و کتابُ الاحکام۔ [3] صحیح بخاری کتاب فضائل القرآن باب کیف نزل الوحی عن انسؓ و صحیح مسلم کتاب التفسیر۔

فرمایا "ہاں، لیکن اُس میں کدورت ہوگی"۔ اُنہوں نے پوچھا "کدورت کیا ہوگی؟"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسے لوگ ہوں گے جو میرے طریقہ کو چھوڑ کر لوگوں کو ہدایت کریں گے، تم ان کی بعض باتوں کو اچھا سمجھو گے اور بعض باتوں کو بُرا سمجھو گے"۔ اُنہوں نے کہا "کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگی؟"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے جو ان کی پُکار پر لبّیک کہے گا وہ اس کو جہنّم میں ڈالدیں گے"۔ انہوں نے عرض کیا "اے اللہ کے رسُولؐ، کچھ ان کی صفت بیان فرمائیے"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "وہ ہماری قوم کے لوگ ہوں گے اور ہماری ہی زبان میں باتیں کریں گے (یعنی بظاہر اسلام کا دعویٰ کریں گے اور اسلام کی باتیں کرینگے)" انہوں نے پوچھا "اگر میں وہ زمانہ پاؤں تو آپؐ مجھے حکم دیجئے (کہ میں کیا کروں؟)" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جماعت المسلمین اور اُن کے امام سے وابستہ رہنا"۔ اُنہوں نے کہا "اگر جماعت المسلمین نہ ہو اور نہ (اس کا) امام ہو (تو پھر کیا کروں؟)" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ایسی حالت میں بھی تم تمام فرقوں سے علیٰحدہ رہنا خواہ تمہیں درخت کی جڑیں ہی کیوں نہ چبانی پڑیں حتّٰی کہ اسی حالت میں تمہیں موت آجائے"۔ (یعنی اسی حالت میں مرنا گوارا کر لینا لیکن کسی فرقہ میں شامل نہ ہونا)۔

جنّت میں کون جائے گا | ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "میری تمام اُمّت جنّت میں جائیگی سوائے اُن کے جنہوں نے انکار کیا"۔ صحابۂ کرامؓ نے پوچھا "اے اللہ کے رسُولؐ (اُمّت میں ہوتے ہوئے) کون انکار کرے گا؟"۔ رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس نے میری اطاعت کی جنّت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے انکار کیا"[1] (یعنی میری نافرمانی کرنے والا جنّت میں نہیں جائے گا)

ایک پیشین گوئی | وفات سے چند دن پہلے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عشاء کی نماز پڑھا کر فرمایا "اس رات کے متعلق تم کیا جانتے ہو، آج جو نفوس بھی روئے زمین پر زندہ ہیں سو سال کے اندر ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا"[2] (یعنی سو سال کے بعد کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکیگا کہ میں صحابی ہوں اور جو کہیگا وہ جھوٹا ہوگا)

شہدائے اُحد کے لئے دُعا | ایک دن رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لے گئے پھر جنگِ اُحد کے تقریباً آٹھ سال بعد شہدائے اُحد پر آپؐ نے اس طرح نماز پڑھی جیسی کہ میّت پر پڑھی جاتی ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا آپؐ مُردوں اور زندوں کو رخصت کر رہے ہیں۔ نماز کے بعد رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم لَوٹ کر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا "میں تمہارا پیش رَو ہوں اور تم پر گواہ ہوں، اللہ کی قسم میں یقیناً اِس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے زمین کے خزانوں کی کُنجیاں دیدی گئی ہیں (میری اُمّت ان پر قابض ہوگی) اور اللہ کی قسم یقیناً مجھے اس بات کا اندیشہ نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کروگے (یعنی شرک کی تم سے توقّع نہیں) البتّہ مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ کہیں تم دُنیا کے حصول میں ایک دوسرے سے مسابقت نہ کرو[3]"

ازواجِ مطہّراتؓ کا ایک سوال | ایک دن ازواجِ مطہّراتؓ نے رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا "ہم میں سے کون سب سے پہلے آپؐ سے ملیگا؟" رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "جس کا ہاتھ سب سے زیادہ دراز ہے"۔

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الفتن باب کیف الامر اذا لم تکن جماعۃ و صحیح مسلم کتابُ الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عن حذیفہؓ [2] صحیح بخاری کتابُ الاعتصام بالکتاب والسنّۃ عن ابی ہریرہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتابُ العلم باب السمر فی العلم عن ابن عمرؓ و باب ذکر العشاء والعتمۃ فی ابواب مواقیت الصلوٰۃ و صحیح مسلم باب فضل الصحابۃؓ۔ [4] صحیح بخاری کتابُ الجنائز بابُ الصلوٰۃ علی الشہید و کتابُ المغازی بلب غزوۃ اُحُد و صحیح مسلم کتاب الفضائل باب اثبات حوض نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلّم عن عقبۃ بن عامرؓ۔

ازواجِ مطہراتؓ (ایک دن جمع ہوئیں پھر اُنہوں) نے ایک لکڑی سے اپنے ہاتھ ناپے۔ حضرت سودہؓ کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا لیکن (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد سب سے پہلے ان کا انتقال نہیں ہوا بلکہ) اُن زوجۂ مطہرہؓ کا انتقال سب سے پہلے ہوا جو خیرات کو بہت پسند کرتی تھیں[1]۔ اس وقت ازواجِ مطہراتؓ نے سمجھا کہ ہاتھ کی درازی سے مُراد صدقہ اور خیرات کرنا تھی[2]۔

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات

مرض الموت کی ابتداء | وفات سے چند روز پہلے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم بیمار ہو گئے۔ جس دن بیماری کی ابتداء ہوئی اُس دن آپؐ حضرت میمونہؓ کے ہاں مقیم تھے[3]۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کی بیماری | رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری کے ایّام میں ایک دن حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے سر میں درد ہوا۔ وہ کہنے لگیں ہائے دردِ سر۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اسی حالت میں میری زندگی میں تمہارا انتقال ہو جائے تو اچھا ہے کہ میں تمہارے لئے دُعاء واستغفار کروں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے (بطریقِ ظرافت) کہا "اللہ کی قسم مجھے افسوس ہے کہ آپؐ میرا مرنا چاہتے ہیں تاکہ آج ہی شام کو کسی دوسری بیوی کے ساتھ رات گذاریں"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "نہیں، یہ بات نہیں ہے، میں تو خود دردِ سر میں مبتلا ہوں (اور اب زندگی کی کوئی اُمید نہیں ہے) یہاں تک کہ (ایک دن تو) میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ ابوبکرؓ اور اُن کے بیٹے کو بُلا کر وصیّت کر دوں (یعنی ابوبکرؓ کو اپنا وصی بنا دوں) تاکہ بعد میں کوئی کچھ نہ کہہ سکے اور نہ (وصی و جانشین بننے کی) آرزو کر سکے۔ پھر میں نے سوچا کہ (وصیّت کی ضرورت ہی کیا ہے) نہ اللہ کسی اور کو (جانشین) منظور کریگا اور نہ مسلمین ہی کسی اور کو منظور کریں گے[4] (بہرصورت خلافت ان ہی کو ملیگی لہٰذا میں نے وصیّت کا ارادہ ترک کر دیا)"۔

حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں مستقل قیام | بیماری کے زمانہ میں بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنی ازواجِ مطہراتؓ کے ہاں باری باری سے جاتے تھے البتہ آپؐ یہ پُوچھتے رہتے تھے "میں آج کہاں رہوں گا، کل کہاں رہوں گا"۔ گویا آپؐ حضرت عائشہؓ کی باری کا انتظار کرتے تھے[5]۔

جب رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری نے شدّت اختیار کی تو آپؐ نے اپنی بیویوں سے اجازت چاہی کہ آپؐ کی تیمارداری حضرت عائشہ صدّیقہؓ کے ہاں کی جائے۔ تمام ازواجِ مطہراتؓ نے آپؐ کو اجازت دیدی[6]۔

قبروں پر مسجد بنانے کی ممانعت | (بیماری کے ایّام میں) ایک دن حضرت اُمِّ سلمہؓ اور حضرت اُمِّ حبیبہؓ نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو ماریہ کہتے تھے اور جس کو اُنہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اُنہوں نے بیان کیا کہ اس میں تصاویر تھیں۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اُن لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی مرجاتا تو اُس کی قبر پر مسجد بنا لیتے تھے اور اُس میں تصویریں بناتے تھے۔ قیامت کے دن یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہوں گے[7]"۔

---

[1] حضرت زینبؓ بنت جحش کی طرف اشارہ ہے۔ [2] صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب بعد باب فضل صدقۃ الشحیح عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام عن عائشہ صدیقہؓ [4] صحیح بخاری کتاب المرضی باب ما رخص للمریض عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب فضائلِ ابی بکرؓ (صحیح مسلم میں حضرت عائشہؓ کی بیماری کا ذکر نہیں ہے) [5] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشہ صدیقہؓ [6] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء فی المخضب عن عائشہ صدیقہؓ و باب الصلوٰۃ فی البیعۃ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام۔ [7] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ھل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ عن عائشہ صدیقہؓ و صحیح مسلم باب النھی عن بناء المسجد علی القبور۔

وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو وصیت کرنے کا ارادہ کیا، آپؐ نے فرمایا "مجھ پر سات ایسی مشکوں کا پانی ڈالو جن کے منہ نہ کھولے گئے ہوں تاکہ میں باہر جاکر لوگوں کو وصیت کروں"۔ ازواج مطہراتؓ نے آپؐ کو حضرت حفصہؓ کے ایک ٹب میں بٹھا دیا اور مشکوں سے پانی لے لے کر آپؐ پر ڈالنا شروع کیا، ازواجِ مطہراتؓ برابر پانی ڈالتی رہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا "بس"۔ غسل کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے، آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو نماز پڑھائی اور پھر ایک خطبہ دیا۔[1]

جیشِ اسامہؓ سورۂ توبہ کی آیت ۲۹ کے حکم کی تعمیل میں رومیوں پر دو مرتبہ لشکر کشی ہو چکی تھی۔ ایک موتہ کے مقام پر اور دوسری تبوک کے مقام پر۔ اس آیت اور سورۂ توبہ کی آیت ۱۲۳ کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور لشکر ترتیب دیا۔ اس لشکر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہؓ کو سپہ سالار بنایا۔ بعض لوگوں نے حضرت اسامہؓ کی سپہ سالاری پر اعتراض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اگر تم ان کی امارت پر اعتراض کرتے ہو تو اس سے پہلے تم ان کے باپ کی امارت پر بھی اعتراض کر چکے ہو، اللہ کی قسم وہ امارت کے اہل تھے اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور ان کے بعد یہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں"۔[2]

دم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی بیمار ہوتے تو قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرتے اور ہاتھوں کو تمام جسم پر پھیر لیا کرتے تھے لیکن مرض الموت میں آپؐ کے حکم سے حضرت عائشہ صدیقہؓ یہ تینوں سورتیں پڑھ کر آپؐ کے ہاتھوں پر دم کرتیں اور آپؐ کے ہاتھوں کو بدن پر پھیر دیتیں۔[3]

وفات سے چند دن پہلے ایک اور خطبہ وفات سے چند دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے آپؐ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپؐ آکر منبر پر بیٹھ گئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا۔ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا "بے شک اللہ نے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ خواہ وہ دنیا میں رہنا پسند کرے خواہ اس چیز کو پسند کرے جو اللہ کے پاس ہے۔ اس بندہ نے اس چیز کو پسند کر لیا ہے جو اللہ کے پاس ہے"۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ رونے لگے، انہوں نے کہا "ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان ہو جائیں"۔ حضرت ابوسعیدؓ اپنے دل میں کہنے لگے یہ بزرگ کیوں رو رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے رونے سے اوروں کو بھی تعجب ہوا، کہنے لگے ان بزرگوار کو دیکھو، اگر کسی بندہ کو اللہ نے اختیار دیا اور اس نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند کیا (تو آخر اس میں رونے کی کیا بات ہے) ابوسعیدؓ کہتے ہیں (ہمیں بعد میں معلوم ہوا کہ وہ بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے) ابوبکرؓ ہم سب سے زیادہ عالم تھے (لہٰذا وہ ہم سب سے پہلے سمجھ گئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے ابوبکرؓ روؤ نہیں"۔ پھر فرمایا "یقیناً اپنی صحبت اور اپنے مال کے لحاظ سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکرؓ ہیں، اگر اپنی امت میں سے میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اسلامی اخوت اور محبت بھی بہت اچھی چیز ہے۔ جن لوگوں کے گھر کے دروازے مسجد میں کھلتے ہیں وہ سب بند کر دیے جائیں سوائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے"۔[4]

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء بالمخضب و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری باب مناقب زید بن حارثہ و صحیح مسلم باب فضائل زید بن حارثہ عن ابن عمرؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب الطب و صحیح مسلم کتاب السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات عن عائشۃ صدیقہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الخوخۃ والممر فی المسجد عن ابی سعیدؓ و ابن عباسؓ و ابواب مناقب ابی بکرؓ و باب الہجرۃ و صحیح مسلم باب فضائل ابی بکرؓ۔

حضرت فاطمہؓ سے سرگوشی ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو بلوایا جب وہ آئیں تو آپؐ نے فرمایا "اے بیٹی مرحبا"۔ پھر چپکے سے کہا "ہر سال جبریلؑ مجھ سے قرآن کا ایک مرتبہ دَور کرتے تھے اور اس سال دو مرتبہ دَور کیا، میں سمجھتا ہوں کہ میری موت قریب آگئی ہے اور میں اسی مرض میں انتقال کرنے والا ہوں"۔ حضرت فاطمہؓ رونے لگیں۔ پھر آپؐ نے دوبارہ حضرت فاطمہؓ سے چپکے سے کہا "تم میرے اہلِ بیت میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اور کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم جنّتی عورتوں کی یا مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہو"۔ یہ سُن کر حضرت فاطمہؓ ہنسنے لگیں۔

بیماری کے زمانہ میں تمام ازواجِ مطہراتؓ (ہمہ اوقات) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی رہتی تھیں کوئی بیوی آپؐ کو چھوڑ کر کہیں نہ جاتی تھیں[1]

وفات سے پانچ دن پہلے وفات سے پانچ دن پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ کے سامنے اس بات سے برئیت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو کیونکہ یقیناً اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جس طرح اس نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا، اگر میں اپنی اُمّت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ خبردار، تم سے پہلے جو لوگ گذر چکے ہیں وہ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنالیا کرتے تھے، تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں[2]"

حضرت ابوبکر صدّیقؓ کو امامت کا حکم رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا لوگ عشاء کی نماز پڑھ چکے؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کیا "اے اللہ کے رسولؐ نہیں وہ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ٹب میں پانی بھر دو" (پانی بھر دیا گیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ پھر آپؐ (باہر جانے کیلئے) کھڑے ہوئے لیکن آپؐ کو غش آگیا۔ کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے عرض کیا "نہیں، لوگ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ٹب میں پانی بھر دو" (پانی بھر دیا گیا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا، پھر آپؐ نے کھڑے ہونے کا ارادہ کیا تو آپؐ کو غش آگیا، کچھ دیر بعد افاقہ ہوا تو فرمایا "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "نہیں، وہ آپؐ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں"۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے کہا "ابوبکرؓ بہت ہی رقیق القلب آدمی ہیں وہ آپؐ کی جگہ کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ وہ اتنا روئیں گے کہ لوگ کچھ نہ سُن سکیں گے، آپؐ عمرؓ کو حکم دیں کہ وہ نماز پڑھائیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم دیا، حضرت عائشہ صدّیقہؓ نے بھی اپنی معروضات کو دوہرایا اور حضرت حفصہؓ سے بھی کہلوایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم دیا اور فرمایا "تم یوسف کی ساتھ والیاں ہو؟" (جیسے وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک بُرے کام کی طرف مائل کر رہی تھیں تم بھی ابوبکرؓ کی موجودگی میں دوسرے کی امامت کا مشورہ دیکر مجھے ایک غلط کام کی طرف مائل کر رہی ہو، ابوبکرؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کا امام بنانا بہت ہی بُرا کام ہے) ایک آدمی نے باہر آکر حضرت ابوبکر صدّیقؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سُنایا (انہوں نے اپنے اس حق کو حضرت عمرؓ کی طرف منتقل

---

[1] صحیح بخاری باب علامات النبوۃ فی الاسلام عن عائشۃ صدیقہؓ و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم و کتاب الاستئذان باب من ناجی بین یدی الناس و صحیح مسلم باب فضائل فاطمہؓ [2] صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور عن جندبؓ۔

کرنا چاہا) اُنہوں نے حضرت عمرؓ سے کہا "تم پڑھادو"۔ حضرت عمرؓ نے کہا "نہیں تم اس کے زیادہ حقدار ہو"۔ (الغرض حضرت ابوبکرؓ نے نماز پڑھائی) پھر کئی دن تک وہ نماز پڑھاتے رہے[1]

ظہر کی نماز کیلئے تشریف لیجانا دوسرے دن (بروز جمعرات) مرض میں کچھ افاقہ ہوا تو رسُولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ظہر کی نماز کے وقت باہر جانے کا ارادہ کیا۔ دو آدمیوں کے سہارے آپؐ باہر تشریف لے گئے۔ آپؐ کے ایک طرف حضرت عباسؓ تھے اور دوسری طرف حضرت علیؓ تھے، آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جارہے تھے (جب آپؐ باہر پہنچے تو) حضرت ابوبکر صدیقؓ نماز شروع کرچکے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے (محسوس کیا کہ آپؐ تشریف لارہے ہیں تو) پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ سے اُنہیں پیچھے ہٹنے سے منع فرمادیا، پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم حضرت ابوبکرؓ کے بائیں پہلو میں جاکر بیٹھ گئے، (رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے نماز پڑھائی) حضرت ابوبکرؓ، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اقتداء کررہے تھے اور باقی لوگ حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء کررہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے تھے تاکہ لوگ سُن لیں۔ اس کے بعد پھر جب تک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زندہ رہے حضرت ابوبکرؓ صدیقؓ ہی نماز پڑھاتے رہے[2]

تبصرہ پہلے گذر چکا ہے کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حکم دیا کہ "جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں"۔ مندرجہ بالا حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر امام کسی دوسرے آدمی کو نائب امام بناکر اپنے پہلو میں کھڑا کرلے تو مقتدی کھڑے ہوکر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ مخصوص صورت اس حکمِ عام سے مستثنیٰ ہے۔ بادشاہ عموماً تختِ شاہی پر بیٹھتے ہیں اور عام لوگ اُن کے سامنے باادب کھڑے رہتے ہیں۔ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑے ہوکر نماز پڑھیں تو یہ چیز بادشاہوں کے طرزِ عمل سے مشابہ ہے لہٰذا ممنوع ہے۔ لیکن مذکورہ بالا صورت میں امام کسی دوسرے شخص کے قدموں کے برابر بیٹھا ہوتا ہے لہٰذا وہ اندازِ شاہانہ اس میں نہیں پایا جاتا اور اسی لئے یہ صورت جائز ہے۔

انصار کے متعلق وصیت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات سے (چار یا پانچ دن) پہلے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گذرے۔ انصار رورہے تھے۔ اُنہوں نے پوچھا تم کیوں رورہے ہو، انصار نے کہا "رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی مجلس یاد آرہی ہے"۔ (اور اب عنقریب ہم اس سے محروم ہوجائیں گے) حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عباسؓ نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر انصار کی کیفیت بیان کی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ صحابہؓ کے ساتھ آپؐ کی یہ آخری مجلس تھی، اس کے بعد آپؐ منبر پر تشریف فرما نہ ہوسکے۔ اس وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ایک بڑی چادر اپنے شانوں پر ڈالے ہوئے تھے اور اپنے سر پر ایک پٹی باندھ رکھی تھی۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا "لوگو! میرے قریب آجاؤ"۔ لوگ آپؐ کے قریب جمع ہوگئے۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا "امّابعد میں تم کو انصار کے معاملہ میں وصیت کرتا ہوں، وہ میرا معدہ اور میری زنبیل ہیں (یعنی میرے لئے ایسے ہیں جیسے جسم کیلئے معدہ اور وہ میری خلافت و امانت کے امین ہیں) جو حق اُن پر تھا وہ ادا کرچکے، ان کا حق (ادا نہیں

---

[1] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء بالمخضب و کتاب الاذان باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ و باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ و باب انما جعل الامام لیؤتم بہ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام عن عائشۃ صدیقہؓ و ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب الوضوء باب الغسل والوضوء فی المخضب عن عائشۃ صدیقہؓ و کتاب الاذان باب حد المریض ان یشہد الجماعۃ و باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ و باب انما جعل الامام لیؤتم بہ و صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں)

ہوا) باقی رہ گیا ہے، لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار کم ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اتنے کم ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ لہٰذا جو شخص محمدؐ کی اُمّت میں کسی چیز کا والی ہو اور اُسے اختیار ہو کہ اُس میں کسی کو ضرر پہنچائے یا کسی کو فائدہ پہنچائے تو اُس کو چاہیئے کہ انصار میں سے نیکی کرنے والوں کی نیکی کو قبول کرے اور ان میں سے برائی کرنے والے کی بُرائی کو درگذر کرے[1]۔"

حدیثِ قرطاس وفات سے چار دن پہلے جمعرات کے روز (شام کے وقت) مرض میں شدّت ہوئی، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "کوئی کاغذ لے آؤ، میں تمہیں کچھ لکھوا دوں کہ لکھنے کے بعد تم بھول نہ سکو۔"

حضرت عمرؓ نے کہا "آپؐ ویسے ہی اِس وقت تکلیف میں ہیں (مزید تکلیف کیوں دی جائے) تمہارے پاس قرآن موجود ہے (کیا وہ کافی نہیں؟)"

(اِس بات پر اختلاف ہوا تو) حضرت عمرؓ کہنے لگے "اللہ کی شریعت (یعنی قرآن وحدیث) ہمارے لیئے کافی ہے (آپؐ کو کیوں تکلیف دی جائے)۔"

جو لوگ گھر میں موجود تھے اُن میں اختلافِ رائے ہوا۔ بعض کہنے لگے کاغذ وغیرہ لے آؤ تاکہ آپؐ وصیّت لکھوا دیں تو پھر تم اس کی موجودگی میں بھول نہ سکو گے۔ بعض کچھ اور کہنے لگے، بالآخر لوگوں نے آپس میں کہا "رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کیا کیفیّت ہے، کیا آپؐ رخصت ہو رہے ہیں (اگر واقعی یہ بات ہے تو پھر لکھوا ہی لیں ورنہ پھر کسی اور وقت دیکھا جائے گا اور) یہ بات آپؐ ہی سے کیوں نہ پوچھ لی جائے (کہ کیا اسی وقت لکھوانا ضروری ہے) الغرض (اتفاق رائے سے) حاضرین نے آپؐ کو وصیّت لکھوانا یاد دلایا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "مجھے چھوڑ دو جس حالت میں مَیں اِس وقت ہوں وہ اُس سے بہتر ہے جس کی طرف تم مجھے بُلا رہے ہو (رہ گئیں وصیّتیں تو اُن کو زبانی ہی سن لو)۔" پھر آپؐ نے اُن کو تین وصیّتیں کیں۔ آپؐ نے فرمایا "مُشرکین کو جزیرۂ عرب سے نکال دینا، وفود کی اُسی طرح خاطر مدارات کرنا جس طرح میں کرتا تھا۔۔۔ پھر آپؐ نے فرمایا "اب تم میرے پاس سے چلے جاؤ، تمہیں میرے پاس اختلاف کرنا مناسب نہیں تھا۔"[2]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کتابُ اللہ یعنی شریعتِ الٰہیہ پر عمل کرنے کی بھی وصیّت فرمائی[3]

آپؐ نے یہ بھی وصیّت کی کہ میرے وارث نہ دینار تقسیم کریں نہ درہم۔ ہم (یعنی انبیاءؑ) اپنی بیویوں کے اخراجات اور اپنے عامل کی اُجرت کے علاوہ جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے[4]

مرض الموت میں تبلیغ ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پردہ کھولا، اُس وقت آپؐ کے سر پر پٹّی بندھی ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کی اقتداء میں لوگ صفوں میں کھڑے ہو چکے تھے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "اے لوگو! مبشّراتِ نبوّت میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا (نبوّت اب کسی کو نہیں ملے گی) سوائے اس کے کہ کسی مسلم کو نیک خواب نظر آجائے یا اس کیلئے کسی دوسرے مسلم کو خواب میں کچھ نظر آجائے۔ خبردار ہو جاؤ مجھے رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت کر دی گئی ہے لہٰذا رکوع میں تو اللہ عزّ وجلّ کی عظمت بیان کیا کرو اور سجدوں

---

[1] صحیح بخاری کتابُ الجمعۃ باب من قال فی الخطبۃ بعد الثناء اما بعد عن ابنِ عباسؓ و باب علامات النبوّۃ فی الاسلام و مناقب انصار عن ابن عباسؓ و انسؓ۔
[2] صحیح بخاری کتابُ العلم عن ابن عباسؓ و کتابُ الجہاد باب جوائز الوفود و کتاب فرض الخمس باب اخراج الیہود من جزیرۃ العرب و کتابُ المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و کتاب المرضی و صحیح مسلم کتابُ الوصیّۃ باب ترک الوصیّۃ [3] صحیح بخاری کتابُ الوصایا عن عبداللہ بن ابی اوفی و کتابُ المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم و صحیح مسلم کتابُ الوصیّۃ باب ترک الوصیّۃ [4] صحیح بخاری کتابُ الوصایا عن ابی ہریرۃ رضؓ۔

میں خوب دُعائیں مانگا کرو، اُمّید ہے کہ دُعا قبول ہو جائے۔" پھر تین مرتبہ آپؐ نے فرمایا "اے اللہ کیا میں نے (تیرے احکام کو) پہنچا دیا۔" وفات سے تین دن پہلے آپؐ نے فرمایا "تم میں سے کسی کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ عزّ وجلّ سے حُسنِ ظن رکھتا ہو۔"[1]

مرض میں افاقہ ان ایّام میں ایک دن مرض میں کچھ افاقہ ہوا۔ حضرت علیؓ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھے جب وہ باہر تشریف لائے تو لوگوں نے پوچھا اے ابوالحسن، رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مزاج کیسے ہیں؟ حضرت علیؓ نے کہا الحمدللہ آج مرض میں افاقہ ہے۔ اتنے میں حضرت عبّاسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا "اللہ کی قسم تین دن بعد تم دوسرے کے ماتحت بن جاؤ گے اور اللہ کی قسم بے شک رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عنقریب اسی مرض میں وفات پا جائیں گے، میں بنو عبدالمطلب کے چہروں سے اُن کی موت کو پہچان لیتا ہوں۔ چلو ہم رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس چلیں اور آپؐ سے دریافت کریں کہ خلافت کس کو ملیگی۔ اگر ہمیں ملیگی تو ہمیں معلوم ہو جائیگا اور اگر کسی اور کو ملیگی تو بھی ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ پھر آپؐ (جیسی) وصیّت ہمیں کریں گے (ہم اس پر عمل کریں گے)" حضرت علیؓ نے جواب دیا "اللہ کی قسم اگر ہم نے سوال کیا اور رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انکار کر دیا تو آپؐ کے بعد لوگ کبھی ہمیں خلافت نہ دیں گے (وہ آپؐ کے انکار کو دلیل بنا کر ہمیں کبھی بھی خلافت کا مستحق نہ سمجھیں گے لہٰذا) اللہ کی قسم یقیناً میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سوال نہیں کروں گا۔"[2]

(نوٹ:۔ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبّاسؓ کا یہ عقیدہ تھا کہ بنو ہاشم کے علاوہ دوسرے لوگ بھی خلافت کے اہل ہیں، خلافت کی اہلیت اسلامی اصول پر مبنی ہے نہ کہ نسب پر۔ مزید برآں یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اس واقعہ سے پہلے کبھی کسی موقع پر بھی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علیؓ کی امامت و خلافت کا اعلان نہیں فرمایا تھا)

مرض میں شدّت پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مرض نے شدّت اختیار کی۔ حضرت عائشہ صدّیقہؓ فرماتی ہیں "مرض کی اتنی شدّت میں نے کسی کی بیماری میں نہیں دیکھی جتنی کہ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری میں تھی۔"[3]

ایک دن حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حاضرِ خدمت ہوئے۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو شدّت کا بخار چڑھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا "اے اللہ کے رسُولؐ آپؐ کو تو بہت سخت بخار ہے۔" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، جتنا بخار تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے اُتنا مجھے اکیلے کو ہے۔" اُنہوں نے کہا "یہ اس لئے کہ آپؐ کے لئے دوہرا اجر ہے؟" رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا "ہاں، یہ اسی لئے ہے۔" پھر فرمایا "کسی مسلم کو جب کوئی مصیبت پہنچتی ہے خواہ وہ کانٹا چبھنے کی تکلیف ہو یا اس سے زیادہ تو اس کی وجہ سے اللہ اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت کے پتّے جھڑتے ہیں۔"[4]

قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت بیماری شدّت سے جاری تھی۔ ایک دن اسی عالم میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے چہرۂ مبارک پر چادر ڈال لی، چادر ڈالنے سے سانس گھٹنے لگا تو آپؐ نے پھر چہرہ کھول لیا۔ اسی طرح آپؐ بار بار کرتے رہے۔ اسی عالم میں آپؐ نے فرمایا "اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، اُنہوں نے اپنے نبیوں کی

---

[1] صحیح مسلم باب النہی عن قراءۃ القرآن فی الرکوع والسجود عن ابن عباسؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلّم عن ابن عباسؓ و کتاب الاستئذان باب المعانقۃ۔ [3] صحیح بخاری کتاب المرضی باب شدۃ المرض عن عائشہؓ و صحیح مسلم کتاب البر باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ۔ [4] صحیح بخاری کتاب المرضی باب اشد الناس بلاء الانبیاء عن ابن مسعودؓ و صحیح مسلم کتاب البر باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ۔ [5] صحیح مسلم کتاب الجنۃ باب الامر بحسن الظن باللہ تعالیٰ عند الموت۔

قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔" حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں "جو کچھ اُنہوں نے کیا تھا آپؐ اُس سے ڈرا رہے تھے۔"[1]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُنہ پر دوا لگانا بیماری کے دَوران گھر والوں نے رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مُنہ پر دوا لگانے کا ارادہ کیا۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمایا۔ اُنہوں نے یہ سمجھ کر کہ مریض تو دوا کو منع کیا ہی کرتا ہے آپؐ کے مُنہ پر دوا لگا ہی دی۔ جب آپؐ کو ذرا افاقہ ہوا تو آپؐ نے فرمایا "میں نے تمہیں دوا لگانے سے منع کیا تھا (پھر تم نے دوا کیوں لگائی؟)" گھر والوں نے کہا "مریض تو منع کیا ہی کرتا ہے"۔ رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیشین گوئی فرمائی کہ تم میں سے کوئی شخص نہیں بچیگا جس کے مُنہ پر دوا نہ لگائی جائے سوائے عباسؓ کے کہ وہ دوا لگانے میں شریک نہیں تھے۔[2]

مغرب کی نماز میں سُورۂ مرسلات ان ہی ایام میں ایک دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (گھر والوں کو) مغرب کی نماز پڑھائی، آپؐ نے اس میں سُورۂ مرسلات کی تلاوت کی۔ اس کے بعد آپؐ (گھر والوں کو بھی) نماز نہ پڑھا سکے۔[3]

رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حیاتِ طیّبہ کا آخری دن رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بیماری کے زمانہ میں حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھاتے رہے۔ تین دن (یعنی جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو) رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم باہر تشریف نہ لاسکے۔ جب پیر کا دن ہوا تو اس حالت میں کہ صحابۂ کرامؓ نمازِ فجر کے وقت صفوں میں کھڑے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکر صدّیقؓ امامت کیلئے آگے آرہے تھے کہ اتنے میں رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حجرہ کا پردہ اُٹھایا اور کھڑے ہوکر لوگوں کی طرف دیکھنے لگے، اس وقت آپؐ کا چہرہ ایسا (حَسین) معلوم ہورہا تھا گویا کہ وہ قرآن مجید کا ایک ورق ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں ایسا خوشنما منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ آپؐ مسکرا رہے تھے، صحابۂ کرامؓ نے آپؐ کو دیکھا تو انہیں اتنی خوشی ہوئی کہ انہیں نماز میں بھی آپؐ کے خیال میں کھو جانے کا اندیشہ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدّیقؓ نے آپؐ کو دیکھا تو سمجھے کہ آپؐ نماز پڑھانے باہر تشریف لارہے ہیں۔ وہ پیچھے ہٹے تاکہ صف میں آکر ملجائیں لیکن فوراً ہی رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اشارہ کیا کہ آگے بڑھو اور نماز پوری کرو۔ آپؐ باہر آنے پر قادر نہ ہوسکے اور پردہ ڈال دیا۔[4] پھر اُس دن آپؐ پر دوسرے ایام کے مقابلہ میں بہت زیادہ وحی نازل ہوئی۔[5] اور اُسی دن کسی وقت رسُولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:-

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝ {نسآء ۶۹}

اُن لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدّیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں "میں سمجھ گئی کہ آپؐ کو اختیار دیدیا گیا (اور آپؐ نے اللہ والوں کی رفاقت کو پسند کرلیا) کیونکہ میں سنا کرتی تھی کہ نبی کو موت نہیں آتی جب تک اُسے جنّت میں اُس کا مقام نہ دکھا دیا جائے اور اسے دنیا اور آخرت میں اختیار نہ دیا جائے (خواہ وہ زندہ رہنا پسند کرے یا مرنا پسند کرے)" پھر رسُولُ اللہ صلّی اللہ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ما جاء فی قبر النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن عائشۃ صدیقہؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وکتاب اللباس وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب النہی عن بناء المسجد علی القبور۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم کتاب السلام عن عائشہؓ [3] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب القراءۃ فی المغرب وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم عن ام الفضلؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ عن انسؓ وباب ہل یلتفت لامر وابواب العمل فی الصلوٰۃ باب من رجع القہقری وکتاب المغازی باب مرض النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم وصحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استخلاف الامام (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم میں ہیں) [5] یہ پیشین گوئی حرف بہ حرف پوری ہوئی (فتح الباری) [6] صحیح مسلم کتاب التفسیر

علیہ وسلم بار بار یہ پڑھنے لگے "فی الرفیق الاعلیٰ" (یعنی اعلیٰ رفیق کی قربت میں مجھے جگہ دے)[1]
(وفات کا وقت قریب آتا جا رہا تھا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کمر لگائے بیٹھے تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ" یعنی اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پہ رحم فرما اور مجھے رفیق (اعلیٰ) سے ملا دے۔ اسی اثناء میں مرض نے اور شدت اختیار کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ یہ دیکھکر حضرت فاطمہؓ رونے لگیں اور کہنے لگیں "ہائے میرے والد کی تکلیف"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آج کے بعد تمہارے والد کو کوئی تکلیف نہیں پہنچیگی"۔[2]
(اتنا کہنے کے بعد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپؐ نے اپنی نظریں چھت کی طرف کر لیں اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔ اتنے میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ آئے۔ اُن کے پاس ایک مسواک تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا "کیا مسواک لیکر آپؐ کو دیدوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مسواک لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی لیکن کمزوری کی وجہ سے آپؐ مسواک کو نرم نہ کر سکے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے پوچھا "کیا میں اسے نرم کر دوں؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے فرمایا "ہاں"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے مسواک لے لی اور اُس کو چبایا پھر اُس کو نرم کیا اور صاف[3] کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیدی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنی اچھی طرح مسواک کی کہ اس سے پہلے اتنی اچھی طرح کبھی نہیں کی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "اللہ نے میرے اور آپؐ کے لعاب کو آپؐ کے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن جمع کر دیا"۔
پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوکنے کیلئے ایک طشت منگوایا۔ آپؐ اس میں تھوکتے جاتے تھے، مسواک سے فارغ ہوتے ہی آپؐ نے اپنی اُنگلی آسمان کی طرف کی اور تین دفعہ فرمایا "فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔[4]
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی کا ایک لگن رکھا ہوا تھا، آپؐ اُس میں ہاتھ ڈال کر اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، بیشک موت کے وقت جاں کنی ہوتی ہے"۔ حضرت عائشہؓ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ کر اذھب الباس رب الناس الخ پڑھنا چاہا، آپؐ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر آپؐ نے ہاتھ کو کھڑا کیا اور آپؐ یہ پڑھنے لگے "فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔ آخری کلمات جو زبان مبارک سے ادا ہوئے یہ تھے "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَاَلْحِقْنِیْ مَعَ الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی"۔
پیر کے دن کی آخری ساعتیں تھیں، حضرت عائشہ صدیقہؓ کی باری کا دن تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہؓ کی گود میں سر رکھے ہوئے لیٹے تھے کہ آپؐ اُن کی گود میں جھک پڑے، آپؐ کا ہاتھ نیچے ہو گیا (اور آپؐ کی وفات ہو گئی[5]) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مجھے معلوم بھی نہ ہو سکا کہ (کس وقت) آپؐ کی وفات ہو گئی[6]
وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک موٹا تہ بند باندھے ہوئے اور ایک موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے[7]۔ اُس وقت آپؐ کی عمر ۶۳ سال تھی[8]۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب التفسیر سورۃ النساء وصحیح مسلم باب فضل عائشہؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [2] صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم باب فضائل عائشہؓ عن عائشہ صدیقہؓ۔ [3] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ما جاء فی بیوت ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن عائشہؓ۔ [4] صحیح بخاری کتاب الاذان باب اہل العلم والفضل احق بالامامۃ وباب ہل یلتفت لامر وابواب العمل فی الصلوٰۃ باب من رجع القہقری عن انسؓ وکتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین عن عائشہؓ وباب ما جاء فی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الوصایا وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب الدعوات وکتاب الرقاق (خط کشیدہ الفاظ صرف صحیح مسلم کتاب السلام میں ہیں) [5] صحیح بخاری کتاب فرض الخمس باب ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکتاب اللباس وصحیح مسلم کتاب الاشربۃ عن عائشہؓ۔ [6] صحیح بخاری کتاب الہجرۃ عن ابن عباسؓ وکتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحیح مسلم عن عائشہؓ۔ [7] صاف کرنے سے مراد دھونا نہیں ہے بلکہ ٹوٹے ہوئے ریشے دور کرنا مراد ہے۔

حضرت ابوبکرؓ کی آمد جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی حضرت ابوبکر صدیقؓ اپنے مکان پر تھے جو مقام سُنح میں واقع تھا، خبر ہوتے ہی وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ سیدھے مسجد میں گئے اور کسی سے بات نہیں کی، پھر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مکان میں تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، اُس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ کی ایک چادر اُڑھا دی گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے (چادر ہٹا کر) آپؐ کا چہرۂ مبارک کھولا اور جھک کر آپؐ کا بوسہ لیا، پھر رونے لگے اور کہنے لگے "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہو جائیں۔ اے اللہ کے نبیؐ، اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اللہ آپؐ پر دو موتیں کبھی جمع نہ کریگا بس ایک ہی موت تھی جو آپؐ کیلئے لکھی گئی تھی اور وہ آپؐ کو حاصل ہو چکی، آپؐ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاکیزہ ہیں"۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ باہر تشریف لائے۔ اس وقت حضرت عمرؓ لوگوں میں تقریر کر رہے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے "اللہ کی قسم، اللہ آپؐ کو پھر زندہ کریگا اور آپؐ (مفسد) لوگوں کے ہاتھ پیر کاٹیں گے"۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُن سے کہا "اے قسم کھانے والے بیٹھ جاؤ"۔ حضرت عمرؓ نے اُن کے اس کہنے پر کوئی توجہ نہیں کی (اور برابر تقریر کرتے رہے) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر کہا بیٹھ جاؤ۔ حضرت عمرؓ پھر بھی نہ بیٹھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے تشہد پڑھنا شروع کر دیا، لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اور حضرت عمرؓ کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمرؓ بیٹھ گئے (اور تقریر ختم کر دی پھر کچھ دیر بعد کھڑے ہو کر حضرت ابوبکرؓ کی تقریر سُننے لگے) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کی پھر کہا "امّا بعد، تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا تو (اُسے معلوم ہو جانا چاہیئے کہ) محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ اور جو شخص اللہ عزّ وجلّ کی پرستش کرتا تھا تو بے شک اللہ عزّ وجلّ زندہ ہے اُسے کبھی موت نہ آئے گی۔ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:-

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ {زمر} (اے رسولؐ) بیشک آپؐ مرنیوالے ہیں اور یہ بھی مرنیوالے ہیں۔

اللہ تعالیٰ (مزید) فرماتا ہے:-

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ {آل عمران ۱۴۴}

اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہی تو ہیں، ان سے پہلے بھی بہت سے رسولؐ گذر چکے ہیں، اگر یہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو (کفر کی طرف) اُلٹے پاؤں پھر جائے گا وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اللہ شکر گزار بندوں ہی کو ثواب عظیم دیتا ہے"۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں "اللہ کی قسم اُس وقت لوگوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ کسی کو یہ یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے۔ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ آیت تلاوت کی تو اُن سے سُنکر لوگوں کو یہ آیت یاد آئی، پھر ہر شخص کی زبان پر یہی آیت تھی۔ تمام صحابۂ کرامؓ اس کی تلاوت کر رہے تھے اور بے اختیار رو رہے تھے"۔ [1]

جب حضرت عمرؓ نے یہ آیت سُنی اور اُنہیں یقین ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو وہ کھڑے

---

[1] صحیح بخاری کتاب الجنائز باب الدخول علی المیت عن عائشۃ صدیقہؓ و باب مناقب ابی بکرؓ و کتاب المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم